

الزيتون النضرة

(الزيتون)

بطل اول

تصنيف

امام ابو العباس محمد بن الطبري متوفى سنة ٦٩٢ هـ

ترجمه

مولانا قاضي محمد علي صاحب دہلی

مکتبہ دارالعلوم دیوبند

جامعہ اسلامیہ شیراز، شیراز، ۱۹۵۰ء

7227228

قرآن مجید دارالعلوم دیوبند

الریاض النضرۃ

(اردو)

فِي مَنَاقِبِ الْعَشِيرَةِ الْمُبَشَّرَةِ

جلد اول

تصنيف

امام ابو العباس محمد بن الطبري متوفى ۶۹۴ھ

ترجمہ و تخریج

مولانا قاری محمد طیب خطیب کلکتہ

مکتبہ نور محمدیہ
بلاول گنج — لاہور

جملہ حقوق بحق مترجم محفوظ ہیں

نام کتاب: الریاض النضرہ جلد اول

مترجم: مولانا قاری محمد طیب صاحب

کتابت: سائنس صلیق حضرت کیبا نوالہ شریف

تاریخ طباعت: نومبر ۱۹۹۲ء

170

قیمت

21/1

محقق اسلام شیخ الحدیث محمد علی صاحب کی تصانیف انکی جدید قیمتیں
حضرت مولانا الحاج

موجودہ قیمتیں: تحفہ جعفریہ جلد اول قیمت ۱۲ روپے

تحفہ جعفریہ جلد دوم قیمت ۱۲ روپے — تحفہ جعفریہ جلد سوم قیمت ۱۲ روپے

تحفہ جعفریہ جلد چہارم قیمت ۱۲ روپے — تحفہ جمعہ جعفریہ جلد پنجم قیمت ۱۲ روپے

فقہ جمعہ جعفریہ جلد اول قیمت ۱۳ روپے — فقہ جمعہ جعفریہ جلد دوم قیمت ۱۳ روپے

فقہ جمعہ جعفریہ جلد سوم قیمت ۱۳ روپے — فقہ جمعہ جعفریہ جلد چہارم قیمت ۱۲ روپے

عقائد جعفریہ جلد اول قیمت ۱۳ روپے
عقائد جعفریہ جلد چہارم قیمت ۱۳ روپے

عقائد جعفریہ جلد اول قیمت ۱۳ روپے
عقائد جعفریہ جلد سوم قیمت ۱۳ روپے

نور العینین فی ایمان ابائے سید الکونین ۲ قیمت: ۱۲ روپے

دشمنان امیر معاویہ کا علمی محاسبہ و جلد قیمت ۱۲ - دوم ۱۲ روپے

میران الکتب قیمت ۱۲ روپے

منکرین و توبیخ علیہم علیہ السلام

زیر طبع

مصنف علام کے فرزند ارجمند مولانا قاری محمد طیب صاحب کی تصانیف

ترجمہ دلائل النبوت، ابو نعیم، صفحانی جلد اول مطبوعہ
ترجمہ اردو ریاض النضرہ جلد اول - مطبوعہ

قرآن صحیح پڑھو - مطبوعہ رسالہ حجاب - مطبوعہ الدعاد بعد نماز جنازہ مطبوعہ

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اثبات پر ایک تحقیقی کتاب زیر طبع

ترجمہ اردو ریاض النضرہ جلد دوم - زیر طبع
فن تجوید میں دو نصابی کی شرح اور سیس اردو میں ترجمہ زیر طبع

شیعہ مذہب المعروف تحفہ جعفریہ، فقہ جمعہ جعفریہ، عقائد جعفریہ کا خلاصہ - زیر طبع

ناشر، مکتبہ ذریعہ حسنیہ، جامعہ رسولیہ شیرادیہ امیر روڈ بلال گنج لاہور

فہرست

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۳۵	کچھ پیش نظر کتاب کے بارے میں۔	۱
۳۸	کچھ مصنف کے بارے میں۔	۲
۴۱	باب اول:	۳
۴۳	عشرہ مبشرہ و دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے اجتماعی فضائل	۴
۴۳	فصل اول:	۵
۴۳	جملہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے فضائل	۶
۴۴	کسی بھی علاقہ میں فوت ہونے والے اصحابی روز قیامت اہل علاقہ کا رہنا ہوگا	۷
۴۷	اصحابی، تابعی اور تبع تابعی نگاہ رسولؐ میں	۸
۴۹	فصل دوم۔	۹
۴۹	جنگ بدر اور صلح حدیبیہ میں شریک صحابہ رضی اللہ عنہم کے فضائل	۱۰
۵۲	فصل سوم۔	۱۱
۵۲	صحابہ کرام سے محبت، ان کے لیے استغفار اور ان کے باہمی اختلافات میں نہ پڑنے کا بیان۔	۱۲
۵۹	فصل چہارم:	۱۳
۵۹	صحابہ کرام کے باہمی اختلافات میں نہ الجھنے اور انہیں برا نہ کہنے کے بیان میں	۱۴
۷۰	باب دوم: عشرہ مبشرہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعض اجتماعی فضائل اور ان کے نسب مبارک کا بنی علیہ السلام سے اتصال	۱۵

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۷۴	بیان اول : (اس بار سے میں کہ)	۱۶
۷۴	عشرہ مبشرہ میں سے ہر ایک کو نبی علیہ السلام کی صحبت میں سے ہے اگرچہ درجات صحبت میں تفاوت ہے۔	۱۷
۷۷	بیان دوم : عشرہ مبشرہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے کینہ و بغض رکھنے سے بچنا	۱۸
۷۷	بیان سوم : عشرہ مبشرہ کے لیے جنت کی بشارت	۱۹
۸۰	بیان چہارم : عشرہ مبشرہ میں سے ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ صفات حمیدہ	۲۰
۸۱	بیان پنجم : عشرہ مبشرہ الذین سبقت لہم منا الحسنیٰ کے مصداق اول ہیں۔	۲۱
۸۲	باب سوم : عشرہ مبشرہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے بعض کے فضائل	۲۲
۸۲	بیان اول : عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم میں صدیقین اور شہداء	۲۳
۸۵	بیان دوم : جنت میں نبی علیہ السلام کی تشریف آوری اور عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم سمیت آپ کا امت سے موازنہ کیا جانا۔	۲۴
۸۶	بیان سوم : کچھ افراد عشرہ مبشرہ اور کچھ دیگر صحابہ کی رفاقت و نجابت	۲۵
۸۸	بیان چہارم : فرمان نبی - ابو بکر نے مجھے کبھی دکھ نہیں دیا۔ اور اول مہاجرین سے رضائے نبی۔	۲۶
۸۸	بیان پنجم : عشرہ مبشرہ میں سے ہر ایک کی جداگانہ صفت حمیدہ	۲۷
۸۹	بیان ششم : چند صحابہ جو زبان نبوت کے مطابق بہترین انسان ہیں۔	۲۸
۹۰	بیان ہفتم : فرمان نبی کے مطابق جو لوگ مجھان خدو مصطفیٰ ہیں۔	۲۹
۹۰	بیان ہشتم : کچھ وہ صحابہ جو نبی علیہ السلام کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔	۳۰
۹۱	بیان نهم : عشرہ رضی اللہ عنہم سے کچھ کے لیے زبان رسالت کی خصوصیات اور	۳۱

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۹۱	بیان دہم: بعض افرادِ عشرہؓ اور بعض دیگر صحابہؓ کے لیے زبانِ سالتِ جنت کی دعا	۳۲
۹۲	بیان نمبر ۱۱: جنت میں عشرہ مبشرہ کے مقامات رفیعہ	۳۳
۹۳	بیان نمبر ۱۲: کچھ وہ صحابہ جو جمعہ کے روز لوگوں کے بھاگ جانے کے وقت نبی علیہ السلام کے ساتھ رہے۔	۳۴
۹۴	بیان نمبر ۱۳: وہ حدیث جو عشرہ مبشرہ میں سے بعض کی اہلیتِ خلافت پر دال ہے۔	۳۵
۹۴	بیان ۱۴: کچھ عشرہ مبشرہ اور کچھ دیگر صحابہ کے حق میں نازل شدہ آیات قرآنیہ	۳۶
۱۰۰	باب چہارم: چار یارانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل سے مختص احادیث	۳۷
۱۰۰	بیان اول: اللہ نے خلفاءِ اربعہ کو اپنے نبی کی صحبت کے لیے چن لیا۔	۳۸
۱۰۱	بیان دوم: خلفاءِ اربعہ پر خدا و مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نوازشیں اور یہ کہ ان کا محبِ مومن ہے اور دشمنِ منافق۔	۳۹
۱۰۲	بیان سوم: خطبہ سیدالابراہر اور مدح چار یارِ رضی	۴۰
۱۰۵	بیان چہارم: خلفاءِ اربعہ کی محبت فرض ہے۔	۴۱
۱۰۶	بیان پنجم: خلفاءِ اربعہ انبیاء کی امثال ہیں۔	۴۲
۱۰۷	بیان ششم: ابو بکر و عمر ایک مٹی اور عثمان و علی ایک مٹی سے ہیں	۴۳
۱۰۷	بیان ہفتم: نبیؐ اور خلفاءِ اربعہ کا جو ہم بشری ایک جنتی سبب اٹھایا گیا ہے۔	۴۴
۱۰۸	بیان ہشتم: نبیؐ اور خلفاءِ اربعہ آفرینشِ آدمؑ سے قبل اللہ کے ہاں انوار تھے۔	۴۵
۱۰۹	بیان نہم: نبیؐ کے بعد سب سے پہلے خلفاءِ اربعہ ہی قبروں سے اٹھیں گے۔	۴۶
۱۰۹	بیان دہم: روزِ قیامت خلفاءِ اربعہ کی وقتِ حساب امتیازی شان۔	۴۷
۱۱۰	بیان گیارھواں: زبانِ نبوت سے خلفاءِ اربعہ کے لیے اعلانِ جنت	۴۸

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۱۱۱	بیان نمبر ۱۲: خلفاء اربعہ نبی علیہ السلام کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے۔	۴۹
۱۱۲	بیان نمبر ۱۳: حوض کوثر کے چاروں کونوں پر خلفاء اربعہ متعین ہوں گے	۵۰
۱۱۲	بیان نمبر ۱۴: روز قیامت خلفاء اربعہ کے خصوصی اختیارات	۵۱
۱۱۳	بیان نمبر ۱۵: چار یاران نبی کے اسماء کی تحریر۔	۵۲
۱۱۳	بیان نمبر ۱۶: لوا۱۱ محمد (محمد کے جھنڈے) پر اسماء خلفاء اربعہ کی تحریر	۵۳
۱۱۳	بیان نمبر ۱۷: چار یاران نبی کی خلافت پر وال احادیث	۵۴
۱۱۸	بیان نمبر ۱۸: قرآن، در شان یاران نبی علیہم الرضوان	۵۵
۱۱۹	بیان نمبر ۱۹: نبی علیہ السلام کے بعد چار یاران نبی کی افضلیت	۵۶
۱۲۰	بیان نمبر ۲۰: بارگاہ تاجدارانِ خلافت میں حضرت ابن عباس کا ہدیہ عقیدت	۵۷
۱۲۳	بیان نمبر ۲۱: امام جعفر صادق کی زبان سے ثناء یارانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم	۵۸
۱۲۴	بیان نمبر ۲۲: اتباعِ رسول میں آپ کے یاروں کی تین تین اشیاء سے محبت	۵۹
۱۲۵	باب پنجم:	۶۰
۱۲۵	ابو بکر صدیق عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم سے مختص مشترکہ فضائل	۶۱
۱۲۶	بیان نمبر ۱: تینوں خلفاء میں سے ہر ایک ساری امت کے بھاری ہے	۶۲
۱۲۸	ایک شبہ:	۶۳
۱۲۹	دلیل اول:	۶۴
۱۳۰	دلیل دوم:	۶۵
۱۳۰	بیان نمبر ۲: عرش پر صحابہ ثلاثہ کے اسماء گرامی کی تحریر	۶۶
۱۳۱	بیان نمبر ۳: جنت کے ہر پتے پر صحابہ ثلاثہ کے نام	۶۷
۱۳۱	بیان نمبر ۴: صحابہ ثلاثہ کے ہاتھوں میں کنگریوں کی تسبیح	۶۸

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۱۳۳	بیان ۵: حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی صداقت اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت	۶۹
۱۳۵	بیان ۶: صحابہ ثلاثہ کے لیے زبان رسالت سے جنت کی خصوصی بشارت	۷۰
۱۳۷	بیان ۷: شان صحابہ ثلاثہ بزبان امام محمد باقر رضی اللہ عنہ	۷۱
۱۳۳	بیان ۸: صحابہ ثلاثہ کی منفرد شان بزبان امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ	۷۲
۱۳۵	بیان ۹: صحابہ ثلاثہ کی شان میں امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کا قول	۷۳
۱۳۵	بیان ۱۰: امام حسن بن علی مرتضیٰ کے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی زبانی شان صحابہ ثلاثہ	۷۴
۱۳۶	بیان ۱۱: حضرت حسن مثنیٰ بن امام حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ صحابہ ثلاثہ	۷۵
۱۳۸	بیان ۱۲: حضرت ابو بکر صدیق و حضرت علی مرتضیٰ کی منفرد شان	۷۶
۱۳۹	قسم ثانی:	۷۷
۱۳۹	عشرہ مبشرہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے ہر ایک کے سوانح و فضائل پر مستقل دس ابواب	۷۸
۱۵۱	باب اول: فضائل خلیفہ رسول بلا فصل ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ اس میں پندرہ فصول ہیں	۷۹
۱۵۲	فصل ۱: صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نسب اور آپ کے والدین کا اسلام۔	۸۰
۱۵۳	بیان ۱: آپ کے والد ابو قحافہ کے اسلام کا واقعہ۔	۸۱
۱۵۵	بیان ۲: آپ کی والدہ ام النخیر کے اسلام کا واقعہ	۸۲
۱۶۰	فصل ۲: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام نامی	۸۳
۱۶۳	بیان ۱: آپ کا لقب ”صدیق“	۸۴
۱۶۰	بیان ۲: ابو بکر صدیق کو آسمانوں میں علیم کہا جاتا ہے	۸۵
۱۶۰	فصل سوم: آپ کے جسمانی خدو خال	۸۶
۱۶۱	فصل ۳: صدیق اکبر کا واقعہ اسلام اور دین میں آپ کا ورود مسعود	۸۷
۱۶۵	بیان ۳: سب سے پہلے اسلام کون لایا؟	۸۸

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۱۸۰	بیان ۲: سب سے پہلے کون اسلام لایا اس بارہ میں اختلاف علماء	۸۹
۱۸۶	فصل ۵: ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر کون کون اسلام لایا	۹۰
۱۸۹	فصل ۶: دور جاہلیت سے ہی نبی علیہ السلام اور ابو بکر صدیق باہم گہرے دوست تھے۔	۹۱
۱۹۱	فصل ۷: جب ابو بکر صدیق نے توحید خداوندی کا اعلان کیا اور نبی علیہ السلام کا دفاع کیا تو مشرکین سے کیا کیا تکالیف اٹھانا پڑی۔	۹۲
۱۹۲	بیان ۱: ابو بکر صدیق نے کہاں کہاں مشرکین سے رسول خدا کا دفاع کیا۔	۹۳
۱۹۷	بیان ۲: مشرکین نے مکہ سے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو نکالا اور ابن دغنے نے پناہ دی	۹۴
۲۰۰	فصل ۸: نبی علیہ السلام کے ساتھ راہِ نجات میں آپ کی خدمت رسولؐ اور غار اور اس کے بعد والے سفرِ مدینہ کے واقعات	۹۵
۲۰۰	بیان ۱: نبی علیہ السلام اور ابو بکر صدیق غارِ ثور کو چلے۔	۹۶
۲۱۱	بیان ۲: غارِ ثور اور اس کے راستے میں ابو بکر صدیق کی خدمت رسولؐ	۹۷
۲۱۲	حیاتِ صدیق اکبر کی ایک رات اور ایک دن۔	۹۸
۲۱۸	صدیق جیسا دوست کہاں۔ قول نبیؐ	۹۹
۲۲۳	غار میں صدیق کے لیے جنت سے پانی آیا۔	۱۰۰
۲۲۴	بیان ۳: نبیؐ اور ابو بکر کی غار سے نکل کر روانگی اور استقبالِ اہلِ مدینہ۔	۱۰۱
۲۳۲	جب امامِ معبد کا جھونپڑا نور رسالت سے جگمگا اٹھا۔	۱۰۲
۲۳۵	آقا یہ ہیں میں تو غلام ہوں۔	۱۰۳
۲۳۸	آمدِ رسولؐ پر مدینہ میں جشنِ بہاراں۔	۱۰۴
۲۴۲	فصل ۹: ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خصوصیات	۱۰۵

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۲۴۳	خصوصیت صدیق اکبرؑ:	۱۰۶
۲۴۳	آپ نے کسی دور میں نبی علیہ السلام کا انکار نہیں کیا۔	۱۰۷
۲۴۴	خصوصیت ۲: غار میں خدمتِ رسول۔ نبی علیہ السلام کی شہادت و محبت اور ثنائی اثنین کا لقب۔	۱۰۸
۲۴۶	خصوصیت ۳: نبیؑ کے بعد آپ سب امت کے سبقت گئے ہیں۔	۱۰۹
۲۴۶	خصوصیت ۴: اگر نبی علیہ السلام اللہ کے خلیل نہ ہوتے تو آپ ابو بکرؓ کو اپنا خلیل بناتے۔	۱۱۰
۲۴۷	خصوصیت ۵: واقعاً نبی علیہ السلام نے آپ کو اپنا خلیل بنایا۔	۱۱۱
۲۴۷	خصوصیت ۶: نبی علیہ السلام کے ساتھ بیعتِ اُخوت و صحبت	۱۱۲
۲۴۹	خصوصیت ۷: مسجد نبویؐ میں صرف آپ کا ہی دروازہ کھلا چھوڑا گیا	۱۱۳
۲۵۰	خصوصیت ۸: فرمانِ نبیؐ مجھے اپنی محبت و مال سے ابو بکرؓ نے سب سے زیادہ سنا دیا	۱۱۴
۲۵۳	خصوصیت ۹: ارشادِ نبویؐ! صدیق سے بڑھ کر کسی انسان کے مال نے مجھے نفع نہیں دیا۔	۱۱۵
۲۵۵	خصوصیت ۱۰: شانِ صدیقی میں شہادتِ حیدر کرار	۱۱۶
۲۵۵	خصوصیت ۱۱: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صدیقی احساسِ آقا کا بدلہ اللہ ہی دے گا	۱۱۷
۲۵۶	خصوصیت ۱۲: ذاتِ نبیؐ پر جان و مال کی قربانی اور روشن ضمیری۔	۱۱۸
۲۵۹	خصوصیت ۱۳: آپ نے کس قدر مال راہِ خدا میں خرچ کیا۔	۱۱۹
۲۶۱	خصوصیت ۱۴: پاداشِ اسلام میں ستائے جانے والے غلاموں کو آپ نے خرید کر آزاد کیا۔	۱۲۰
۲۶۱	جب صدیق اکبرؓ نے بلالؓ کو خریدا۔	۱۲۱

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۲۶۴	خصوصیت ۱۵: آپ نبی علیہ السلام کے ہاں سب صحابہ سے بڑھ کر محبوب ہیں	۱۲۲
۲۶۵	خصوصیت ۱۶:	۱۲۳
۲۶۵	خصوصیت ۱۷: امت کے لیے سب سے زیادہ رحیم ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں	۱۲۴
۲۶۶	خصوصیت ۱۸: انبیاء کے بعد پوری نسل انسانیت میں آپ سب سے افضل ہیں	۱۲۵
۲۶۶	صدیق کی بابت ائمہ اہل بیت کا اجماعی فیصلہ۔	۱۲۶
۲۶۸	آپ روزِ محشر انبیاء کی طرح شفاعت کریں گے۔	۱۲۷
۲۷۰	میرے بعد اللہ تمہیں سب سے بہتر شخص پر اکٹھا کر دے گا۔ ارشادِ نبویؐ	۱۲۸
۲۷۲	خصوصیت ۱۹: آپ دانشمندانِ عرب کے سردار ہیں۔	۱۲۹
۲۷۳	خصوصیت ۲۰: آپ سب سے بڑھ کر شجاع ہیں۔	۱۳۰
۲۷۵	خصوصیت ۲۱: بدر میں آپ کی شجاعت اور ثابت قدمی کا منظر	۱۳۱
۲۷۸	خصوصیت ۲۲: مدینہ میں آپ کی ثابت قدمی اور دل جمعی۔	۱۳۲
۲۸۰	خصوصیت ۲۳: نبیؐ کے وصال کے روز آپ کی ثابت قدمی اور دل جمعی	۱۳۳
۲۸۰	جب لوگوں کے دماغ ماؤف ہو گئے تھے صدیقِ رضی اللہ عنہ نے امت کی دستگیری کی	۱۳۴
۲۸۵	نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز جنازہ کا طریقہ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے بتلایا۔	۱۳۵
۲۸۸	خصوصیت ۲۴: نبی علیہ السلام کے وصال کے وقت آپ کی غیر موجودگی نبی علیہ السلام کے حکم سے تھی۔	۱۳۶
۲۹۰	خصوصیت ۲۵: وصالِ نبی کریمؐ کے بعد قبائلِ عرب کے مرتد ہونے پر آپ کی ثابت قدمی اور مستقل مزاجی۔	۱۳۷
۲۹۰	یمنِ زکوٰۃ کی ایک رسی کے لیے بھی جہاد کروں گا۔ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ	۱۳۸

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۲۹۳	شکر اسامہ ضرور روانہ ہوگا، خواہ اس کے بعد مجھے زندے ہی اٹھالے جائیں	۱۳۹
۲۹۷	خصوصیت ۲۶: بوقت وفات آپ کی دل جمعی اور مستقل مزاجی	۱۴۰
۲۹۷	خصوصیت ۲۷: آپ کی حدیث فہمی اور سب سے بڑھ کر علوم نبویہ سے واقفیت	۱۴۱
۳۰۰	خصوصیت ۲۸: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں اپنا پس خورہ دودھ صدیق اکبرؓ کو دیا۔	۱۴۲
۳۰۰	خصوصیت ۲۹: آپ کے علم انساب عرب پر نبی علیہ السلام کی شہادت قبائل و انساب عرب کے متعلق ایک عرب نوجوان کا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پر لطف مکالمہ۔	۱۴۳
۳۰۷	خصوصیت ۳۰: نبی علیہ السلام کے سامنے آپ فتویٰ دیتے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مہر صدیق ثبوت کرتے تھے۔	۱۴۴
۳۰۹	خصوصیت ۳۱: نبی علیہ السلام کی موجودگی میں خواب کی تعبیر بیان کیا کرتے اور زبان نبوت اس کی تصدیق کیا کرتی۔	۱۴۵
۳۱۲	خصوصیت ۳۲: آپ دربار نبوت میں مشورہ پیش کرتے اور نبی علیہ السلام قبول فرماتے تھے۔	۱۴۶
۳۱۳	خصوصیت ۳۳: اللہ تعالیٰ نے نبی کو آپ سے مشورہ کرنے کا حکم دیا ہے	۱۴۷
۳۱۳	خصوصیت ۳۴: آپ مصالح اہل اسلام کے متعلق نبی علیہ السلام سے ہمیشہ جو گفتگو رہے تھے۔	۱۴۸
۳۱۴	خصوصیت ۳۵: آپ کا غلطی کرنا اللہ کو منظور ہی نہیں۔	۱۴۹
۳۱۵	خصوصیت ۳۶: آپ ہی نے سب سے پہلے قرآن پاک جمع کیا ہے۔	۱۵۰

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۳۱۷	خصوصیت ۳۷: سب سے پہلے اپنے اسلام میں مسلمانوں کی امارت حج کی ہے۔	۱۵۱
۳۱۸	خصوصیت ۳۸: نبی علیہ السلام کے بعد ساری نسل انسانیت سے پہلے آپ روز قیامت قبر سے باہر آئیں گے۔	۱۵۲
۳۱۸	خصوصیت ۳۹: امت محمدیہ کا سب سے پہلا جنت میں جانے والا فرد آپ ہیں	۱۵۳
۳۱۹	خصوصیت ۴۰: سب سے پہلے آپ ہی حوض کوثر پر آئیں گے۔	۱۵۴
۳۱۹	خصوصیت ۴۱: حوض کوثر پر آپ نبی علیہ السلام کے ساتھی ہوں گے۔	۱۵۵
۳۲۰	خصوصیت ۴۲: آپ جنت میں نبی علیہ السلام کے رفیق ہوں گے۔	۱۵۶
۳۲۰	خصوصیت ۴۳: روز قیامت آپ خلیل و حبیب کے درمیان ہوں گے	۱۵۷
۳۲۱	خصوصیت ۴۴: روز قیامت آپ کا حساب نہیں ہوگا۔	۱۵۸
۳۲۲	خصوصیت ۴۵: اللہ تعالیٰ روز قیامت آپ پر خصوصی تجلّی ڈالے گا۔	۱۵۹
۳۲۲	خصوصیت ۴۶: جبریل کے قدموں کی کھڑکھڑاہٹ کو آپ سن لیتے تھے۔	۱۶۰
۳۲۲	خصوصیت ۴۷: ہر آسمان پر نبی علیہ السلام کے نام کے پیچھے آپ کا نام لکھا ہے	۱۶۱
۳۲۵	خصوصیت ۴۸:	۱۶۲
۳۲۵	خصوصیت ۴۹: نورانی جھنڈے پر نبی کے نام کے ساتھ آپ کا نام ہے۔	۱۶۳
۳۲۶	خصوصیت ۵۰: نبی نے آپ کو حیاتِ ظاہرہ میں امیرِ حج بنایا۔	۱۶۴
۳۲۶	خصوصیت ۵۱: بعض اوقات نبی کسی کام کو غیر حاضر تھے۔ تو آپ نے نماز پڑھائی	۱۶۵
۳۲۸	خصوصیت ۵۲: فرمانِ نبیؐ۔ ابو بکرؓ کی موجودگی میں کسی دوسرے کو امامت کا حق نہیں۔	۱۶۶
۳۳۰	خصوصیت ۵۳: ایامِ مرضِ وفات میں نبی علیہ السلام نے اعلانِ خلافت کے لیے آپ کو امام بنایا۔	۱۶۷
۳۳۵	خصوصیت ۵۴: نبی کے حکم سے آپ نے نماز پڑھائی اور نبی نے پیچھے پڑھی۔	۱۶۸

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۳۳۶	خصوصیت ۵۵: نبی علیہ السلام نے اپنی رحلت کے بعد اہل معاملات خود ابو بکر کے حوالے کر دیئے تھے۔ تاکہ ان کی خلافت لوگوں پر واضح ہو جائے۔	۱۶۹
۳۳۸	خصوصیت ۵۶: نبی علیہ السلام نے آپ کی خلافت کی تحریر لکھنا چاہی تھی پھر اس خیال سے کہ انہی کی خلافت اللہ اور مسلمانوں کو منظور رہے آپ نے یہ ارادہ چھوڑ دیا۔	۱۷۰
۳۴۲	خصوصیت ۵۷: آپ ایک ہی دن میں کئی قسم کی نیکیوں میں پہل کر گئے	۱۷۱
۳۴۵	خصوصیت ۵۸: سیدہ فاطمہ کا جنازہ آپ ہی نے پڑھایا۔	۱۷۲
۳۴۷	خصوصیت ۵۹: سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے راضی خوشی دنیا سے گئی ہیں۔	۱۷۳
۳۴۹	خصوصیت ۶۰: خلیفۃ الرسول صرف آپ کا مشہور زمانہ لقب ہے۔	۱۷۴
۳۵۰	خصوصیت ۶۱: آپ کی چار بیٹیوں صحابی اور راوی احادیث رسول خدا ہیں	۱۷۵
۳۵۱	خصوصیت ۶۲: وہ قرآنی آیات جو آپ کے حق میں یا آپ کی وجہ سے نازل ہوئی ہیں۔	۱۷۶
۳۶۲	فصل ۱: افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ والی احادیث ایک نظر میں	۱۷۷
۳۶۳	فصل ۲: جنت میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کی شان اور مدارج	۱۷۸
۳۶۵	صدیق اکبر کی پہلی جتنی شان	۱۷۹
۳۶۵	آپ کو جنت کے ہر دروازہ سے بلایا جائے گا۔	۱۸۰
۳۶۶	صدیق اکبر کی دوسری جتنی شان	۱۸۱
۳۶۶	فرشتے آپ کو جنت میں انبیاء کے ساتھ مقام دیں گے	۱۸۲
۳۶۷	ابو بکر صدیق کی تیسری جتنی شان۔	۱۸۳
۳۶۷	جنت میں آپ کی خوش سنجہتی۔	۱۸۴

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۳۶۸	بیان ۴: جنت میں آپ کا بلند و بالا گنبد۔	
۳۶۸	بیان ۵: جنت میں آپ کے لیے گلاب جیسی چار سو حوریں۔	
۳۶۸	بیان ۶: اہل جنت کس طرح آپ کا پرتپاک استقبال کیا کریں گے۔	
۳۶۹	فصل ۱۲:	
۳۷۰	فضیلت ۱: آپ مجسمہ خیر و خوبی ہیں۔	
۳۷۰	مدلیق اکبر اور بھلائی کی تین سو ستر خصلتیں۔	
۳۷۱	فضیلت ۲: نبی علیہ السلام کے سسرال کی عظمت	
۳۷۲	فضیلت ۳: بارگاہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی قدر و منزلت۔	
۳۷۳	فضیلت ۴: آپ کو رسول سے وہ قرب حاصل ہے جو انکھوں کو جسم سے ہے	
۳۷۴	فضیلت ۵: بارگاہ نبوت میں آپ کا ادب و احترام	
۳۷۵	فضیلت ۶: آپ سے نبی علیہ السلام کا دل کبھی نہیں دکھا	۱۸۵
۳۷۶	فضیلت ۷: آپ نبی علیہ السلام کے محرم راز اور امین الاسرار تھے۔	۱۸۶
۳۷۷	فضیلت ۸: نبی علیہ السلام کے رشتہ دار نگاہ و مدلیق میں اپنے رشتہ داروں سے زیادہ عزیز تھے۔	۱۸۷

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۳۷۷	فضیلت ۹: نبی علیہ السلام کو قلبی سرور اور آنکھوں کی ٹھنڈک دینا آپ کا عمل تھا۔	۱۸۸
۳۷۹	فضیلت ۱۰: نبی علیہ السلام کے وصال کے بعد آپ کے وعدے ابو بکر رضی نے پورے کیے۔	۱۸۹
۳۸۰	فضیلت ۱۱: تا قیامت اہل ایمان کے اعمال صالحہ جتنا ثواب اکیلے ابو بکر رضی کو ہوگا	۱۹۰
۳۸۱	فضیلت ۱۲: آپ کی شجاعت اور مصائب میں حوصلہ مندی۔	۱۹۱
۳۸۱	فضیلت ۱۳: آپ کا علم و فضل اور معاملہ فہمی۔	۱۹۲
۳۸۲	فضیلت ۱۴: آپ کی فراستِ ایمانی اور کرامات	۱۹۳
۳۸۲	فضیلت ۱۵: آپ نے کس طرح نبی علیہ السلام کی قدم تقدیم پیروی کی۔	۱۹۴
۳۸۵	باغ فدک کے متعلق آپ تاریخی فیصلہ	۱۹۵
۳۹۱	فضیلت ۱۶:	۱۹۶
۳۹۱	فضیلت ۱۷: آپ کی عبادت اور حسنِ ادائیگی نماز	۱۹۷
۳۹۲	فضیلت ۱۸:	۱۹۸
۳۹۲	فضیلت ۱۹: ہزار ہا اقسام کی خوبیاں اور نیک اعمال آپ میں موجود ہیں۔	۱۹۹
۳۹۵	فضیلت ۲۰: آپ کو جنت کے ہر دروازہ سے بلایا جائے گا۔	۲۰۰

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۳۹۶	فضیلت ۲۱: بقول آپ کی زوجہ کے آپ ساری رات محو عبادت رہتے اور آہ بھرتے رہا کرتے۔ ایسے میں ہمیں بھننے ہوئے کلیجہ کی بو آتی تھی۔	۲۰۲
۳۹۶	فضیلت ۲۲: آپ کا زہد و ورع اور اتقار و پرہیزگاری	۲۰۳
۳۹۸	فضیلت ۲۳: اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا اور آپچی رضا پوچھتا ہے۔	۲۰۴
۳۹۹	صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور محاسبہ نفس۔	۲۰۵
۴۰۲	فضیلت ۲۴: آپ کا خوفِ خدا اور تقویٰ۔	۲۰۶
۴۰۵	کسی مسئلے کا شرعی حل تلاش کرنے کے لیے تحقیق کا عالم	۲۰۷
۴۰۶	احتیاطاً پانچ سواحدیث کا مسودہ جلا دیا۔	۲۰۸
۴۰۷	دورانِ خلافت آپ کے مال میں صرف ایک اونٹ اور ایک معمولی کپڑے کا اضافہ ہوا۔	۲۰۹
۴۰۹	فضیلت ۲۵: آپ نے قبل از اسلام سے لے کر تمام عمر شراب پی نہ شعر کہا۔	۲۱۰
۴۰۹	فضیلت ۲۶: آپ نے کبھی کسی سے کچھ مانگا نہیں تھا۔	۲۱۱
۴۱۰	فضیلت ۲۷: آپ کا انکسار اور تواضع۔	۲۱۲
۴۱۰	خلیفہ وقت کندھے پہ کپڑا رکھے بازار میں روزی کمانے ہے۔	۲۱۳

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۴۱۱	دخترانِ مدینہ! میں خلیفہ بننے کے بعد بھی تمہاری بکریاں ڈوبتا رہوں گا۔	۲۱۲
۴۱۲	فضیلت ۲۸: آپ کا غصہ جلد ٹھنڈا ہو جاتا تھا۔	۲۱۵
۴۱۳	قتل کا لفظ سنتے ہی آپ کا غصہ کا فور ہو گیا۔	۲۱۶
۴۱۵	فضیلت ۲۹: آپ کی غیرت اور زبان نبیؐ سے آپ کی بیوی کی طہارت۔	۲۱۷
۴۱۶	فضیلت ۳۰: ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جھگڑے میں خاموش رہے اور فرشتہ آپ کی طرف سے جواب دیتا رہا۔	۲۱۸
۴۱۸	فضیلت ۳۱: آپ سے محبت رکھنے کی ترغیب دھندہ احادیث۔	۲۱۹
۴۲۰	حضرت علی رضی اللہ عنہ پل صراط سے صدیق رضی اللہ عنہ کے جدار کو ہی گزرنے دیں گے۔	۲۲۰
۴۲۱	فضیلت ۳۲: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آپ کو خود سے بہتر جانتے تھے۔	۲۲۱
۴۲۲	۱۷ کاش: میں صدیق کے سینے پر ایک بال ہوتا۔ عمر فاروق	۲۲۲
۴۲۳	فضیلت ۳۳: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آپ کی از حد تعظیم کرتے تھے۔	۲۲۳

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۴۳۴	فصل ۱۳: خلافتِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور اس کے متعلقات کا بیان	۲۲۴
۴۳۷	فضیلت ۱: نبی علیہ السلام نے علی کی خلافت (بلا فصل) کی	۲۲۵
	دعا مگر اللہ نے صرف ابو بکر ہی کا انتخاب فرمایا۔	۲۲۶
۴۳۸	فضیلت ۲: خلافتِ ابی بکر پر حضرت عمر کی رائے۔	۲۲۷
۴۳۹	فضیلت ۳: خلافتِ ابی بکر رضی اللہ عنہ کی رائے اور نبی علیہ السلام کے عمل سے استدلال۔	۲۲۸
۴۴۱	فضیلت ۴: خلافتِ ابی بکر رضی اللہ عنہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا بیان	۲۲۹
۴۴۲	فضیلت ۵: خلافتِ صدیق اکبر پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد۔	۲۳۰
۴۴۳	فضیلت ۶: ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا ارشاد و خلافتِ صدیق کی بابت۔	۲۳۱
۴۴۴	فضیلت ۷: خلافتِ ابی بکر کے متعلق عیسائی علماء کا بیان	۲۳۲
۴۶۹	فضیلت ۸: نبی علیہ السلام کسی بھی شخص کو خلافت کا پروانہ لکھ نہیں دیئے گئے تھے۔	۲۳۳
۴۷۱	فضیلت ۹: ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیعت اور متعلقہ امور کی تفصیل	۲۳۴
	فضیلت ۱۰: سقیفہ میں کس طرح سے بیعت ہوئی۔	۲۳۵
۴۸۷	فضیلت ۱۱: صدیق اکبر کی عمومی بیعت کا حال حقیقت	۲۳۶
۴۹۳	فضیلت ۱۲: دستِ صدیق پر علی المرتضیٰ کی بیعت	۲۳۷

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۵۰۹	فضیلت ۱۱ : دست صدیق اکبر پر حضرت زبیر کی بیعت۔	۲۳۸
۵۰۹	فضیلت ۱۲ : ابو بکر صدیق نے حکومت سے گلو خلاصی کرانے کی کوشش کی۔	۲۳۹
۵۱۳	فضیلت ۱۵ : آپ حکومت سے نفرت کرتے تھے اور مجبوراً اسے اہل اسلام کی بہتری کے لیے اختیار کیا۔	۲۴۰
۵۱۵	فضیلت ۱۶ : خلافت حاصل ہونے کے بعد ابو بکر صدیق کا خطاب	۲۴۱
۵۱۶	فضیلت ۱۷ : بیت المال میں سے آپ کے لیے کیا وظیفہ مقرر کیا گیا۔	۲۴۲
۵۱۸	فضیلت ۱۸ : جب ابوقحافہ کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کا علم ہوا تو انہوں نے کیا کہا۔	۲۴۳
۵۱۸	فصل ۱۲ :	۲۴۴
۵۱۸	ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات اور متعلقہ امور۔	۲۴۵
۵۲۱	فضیلت ۱ : آپ کی وفات کس سبب سے ہوئی۔	۲۴۶
۵۲۲	فضیلت ۲ : لاضی برضار ہتے ہوئے آپ نے جہاد ترک کر دیا۔	۲۴۷
۵۲۳	فضیلت ۳ : آپ نے عمر فاروق کو اپنا جانشین بنایا۔	۲۴۸
۵۲۵	فضیلت ۴ : آپ نے وصیت کی کہ مجھے فلاں شخص غسل دے گا اور یہ کہ میری تدفین جلدی کی جائے۔	۲۴۹
۵۲۶	فضیلت ۵ : وفات کے وقت آپ کی عمر۔	۲۵۰
۵۲۸	فضیلت ۶ : جب ابوقحافہ کو آپ کی رحلت کی اطلاع ملی تو انہوں نے کیا کہا۔	۲۵۱

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۵۲۸	فضیلت ۷:	۲۵۲
۵۲۸	آپ کی رحلت پر حضرت علی کا اظہارِ افسوس	۲۵۳
۵۳۲	فضیلت ۸:	۲۵۴
۵۳۲	سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی قبر پر آکر کیا کیا	۲۵۵
۵۳۳	فصل پانزدہم:	۲۵۶
۵۳۳	ابوبکر صدیق کی اولاد کا تذکرہ	۲۵۷
۵۳۹	باب دوم	۲۵۸
۵۳۹	فضائل سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ	۲۵۹
۵۴۱	فصل اول:	۲۶۰
۵۴۱	عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا نسب مبارک	۲۶۱
۵۴۳	فصل دوم:	۲۶۲
۵۴۳	حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم اور کنیت	۲۶۳
۵۴۸	فصل سوم:	۲۶۴
۵۴۸	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے جسمانی خدو خال	۲۶۵
۵۵۱	فصل چہارم:	۲۶۶
۵۵۱	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا واقعہ	۲۶۷
۵۶۲	اسلام لانے کی پاداش میں کچھ تکالیف مجھے بھی آنی چاہئیں تمنائے عمر فاروق رضی	۲۶۸

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۵۶۶	عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کفار کے گھر گھر جا کر اپنے ایمان کا اعلان کیا۔	۲۶۹
۵۶۹	آپ کے اسلام کی وجہ سے دین کا غلبہ و عزت اور اہل اسلام کی حفاظت۔	۲۷۰
۵۷۵	عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام پر عرش والوں کی خوشی۔	۲۷۱
۵۷۷	فصل پنجم:	۲۷۲
۵۷۷	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بے مثال ہجرت	۲۷۳
۵۷۹	فصل ششم:	۲۷۴
۵۷۹	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خصوصیات	۲۷۵
۵۷۹	خصوصیت ۱:	۲۷۶
۵۷۹	اگر نبی علیہ السلام کے بعد نبوت ممکن ہوتی تو آپ نبی ہوتے	۲۷۷
۵۸۰	اگر میں نبی بن کر رہتا تو عمر نبی بن کر آتا۔ قول رسول	۲۷۸
۵۸۰	خصوصیت ۲:	۲۷۹
۵۸۰	زبان رسالت کے مطابق آپ امت کے محدث ہیں۔	۲۸۰
۵۸۱	خصوصیت ۳:	۲۸۱
۵۸۱	آپ کی ذات کراپا خیر ہے۔	۲۸۲
۵۸۳	خصوصیت ۴:	۲۸۳
۵۸۳	آپ تمام صحابہ سے بڑھ کر تارک الدنیا تھے۔	۲۸۴

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۵۸۳	خصوصیت ۵: کئی مواقع پر آپ کی رائے کے موافق قرآن لہرا	۲۸۵
۵۸۴	اسیران بدر کے متعلق آپ کی رائے	۲۸۶
۵۹۰	آپ کی رائے پر آیت حجاب کا نزول	۲۸۷
۵۹۳	حضرت عمرؓ نے کہا۔ یا رسول اللہ! اللہ، جبریل، میں، ابوبکر، اور تمام مسلمان آپ کے مددگار ہیں۔ تو اللہ نے اس کی تائید میں قرآن اتارا۔	۲۸۸
۵۹۸	منافقین کی نماز جنازہ کے متعلق آپ کی رائے	۲۸۹
۶۰۲	فتبارك الله احسن الخالقين کا نزول آپ کی رائے پر	۲۹۰
۶۰۵	سبحانك هذا جہتان عظیمیوں کا نزول آپ کی رائے پر۔	۲۹۱
۶۰۶	قل من كان عدوا لجبریل کا نزول آپ کی رائے پر۔	۲۹۲
۶۰۷	شراب کی حرمت آپ کی رائے پر	۲۹۳
۶۱۰	حضرت عمرؓ کی رائے پر غلاموں کو گھر میں اجازت لے کر داخل ہونے کا حکم ہوا	۲۹۴
۶۱۲	حضرت عمرؓ کے بعض ارشادات تو رات کی آیت کے مماثل واقع ہوئے	۲۹۵
۶۱۴	خصوصیت ۶: اللہ نے عمرؓ کی زبان اور دل پر حق رکھ دیا ہے فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم	

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۶۱۶	خصوصیت ۷: عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی زبان فرشتہ (سکینہ) بولتا ہے۔	۲۹۶
۶۱۷	خصوصیت ۸: آپ کی ہیبت اور آپ کے شیطان کا فرار۔ پر جناتی یا انسانی شیطان عمر سے بھاگتا ہے۔ حدیث	۲۹۷
۶۲۳	خصوصیت ۹: آپ نے ایک جن سے کشتی لڑی اور اسے گرایا۔	۲۹۸
۶۲۲	خصوصیت ۱۰: عمر رضی اللہ عنہ کو ہر نامناسب بات سے نفرت ہے (حدیث)	۲۹۹
۶۲۴	خصوصیت ۱۱: امر خداوندی کی بجا آوری میں عمر رضی اللہ عنہما پختہ انسان اس امت میں نہیں۔ (حدیث)	۳۰۰
۶۲۵	خصوصیت ۱۲: جنگ احد میں جواب دینے کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ ہی کو منتخب فرمایا۔	۳۰۲
۶۲۸	خصوصیت ۱۳: روز عرفات میں اللہ نے عمر رضی اللہ عنہ کی فضیلت سے فرشتوں پر فخر فرمایا۔	۳۰۳
۶۲۹	خصوصیت ۱۴: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں آپ کا لباس ساری امت کے لبادیکھا۔	۳۰۴
۶۳۰	خصوصیت ۱۵: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں اپنا لیس خوردہ دودھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیا اور اس کی تعظیم کو قرار دیا۔	۳۰۵
۶۳۲	خصوصیت ۱۶: ابو بردہ نے آپ کو خواب میں سب سے اونچا دیکھا۔	۳۰۶

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۶۴۸	فصل ہشتم:	۳۰۶
۶۴۸	زبان نبوت سے آپ کے لیے جنت کی بشارت	۳۰۸
۶۴۹	نبی علیہ السلام نے آپ کو اہل جنت میں سے قرار دیا	۳۰۹
۶۴۹	آپ جنت میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہوں گے	۳۱۰
۶۵۰	عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے لیے سبب ^{روشنی کا} ہیں	۳۱۱
۶۵۲	آپ کے لیے جنت میں تیار شدہ محل کا ذکر	۳۱۲
۶۵۵	فصل نہم:	۳۱۳
۶۵۵	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فضائل کا مختصر نمونہ	۳۱۴
۶۵۸	حکومت سنبھالنے کے بعد آپ کا فکر انگیز خطبہ	۳۱۵
۶۶۲	اللہ کے ہاں آپ کی اور آپ کے حال کی قدر و قیمت اور آپ کی رحمت پر اسلام کی گریہ زاری	۳۱۶
۶۶۵	جبریلؑ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو نبی علیہ السلام کا بھائی کہا۔	۳۱۷
۶۶۵	اسلام کو معزز کرنے صلہ میں روز قیامت آپ کی نرالی شان	۳۱۸
۶۶۶	پہلی آسمانی کتب میں آپ کی تعریف	۳۱۹
۶۶۷	نبی علیہ السلام کے سسر ہونے میں آپ کی فضیلت	۳۲۰
۶۶۷	عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے محبت کرنے کا مقام	۳۲۱
۶۶۸	نبی علیہ السلام نے آپ سے دعا کروائی	۳۲۲
۶۶۸	خواب میں ایک شخص کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کے پاس بھیج دیا۔	۳۲۳
۶۶۹	عمر فاروق کی ناراضگی سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔	۳۲۴

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۶۶۹	عمر فاروق کی ناراضگی بڑا المیہ	۳۲۵
۶۷۰	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی شہادت کی خبر دی اور آپ شہادت کی تمنا کرتے رہے۔	۳۲۶
۶۷۲	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کا فہم و فراست اور علم	۳۲۷
۶۷۵	احکام شرعیہ سے استنباط کا ملکہ	۳۲۸
۶۷۶	آپ کی مومنانہ فراست و بصیرت	۳۲۹
۶۸۱	آپ کی کرامات و مکاشفات	۳۳۰
۶۸۱	آپ نے منبر مدینہ کے آواز دی باسادۃ الجبل	۳۳۱
۶۸۳	آپ کی چٹھی پاکر دریائے نیل روانی پرا گیا۔	۳۳۲
۶۸۴	بادلوں نے آپ کی اطاعت کی	۳۳۳
۶۸۵	آپ کی نسل میں عمر بن عبدالعزیز کیسے پیدا ہوئے	۳۳۴
۶۸۶	اے عمر! آپ کو میرے مرثیے کا کیسے پتہ چلا؟ ایک دیہاتی کی حیرانی۔	۳۳۵
۶۸۸	جب دور فاروقی میں عہد عیسوی کا ایک شخص نمودار ہوا	۳۳۶
۶۹۱	عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عیب کی بتلا دی	۳۳۷
۶۹۲	اسپ کی بدعا کا اثر	۳۳۸
۶۹۲	خلافتِ فاروقی نگاہِ علی میں اور علی کی خواب نگاہِ فاروقی میں	۳۳۹
	اذان کے متعلق آپ کا خواب	
۶۹۴	آپ کی نگاہِ بصیرت اور اصابت رائے	۳۴۰
۶۹۶	طاعون کے متعلق آپ کی رائے حدیثِ رسول کے مطابق ٹھہری	۳۴۱

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۶۳۳	خصوصیت ۱۷:	۳۴۲
۶۳۳	جب تک آپ دنیا میں رہے اسلام میں کوئی فتنہ پیدا نہ ہوا۔	۳۴۳
۶۳۴	فتنہ کا تالہ کون تھا	۳۴۴
۶۳۵	اللہ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان بتلائی	۳۴۵
۶۳۶	خصوصیت ۱۸:	۳۴۶
۶۳۶	نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے بعد آپ روزِ حشر زمین سے باہر آئیں۔	۳۴۷
۶۳۸	خصوصیت ۱۹:	۳۴۸
۶۳۸	روزِ قیامت اسلام آپ کا شکر یہ ادا کرے گا۔	۳۴۹
۶۳۹	خصوصیت ۲۰:	۳۵۰
۶۳۹	اللہ نے آپ کو مفتاحِ الاسلام بنایا ہے۔	۳۵۱
۶۳۹	خصوصیت ۲۱:	۳۵۲
۶۳۹	روزِ قیامت اللہ سے پہلے آپ کو سلام کہے گا۔	۳۵۳
۶۴۰	خصوصیت ۲۲:	۳۵۴
۶۴۰	سب سے پہلے آپ ہی نے امیر المؤمنین کا لقب پایا۔	۳۵۵
۶۴۱	خصوصیت ۲۳:	۳۵۶
۶۴۱	باجماعت تراویحِ رمضان کا اہتمام سب سے پہلے آپ ہی نے کیا۔	۳۵۷
۶۴۶	خصوصیت ۲۴:	۳۵۸
۶۴۶	آپ کی شان میں اترنے والی آیات	۳۵۹
۶۴۸	فصلِ ہفتہ:	۳۶۱
۶۴۸	ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد آپ ساری امت سے افضل ہیں۔	۳۶۲

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۷۰۰	دور رسالت میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فیصلے	۳۶۳
۷۰۱	آپ کی قرآن فہمی، آثارِ نبوت کی تلاش اور اتباع سنت	۳۶۴
۷۰۲	آپ نے سنت کی پیروی میں اپنا جانشین مقرر کیا	۳۶۵
۷۰۲	حجر اسود سے جناب عمر فاروق کا خطاب	۳۶۶
۷۰۴	سنت کے مطابق آپ کی سادہ اور سخت کوشش زندگی	۳۶۷
۷۰۶	عباس کے مکان کا پرنا جو آپ نے دوبارہ لگوایا۔	۳۶۷
۷۰۸	آپ نے اپنی بڑھی ہوئی استینیں چھری سے کاٹ لیں۔ سادگی کی انتہاء	۳۶۸
۷۱۱	آپ نے حسنین کریمین کو اپنے بیٹے سے زیادہ مالِ غنیمت دیا۔	۳۶۹
۷۱۳	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ داروں سے آپ کی عقیدت۔	۳۷۰
۷۱۶	آپ نے ازدواجِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق کیسے محفوظ کیے۔	۳۷۱
۷۱۸	نبی علیہ السلام کے غضب سے آپ کا غضب، غم سے غم اور خوشی سے خوشی	۳۷۲
۷۲۱	دل فاروق میں احترامِ رسول	۳۷۳
۷۲۲	عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی محبتِ رسول	۳۷۴
۷۲۳	وفات سے قبل اور بعد میں آپ کی قوتِ ایمانی	۳۷۵
۷۲۵	عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قوتِ ایمانی پر صحابہ کا اتفاق	۳۷۶
۷۲۵	دینی معاملہ میں آپ کی سختی	۳۷۷
۷۲۷	جب آپ نے ابوسفیان کے قتل کی اجازت چاہی	۳۷۸

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۷۳۰	جب آپ نے عبد اللہ بن ابی منافق کو قتل کرنا چاہا	۳۷۹
۷۳۲	جب عمیر قتل نبی کا ارادہ لے کر آیا اور آپ کے ہمتے چڑھ گیا	۳۸۰
۷۳۲	جب آپ نے ابن صیاد کو قتل کرنا چاہا	۳۸۱
۷۳۵	حضرت طالب کا خط اور عمر فاروق کا غضب و غضب	۳۸۲
۷۳۸	ابو حذیفہ صحابی کی غلطی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جلال فاروقی	۳۸۳
۷۳۹	جب آپ نے اپنے بیٹے عبد الرحمان پر شراب کی حد جاری کی۔	۳۸۴
۷۴۱	جب آپ نے اپنے بیٹے ابو شحمہ کو زنا کی حد میں مروا دیا۔ ایک دروناک واقعہ	۳۸۵
۷۵۵	آپ کی عبادت و ریاضت کا حال	۳۸۶
۷۵۸	آپ کی دنیا سے بے رغبتی اور لاتعلقی	۳۸۷
۷۵۹	دوران خلافت حضرت عمر کا روکھا سوکھا کھانا	۳۸۸
۷۶۱	دستر خوان پر دو طرح کا سامن آپ کو ناپسند تھا	۳۸۹
۷۶۲	خلیفہ وقت کندھے پر لوگوں کے کپڑے اٹھائے ان کے گھر پہنچا رہا ہے۔	۳۹۰
۷۶۳	آپ کا شاہی لباس۔ پھٹا پرا نا جبہ	۳۹۱
۷۶۵	جب آپ کو عمدہ کھانے اور پینے کا مشورہ دیا گیا	۳۹۲
۷۶۹	عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا خوف خدا	۳۹۳
۷۷۵	اگر فزات کے کنارے بکری کا بچہ بھوک سے مر جائے تو بچہ سوال ہوگا۔ قول حضرت عمر رضی اللہ عنہ	۳۹۴

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۷۷۶	لا ترضعوا اصواتکم کے نزول کے بعد دربار نبوی میں آپ کا حال	۳۹۵
۷۷۹	یہ لو دہ اور مجھ سے بدلے لو! خلیفہ وقت کی التجار۔	۳۹۶
۷۸۲	آپ اپنے نفس کا محاسبہ کیسے کرتے تھے۔	۳۹۷
۷۸۴	حقوق العباد کے معاملہ میں کمال احتیاط۔	۳۹۸
۷۸۵	دوسرے ہر مجاہد کے لیے چار ہزار وظیفہ اور خلیفہ کے بیٹے کے لیے صرف سات سو	۳۹۹
۷۸۶	ملکہ روم نے آپ کی بیوی کو جو اہرات بھیجے جو اپنے بیت المال کو دے دیے	۴۰۰
۷۹۱	آپ کا تواضع و انکسار اور نفس کشی	۴۰۱
۷۹۱	جب آپ فقیری لباس میں بیت المقدس لے گئے	۴۰۲
۷۹۳	آپ نے اپنے نفس امارہ کو ذلیل کرنے کا انوکھا طریقہ	۴۰۳
۷۹۳	یہاں میرا باپ مجھے اونٹ چرانے میں کوتاہی پر مارا کرتا تھا۔ قول حضرت عمرؓ	۴۰۴
۷۹۶	جب حضرت عمرؓ کی سیدنا اوس قرنی سے ملاقات ہوئی	۴۰۵
۷۹۸	عوام پر آپ کی شفقت۔ اور ان کی خبر گیری	۴۰۶
۸۰۱	مرینہ طیہہ کی گلیوں میں آپ کا گشت اور غریبوں کی فریاد لہی	۴۰۷
۸۰۲	آپ ایک غریب عورت کے گھر غلہ سر پہ اٹھا کر لے گئے اور خود کھانا پکا کر دیا	۴۰۸
۸۰۳	آپ کے دور خلافت میں پیدا ہونے والے قحط میں آپ کے شب اور روز	۴۰۹

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۸۰۳	اے پیٹ تو آواز نکال یا خاموش رہ، لوگوں کو کھانا دیے بغیر تجھے کھانا نہیں ملے گا۔	۴۱۰
۸۰۵	ایک قریب المرگ فقیر شخص پر آپ کا فقید المثال احسان	۴۱۱
۸۰۸	جب آپ نے ایک گورنر کو تین دن تک دھوپ میں کھڑا کیے رکھا۔	۴۱۲
۸۱۱	جب ایک شخص نے بھرے مجمع میں آپ کے لباس پر اعتراض کیا	۴۱۳
۸۱۲	ملک شام کے راستے میں ایک خیمے والی بوڑھی عورت اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی دلچسپ گفتگو۔	۴۱۴
۸۱۳	درزہ میں مبتلا ایک نادار عورت پر آپ کا عظیم احسان	۴۱۵
۸۱۴	اپنا بیج بڑھیا کو روزانہ روٹی پکا کر کون دیا کرتا تھا	۴۱۶
۸۱۵	دوران خلافت آپ کی سادگی دیکھ کر شاہ کسری کا نمائندہ اسلام لے آیا	۴۱۷
۸۱۷	کوئی مجاہد اپنی بیوی سے دو رمحا ذر پر چار ماہ سے زائد نہ رہے۔	۴۱۷
۸۱۹	عمر فاروق کس طرح جانفشانی سے مسلمانوں کے حال کی حفاظت کیا کرتے تھے۔	۴۱۸
۸۲۰	صدقہ کے دواؤں کی حفاظت کے لیے آپ کی جانشوزی	۴۱۹
۸۲۲	گورنران مملکت کے نام آپ کے مکتوبات اور ہدایات عمل والیات	۴۲۰
۸۲۳	گورنر کے لیے اتنی سی عمارت کافی ہے جو اسے دھوپ اور بارش سے بچاسکے۔	۴۲۱

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۸۲۵	عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے گورنروں کی باہمی ایمان افروز خط و کتابت	۲۲۲
۸۴۷	حضرت عمر کا اپنے بیٹے کے نام خط جس کا ہر لفظ حکمت کا خزانہ ہے	۲۲۳
۸۳۱	ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاں عمر فاروق کی قدر سب سے زیادہ تھی۔	۲۲۴
۸۲۲	فصل نہم:	۲۲۵
۸۳۲	فضائل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ میں جناب علی رضی اللہ عنہ سے روایات	۲۲۶
۸۳۷	فصل دہم:	۲۲۷
۸۳۷	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت اور متعلقہ امور	۲۲۸
۸۳۷	خلافت فاروقی کے متعلق اہل کتاب کی پیش گوئی	۲۲۹
۸۲۰	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اہلیت خلافت پر علی المرتضیٰ کی مہر تصدیق	۲۳۰
۸۲۳	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیعت خلافت	۲۳۱
۸۲۳	حصول خلافت کے بعد آپ کا پہلا خطبہ	۲۳۲
۸۲۴	فصل یازدہم:	۲۳۳
۸۲۴	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت اور اس سے متعلقہ امور	۲۳۴
۸۲۷	شہادتِ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا مفصل واقعہ	۲۳۵
۸۵۲	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت کا اصل سبب اور بعد کے واقعات	۲۳۶
۸۴۰	قاتلانہ حملہ کے بعد آپ کو امت محمدیہ کی فکر	۲۳۷
۸۸۳	آپ نے اپنا جانشین مقرر کرنے سے انکار فرمایا	۲۳۸
۸۴۵	حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خواب میں اپنی شہادت کا اشارہ پایا تھا	۲۳۹
۸۶۶	آپ کی شہادت کے متعلق حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا خواب	۲۴۰
۸۶۸	آپ کی گونا گوں دینی و اخلاقی وصیّات	۲۴۱

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
۸۷۰	تاریخ شہادت	۴۴۲
۸۷۱	عمر کتنی ہے اور مدتِ خلافت کتنی؟	۴۴۳
۸۷۲	آپ کی شہادت پر صحابہ کا گریہ اور تعریف و توصیف	۴۴۴
۸۷۷	حضرت ابو عبیدہ رضی کی تمنا کہ عمر فاروق رضی سے قبل وہ فوت ہو جائیں	۴۴۵
۸۷۷	آپ کی شہادت پر حضرت زبیر نے دفترِ وظائف سے اپنا نام کٹوا دیا۔	۴۴۶
۸۷۸	آپ کی شہادت پر جنوں کے مرتبے	۴۴۷
۸۸۰	جن لوگوں نے حضرت عمر فاروق رضی کو شہادت کے بعد دیکھا	۴۴۸
۸۸۱	فصل دوازدهم	۴۴۹
۸۸۱	حضرت عمر فاروق رضی کی اولاد کے بارہ میں	۴۵۰
۸۸۷	حضرت عمر فاروق رضی کی بیٹیاں	۴۵۱
۸۸۷	آپ کی چار بیٹیاں تھیں۔	۴۵۲

پچھپچھ میں نظر کتاب کے بارے میں

کتاب الریاض المنصرہ صحابہ کرام کی سیرت و عظمت پر لکھی جانے والی شہرہ آفاق کتاب ہے۔ مصنف بڑی عرق ریزی سے اس موضوع پر ذخیرہ حدیث جمع کیا۔ اور ان گنت کتابوں سے مدد حاصل کی جن کی ایک مختصر فہرست مصنف نے آغاز کتاب میں دی ہے۔ جسے دیکھ کر اس کتاب کے لیے کی جانے والی دیدہ ریزیوں۔ جگر سوزیوں اور شب بیداریوں کا پتہ چلتا ہے۔

مصنف نے کتاب کے مضمون کو قسم اول اور قسم ثانی کے نام سے دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ قسم اول میں اس نے پہلے تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اجتماعی فضائل و محامد پر دلالت کرنے والی احادیث لکھی ہیں۔ پھر ان میں سے چند مخصوص برگزیدہ طبقات جیسے اصحاب بدر اور شترکائے حدیبیہ وغیرہ ہم کے فضائل ذکر کیے ہیں۔ بعد ازاں عشرہ مبشرہ یعنی دس وہ صحابی جنہیں ایک وقت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان حق ترجمان نے مژدہ جنت سنایا۔ کے مخصوص اجتماعی فضائل کا تذکرہ کیا ہے۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چار مقرب کریں دوست اور آپ کے خاندان کے مشترکہ محامد بیان کیے ہیں۔ یہاں قسم اول ختم ہو جاتی ہے۔

قسم ثانی میں عشرہ مبشرہ میں شامل دس صحابہ میں سے ہر ایک کے انفرادی اور شخصی فضائل محامد اور خصوصیات بیان کی گئی ہیں۔ اس لیے قسم ثانی دس ابواب پر مشتمل ہے۔ پہلا باب فضائل سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پر مشتمل ہے۔

تو دوسرا باب فضائل سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر۔ اسی طرح اگلے ابواب ہیں۔
قارئین! آپ کے ہاتھ میں اس وقت کتاب کا پہلا حصہ ہے جس میں قسم اول
ساری اور قسم ثانی کا پہلا باب جو فضائل سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے تعلق رکھتا
ہے۔ شامل ہے۔

یہ کتاب عربی میں ہونے کے سبب اردو ن خواں طبقہ کی دسترس سے باہر تھی۔ اس
لیے احقر مترجم نے اس کا اردو میں ترجمہ کرنے کا ارادہ کیا۔ خدا بزرگ و بزرگ نے اس
ارادے میں برکت ڈالی۔ اور مجھ سے بے علم آدمی سے یہ کام لے لیا گیا۔

چونکہ اس کتاب میں انہی کتب سے احادیث جمع کی گئی ہیں۔ جن پر اہل
سنت و جماعت کا اعتماد ہے جیسے صحاح ستہ اور حدیث کی دیگر کتب مندرجہ
ہیں۔ اور اہل سنت تو پہلے ہی سے صحابہ کرام کی عظمت دل و جان سے تسلیم کرتے ہیں۔
اس لیے میں نے اس امر کی شدت سے ضرورت محسوس کی کہ شیعہ فرقہ کی کتب سے
بھی صحابہ کرام کے فضائل ساتھ ساتھ لکھے جائیں۔ مصنف نے سیدنا صدیق اکبر
رضی اللہ عنہ کے فضائل میں کتب اہل سنت سے جو روایات لی ہیں۔ متعدد مقامات
پر وہ روایات انہی الفاظ کے ساتھ شیعہ کتب میں بھی موجود ہیں۔ جیسے مصنف
نے ابو بکر صدیق کا سب سے پہلے اسلام لانا متعدد کتب حدیث کی روایات
سے بیان کیا ہے۔ اور شیعہ فرقہ کی معتبر کتاب مجمع البیان جلد نمبر ۵ ص ۶۵ میں شیعہوں
کا شیخ المفسرین علامہ طبرسی لکھتا ہے کہ حضرت سیدہ خدیجہؓ کے بعد سب سے
پہلے ابو بکر صدیق نے اسلام قبول کیا۔ تو میں نے مجمع البیان کی یہ عبارت حاشیہ میں
نقل کر دی ہے۔ اسی طرح ہجرت کے موقع پر ابو بکر صدیق کی بیٹی اسماء کا اپنا دوپٹہ
پھاڑ کر کھانا باندھ کر دینا۔ اور آپ کے بیٹے عبدالرحمنؓ کا غار ثور میں تین رات
تک دو دو پھپھانا مصنف نے کتب اہل سنت سے نقل ہے اور شیعہوں کی

معتبر کتاب فاسخ التواریح اور بحار الانوار وغیرہ میں بھی یہ واقعات بالتفصیل مذکور ہیں۔ اور شیعوں کے گیارھویں امام، امام حسن عسکریؑ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اللہ نے اپنے نبیؐ کو حکم دیا کہ ابو بکر صدیقؓ کو سفر ہجرت میں ساتھ رکھیں۔ یہ آپؐ کی دل و جان سے خدمت کریں گے۔ تو میں نے یہ تمام روایات شیعہ کتب سے اخذ کرتے ہوئے حاشیہ میں ساتھ ساتھ بیان کر دی ہیں۔

مجھے اپنی کم مائیگی کا پورا احساس ہے۔ قارئین جہاں کہیں کسی غلطی کا احساس کریں مجھے اس سے ضرور مطلع فرمائیں۔ خدا آپ کا حامی و ناصر ہوگا۔

احقر مترجم

قَارِي مُحَمَّدٌ طَيْبٌ غَفْرَلَه

پچھمصنف کے بارے میں

سزین مکہ میں ساتویں ہجری کے دوسرے حصے میں عبداللہ بن محمد کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوتا ہے۔ بچے تو ہر روز نہرا روں پیدا ہوتے ہیں۔ عبداللہ کے گھر پیدا ہونے والا بھی بظاہر ایک عام بچہ ہی تھا۔ مگر یہ کون جانتا تھا کہ یہ بچہ مستقبل میں آسمان علم و فضل پر درخشندہ ستارہ بن کر چمکے گا۔ اور جہان میں علم کا وہ نور پھیلائے گا جس سے رہتی دنیا تک لوگ روشنی حاصل کریں گے۔

یہ تھے احمد بن عبداللہ بن محمد بن ابی بکر بن محمد الطبری لقب محب الدین ہے۔ مگر عموماً محب الطبری بولا جاتا ہے۔ آپ بروز جمعرات ۲۷ جمادی الآخر ۶۱۵ھ کو مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔ بڑے ہو کر اپنے اپنے دور کی مقتدر اور بلند ترین علمی شخصیات سے استفادہ کیا۔ اور حدیث و فقہ میں وہ مقام پایا کہ قاضی حرم کعبہ کا مرتبہ حاصل کیا۔ ذہبی کے مطابق آپ کو شیخ الشافعیہ اور محدث الحجاز کہا جاتا تھا۔ آپ کے تلامذہ میں امام ابن العطار شیخ ابن الجباز اور علامہ دمیاطی جیسی شخصیات شامل ہیں۔

تصانیف۔ آپ نے ہر موضوع پر قلم اٹھایا ہے۔ اور جس طرف بھی توجہ کی ہے تحقیق کا حق ادا کر دیا ہے۔ ذیل میں آپ کی چند تصانیف گنوانی جاتی ہیں۔

۱۔ کتاب الاحکام۔ شافعی فقہ پر مسائل و احکام کا چھ ضخیم جلدوں پر مشتمل ایک دقیق علمی ذخیرہ آپ کو اپنی اس تصنیف پر اس قدر فخر اور اعتماد تھا کہ اسے سلطان یمن یوسف بن منصور کے پاس علمی تحفہ کے طور پر لے گئے۔ جو اہل علم کا بڑا قدر دان اور خصوصاً احادیث نبویہ کی سماعت کا بہت شائق تھا۔ اس نے اس کتاب کی بڑی قدر کی اور بہت سے نسخے املا کر واکرا طرف میں پھیلانے۔ اس کتاب سے آپ کی جلالت علمی اور تبحر فقہی کا شہرہ دور دور تک پہنچ گیا۔

۲۔ ذخائر العقبیٰ فی مودۃ ذوی القربیٰ۔ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان میں شامل ہونے والے افراد کے فضائل و محامد بیان کیے گئے ہیں۔ جن میں آپ کے چچے اور ان کی اولاد پھوپھیاں اور ان کی اولاد۔ آپ کے بیٹے اور بیٹیاں اور بیٹیوں کی اولاد وغیرہ شامل ہیں۔ خصوصاً سیدنا علی مرتضیٰ خاتون جنت سیدہ فاطمہ زہریٰؑ اور حسنین کریمین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے بے پناہ فضائل و مناقب بیان کیے ہیں۔

۳۔ السمط الیمین فی مناقب امہات المؤمنین۔

۴۔ پیش نظر کتاب "الریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ المبشرۃ"۔

۵۔ کتاب القرئی فی ساکن ام القرئی۔

آپ کی تمام کتب میں محدثانہ انداز اپنایا گیا ہے۔ اپنی طرف سے کچھ کہے بغیر صرف اور صرف لگاتار احادیث ہی احادیث نقل کرتے چلے گئے ہیں۔ اس لیے آپ کی کتب تاریخ یا سیر کے زمرے میں نہیں ذخیرہ حدیث میں شامل ہوتی ہیں۔

علم کے ساتھ ساتھ آپ عمل کی دولت سے بھی مالا مال تھے۔ آپ کا زہد و ورع بھی مثالی تھا۔ امام ذہبی لکھتے ہیں۔ وکان اماماً صالحاً زہداً کبیراً ثناناً۔ یعنی آپ عظیم المرتبت صالح اور زہد امام تھے۔

جمادی الآخر ۶۹۲ھ میں آپ کا وصال ہوا اور مکہ مکرمہ ہی میں سپرد خاک ہوئے۔

تغمده الله بغفرانه



صَحَابَةُ كَرَام

خُصُوصًا عِشْرَةَ بَشَرَةٍ

اجتماعی فضائل

باب اول:

عشرہ مبشرہ و دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کے

اجتماعی فضائل

فصل اول

جملہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے فضائل

صحابہ کے اعمال ساری امت کے اعمال سے بھاری ہیں

حدیث ۱۱

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا۔

”میرے صحابہ کو گالی نہ دو کیونکہ تم میں سے اگر کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر

سوناراہ خدا میں خرچ کرے تو ایک صحابی کے چار سیر بلکہ دو سیر گندم خرچ

کرنے کے برابر نہیں ہو سکتا۔“

اسے بخاری و مسلم نے اور ابو بکر برقانی نے بخاری و مسلم کی شرح الطبرانی نے روایت

کیا ہے۔

حدیث

ابو بکر برفانی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ میرے صحابہ کو گالی نہ دو، وہ نہیں چھوڑ دو اس لیے کہ تم میں سے کسی کا ہر روز اُحد پہاڑ کے برابر سوتا رہے خدا میں خرش کرنا ایک صحابی کے صرف ایک دن ۴ سیر گندم خرش کرنے کے برابر نہیں ہو سکتا۔

حدیث

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو گالی نہ دو کیونکہ تمہارے ساری عمر کے نیک اعمال انکی ایک لمحظہ نیکی کے برابر نہیں ہو سکتے۔

اسے علی بن حرب طائی اور عیثمہ بن سلیمان نے روایت کیا ہے

حدیث

حضرت عبدالرحمن بن سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہم (تینوں دادا، باپ اور بیٹا) ایک دوسرے سے متواتر روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء میں سے مجھے چنا اور میرے لیے ساتھی چنے پھر انہیں میں سے میرے سر اور مددگار بنائے تو جو انہیں برا کہے اس پر اللہ تمام فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔ روزِ محشر اللہ تعالیٰ اس کا کوئی عمل قبول نہیں کرے گا۔ اسے مخلص ذہبی نے روایت کیا ہے۔

کسی بھی علاقہ میں فوت ہونے والا صحابی روزِ قیامت اہل

علاقہ کا راہنما ہوگا

حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ :-

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرا کوئی صحابی کسی علاقے میں انتقال کر جائے تو وہ روز قیامت اس علاقہ والوں کے لیے باعث نور اور راہنما ہوگا۔

حدیث

حضرت حسنؓ سے روایت ہے کہ :-

نبی پاکؐ نے فرمایا لوگوں کے درمیان میرے صحابہ کی مثال ایسے ہے جیسے کھانے میں نمک ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت حسنؓ فرمایا کرتے تھے ہائے افسوس قوم کا نمک جاتا رہا (صحابہ دنیا سے اٹھ گئے)۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے قول

قل الحمد لله و سلام علی عباده الذین اصطفیٰ۔

ترجمہ: (فرمادیجئے سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں اور سلام ہو اللہ کے برگزیدہ بندوں پر) کی تفسیر نبی علیہ السلام کے صحابہ ہیں جنہیں اللہ نے اپنے نبی کی سنگت کے لیے چن لیا۔

ان احادیث کو خثیمہ بن سلیمانؓ نے روایت کیا ہے۔

حدیث

ابوصالح سے قول باری تعالیٰ

الذین ان مکنامہم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ۔

ترجمہ: ”وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں زمین میں حکومت دے دیں تو وہ نماز قائم کریں گے۔“ سے مراد نبی علیہ السلام اور آپ کے صحابہ ہیں۔

اسے ابن سری نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت مہروقؓ نے فرمایا کہ نبی علیہ السلام سے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ

آپ ہمیں دنیا میں تنہا چھوڑ کر نہ جائیں کیونکہ اگر آپ ہم سے جدا ہو گئے تو پھر آپ کا دیدار کیسے نصیب ہوگا تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمادی۔

من يطع الله والرسول فأولئك مع الذين أنعم الله عليهم
من التبیین المصدقین والشهداء والصالحین وحسن
أولئك رفیقاً۔

ترجمہ: جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں وہ ان لوگوں کے
ساتھی ہونگے۔ جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی انبیاء، صدیقین،
شہداء اور صالحین اور ایسے لوگوں کی شگت بہت ہی خوب ہے۔

حدیث

سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت
کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے ان معاملات کے بارے میں اللہ سے
سوال کیا ہے میرے صحابہ میرے بعد اختلاف کریں گے۔ اللہ نے مجھے بذریعہ
وحی فرمایا (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کے صحابہ میرے نزدیک ستاروں کی
مانند ہیں اے بعض کا نور دوسروں سے زیادہ ہے تو جس شخص نے صحابہ کے ماہن کسی

ان تمام صحابہ کرام کا ستاروں کی مانند ہوتا کتب شیعہ میں صراحت کے ساتھ
مذکور ہے مشہور شیعہ محقق ملا باقر مجلسی امام جعفر صادقؑ کی روایت سے یہ حدیث نقل
کرتے ہیں۔

فَانَّمَا مِثْلُ اصْحَابِي فِيكُمْ كَمِثْلِ النُّجُومِ يَأْتِيهَا الْخِدَا هُتَدَى

وَبَاتِي اِقْوَامِ اصْحَابِي اِقْتَدِي بِمِثْلِ هُتَدَى

ترجمہ: (نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) میرے صحابہ کی تم میں مثال ستاروں جیسی ہے

اختلافی مسئلہ کی ایک شق کو اختیار کر لیا۔ اس کا یہ عمل میرے ذمہ پر ہوگا۔ اس پر مواخذہ نہ ہوگا) اسے نظام الملک نے اپنی امالی میں بیان کیا ہے۔ اس میں یہ بات بھی معلوم ہو رہی ہے کہ ہر مجتہد کو اپنے عمل کا ثواب ضرور ملتا ہے۔

صحابی، تابعی اور تبع تابعی نگاہِ رسول میں

حدیث

وانتہ بن اسفح سے روایت ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو... یہ فرماتے سنا اے لوگو تم بھلائی میں رہو گے جب تک کوئی ایک بھی مجھے دیکھنے اور میری سنگت کرنے والا (صحابی) تمہارے اندر موجود ہے۔ قسم بخدا تم بھلائی میں رہو گے جب تک میری سنگت اور دید کرنے والے کو کوئی دیکھنے والا (تابعی) تمہارے اندر موجود ہے۔ اور قسم بخدا تم بھلائی میں رہو گے۔ جب تک کوئی ایسا شخص تم میں موجود ہے جس نے میری دید اور میری سنگت کرنے والوں کو دیکھنے والوں کو دیکھا ہے لے

جس کے پیچھے چل پڑے ہدایت مل گئی۔ اور میرے صحابہ میں سے جس کی بھی تم اقتداء کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔

بخار الا نوار ج ۲ ص ۳ طبع جدید۔ نقلا عن معانی الاختبار ص ۵ طبع جدید۔

لے صحابہ تابعین اور تبع تابعین تینوں طبقات کا دوسری امت سے برتر ہونے کے بارے میں شیعہ حضرات کے ہاں بھی احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں۔ دیکھیے۔

عن امیر المؤمنین علیہ السلام۔ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم یقول ھو بی من رآنی اور ائی عن رآنی اور ائی من

رآنی من رآنی۔ بقیہ بر صفر آئندہ

(یعنی تابع تابعی)۔

اسے حافظ سلفی نے سدا سیات میں بیان کیا ہے۔

حدیث

ابی بزرہ اسلمی کہتے ہیں میں زیاد (اموی گورنر کوفہ) کے پاس گیا وہاں میں نے کہا سب سے بڑے نگہبان بادشاہ ہوتے ہیں۔ تو زیاد بولا خاموش! تم صحابہ کے چھلکوں کی مثل ہو میں نے کہا مسلمانو! کیا نبی علیہ السلام کے صحابہ کے پھلکے تھے ان کی تو مکمل ذات ہی مغز تھی پھر میں نے کہا قسم بخدا میں آئندہ تیرے پاس نہ آؤں گا۔

اسے ابوالحسن علی بن جعفر نے روایت کیا ہے۔

حدیث

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے ایک روایت ہے جو آپ کی مرضی اور نبی علیہ السلام کی عیادت کے متعلق ہے۔ اس میں نبی علیہ السلام کی یہ دعا موجود ہے

”اے اللہ میرے صحابہ کی ہجرت قبول فرما اور انہیں اٹے لٹے قدم واپس نہ پلٹا دے۔“

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

ترجمہ: حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہتے ہیں میں نے سنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے تھے مبارک ہے اسے جس نے مجھے دیکھا یا مجھے دیکھنے والے کو دیکھا یا میرے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا۔

(۱) امالی شیخ ص ۲۸۱ تا ۲۸۲ (۲) بحار الانوار نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باب فضل المهاجرین والانصار

ج ۲۲ ص ۳۱۱

حدیث

عبدالرحمن بن سلم بن عبد اللہ (دادا، باپ اور بیٹا ایک دوسرے سے متواتر) روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے مجھے (انبیاء میں سے) چنا اور میرے لیے ساتھی چنے انہیں سے میرے کسر اور مددگار بنائے تو جو انہیں بُرا کہے اس پر اللہ تعالیٰ تمام فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ روزِ قیامت اس کا کوئی عمل قبول نہ ہوگا۔

اسے ابن مہندی نے اپنی مشیخت میں بیان کیا ہے۔

فصل دوم

جنگ بدر اور صلح حدیبیہ میں شریک صحابہ رضی اللہ عنہم کے فضائل

حدیث: حضرت علیؑ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اور میرے ساتھ حضرت زبیر حضرت طلحہ اور حضرت مقداد رضی اللہ عنہم کو بھیجا کہ فلان باغ میں جاؤ وہاں ایک عورت ہوگی جس کے پاس ایک خط ہے وہ خط اس سے لے آؤ۔ چنانچہ ہم گھوڑے دوڑانے وہاں پہنچے وہ عورت وہاں موجود پائی۔ ہم نے کہا خط ہمارے حوالے کر دے کہنے لگی میرے پاس کوئی خط نہیں ہے ہم نے اسے دھکی دی خط نکل نہیں تو ہم تیری جامہ تلاشی لیں گے تب اس نے اپنے بالوں سے خط نکالا جس کا مضمون یہ تھا۔

”حاطب ابن ابی بلتعہ کی طرف سے مشرکین مکہ کی طرف یہ خط ہے

نبی علیہ السلام تم پر حملہ کرنے والے ہیں۔“

جب یہ خط نبی علیہ السلام کو پیش کیا گیا تو آپ نے حاطب سے مخاطب ہو کر

فرمایا یہ کہ ہے، انہوں نے عرض کیا ذرا ٹھہریے میری یا ت سن لیجئے۔ میں مکہ سے ہجرت کر کے یہاں مدینہ چلا آیا جب کہ میں نسباً قریش میں سے نہ تھا اور آپ کے دیگر مہاجرین سا تھی قریش میں سے ہیں جس کی وجہ سے ان کے اہل و عیال کی نگہداشت قریش نے اپنے ذمہ لی ہے اور میرے گھر والوں کا کوئی پرسان حال نہیں تو میں نے قریش پر ایک احسان کرنا چاہا کہ اس کی وجہ سے میرے گھر کو کچھ تحفظ مل جائے اور میں نے یہ کام دین سے برگشتہ ہو کر نہیں کیا۔ کیونکہ مجھے تو اسلام کے دامن رحمت میں پناہ مل چکی ہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا احاطب من سخط کہتا ہے۔ عمر فاروقؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے اجازت دیں کہ اس متناقض کا سر اتار دوں۔ نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا احاطب بدر میں شریک تھا اور تم کیا جانو اللہ نے بدریوں پر نظر کرم فرمائی اور فرمایا تم جو چاہو کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔

حدیث

سہل بن مالک اپنے والد سے اور وہ سہل کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔

”اللہ تعالیٰ نے بدر اور حدیبیہ والوں کی بخشش فرمادی ہے۔“
اسے خلعی اور حافظ دمشقی نے اپنے اپنے معجم میں بیان کیا ہے۔

حدیث

اُمّ بلثرت نے روایت کیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جبکہ آپ سیدہ حفصہؓ کے گھر میں تشریف فرما تھے۔ جس شخص نے بھی درخت کے نیچے (حدیبیہ میں) میری بیعت کی ہے انشاء اللہ وہ جہنم میں نہ جائے گا۔ راویہ کہتی ہیں میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ سیدہ حفصہؓ نے کہا اللہ تو فرماتا ہے۔

وان منکم الا وارثا۔

ترجمہ: تم سے ہر کوئی جہنم پر وارد ہوگا۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا ساتھ ہی اللہ نے یہ بھی فرمایا ہے۔ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوْا وَنَذَرُ الظَّالِمِينَ فِيهَا جِثَّتًا۔

ترجمہ: پھر ہم تقویٰ والوں کو بچالیں گے اور ظالموں کو وہیں چھوڑ دیں گے۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

حدیث

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے حاطبؓ کے واقعہ میں عمر فاروقؓ سے فرمایا تمہیں کیا پتہ؟ اللہ نے بدر والی جماعت پر نظر رحمت فرمائی ہے اور فرمایا ہے جو چاہو کرو تمہاری بخشش ہو گئی ہے۔

اسے بھی صرف مسلم نے ہی روایت کیا ہے اور یہ حدیث فضائل عمر فاروقؓ میں بھی آئے گی بلکہ

اسے یہی روایت شیعوں کی مغنبر کتاب ناسخ التوازن بحالات پیغمبر جلد اول صفحہ ۲۷۵ میں یوں موجود ہے۔

و بروایت

فقد وجبت لكم الجنة

ترجمہ:

اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم بھی اہل بدر کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں۔ ”بے شک اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کی طرف نظر رحمت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ تم جو چاہو عمل کرو میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔“ اور ایک روایت میں ہے کہ تمہارے لیے جنت واجب ہو گئی ہے۔

حدیث

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرت حاطب کا غلام نبی علیہ السلام کے پاس ان کی شکایت لایا اور کہا قسم بخدا حاطب ضرور جہنم میں جائیگا۔ آپ نے فرمایا تم جھوٹ کہتے ہو! حاطب نے بدر اور حدیبیہ میں شرکت کی ہے۔

حدیث

حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبریل علیہ السلام نبی پاک کے پاس تشریف لائے اور عرض کیا کہ آپ کے صحابہ میں افضل کون شمار ہوتے ہیں؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بدری صحابہ! جبریل نے عرض کیا تو انہی آسمانوں میں وہ فرشتے سب سے افضل ہیں جو بدر میں مسلمانوں کی امداد کو انہ سے تھے۔

اسے ابن بثران نے روایت کیا ہے۔ ۷۷

اس کے بعد بھی شیعہ حضرات اگر حضرات صحابہ کے متعلق متزدد رہیں تو اسے نامناسب ضد ہی کہا جاسکتا ہے۔

۱۷ یہی روایت بالفاظہا ناسخ التوارینح حالات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جلد سوم ص ۱۲ پر موجود ہے۔

تنبلیبیہ اگر حضرت حاطب بدر میں شریک ہونے کے سبب یہ مقام رکھتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے متعلق کوئی اعتراض سنا گوارا نہیں فرماتے تو خلاقاً تلاتہ کو معرض ظن میں لانا اللہ اور اس کے حبیب کو کیسے گوارا ہے؟

۱۸ بدر میں شریک ملائک کا تمام دیگر ملائک سے افضل ہونا ناسخ التوارینح حالات پیغمبر

جلد اول ص ۱۲ پر موجود ہے۔ دیکھیں۔ وہم رسول خدا و فضل اہل بدر فرماید، ان اللہ قد

اطلع علی اعداء بدر فقال اعملوا ما سئتم فقد غفرت لکم

حدیث ۱۰

رفاعہ ابن رافعؓ سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔

حدیث ۱۱

حضرت جابرؓ کہتے ہیں میں نے نبی علیہ السلام کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ جس نے بھی درخت کے نیچے بیعت کی ہے وہ دوزخ میں نہ جائیگا۔

اسے ترمذی نے بیان کیا ہے اور اسے حسن صحیح قرار دیا ہے۔ اور طائے اپنی سیرت میں اسے بیان کیا ہے۔ ”اور حدیبیہ میں“ کا لفظ بڑھایا ہے۔ اور ساتھ ہی یہ لفظ لکھے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ آگ میں داخل نہ ہوگا وہ شخص جس نے مجھے دیکھا اور ایمان لایا یا ایمان کے ساتھ میرے دیکھنے والے کو دیکھ لیا۔

تشریح :

عشرہ مبشرہ صحابہ بدر والوں میں داخل ہیں جو عشرہ میں سے بدر میں شریک تھے وہ تو شریک تھے جو نہ تھے انہیں بھی بدر کا اجر اور مال عنیمت دیا گیا۔ جیسا کہ اپنی جگہ یہ بات سنیگی یونہی حدیبیہ میں حضرت عثمان غنیؓ شریک نہ تھے تو نبی علیہ السلام نے اُنکی طرف سے اپنے ایک ہاتھ سے دوسرے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔

بتوقف فی قبول ایمانہ۔

ترجمہ: کتاب مستنقضی میں قاسم بن محمدؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

”میں نے جس شخص کو بھی اسلام پیش کیا اس نے کچھ تردد اور پس و پیش ضرور کیا مگر

ابو بکر نے قبول ایمان میں کچھ بھی توقف کرنا سیکھا ہی نہیں

فصل سوم

صحابہ کرام سے محبت ان کے لیے استغفار اور ان کے
باہمی اختلافات میں ٹپڑنے کا بیان۔

حدیث

عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ ایک آدمی نبی علیہ السلام کے پاس آیا
اور عرض کیا یا رسول اللہ اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جو کسی قوم سے محبت
کرتا ہے مگر ان میں شامل نہیں فرمایا۔ روز قیامت انسان اس کے ساتھ ہوگا جس
سے وہ محبت کرتا ہے۔

بخاری و مسلم نے روایت کیا۔

حدیث

انس بن مالک سے روایت ہے کہ ایک شخص نبی علیہ السلام کے پاس آیا
اور عرض کیا یا رسول اللہ قیامت کب آئے گی فرمایا تو تے اس کے لیے کیا تیار
کر رکھا ہے؟ عرض کیا میں نے اللہ اور اس کے رسول کی محبت تیار کر رکھی ہے
فرمایا تو پھر تو اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔ حضرت انس فرماتے ہیں اسلام لانے کے

کے بعد ہمیں اس سے بڑھ کر کبھی خوشی نہ ہوئی جتنی نبی علیہ السلام کے اس ارشاد پر ہوئی کہ آدمی اپنے محبوب کے ساتھ ہوگا۔ چنانچہ حضرت انسؓ پکار اٹھے کہ میں تو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر رضی اللہ عنہما سے محبت رکھتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ میرا حشر ان کے ساتھ ہوگا اگرچہ ان جیسے میرے اعمال نہیں ہیں۔

اسے مسلم نے روایت کیا۔

حدیث

حضرت انسؓ سے اسی مضمون کی ایک اور روایت بھی مسلم میں موجود ہے۔

حدیث

حضرت جابر بن سمرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ جابیر (ایک جگہ کا نام) میں آئے اور فرمایا ایک بار نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی میری طرح کھڑے تھے اور فرمایا میرے صحابہ کے ساتھ بھلائی کرو اور پھرا نہیں دیکھنے والوں کے ساتھ بھی بھلائی کرو۔ اسے مخلص ذہبی نے روایت کیا ہے اور حافظ ناصر سلامی نے اسے روایت کر کے کہا یہ حدیث صحیح ہے اور اس کے راوی بخاری و مسلم کے راوی ہیں۔

تشریح :

اس میں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت ہے کہ مومنو! صحابہ سے محبت کرو اور ان کے لیے استغفار کرو اور ان کے باہمی اختلافات میں نہ الجھو۔

حدیث

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

میرے صحابہ کی عزت کرو اور پھر ان کی جو ان کے بعد آئیں گے (تابعین) پھر انکی جو ان کے بعد (تابع تابعین) آئیں گے۔

اُسے عمر بن سماک نے روایت کیا ہے اور صحابہ کی عزت کا وہی مطلب ہے جو ابھی بیان ہو چکا۔

حدیث ۱۰۰

حضرت انس رضی عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میرے صحابہ کے متعلق اچھی بات کہی وہ منافقت سے بری ہو گیا اور جس نے ان کے متعلق بُری بات کہی وہ میری سنت کا مخالف اور جہنم کا حق دار ہے اور یہ بہت بُرا انجام ہے۔

اسے ابوسعید نے ثمر بن النبوہ میں روایت کیا ہے۔

حدیث ۱۰۱

حضرت انس رضی عنہ سے ہی ایک روایت یوں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میرے صحابہ کے بارے میں بہتر بات کہی وہ مومن ہے۔

اسے ابن غبیلہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث ۱۰۲

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی تھیں کہ لوگوں کو حکم تو یہ تھا کہ نبی علیہ السلام کے صحابہ کے حق میں استغفار کریں ایسے انہوں نے گالیاں دینا شروع

کئے اگر کوئی اہل تشیع میں سے یہ کہے کہ استغفار کتگاروں کے لیے ہوتا ہے لہذا صحابہ مکمل گنہگار تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی حکم ہے "فسبح بحمد ربک واستغفر" کیونکہ استغفار بلندی درجات کے لیے بھی ہوتا ہے۔

کردیں۔

اسے مسلم اور ابومعاویہ نے روایت کیا ہے۔

تشریح:

یہ حدیث اس بات کی تائید کرتی ہے کہ صحابہ کے ساتھ بھلائی کرنے کے محکم سے مراد ان کے لیے استغفار کرنا ہے۔

حدیث ۱

سہیل بن مالک باپ سے اور وہ سہیل کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! میرے داماد حضرت عثمان ذی النورین اور حضرت علی مرتضیٰ اور مسر حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم اور میرے کسی صحابی کی گستاخی نہ کرو۔ ایسا نہ ہو کہ اللہ اس کا حساب تم سے لے لے۔ کیونکہ یہ گناہ کبھی معاف نہیں کیا جائیگا۔ اے لوگو! مسلمانوں کی عجیب جوئی نہ کیا کرو اور کسی کے مرجانے کے بعد اسے بہتری سے یاد کیا کرو۔

حدیث ۲

عبدالرحمن بن زید انعمی کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے بتایا کہ ہم نے چالیس بڑے تابعین سے ملاقات کی ہے جو کئی صحابہ کرام سے روایت کرتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میرے تمام صحابہ سے محبت کی ان سے پیار کا رشتہ جوڑا اور ان کیلئے استغفار کی، اللہ اسے صحابہ کے ساتھ جنت میں جگہ دیگا۔

اسے ابن عوفہ عمیدی نے روایت کیا ہے۔

حدیث ۳

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا اللہ سے ڈرو اللہ سے ڈرو میرے صحابہ کے بارے میں، میرے بعد ان سے خود غرضی مت کرنا۔ جس نے ان سے محبت کی اس نے مجھے محبوب بنایا جس نے ان سے بغض کیا اس نے مجھ سے بغاوت کی۔ انہیں ایذا دینا مجھے ایذا دینا ہے اور مجھے ایذا دینا اللہ کو ناراض کرنا ہے اور اللہ کو ناراض کرنا ایسا ممکن ہے کہ جلد گرفتار عذاب ہو جائے۔

اسے مخلص ذہبی نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حافظ دمشقی نے اپنے معجم میں اسی روایت کو یوں لیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی نے میرے صحابہ سے محبت کی تو اس لیے کہ وہ میرا محبوب ہے اور جس نے ان سے بغض کیا تو اس وجہ سے کہ وہ میرے نزدیک مردود ہے حافظ دمشقی نے اس روایت کے ابتدائی اور آخری الفاظ اس سے قبل والی حدیث کی مثل بیان کیے ہیں۔

یہ روایت حافظ نے ابن شریط سے لی ہے جیسا کہ اس نے اس سے قبل والی روایت عبد اللہ بن معقل سے لی ہے۔

فصل چہارم

صحابہ کرام کے باہمی اختلاف میں نہ الجھنے اور
انہیں برا نہ کہنے کے بیان میں

فصل اول میں صحابہ کرام کو برا نہ کہنے اور فصل ثالث میں ان کے اختلافات میں
نہ پڑنے کا کچھ بیان اچکا اب مزید تفصیل ملاحظہ فرمائیں۔
حدیث

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد میرے صحابہ سے (ممکن ہے کہ) لغزش ہوگی مگر اللہ سے
معاف کر دیگا۔ بایں سبب کہ وہ میری صحبت کے شرف کے ساتھ تمام امت سے
سبقت حاصل کر چکے ہیں۔ مگر ان کی لغزش پر کچھ لوگ اپنا عمل کریں گے اللہ انہیں منہ
کے بل گھسیٹ کر جہنم میں اوندھا کر کے پھینکے گا۔

۱۵ نبی علیہ السلام کے اس ارشاد ”انہی لغزش پر بعد میں آنے والے لوگ اپنا عمل کریں گے“
کے دو مفہوم ہیں ایک یہ کہ وہ لوگ انہی کی اتباع میں ویسا ہی عمل شروع کر دیں گے۔ جتنا نچو وہ خلیفہ

اسے تمام رازی نے اپنے فوائد میں روایت کیا ہے۔

حدیث ۱۰

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تقدیر میں لوگ الجھیں تو تم خاموش رہو اور جب میرے صحابہ کے بارے میں ایسا کہیں تو بھی تم خاموش رہو۔

حدیث ۱۱

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میرے صحابہ کو بڑا کہے اس پر اللہ تمام فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے اور اللہ اس کا کوئی عمل قبول نہیں فرماتا۔

حدیث ۱۲

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میرے صحابہ کو گالی دی اور انہیں دکھ دیا اس نے مجھے دکھ

کی معمولی غلطی پر اس کے خلاف بھڑک اٹھیں گے۔ اور بناوت کریں گے۔ حالانکہ صحابہ کے دور میں حاکم اور محکومین سب ہی تقویٰ کے اعلیٰ درجہ پر فائز تھے تو کسی کے خلاف اولیٰ عمل پر بھی دنگ کا جھگڑا کرنا معقول تھا بعد ازاں دور کا یہ ماحول نہ ہو گا اس لیے نبی علیہ السلام نے یہ قیاس باطل قرار دیتے ہوئے صحابہ اور بعد والے لوگوں کے مابین فرق واضح کر دیا۔ دوسرا مفہوم یہ ہے کہ بعد والے لوگ صحابہ کی لغزش کو مورد الزام بنائیں گے اور زبان طعن دراز کریں گے اور یقیناً یہ دونوں گروہ (جو پہلے اور دوسرے مفہوم کا مصداق بنتے ہیں) اسی انجام کے مستحق بن جاتے ہیں جو زبان نبوت نے ارشاد فرمایا ہے۔ تو اللہ کی حمد ہے جس نے ہمیں اس سے محفوظ رکھا اور اللہ ہمیشہ محفوظ ہی رکھے۔

دیا ہے۔

حدیث

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میرے صحابہ کو گالی دی اسے کوڑے لگاؤ۔

ان تمام احادیث کو خثیمہ بن سلیمان اور ثالث بن سماک نے روایت کیا ہے بلکہ

حدیث

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی بھی نبی کی گستاخی کرنے والے کو قتل کر دو اور میرے کسی صحابی کو جو گالی دے اسے کوڑے لگاؤ۔

حدیث

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہ کی شکایت نہ پہنچایا کرو کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ جب میں اپنے صحابہ کے پاس آؤں تو میرے دل میں ان کے بارے میں کوئی میل نہ ہو۔

۱۔ یہ حدیث بعینہم انہیں الفاظ کے ساتھ اہل تشیع کی نہایت معتبر کتاب جامع الاخبار ص ۱۸۲ فصل نمبر ۱۲۵ میں موجود ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔ قال علیہما السلام من سبني فقد كفر و من سب اصحابي فقد كفرو من سب اصحابي فاحبذوه ترجمہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھے یا میرے صحابہ کو گالی دی وہ کافر ہو گیا اور اسے کوڑے لگاؤ۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مال حاضر کیا گیا آپ نے اسے تقسیم کر دیا۔ وہاں دو آدمی بیٹھے ہوئے تھے میں ان کے پاس سے گزرا وہ کہہ رہے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس تقسیم میں اللہ کی رضا اور آخرت میں سرخروئی نہیں چاہی چنانچہ میں نبی علیہ السلام کے پاس آیا اور ان کی یہ گفتگو کہہ سنائی آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور فرمایا چھوڑ دو یہ بات حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس سے بھی بڑھ کر تکالیف دی گئیں تو انہوں نے صبر کیا۔

ترمذی نے یہ حدیث اور اس کے علاوہ بھی کئی احادیث روایت کی ہیں۔ جن میں یہی مضمون ہے کہ عشرہ مبشرہ اور دیگر مہاجرین و انصار کے درمیان گہرا بھائی چارہ تھا۔

حدیث

زید بن ابی اونی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں مسجد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا فلاں بن فلاں کہاں ہے؟ آپ نے صحابہ کے چہرے ملاحظہ فرما کر انہیں سے کچھ کو غیر حاضر پایا تو انہیں بلا بھیجا جب تمام اکٹھے ہو گئے تو آپ نے اللہ کی حمد و ثنا کہی پھر فرمایا آج میں تمہیں ایک بات کہنے والا ہوں اسے یاد کرو اور بعد میں آنے والوں کو آگاہ کر دو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے بعض کو برگزیدہ بنا یا پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔

اللَّهُ يَصْطَفِي مِنَ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا وَمِنَ النَّاسِ۔

ترجمہ: اللہ فرشتوں سے رسول چن لینا ہے اور انسانوں میں سے بھی۔

اور میں بھی تم (صحابہ) میں سے بعض کو زیادہ محبوب رکھتا ہوں اور تمہارے درمیان بھائی بندی بنانے والا ہوں۔ جیسا کہ اللہ نے فرشتوں کے مابین اخوت کے رشتے

بنائے ہیں تو اسے ابو بکرؓ اٹھوا اور میرے سامنے کھڑے ہو جاؤ مجھ پر تمہارے کئی احسانات ہیں جن کا بدلہ اللہ ہی تمہیں دے گا۔ اگر میں کسی کو اپنا خلیل (دوست) بناتا تو تمہیں بناتا مگر میرے ساتھ وہ نسبت رکھتے ہو جو تمہیں کو بدن سے ہوتی ہے۔

حضرت ابو بکرؓ ایک طرف کھڑے ہو گئے تو آپ نے فرمایا۔ عمرؓ میرے قریب آ جاؤ وہ قریب آ گئے تو آپ نے فرمایا عمرؓ تم سب سے زیادہ ہماری مخالفت کیا کرتے تھے۔ میں نے اللہ سے دعا کی کہ تمہاری وجہ سے یا ابو جہل بن ہشام کی وجہ سے اسلام کو شوکت دے دی جائے تو اللہ نے میری دعا کو تمہارے حق میں قبول فرمایا تو تم میرے ساتھ جنت میں ہو گے ساری امت میں سے تمہارے نمبر پر جنت میں داخل ہونے والے یہ سن کر عمر فاروقؓ ایک طرف ہٹ گئے تو نبی علیہ السلام نے ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا۔

پھر عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بلا یا گیا اور ارشاد ہوا اسے ابو عمر و عثمان میرے قریب آ جاؤ وہ آہستہ آہستہ قریب ہونے لگے۔ تا آنکہ نبی علیہ السلام نے ان کے گھٹنے اپنے گھٹنوں سے ملا لیے تب آپ نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور تین بار سبحان اللہ العظیم کہا پھر عثمان غنیؓ کو دیکھا تو انکی چادر کھلی ہوئی تھی تو آپ نے اپنے ہاتھوں سے باندھ دی اور فرمایا چادر کے دونوں پلو سینے کے اوپر سے گزار لو اور پھر فرمایا آسمانوں میں تمہاری تعریف کی جاتی ہے یہ تم روز قیامت میرے پاس

اسے اس بات کی تائید شیعہ کتب حدیث سے بھی ہوتی ہے چنانچہ فروع کافی کتاب الروضہ باب غلامات قیام القائم میں ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا ہر روز تمام کو آسمانوں میں ندا ہوتی ہے کہ عثمان اور اس کے پیرو جنتی ہیں اور کامیاب۔

عرض کو شریعہ آؤ گے جب کہ تمہاری گردن کی رگوں سے خون بہتا ہو گا میں کہوں گا تمہارے ساتھ یہ حشر کس نے کیا ہے؟ تم کہو گے فلاں فلاں نے، یہی بات معنی ہو گی کہ کوئی آواز دینے والا آسمانوں سے آواز دے گا یا در کھو عثمانؓ تمام مظلومین کا امیر ہے۔

چنانچہ عثمانؓ غنیؓ ایک طرف ہو گئے تو نبی علیہ السلام نے عبدالرحمن بن عوف کو بلایا اور فرمایا اے اللہ کے امین! میرے قریب کوا تم اللہ کے امین ہو آسمانوں میں تمہیں امین کہا جاتا ہے۔ جو تمہارا حق ہے اللہ اس پر تمہیں ضرور قبضہ دے گا، میرے پاس تمہارے لیے ایک دعا ہے جو ابھی تک میں نے بارگاہِ خداوندی میں پیش نہیں کی۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہؐ پیش کر دیجئے۔ آپ نے فرمایا تم مجھ پر ایک امانت لار کھتی ہے (یعنی دعا کی قبولیت اور طلب کردہ چیز کا حصول) پھر فرمایا عبدالرحمنؓ تمہارا ایک مقام ہے اللہ تمہیں کثرت سے مال عطا فرمائے اور آپ نے مال کی کثرت کو اپنے ہاتھ پھیلا پھیلا کر تعبیر فرمایا۔ چنانچہ عبدالرحمنؓ ایک طرف ہو گئے تو آپ نے ان کے اور عثمانؓ غنیؓ کے درمیان بھائی بندی کر دی۔

پھر طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہما کو بلایا گیا ارشاد ہوا قریب آ جاؤ وہ قریب آ گئے، فرمایا تم دونوں عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں کی طرح میرے حواری ہو پھر دونوں کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا تو وہ ایک طرف ہو گئے۔

پھر عمار بن یاسرؓ اور حضرت سعدؓ کو بلایا گیا۔ اور فرمایا تمہیں باغی گروہ قتل کرے گا۔

پھر ابوذرؓ اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہما کو بلایا گیا۔ اور فرمایا تم ہمارے اہل بیت میں سے ہو اللہ نے تمہیں پہلا اور آخری علم اور پہلی اور آخری کتاب عطا فرمائی ہے۔ پھر فرمایا۔ ابوذرؓ! کیا اللہ نے تمہیں راہِ حق عطا نہیں فرمادی؟ عرض

کیا ہاں یا رسول اللہ آپ پر میرے والدین قربان - فرمایا اسے ابو دردرا۔ اگر تم گم ہو جاؤ گے تو امت تمہیں تلاش کریگی۔ اگر تم انہیں چھوڑ دو گے تو وہ تمہیں نہ چھوڑیں گے تم بھاگو گے بھی وہ تمہیں ڈھونڈ لیں گے۔ اس لیے اپنی عزت کو فقر و اسے دن کے لیے ادھار دے دو (یعنی آج لوگوں کے کام آؤ کل وہ تمہارے کام آئیں گے) اور جاؤ کہ اعمال کی جزا آنے والی ہے۔ پھر آپ نے ان کے اور سعد کے درمیان بھائی بندی کر دی۔ پھر صحابہ کے دمکتے ہوئے چہروں کو دیکھ کر فرمانے لگے صحابہ! تمہیں مبارک ہو تمہاری آنکھیں ٹھنڈی رہیں تم ہی سب سے پہلے حوض کوثر پر میرے پاس آؤ گے جنت میں تمہارے گھر بہت بلند و بالا ہونگے۔ پھر آپ نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھ کر فرمایا اللہ ہی کی حمد ہے جسے وہ اپنا محبوب بنا لے اسے گمراہی سے نجات دیدیتا ہے۔

اب حضرت علی رضی اللہ عنہ بولے۔ کہنے لگے میری توجان نکل گئی تھی اور کمر ٹوٹ گئی تھی جب میں نے دیکھا کہ آپ میرے سوا سب کی تعریف کر رہے اور بھائی بندیاں بنا رہے ہیں۔ اگر مجھ پر کوئی تارا ٹھگی ہے تو جیسے آپ کی مرضی۔ تو رسول اللہ نے فرمایا مجھے قسم ہے اس خدا کی جس نے مجھے نبی بتایا۔ میں نے تمہیں سب سے پیچھے رکھا ہی صرف اپنا بھائی بنانے کے لیے ہے تمہارا بھو سے وہی تعلق ہے جو ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام سے تھا البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے تم میرے بھائی اور وارث ہو۔ عرض کیا اے اللہ کے نبی مجھے آپ کی کیا وراثت ملے گی؟ فرمایا جو کچھ پہلے انبیاء وراثت چھوڑ گئے تھے وہی ملے گی۔ عرض کیا وہ کیا ہے؟ فرمایا اللہ کی کتاب ہے اور نبی کی سنت اور جنت میں حضرت فاطمہؓ سمیت تم میرے محل میں ہو گے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

اٰخِرًا نَا عَلٰی مُرْوٍ مَّثَقَابِیْلَیْنِ (سورہ حجر آیت ۴۷)
اللہ کے لیے محبت کرنے والے تختوں پر بیٹھے ایک دوسرے کے آمنے
سامنے دیکھتے ہونگے۔

اس حدیث کو حافظ ابوالقاسم دمشقی نے چالیس لمبی حدیثوں کے مجموعہ میں بیان
کیا ہے۔

حدیث

امام احمد بن حنبلؒ اپنی کتاب مناقب علی بن ابی طالب میں حدیث مواخاة
(مذکورہ) کا معنی ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے درمیان
بھائی بندی کر دی تو علی مرتضیٰؑ نے مذکورہ تسکایت کی تھی۔

حدیث

ابوسعید نے کتاب شرف النبوة میں عقبہ بن عامر جہنیؓ سے مختلف الفاظ کے
ساتھ حدیث مواخات روایت کی ہے۔ جس کے بعض الفاظ یہ ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا۔ اے ابو بکرؓ و عمرؓ مجھے حکم ملا ہے کہ تم دونوں کو ایک دوسرے کا بھائی
بناؤں تم دنیا و آخرت میں باہم بھائی بھائی ہو لہذا دونوں ایک دوسرے کو سلام کہو
اور مصافحہ کرو تو تعمیل حکم کرتے ہوئے دونوں نے مصافحہ کر لیا۔

پھر فرمایا اے زبیرؓ و طلحہؓ! او میں تمہیں بھائی بناؤں تم دونوں دنیا اور آخرت میں
ایک دوسرے کے بھائی ہو۔ آپس میں سلام کہو اور مصافحہ کرو۔ تو دونوں نے ایسا
کر دکھایا۔

پھر فرمایا اے عبدالرحمنؓ اور عثمان رضی اللہ عنہما آؤ مجھے حکم ہے کہ تمہیں باہمی
بھائی بنا دوں۔ تم دنیا اور آخرت میں باہم بھائی بھائی ہو۔ دونوں سلام کہو
اور مصافحہ کرو جو انہوں نے کر دیا۔ پھر ابی بن کعبؓ اور عبداللہ بن مسعود کو بلایا گیا اور

سابق کاروائی ہوئی۔ پھر ابو عبیدہ بن جراحؓ اور سالم مولیٰ ابی حذیفہؓ کے درمیان بھائی بندی قائم کی گئی۔ پھر ابو درقا اور سلمان فارسیؓ کو باہم بھائی قرار دیا گیا۔ پھر سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت صہیب رومیؓ کے مابین مواخات کا رشتہ استوار ہوا۔ پھر ابو ایوب انصاریؓ اور حضرت بلالؓ کو ایک دوسرے کا بھائی بنا یا گیا۔ پھر اسامہ بن زید اور ابو ہندلہ لجم کو نبی علیہ السلام نے باہم بھائی بھائی قرار دیا۔

پھر فرمایا مجھے یہ حکم ہے کہ سیدہ فاطمہؓ اور ام سلیمؓ کے مابین رشتہ اخوت استوار کروں اور سیدہ عائشہؓ اور حضرت ایوب انصاریؓ کی زوجہ کو بہنیں بنا دوں۔ اللہ تعالیٰ ابو طلحہؓ اور ابو ایوب انصاریؓ کی آل کو اللہ کے رسول کی طرف سے بہتر جزا عطا فرمائے۔

حدیث -

مورخ ابن اسحاقؓ نے مہاجرین و انصار کے مابین مواخات کا تذکرہ ان الفاظ میں کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی طرف سے ہم پر نازل شدہ وحی میں سے یہ بھی ہے کہ مسلمانوں میں بھائی بندی کی جائے یہ کہہ کر آپ نے حضرت علیؓ کا ہاتھ تھاما اور فرمایا یہ میرا بھائی ہے۔ چنانچہ اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور علی مرتضیٰؓ ایک دوسرے کا بھائی کہلایا کرتے تھے پھر حضرت امیر حمزہؓ بن عبدالمطلب اور زید بن حارثہؓ بھائی بھائی بنے حضرت ابنی طالبؓ اور معاذ بن جبلؓ میں بھائی بندی ہوئی۔

حضرت ابو بکرؓ اور خاریجہ بن زیدؓ باہم بھائی بنے۔ عمر بن الخطابؓ اور عثمان بن مالکؓ کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا گیا۔ ابو عبیدہ بن جراحؓ اور سعد بن معاذؓ بھائی کہلائے۔ عبدالرحمن بن عوفؓ اور سعد بن ربیعؓ میں بھائی بندی استوار ہوئی۔ اور زبیر بن العوامؓ اور سلمہ سلامہؓ کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا گیا۔

حدیث

بروایت دیگر زبیر بن عوامؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا گیا تھا۔ یونہی عثمانؓ اور اویس بن ثابتؓ کو طلحہ بن عبداللہؓ اور کعب بن مالکؓ کو سعید بن زیدؓ اور ابی بن کعبؓ کو مصعب بن عمیرؓ اور ابویوسفؓ کو ابو حذیفہؓ اور عباد بن بشرؓ کو اور عمار بن یاسرؓ اور حذیفہ بن الیمانؓ کو زبان نبوت نے ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا۔

حدیث

ایک اور روایت کے مطابق عمار بن یاسرؓ اور ثابت بن قیسؓ جنہیں خطیب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کہا جاتا ہے اور ابوذر غفاریؓ اور مندر بن عمرؓ کے درمیان نبی علیہ السلام نے بھائی بندی بنائی۔

ابن ہشامؒ کہتا ہے کہ میں نے ایک بار علماء سے سنا ہے کہ ابوذر رضی اللہ عنہ کو جنذب بن جنادہ کہا جاتا ہے۔ چنانچہ حاطب بن ابی بلتعہؓ اور عریم بن سعدؓ کے مابین سلمان فارسیؓ ابوذرؓ کے مابین اور بلالؓ مؤذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوذرؓ کے مابین رشتہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے موافات کا جوڑا ابن اسحاق کا کہنا ہے کہ یہ مذکورہ اسماء ہیں۔ ان صحابہ کے جن کے مابین موافات کا تعلق استوار ہوا تھا۔ جب کہ ابن اسحاق کی گزشتہ حدیث موافات ۱۲ میں عشرہ مبشرہ میں سے جناب سعدؓ کے علاوہ تمام کا ذکر موجود ہے۔ یہ موافات ہاجرین و انصار کے درمیان بنائی گئی تھی تاکہ ہاجرین کو غریب الوطنی کا احساس نہ ہو اور یوں صحابہؓ ایک دوسرے کے لیے دست و بازو بن جائیں جب کہ قبیل ازیں عقبہ بن عامرؓ کی گزشتہ حدیث موافات ۱۳ میں سعید بن زیدؓ کے سوا تمام عشرہ مبشرہ کا ذکر موجود ہے۔

نتیجہ یہ ہوا کہ تمام گروہ عشرہ مبشرہ اس رشتہ اخوت میں شامل ہو گئے۔

حدیث

ابن اسحاق نے مہاجرین و انصار کی مواعظ یوں بھی لکھی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، غنیؓ اور عبد الرحمنؓ، طلحہؓ و زبیرؓ، ابو ذرؓ اور مقدادؓ اور امیر معاویہؓ اور جنات مجاشعی کے درمیان مواعظ کا تعلق قائم کیا۔ بہر حال یہ مختلف احادیث اس امر کی نشاندہی کرتی ہیں کہ مواعظ قائم کرنے کا امر متعدد بار واقع ہوا ہے۔

حدیث

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیقؓ و فاروقؓ، امیر عمرؓ و زید بن حارثہؓ، عبد اللہ بن مسعودؓ و زبیر بن عوامؓ، عبد الرحمن بن عوفؓ و سعد بن مالکؓ، اور خود اپنے اور میرے درمیان مواعظ پیدا فرمائی۔

حدیث

ابن عبد اللہؓ نے کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے مہاجرین کے درمیان مواعظ قائم کی پھر مہاجرین اور انصار کے مابین مواعظ کا رشتہ استوار کیا۔ دونوں بار حضرت علیؓ سے فرمایا تم دنیا و آخرت میں میرے بھائی ہو۔

حدیث

طبرانی معجم میں بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عثمانؓ غنیؓ اور علیؓ مرتضیٰؓ کے درمیان بھائی بندی بنائی، تو ممکن ہے کہ آپ نے اپنے اور علی مرتضیٰؓ کے مابین مواعظ کسی اور موقع یا آخری موقع پر قائم فرمائی ہو۔ کیونکہ روایات کے اختلاف سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ امر متعدد بار واقع ہوا ہے۔ چنانچہ کئی صحابی دو یا تین افراد تک کے بھائی بنائے گئے۔

لے اس کی بڑی دلیل یہ ہے کہ حدیث مذکورہ میں مواعظ کے ضمن میں امیر معاویہؓ کا تذکرہ

باب دوم:

عشرہ مبشرہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے بعض اجتماعی فضائل

اور

ان کے نسب مبارک کا نبی علیہ السلام سے اتصال

علامہ محمد بن احمد بن خلف رحمہ اللہ نے عشرہ مبشرہ کا نسب درج ذیل عربی اشعار

میں بیان کیا ہے۔

صَلَوَاتُ رَبِّيَ اِيْمَانًا وَالطَّيِّبِينَ الْبَرَّةَ ،
عَلَى النَّبِيِّ الْمُصْطَفَى وَاٰلِهِ وَالْعَشْرَةَ
فَاِلَيْهِ وَنَا فَاطِمَةَ وَمِنْ اَخِيهِ حَيْدَرَةَ
وَشَيْبَةَ الْحَمْدُ لَهُمْ اَصْلُ اطَابِ الثَّمَرَةِ
وَبَعْدُ هُمُ عُمَانُ مِنْ عِبَادِ مَنَامِ الْخَيْرَةِ
وَمِنْ قُصَى لِحَقِّ الزُّبَيْرِ مَرْدِي الْكُفْرَةِ
سَعْدُ الْمَقْدِي مِنْ كَلْبٍ وَاِبْنُ عَوْنٍ اَزْرَهُ
وَمِنْ يَقْنَا وَطَلْحَةَ مِنْ مَرَّةٍ مَا اَشْهَدُهُ
وَعَامِرُ الْاَمِيْنُ مِنْ فِهْرِ كَمَالِ الْعَشْرَةِ
فَارُوْقَنَا مِنْ كَعْبِهِمْ سَعِيْدٌ بَقْفُوْا ثَرَّةَ
ترجمہ: اللہ تعالیٰ اور تمام پاک لوگوں کا درود و سلام ہو۔ نبی علیہ السلام پر آپ

بھی موجود ہے جو فتح مکہ کے قریب اسلام لائے تھے۔ لہذا یہ بعد کا واقعہ ہے۔ اور جو موافق
ہجرت کے فوراً بعد ہوئی تھی وہ پہلا واقعہ ہے۔

کی آل اور دس صحابہ پر۔

۲۔ آپکی آل میں سیدہ فاطمہ اور آپ کے بھائی حمید رقرار ہیں۔ ان سب کیلئے تعریف ہے اور عبدالمطلب ایسا درخت ہے جس کے پھل بڑے عمدہ ہیں۔

۳۔ ان کے بعد عثمان غنی ہیں جو عبدمناف میں سے بہترین انسان ہیں۔ اور قصی سے حضرت زبیرؓ جاملے ہیں۔ جو کفار کو ہلاک کرنے کا شیوہ رکھتے ہیں۔

۴۔ جانشان نبیؐ حضرت سعدؓ کلاب کی اولاد میں سے ہیں اور عبدالمؤمن بن عوف بھی نبیؐ کلاب ہی سے ہیں صدیق اکبر اور طلحہ مرہ سے مشہور ہیں۔

۵۔ فاروق اعظم کعب سے تعلق رکھتے ہیں سعید بھی ان کے پیرو ہیں اور ابو عبیدہ بن جراح ہنر کی اولاد میں ہیں تو عشرہ مبشرہ مکمل ہوئے۔
اشعار کی تشریح اگلے صفحے پر نقشہ میں دیکھیں۔

سجده نسب

حضرات عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابو بکر	حضرت سید	حضرت عبد الرحمن	حضرت سعد	حضرت زبیر	حضرت طلحہ	علی رضی	عثمان غنی	محمد رفیع	ابو بکر صدیق	عبداللہ
عمر	زید	عون	مالک	عوام	عبداللہ	ابوطالب	عقاب	نقیل	عمر	عمر
عبداللہ	عمر	عبد	اسیب	خلوطلحہ	عثمان	عبدالطلب	ابوالعاص	عزیز	عمر	عمر
جراح	نفیل	عبدمنان	حارث	اسد	عمر	امیہ	عبدالشمس	عزیز	عمر	عمر
ہارث	عزیز	زہرہ	زہرہ	عبدالعزی	کعب	عبدالطلب	عبدالطلب	ابا ج	کعب	کعب
کعب	ابا ج	کلاب	کلاب	فقہی	سعد	عبدالطلب	عبدالطلب	عبداللہ	سعد	کلاب
خنیفہ	عبداللہ				تیم			قرظ	تیم	۵-۵
حارث	قرظ				مرہ			زراج	مرہ	۶-۶
فہر	زراج							عزیز	عزیز	۷-۷
	عزیز							عزیز	عزیز	۸-۸
	عزیز							عزیز	عزیز	۹-۹
	عزیز							عزیز	عزیز	۱۰-۱۰
	عزیز							عزیز	عزیز	۱۱-۱۱

ضروری نوٹ:

درجہ بالا نقشہ سے معلوم ہوا کہ حضرت علی کا نسب بنی علیہ السلام کی دوسری پشت میں آپ سے مل جاتا ہے۔ جب کہ عثمان غنیؓ جو تھی۔ عمر فاروقؓ آٹھویں ابو بکر صدیقؓ پر تے ساتویں اور ابو عبیدہ بن جراحؓ گیارہویں پشت پر آپ سے جا ملتے ہیں۔ اسی طرح دیگر افراد عشرہؓ کا حال نقشہ سے معلوم کیا جاسکتا ہے۔

حدیث

روایت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں عشرہ مبشرہ کی ارواح جمع فرمائیں اور ان کے اوزار سے ایک پرندہ بنایا جو جنتوں میں رہتا ہے۔ اسے ملاں نے اپنی سیرت اور دیگر مصنفین نے اپنی کتب میں بیان کیا ہے گویا عشرہ مبشرہ کو دنیا میں پیدا کرنے سے پہلے ہی عالم ارواح میں اکٹھا کر دیا تھا۔ اور جب دنیا میں آئے تو عالم ارواح کی طرح یہاں بھی اکٹھے ہو گئے۔ نسب میں بھی (جیسا کہ گذر چکا) بنی علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں تھی۔ رشتہ مواعظ میں بھی۔ اور پھر جنت میں بھی انشاء اللہ اکٹھے ہونگے۔ تو خوش بخت ہے وہ انسان جس نے ان کی صحبت کی کسی ایک میں فرق نہ کیا اور ان سے راستے پر چلا۔ اور بد بخت ہے وہ انسان جو ان کے یا بھی اختلافات میں الجھا رہا اور کسی ایک میں فرق کرنے کا خطرہ مول لیا اور نفس کی پیروی کرتے ہوئے ایک کی گستاخی کا مرتکب ہوا، اللہ ہی کو حمد ہے جس نے ہمیں اس گناہ سے محفوظ رکھا دعایہ ہے کہ یہ کرم ہمیشہ ہمارے ساتھ رہے۔

بیان اول

(اسے بارے میں کہہ)

عشرہ مبشرہ میں سے ہر ایک کو نبی علیہ السلام کی صحبت
بیتس ہے اگرچہ درجات صحبت میں تفاوت ہے

حدیث

حضرت عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ لوگوں
میں سے کون آپ کو زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) میں نے عرض
کیا مردوں میں کون؟ فرمایا ابو بکر رضی اللہ عنہ، میں نے پھر عرض کیا ان کے بعد کون؟
فرمایا عمر رضی اللہ عنہ، میں نے کہا پھر کون؟ فرمایا عثمان رضی اللہ عنہ، میں نے کہا پھر کون؟ فرمایا علی رضی اللہ عنہ تو
میں خاموش ہو گیا۔ اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم بے فرمایا عبید اللہ! جو چاہو پوچھو
میں نے عرض کیا کہ علی رضی اللہ عنہ کے بعد کون آپ کو زیادہ محبوب ہے؟ فرمایا طلحہ رضی اللہ عنہ پھر
زبیر رضی اللہ عنہ پھر سعد بن مالک، پھر سعید بن زید پھر عبدالرحمن بن عوف، پھر ابو عبیدہ
بن جراح۔

ملاں نے اپنی سیرت میں روایت کیا ہے مگر یہ حدیث غریب ہے۔

حدیث

جب کہ اس بارے میں صحیح حدیث حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی ہے۔ وہ
کہتے ہیں میں نے عرض کیا مردوں میں سے کون؟ فرمایا عائشہ کا باپ (ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ)

میں نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما۔ اس کے بعد آپ نے بہت سے لوگوں کے نام گئے۔ دکھلائے بعد فلاں شخص مجھے محبوب ہے۔ اسے احمد مسلم اور ابو حاتم نے روایت کیا ہے۔

حدیث:

عمر بن العاص ہی سے ایک روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ہمیشہ ذات السلاسل کا امیر بنا کر بھیجا۔ جبکہ شکر میں ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق (رضی اللہ عنہما جیسے جلیل القدر صحابہ) بھی تھے۔ میرے دل میں یہ بات اُٹی کہ ابو بکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما جیسے صحابہ پر مجھے امیر بنا یا جانا اس بنا پر ہے کہ آپ کے ہاں میرا مرتبہ ان سے بڑھ کر ہے۔ تو میں آپ کے پاس حاضر ہوا اور آپ کے سامنے بیٹھ گیا، پھر میں نے عرض کیا

یا رسول اللہ! لوگوں میں سے آپ کے ہاں پسندیدہ تر شخص کون ہے؟ اگے حدیث مثل سابق ہے۔

یہ حدیث ابو حاتم نے حضرت انس کی روایت سے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت میں بھی درج کی ہے۔

یہ احادیث عشرہ مبشرہ صحابہ کرام کی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں قدر و منزلت پر پوری طرح سے روشنی ڈالتی ہیں۔ تاہم پھر بھی یہ

مذکورہ احادیث بظاہر متعارض ہیں مگر حقیقتاً ایسا نہیں ہے۔ اس لیے کہ ابو حاتم اور مسلم والی حدیث میں جو ہے کہ آپ نے کئی مردوں کے نام گئے کہ فلاں کے بعد فلاں محبوب ہے ممکن ہے اس سے مراد یہی عشرہ مبشرہ ہوں جنہیں ملاں نے اپنی روایت میں صراحتاً بیان کیا ہے۔ البتہ درج ذیل حدیث سے یہاں اشکال پیدا ہوتا ہے۔

حدیث

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ نبی علیہ السلام کو صحابہ میں سے کون زیادہ محبوب تھا؟ فرمایا ابو بکر رضی اللہ عنہ پوچھا گیا پھر کون؟ فرمایا ابو عبیدہ بن جراح۔

اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔ اور اسی باب میں یہ حدیث بالتفصیل آئیگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

تشریح :

اگر سوال کیا جائے کہ گزشتہ احادیث میں تو ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے بعد عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو نبی علیہ السلام کا محبوب بتلایا گیا ہے اور اس حدیث میں ابو عبیدہ بن جراح کو آخر کیوں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حقیقت وہی ہے جو گزشتہ احادیث میں خود ہی علیہ السلام نے بیا فرمائی باقی سیدہ عائشہ نے قرآن کو دیکھ کر اپنے گمان کے مطابق بات کہہ دی ہے یہ نبی علیہ السلام کا فرمان نہیں ہے۔

بیان سوم

عشرہ مبشرہ صحابہ رض

سے کینہ و بغض رکھنے سے بچنا

حدیث

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اے مسلمانو! اگر تم عبادت کرتے کرتے کمانوں کی طرح کوز نسیبت ہو جاؤ اور مسلسل روزہ رکھتے رکھتے کمانوں کی طرح سوکھ جاؤ اور نماز ادا کرنے کے لیے قافلوں سے پھڑے پھرو۔ پھر بھی اگر تم میں سے کسی نے عشرہ مبشرہ صحابہ میں سے کسی سے بغض رکھا تو اسے ناک کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینک دیا جائیگا۔

اسے ابو سعیدؓ نے شرف البنوت میں بیان کیا ہے۔

بیان سوم عشرہ مبشرہ کے لیے جنت کی

بشائت

حدیث

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو بکرؓ جنت میں جائیں گے۔ عمرؓ جنتی ہیں۔ عثمانؓ جنتی ہیں۔ علیؓ جنتی ہیں۔ طلحہؓ جنتی ہیں۔ زبیرؓ جنتی ہیں۔ عبدالرحمن بن عوفؓ جنتی ہیں۔

سعد بن ابی وقاص جنتی ہیں۔ سعد بن زید جنتی ہیں۔ اور ابو عبیدہ بن جراح جنتی ہیں۔

اسے احمد بن حنبلؒ، ترمذی اور بغوی نے مصابیح میں احادیث حسان سے درج کیا ہے۔

تشریح:

اسے ابو حاتم نے بھی روایت کیا ہے مگر کچھ تقدیم و تاخیر کے ساتھ، اور ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ جنت کی بشارت کے بارہ میں ابو عبیدہ بن جراح کا ذکر عشرہؓ سے متصلاً صرف اسی حدیث میں آیا ہے۔

میں (مصنف) کہتا ہوں کہ آگے بیان ہونے والی سعید بن زید سے مروی حدیث ابو حاتم کے قول کی تردید کر رہی ہے۔

حدیث

حضرت سعید بن زیدؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دس آدمی جنتی ہیں ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، عبدالرحمن بن عوفؓ، ابو عبیدہ

ان دس صحابہ کرام کو جنت کی بشارت ملی ہے اس لیے انہیں عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے اور یہ بات تیسرے کتب میں بھی موجود ہے چنانچہ ابن ابی الحدید اپنی کتاب شرح فیج البلاغہ جلد اول ص ۷۶ مطبوعہ بیروت میں حضرت طلحہؓ کے تعارف میں لکھتا ہے۔
وَطَلْحَةُ أَحَدُ الْعَشْرَةِ
الْمُبَشَّرَةِ الْمَشْهُودِ لَهُمْ بِالْجَنَّةِ

ترجمہ: اور طلحہؓ عشرہ مبشرہ صحابہ میں سے ہیں جن کے لیے جنت کی شہادت دی گئی ہے۔

بن جرّاحؓ، سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت سعید بن زیدؓ نو ۹ افراد گن کر دسویں کا ذکر کیے بغیر آپ چپ ہو گئے۔ لوگوں نے کہا آپ کو خدا کی قسم ہے کہ دسویں کا نام لیں فرمایا تم نے مجھے خدا کی قسم دے دی ہے۔ اس لیے بتلاتا ہوں کہ وہ دسواں ابوالاعور (سعید بن زید) ہے۔

اسے ترمذی نے روایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ امام بخاری نے اس باب میں اسے سب سے صحیح حدیث قرار دیا ہے یعنی سابق الذکر حدیث عبد الرحمن بن عوف سے بھی یہ حدیث زیادہ قوی ہے۔

حدیث

حضرت سعید ہی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قریش میں دس افراد جنتی ہیں۔ ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، عبد الرحمن بن عوفؓ، سعد بن مالکؓ اور ابو سعیدہ بن جرّاحؓ، سعید بن مسیبؓ فرماتے ہیں۔ حضرت سعید نے فرمایا کہ دس جنتیوں میں ایک صحابی اور بھی ہے اور غالباً وہ خود حدیث کے راوی (سعید بن زید) ہیں۔

اسے دارقطنی نے روایت کیا ہے انہوں نے اسے ایک اور سند سے بھی روایت کیا ہے اور طبرانی نے اپنے معجم میں عبد اللہ بن عمرؓ کی روایت سے یہ حدیث بیان کی ہے جس میں حضرت سعیدؓ کا صاف نام موجود ہے۔

حدیث

لے اس حدیث اور اس جیسی دیگر احادیث کا یہ مفہوم ہرگز نہیں کہ صرف دس صحابی جنتی ہیں اور باقی جنتی نہیں بلکہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ دس وہ صحابی ہیں جنہیں شارح علیہ السلام نے جنتی کہا ہے وہ خوش نصیب جنتی جنہیں زبان نبوت سے مراد جنت بل گیا۔

حضرت ابو ذر غفاریؓ نے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ عائشہ کے گھر تشریف لائے فرمایا اسے عائشہؓ! تمہیں ایک بشارت نہ دوں؟ عرض کیا یا رسول اللہ کیوں نہیں؟ فرمایا تمہارے والد ابو بکر جنتی ہیں۔ وہاں ان کے ساتھی ابراہیم علیہ السلام ہونگے۔ عمرؓ جنتی ہیں۔ ان کے ساتھ حضرت نوح علیہ السلام ہوں گے۔ عثمانؓ جنتی ہیں ان کا ساتھی میں خود ہونگا۔ علیؓ جنتی ہیں ان کے ساتھ حضرت یحییٰ علیہ السلام ہوں گے۔ طلحہؓ جنتی ہیں وہاں ان کے ساتھ حضرت داؤد علیہ السلام ہیں۔ زبیرؓ جنتی ہیں ان کے ساتھ حضرت اسماعیل علیہ السلام ہونگے سعد بن ابی وقاص جنتی ہیں۔ ان کے ساتھ سلیمان بن داؤد علیہ السلام ہونگے۔

سعد بن زیدؓ جنتی ہیں ان کے ساتھ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہوں گے۔ اور ابو عبیدہ بن جراح جنتی ہیں ان کے ساتھ ادریس علیہ السلام ہونگے۔ پھر فرمایا۔ اسے عائشہ! میں سید المرسلین ہوں۔ تمہارا والد افضل الصدیقین ہے اور تم اُم المؤمنین ہو۔

اسے ملاں نے اپنی سیرت میں روایت کیا ہے۔

بیان چہارم

عشرہ مبشرہ میں سے ہر ایک کی علیہ علیہ صفاتِ حمیدہ

حدیث

حضرت عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری ساری امت سے زیادہ رحم دل ابو بکرؓ ہیں دین میں سب سے زیادہ مضبوط عمرؓ حیا میں سب سے بڑھ کر عثمانؓ اور سب سے زیادہ قوت فیصلہ کے

مالک علیؓ اپنی طالبؓ ہیں ہر نبی کے حواری تھے۔ اور میرے حواری (خدمتگار) طلحہؓ و زبیرؓ ہیں۔ سعد بن ابی وقاصؓ جہاں ہونگے حق ان کے ساتھ ہوگا۔ سعید بن زیدؓ محبوبانِ خدا میں سے ہیں۔ عبد الرحمن بن عوفؓ اللہ کے تاجروں میں سے ہیں۔ (یعنی سب سے زیادہ خدا کے عبادت گزار اور اجر و ثواب کا لین دین کرنے والے ہیں) ابو عبیدہ بن جراحؓ اللہ اور اس کے رسول کے امین ہیں۔ ہر نبی کا محرم راز ہوتا ہے اور میرا محرم راز امیر معاویہ بن ابی سفیانؓ ہیں۔ ان سب سے محبت کرنے والا نجات پا گیا اور بغض رکھنے والا تباہ ہو گیا۔ اسے ملاں نے اپنی سپرٹ میں روایت کیا ہے۔

بیانِ پنجم عشرہ مبشرہ الذین سبقت لہم منا الحسنیٰ کے مصداق اول ہیں

حدیث

حضرت علیؓ نے یہ آیت پڑھی۔

ان الذین سبقت لہم منا الحسنیٰ الخ سورۃ انبیاء۔ آیت نمبر

ترجمہ: جن کے لیے ہم اچھی عاقبت بکھینچے ہیں وہ جہنم سے دور

رہیں گے۔

پھر حضرت علیؓ نے فرمایا میں انہیں میں سے ہوں ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ

اور دیگر تمام عشرہ مبشرہ میں شامل صحابہ بھی انہی میں سے ہیں۔

اسے ابو الفرج بن جوزی رحمہ اللہ نے اسباب النزول میں بیان کیا ہے۔

باب سوم:

عشرہ مبشرہ صحابہؓ میں سے بعض

کے فضائل



بیان اول

عشرہ مبشرہؓ میں صدیقین اور شہداء

حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حراء، پہاڑ پر چڑھے تھے آپ کے ساتھ ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ پہاڑ حرکت میں آگیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اے حراء“ اپنی بیکڑ ٹھہرا! تجھ پر نبی صدیق اور شہدا ہی تو ہیں دوسری روایت میں حضرت علیؓ کا نام نہیں۔

مذکورہ طریقہ پر یہ دونوں روایات مسلم نے ہی بیان کی ہیں۔

ترمذی نے یہ روایت مناقب عثمان غنی رضی اللہ عنہم میں درج کرتے ہوئے
کی جگر اِھْدَءُ لَکھا ہے جب کہ حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ اور ترمذی نے اسے
سعید بن زید رضی اللہ عنہ کی روایت سے بھی بیان کیا ہے۔ مگر اس میں یہ لکھا ہے کہ ”حرا“
پر ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے سوا تمام افراد عشرہ مبشرہ موجود تھے اور الفاظ ہیں۔ اُثْبِتْ حِرَاءُ
حدیث

زبلی نے بھی اسے لیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا۔ تم مجھے کہتے ہو کہ میں اپنے بھائیوں کو بڑا کہوں جب کہ اللہ ان پر درود بھیجتا
ہے۔ یا یہ کہ اللہ نے انہیں معاف کر دیا ہے۔
اس کے بعد راوی نے یہ ذکر کیا ہے کہ آپ حرا میں تھے کہ وہ ہلنے لگا۔ آپ
نے فرمایا حرا ٹھہر جا! راوی نے اس روایت میں یہ کہا ہے کہ اس وقت وہاں ابو
عبیدہ رضی اللہ عنہ کے سوا تمام افراد عشرہ مبشرہ موجود تھے۔

علاوہ ازیں یہ روایت حمز بن ابی عمار سے لی ہے۔ جس کے الفاظ
یہ ہیں کہ آپ حرا پر تھے کہ اچانک وہ دھل پڑا آپ نے فرمایا ٹھہر جا! تجھ پر نبی
صدیق اور شہداء ہی تو ہیں۔ جب کہ آپ کے ساتھ وہاں ابو عبیدہ کے سوا تمام
افراد عشرہ مبشرہ موجود تھے۔

حدیث

علاوہ ازیں اسے حافظ اسحاق بن ابراہیم بغدادی نے ان روایات میں درج
کیا ہے۔ جو بڑوں نے چھوٹوں سے اور اباؤ اجداد نے اولاد سے روایت کی
ہیں چنانچہ ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ، عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، زبیر رضی اللہ عنہ، طلحہ رضی اللہ عنہ، سعد رضی اللہ عنہ
اور حضرت سعید رضی اللہ عنہ حرا پر کھڑے تھے کہ وہ ہلنے لگا پڑا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

حراء ٹھہر جا! تجھ پر نبیؐ۔ صدیق اور شہید ہی تو ہیں۔ چنانچہ یہ سنتے ہی حراء
ٹھہر گیا۔

تشریح:

صحابہ ثلاثہ (ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ) کے فضائل میں مذکورہ روایات و دیگر
روایات کئی اور پہاڑوں کے بارہ میں آئیں گی۔ لہذا یہ اختلاف روایات صرف
اسی وجہ سے ہے کہ یہ واقعہ متعدد بار مختلف پہاڑوں پر ظاہر ہوا ہے۔ اور اسکی
دلیل یہ ہے کہ مذکورہ احادیث میں پہاڑ پر موجود افراد کی تعداد اور اسماء گونا گوں
ذکر ہوئے ہیں۔

البتہ یہاں صدیق سے مراد بظاہر صرف ابوبکر صدیقؓ ہیں کیونکہ وہی صحابہ میں
سے اس صفت کے ساتھ زیادہ مشہور ہیں اور شہید سے مراد وہ پانچ ہیں جن کا
نام اس فصل کی پہلی حدیث میں صراحت سے موجود ہے (یعنی عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ
طلحہؓ اور زبیر رضی اللہ عنہم) کیونکہ یہ پانچوں صراحتاً تیغ سے شہید ہوئے ہیں۔ البتہ
عبدالرحمن بن عوفؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، اور حضرت سعید بن زیدؓ (اگرچہ بظاہر
شہید نہیں ہوئے۔ مگر ممکن ہے کہ وہ کسی اور معنی کے ساتھ مقام صدیقیت یا
شہادت میں داخل ہوں۔ اس لیے نبی علیہ السلام نے انہیں صدیقین اور
شہدائین رکھا ہے۔

بیان دوم | جنت میں نبی علیہ السلام کی تشریف آوری عشرہ عشرہ مشرفہ سمیت آپ کا امت سے موازنہ کیا جانا

حدیث

حضرت ابو امامہ باہلیؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں جنت میں گیا وہاں میں نے (اپنے آگے) کسی کے قدموں کی سرسراہٹ سنی۔ پوچھنے پر بتلایا گیا کہ یہ حضرت بلالؓ ہیں تو جنت کی میں نے سیر کی اور دیکھا کہ وہاں کے اکثر باشندے فقراء مہاجرین ہیں اور مسلمان مالدار لوگ اور عورتیں نظر نہ آئیں پھر معلوم ہوا کہ مالدار تو جنت کے دوازوں پر محاسبین بن کر کھڑے ہوئے ہیں اور عورتوں کو دوسرخ چیزوں سوتا اور رشیم نے تباہ کر ڈالا ہے (وہ اکثر جہنم میں ہیں) پھر میں جنت کے اٹھ دوازوں میں سے ایک سے باہر آیا۔ ابھی میں دوازے کے پاس ہی تھا کہ ایک ترازو لایا گیا جس کے ایک پلے میں مجھے اور دوسرے میں میری ساری امت کو رکھ کر تو لا گیا تو میں سب سے بھاری نکلا، پھر ابو بکرؓ، عمرؓ، علیؓ کو باری باری لایا گیا اور ساری امت سے ان کا وزن کیا گیا اور انہیں سے ہر ایک ساری امت سے بھاری نکلا۔ پھر میری ساری امت کو ایک ایک کر کے میرے سامنے سے گزارا گیا۔ جب عبدالرحمن بن عوفؓ کی باری آئی تو میں نے دیکھا وہ آہستہ آہستہ چل رہے ہیں، پھر وہ ذرا آگے جا کر واپس آگئے اور کہا یا رسول اللہ! آپ پر میرے والدین قربان! اس خدا کی قسم جس نے آپ کو نبی بنا کر دنیا میں مبعوث فرمایا ہے

بیان سوم کچھ افراد مشترہ مشترہ اور کچھ دیگر صحابہ کی فافت و نجات

حدیث

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کو سات برگزیدہ ساتھی یا محافظ عطا کیے گئے اور مجھے چودہ۔ ہم نے عرض کیا وہ کون ہیں؟ فرمایا میں خود میرے بیٹے (حسین کریمین رضی اللہ عنہما) جعفر رضی اللہ عنہ (طیار) امیر حمزہ رضی اللہ عنہ، ابوبکر رضی اللہ عنہ، مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ، بلال رضی اللہ عنہ، سلمان رضی اللہ عنہ، عمار رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ۔

اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

حدیث

یہی حدیث تمام رازی نے فوائد میں یوں ذکر کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کو وزرا دیا محافظین سات عدد دیے گئے اور مجھے چودہ۔ امیر حمزہ رضی اللہ عنہ، جعفر طیار رضی اللہ عنہ، ابوبکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ، حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ یہ سات قریش میں سے ہیں) ابن مسعود رضی اللہ عنہ، عمار رضی اللہ عنہ، حذیفہ رضی اللہ عنہ، ابوذر رضی اللہ عنہ، مفذاد رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ۔

تشریح:

مذکورہ دونوں احادیث میں قریش کے سات افراد تو بالاتفاق آئے ہیں۔ جب کہ ترمذی نے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کا نام بڑھایا ہے۔ علاوہ ازیں ترمذی نے سات افراد کے علاوہ پانچ افراد ذکر کیے ہیں جن میں حذیفہ رضی اللہ عنہ ابوذر رضی اللہ عنہ اور مفذاد نہیں ہیں۔ جبکہ دوسری حدیث میں ان تینوں کے ساتھ ابن مسعود رضی اللہ عنہ، عمار رضی اللہ عنہ اور بلال رضی اللہ عنہ کا ذکر بھی ہے مگر مصعب رضی اللہ عنہ اور سلمان رضی اللہ عنہ کا نہیں (جبکہ پہلی

حدیث میں یہ دونوں موجود ہیں -

چنانچہ دونوں احادیث کے اجتماع سے چودہ نہیں بلکہ پندرہ افراد بنتے ہیں کیونکہ دونوں احادیث میں چودہ کا عدد مکمل نہیں۔ ترمذی نے بارہ اور تمام رازی نے تیرہ لکھے ہیں جبکہ امام احمد بن حنبل نے یہی حدیث حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہوئے مکمل چودہ کی تکمیل ان الفاظ میں کی ہے کہ

حدیث

مرض کیا گیا یا رسول اللہ۔ آپ کے برگزیدہ چودہ ساتھی کون ہیں؟ فرمایا میں خود میرے بیٹے حسنؓ اور حسینؓ، حمزہؓ، جعفرؓ، عقیلؓ، ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، مقدادؓ سلمانؓ، عمارؓ، طلحہؓ اور زبیرؓ۔

گویا اس حدیث میں گیارہ قریشی صحابہ ہیں اور تین غیر قریشی۔

حدیث

یہی حدیث ابن سمان نے ”الموافقة“ میں حضرت علیؓ سے چودہ عدد کی تفصیل کرتے ہوئے روایت کی ہے جبکہ روایت امام احمد بن حنبل سے اسناد میں اختلاف آگیا۔ الفاظ یہ ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نبی کو سات برگزیدہ ساتھی عطا کیے گئے جبکہ مجھے چودہ سات قریش میں سے علیؓ، حسنؓ، حسینؓ، حمزہؓ جعفر طیارؓ، ابوبکرؓ، اور عمرؓ اور سات دیگر مہاجرین میں سے، عبداللہ بن مسعودؓ سلمانؓ، ابوذرؓ، مقدادؓ، حذیفہؓ، عمارؓ اور بلالؓ۔

حدیث

ابن سمان کی دوسری روایت یوں ہے۔ ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، سیدہ فاطمہؓ، حسنؓ، حسینؓ، حمزہؓ، جعفر ابن مسعودؓ، بلالؓ، عمارؓ، ابوذرؓ اور سلمانؓ۔

تشریح :

اس حدیث میں حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا ذکر مذکور صیغوں کے تحت مذکورین کی تغلیب کی بنا پر ہے۔ اور یہ بات کلام عرب میں کثیر الاستعمال ہے۔

قرآن نبی۔ ابو بکر نے مجھے کبھی دکھ نہیں دیا۔ اور
اول مہاجرین سے رضاء نبی

بیان ہمارم

حدیث

سہل بن مالک اپنے باپ سے اور وہ سہل کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے لوٹے تو ممبر پر تشریف لا کر وعظ فرمایا۔ اللہ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا اے لوگو! ابو بکر نے مجھے کبھی بھی دکھ نہیں دیا۔ اس کی یہ صفت نوٹ کر لو، اے لوگو عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، سعد بن مالکؓ عبد الرحمن بن عوفؓ اور اول مہاجرین تمام سے میں راضی ہوں۔ ان کی یہ صفت نوٹ کر لو!

اسے خلفی تے اور حافظ دمشقی تے اپنے معجم میں روایت کیا ہے۔

بیان پنجم عشرہ مبشرہ میں سے ہر ایک کی جدا گانہ صفت جمیدہ

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

میری ساری امت میں سے امت پر سب سے زیادہ مہربان ابو بکرؓ ہے۔ دین میں سب سے نچتے علمؓ زیادہ میں سب سے سچا عثمانؓ اللہ کی کتاب کا سب سے بڑا قاری ابی بن کعبؓ۔ فرائض کو سب سے زیادہ جاننے اور عمل کرنے والا زید بن ثابتؓ اور حلال و حرام کو سب سے زیادہ جاننے والا معاذ بن جبلؓ ہے۔ یاد رکھو! ہر امت کا ایک امین ہے اور اس امت کا امین ابو عبیدہ بن جراح ہے۔

اسے ابو حاتم اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔ ترمذی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

حدیث

طبرانی نے یہ حدیث یوں روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ساری امت میں سے امت پر زیادہ مہربان ابو بکرؓ امت کے لیے سب سے بڑا تمہم دل علمؓ اور ساری امت میں سے سب سے بڑا قاضی علیؓ ہے۔ رضی اللہ عنہم۔ آگے مثل سابق ہے۔

بیان ششم چند صحابہ جو زبان نبوت کے مطابق بہترین انسان ہیں

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو بکرؓ بہترین انسان ہے۔ عمرؓ بہت اچھا آدمی ہے، معاذ بن عمرو بن جموح بہت بہترین شخص ہے، معاذ بن جبلؓ نہایت بہترین انسان ہے، ابو عبیدہ بن جراحؓ نفیس بندہ ہے۔

اسے ابو حاتم نے روایت کیا ہے۔ ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔

اسد بن حفص اور ثالث بن قیس کا ذکر بھی کیا ہے۔ کچھ تقدیم تاخیر بھی کی ہے اور حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

فرمان نبی کے مطابق جو لوگ مجتہان خدا و مصطفیٰ
(صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں

بیان، مضمون

حدیث

ابن یخامر سکسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ ابو بکرؓ پر درود بھیج کہ وہ تجھے اور تیرے رسول کو محبوب رکھتا ہے۔ اے اللہ عمرؓ پر درود بھیج کہ وہ تیرا اور تیرے نبی کا محبوب ہے۔ اے اللہ عثمانؓ پر درود بھیج کہ وہ تیرا اور تیرے محبوب کا حبدار ہے۔ اے اللہ ابو عبیدہ بن جراحؓ پر درود بھیج کہ وہ تجھے اور تیرے نبی کو دوست رکھتا ہے۔ اے اللہ عمرو بن العاصؓ پر درود بھیج کہ خدا و مصطفیٰ کو اپنا حبیب بنا لے ہے۔

کچھ صحابہ جو نبی علیہ السلام کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔

بیان، مضمون

حدیث شفیق کہتے ہیں میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا نبی علیہ السلام کو سب صحابہ میں زیادہ عزیز کون تھا؟ فرمایا ابو بکرؓ۔ میں نے کہا اس کے بعد کون؟ فرمایا عمرؓ۔ میں نے کہا اس کے بعد کون؟ فرمایا ابو عبیدہ بن جراحؓ۔ میں نے کہا اس کے بعد کون؟ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا خاموش ہو گئیں۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور حسن حدیث قرار دیا ہے۔

بیانِ نهم	عشرہ میں سے کچھ کے لیے زبان رسالت کی خصوصی اور مناسب حال دعوات۔
-----------	---

حدیث زبیر بن عوامؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ تو نے میرے صحابہ کی وجہ سے امت کو برکت عطا فرمائی ہے۔ تو ان سے یہ برکت واپس نہ لے۔ انہیں ابو بکر کی محبت پر اکٹھا کر دے۔ اس کا کام نہ بکھیر۔ کیوں کہ اس نے ہمیشہ اپنی رضا پر تیری رضا کو ترجیح دی ہے۔ اے اللہ عمر بن خطابؓ کو عزت عثمانؓ کو عہدہ علیؓ کو توفیق۔ طلحہؓ کو بخشش، زبیرؓ کو ثابت قدمی، سعدؓ کو سلامتی اور عبدالرحمنؓ کو دقار عطا فرما۔ اے اللہ اول ہاجرین و انصار کو اور یہی میں انکی پیروی کرنے والے تمام مسلمانوں کو (جنت میں) میرا ساتھی بنا دے۔

اسے حافظ تقفی نے اور واحدی نے مستدر وایت کیا ہے اور واحدی نے ان الفاظ تو ان سے برکت واپس نہ لے، کے بعد یہ الفاظ زائد کیے ہیں۔ اے اللہ تو نے میرے صحابہ کو ابو بکر کی وجہ سے برکت عطا فرمائی ہے تو ان سے یہ برکت واپس نہ لے اور ابو بکرؓ کی محبت پر انہیں اکٹھا کر دے۔

بیانِ دهم	بعض افراد عشرہ اور بعض دیگر صحابہ کے لیے زبان رسالت سے جنت کی دعا
-----------	---

حدیث: ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب سے صحابہ کے لیے جنت کا سوال کیا تو اللہ نے انہیں یقیناً جنت سے نواز دیا۔ اسے ابو الخیر حاکمی قزوینی نے روایت کیا ہے۔ حدیث: ابن عبدالبر نے استیعاب میں روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے رب جل علی سے سوال کیا کہ وہ شخص دو دن میں نہ جائے جس نے مجھے کسے بنایا جسے میں نے کسے بنایا۔

۱۔ شیعوں کی معتبر اور مفصل تفسیر "لوامع التنزیل"، جلد دوم ص ۴۶ میں علامہ حائری شیعہ لکھتا ہے۔

بیان

جنت میں عشرہ مبشرہ کے مقامات رفیعہ

حدیث

حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر کے لیے تشریف لائے اور فرمایا۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! کے ساتھ تھیو! آج رات میں نے جنت میں تمہارے مکانات کا اپنے مکان سے قرب دیکھا ہے۔ یہ کہہ کر آپ حضرت علیؓ کی طرف متوجہ ہوئے۔ فرمایا اے علیؓ! کیا تم یہ پسند کرو گے کہ جنت میں تمہارا مکان میرے مکان کے سامنے ہو جیسے دو بھائیوں کے منازل باہم بالمقابل ہوتے ہیں؟ عرض کیا یا رسول اللہ کیوں نہیں؟ یہ کہتے ہوئے حضرت علیؓ گریاں ہو گئے۔ پھر آپ ابو بکرؓ کی طرف متوجہ ہوئے فرمایا میں ایک ایسے شخص کا نام اور اس کے والدین کا نام بھی جانتا ہوں جب وہ جنت میں آئے گا تو وہاں کا ہر مکان اور پانی کا ہر گھونٹ مر جاوے گا پھر اٹھے گا۔ حضرت سلمانؓ فارسی عرض کرنے لگے یا رسول اللہ! ایسا شخص ناکام کب ہو سکتا ہے۔ فرمایا وہ ابو بکرؓ ہے۔ پھر آپ نے حضرت عمرؓ کی طرف التفات فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا اے ابو حفص! میں نے جنت میں سفید جوہر سے بنا ایک محل دیکھا جس پر سفید موتیوں کا جڑاؤ کیا ہوا تھا۔ میں نے فرشتہ رضوان سے پوچھا یہ محل کس کے لیے ہے؟ کہنے لگا ایک قریشی جوان کے لیے میں نے سمجھا کہ شاید میرا ہے وہ خود ہی بول اٹھا یہ عمر بن الخطابؓ کا ہے۔ پھر میں نے اس کے اندر جانا چاہا تو مجھے تیری غیرت یاد آگئی۔ عمر فاروقؓ سن کر آب دیدیدہ ہو گئے

۱۔ کتنا پیارا خطاب ہے جو خود زبان رسالت سے ارشاد فرمایا جا رہا ہے۔

عرض کرنے لگے یا رسول اللہ! کیا مجھے آپ پر غیرت آئیگی؟
 پھر آپ نے عثمان غنیؓ کی طرف رخ منور کیا اور فرمایا ہر نبی کا ایک
 ساتھی ہوتا ہے اور میرے جنت کے ساتھی تم ہو پھر عبدالرحمنؓ کی طرف نگاہ
 التفات اٹھی تو فرمایا کیا وجہ ہے کہ میں نے تمہیں تمام صحابہ سے دیر کے ساتھ
 آنے دیکھا ہے۔ کیا سبب ہے؟ فرمایا مجھ سے حساب ہوتا رہا کہ فلاں مال
 تمہیں کہاں سے ملا کہاں خرچ کیا؟ بلکہ مجھے تو گمان گزرا کہ شاید آپ کو نہ دیکھ
 پاؤں گا پھر عرض کیا میرے سوا دنٹ مصر سے مال تجارت سے لے ہوئے آئے
 ہیں۔ جنہیں میں مدینہ کے یتیموں اور یتیموں میں تقسیم کرنے کا اعلان کرتا ہوں شاید
 کہ اسی سبب سے اللہ میرا حساب آسان کر دے پھر آپ نے حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ کی
 طرف دیکھا تو فرمایا ہر نبی کے حواری (مددگار) ہوتے ہیں۔ اور میرے حواری
 تم دونوں ہو۔

اسے قاضی ابوبکر یوسف بن فارس نے روایت کیا ہے۔

۱۲	کچھ وہ صحابہ جو جمعہ کے روز لوگوں کے بھاگ جانے کے
بیان	وقت نبی علیہ السلام کے ساتھ ہے

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے
 روز خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ مدینہ منورہ میں غلے کا قافلہ آگیا (جب کہ قحط
 سالی طاری تھی) تو لوگ قافلے کی طرف دوڑ پڑے اور نبی علیہ السلام کے ساتھ
 بارہ آدمی رہ گئے جن میں ابوبکرؓ و عمرؓ بھی تھے۔

اسے صرف مسلم نے روایت کیا ہے۔

بیان ۱۳
وہ حدیث جو عشرہ مبشرہ میں سے بعض کی اہمیت خلافت پر دال ہے

حدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا گیا اگر نبی علیہ السلام اپنے بعد کسی کو خلیفہ بناتے تو کسے بناتے؟ فرمایا ابو بکرؓ کو عرض کیا گیا (اگر بالفرض زندہ نہ ہوتے تو) اس کے بعد کسے بناتے؟ فرمایا عمرؓ کو۔ سوال ہوا پھر کسے بناتے؟ فرمایا ابو عبیدہ بن جراح کو۔ اس کے آگے سیدہ نے کسی کام نام نہیں لیا۔

بیان ۱۴
کچھ عشرہ مبشرہ اور کچھ دیگر صحابہ کے حق میں نازل شدہ آیات قرآنیہ

حدیث

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آیہ کہ یہ

ترجمہ: جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر دوڑے چلے آئے۔
ستر صحابہ کے حق میں نازل ہوئی جن میں ابو بکر صدیقؓ اور حضرت زبیرؓ بھی تھے
جنگ احد کے لیے جب آپ نے صحابہ کو بلایا تو وہ فوراً حاضر خدمت ہو گئے۔
اسے واحدی اور ابوالفرج ابن جوزی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث

عطاء (تابعی) سے روایت ہے کہ آیت مبارکہ

وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا۔

ترجمہ: جب آپ کے پاس ہماری آیات کو ماننے والے آتے ہیں تو انہیں
سلامتی کا پیغام دیجئے۔

ابوبکر صدیقؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، حمزہؓ، جعفرؓ، عثمان بن مظعونؓ، ابو عبیدہ
بن جراحؓ، مصعب بن عمیرؓ، سالمؓ، ابوسلمہؓ، ارقم بن ابی ارقمؓ، عمارؓ، اور حضرت
بلالؓ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

اسے ابوالفریح نے اسباب النزول میں روایت کیا ہے۔

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ

قَوْلِي خَدَا وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غَلِيٍّ

ترجمہ: ہم نے ان کے دلوں سے ہر قسم کا بغض و کینہ نکال پھینکا ہے۔

ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، سعد بن ابی وقاصؓ، عبدالرحمن
بن عوفؓ، سعید بن زیدؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ کے حق میں اتری ہے۔

اسے حثیمہ بن سلیمان اور ابوصالح نے روایت کیا ہے۔

تشریح:

ابوجعفر سے پوچھا گیا کہ اس آیت میں کینہ اور بغض سے کیا مراد ہے۔ فرمایا
زمانہ جاہلیت میں بنی ہاشم، بنی نضیم اور بنی عدی کے مابین رنجش تھی جب یہ لوگ
اسلام لائے تو دل و جان سے ایک دوسرے کو چاہنے والے ہو گئے۔

حسن سے روایت ہے کہ یہ آیت اہل بدر کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

فَيَشْرَعُ لِمَنْ دَانَ لِنُورِ الْكَلِمَةِ لِيَسْتَتِعُونَ الْكَلِمَةَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ

سورة الزمر آیت ۷۱

ترجمہ: میرے ان بندوں کو خوشخبری سنا دین سچی بات سن کر اسکی خوب تر
پیروی کرتے ہیں۔

جب ابو بکر رضی اللہ عنہ لائے تو ان کے پاس عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ، طلحہ رضی اللہ عنہ، زبیر رضی اللہ عنہ، سعید بن زید رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ آئے اور پوچھا کہ آپ نے
کو سنا دین اختیار کیا ہے، جب آپ نے انہیں اپنے دین سے آگاہ کیا تو وہ
بھی اسلام لے آئے تو یہ آیت نازل ہوئی۔ اس لیے آیت میں القول (سچی بات)
سے مراد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بات ہے۔

حدیث

ضحاک سے مروی ہے کہ آیت مبارکہ

وَالَّذِينَ آمَنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ أُولَٰئِكَ هُمُ الصِّدِّيقُونَ.

سورہ حدید آیت ۱۹

ترجمہ: اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لانے والے ہی سچے ہیں، اسے
مراد آٹھ صحابی ہیں۔

ابو بکر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ، زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ، طلحہ رضی اللہ عنہ، زبیر رضی اللہ عنہ، سعد رضی اللہ عنہ اور حمزہ رضی اللہ عنہ
جب کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کے نوویں ساتھی ہیں۔ جنہیں اللہ نے ان کے صدق دل
کے سبب ان سے ملا دیا۔

تشریح:

مجاہد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مذکورہ آیت سے مراد اللہ کو ملنے والا ہر انسان ہے۔
جبکہ مقاتل رضی اللہ عنہ (ایک مفسر) کے بقول اس آیت سے مراد وہ لوگ ہیں جو رسولوں کی بات
سن کر انکی تصدیق کر دیتے ہیں تکذیب نہیں!۔

یہ تمام اقوال واحدی تے اور ابو الفرج نے اسباب النزول میں روایت کیے ہیں۔

حدیث

امام جعفر صادق اپنے والد امام محمد باقر سے اور وہ اپنے ائمہ آباء سے روایت کرتے ہیں کہ ارشاد خداوندی

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ

سے مراد ابو بکر صدیق رضی

أَبْتَدَأَ عَلَى الْكُفَّارِ

(کافروں پر سخت) سے مراد عمر فاروق رضی

رُحَمَاءَ بَيْنَهُمْ

(آپس میں رحم دل) سے مراد عثمان غنی رضی

تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا

(تم ہمیشہ انہیں رکوع و سجدہ (عبادت) کرتے ہی دیکھو گے) سے مراد علی بن ابی طالب رضی

يَتَّبِعُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا

(اللہ کے فضل اور اس کی رضا کے متلاشی) سے مراد طلحہ رضی اور زبیر رضی

سَيِّئِهِمْ سَوْفِي زُجْرِهِمْ

(عبادت سے انکی جبینوں میں محراب ہیں) سے مراد سعد بن ابی وقاص رضی اور عبد الرحمن بن عوف رضی ہیں۔

حدیث

ابن مسعود سے مروی ہے کہ ارشاد خداوندی

لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ
اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ وَلَوْ كَانُوا آبَاءَهُمْ أَوْ أَبْنَاءَهُمْ أَوْ إِخْوَانَهُمْ أَوْ

سورہ مجادلہ آیت ۲۲

ترجمہ: اللہ اور روزِ قیامت پر ایمان لانے والی قوم کو آپ ایسا نہیں پائیں گے کہ
وہ اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے دوستی رکھیں خواہ وہ ان کے
والدین اولاد اور بھائی ہی کیوں نہ ہوں۔ (ورنہ ذیل صحابہ کرام کے
حق میں نازل ہوا ہے۔

۱۔ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے کافر بیٹے کو جنگ بدر میں مقابلے کیلئے لٹکایا
اور عرض کیا یا رسول اللہ آج مجھے سب سے پہلے قربان ہو لینے دیجئے تو آپ نے فرمایا
ابو بکر! ہمیں اپنی جان کے ساتھ نفع بہم پہنچائیے۔ بلے جانتے نہیں ہو کہ تمہاری حیثیت
میرے لیے کانوں اور آنکھوں والی ہے۔

۲۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جنگ بدر میں اپنے ماموں عاص بن ہشام کو تہمتیں
کر ڈالیں۔

۳۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ کو بدر

۱۔ بعینہ انہی الفاظ کے ساتھ یہ واقعہ شیعہ فرقہ کی معتبر تاریخ ناسخ التوارخ حالات پیغمبر جلد ۳ ص ۳۲۷
پر موجود ہے۔ معلوم ہوا ابو بکر صدیق کے دل میں ایمان کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔
۲۔ عمر فاروق کے متعلق شیعہ فرقہ اکثر کہتا ہے کہ انہوں نے اسلام لانے کے بعد کبھی کسی کافر کو
قتل نہیں کیا۔ ضرور ان کے دل میں کفر سے محبت موجود تھی معاذ اللہ حالانکہ صاف بکھلے کہ
اپنے سگے ماموں کو غیرت ایمانی کے جوش میں قتل کر ڈالا۔ اور آپ کا یہ کارنامہ شیعوں کی معتبر
کتاب بحار الانوار جلد ۱۹ ص ۳۶۳ پر بالہراحت موجود ہے۔

میں فتانی النار کیا۔

- ۴۔ ابو عبیدہ بن جراحؓ! جنہوں نے احد میں اپنا باپ عبداللہ بن جراح مار ڈالا۔
- ۵۔ مصعب بن عمیرؓ! جنہوں نے احد میں اپنے بھائی عبیدہ بن عمیر کو جہنم رسید کیا اسی لیے اللہ فرماتا ہے وہ لوگ دشمنانِ خدا اور رسول کو دوست نہیں بناتے خواہ وہ انکے والدین اولاد بھائی یا عزیز رشتہ دار ہوں۔
- اسے واحدی اور البرافرنج نے بیان کیا ہے۔

باب چہارم:

چار بیان نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل سے مختص احادیث

بیان اول

اللہ نے خلفاء اربعہ کو اپنے نبی کی صحبت کے لیے چن لیا

حدیث

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انبیاء و مرسلین کے سوا تمام جہانوں پر اللہ نے میرے صحابہ کو عظمت دیدی ہے پھر صحابہ میں سے ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ، علی رضی اللہ عنہ کو فضیلت سے نوازا دیا۔ اور میری امت کو تمام امتوں سے افضل بنا دیا ہے۔ پھر امت میں سے جو لوگ پہلی سے چوتھی صدی تک آئیں گے بعد والوں سے افضل ہیں۔

اسے ہزار نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ اور ہزار سے عبدالحق نے کتاب ”الاحکام“ میں اسے لیا ہے۔ جبکہ ابن سہمان نے بھی الموافقة میں یہ حدیث مختصراً نقل کی ہے جس کے بعض الفاظ یہ ہیں کہ اللہ نے انبیاء و مرسلین کے سوا اگلے پچھلے تمام جہانوں پر میرے صحابہ کو فضیلت عطا فرمائی ہے۔

۲
بیان

خلفاء اربعہ پر خدا و مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نوازشیں
اور یہ کہ انکا محب - مومن ہے اور دشمن منافق

حدیث

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ مجھے نبی علیہ السلام نے فرمایا اے علیؓ! اللہ
نے مجھے حکم دیا ہے کہ ابو بکرؓ کو اپنا وزیر، عمرؓ کو مشیر، عثمانؓ کو سہارا اور مجھے
اپنا مددگار بناؤں۔ تو تم چار ہوئے۔ جن کے متعلق اللہ نے ام الكتاب (لوہ قدرت)
میں لکھ دیا ہے کہ انہیں دوست رکھے گا تو مومن اور ان سے حسد رکھے گا۔ تو
صرف منافق۔ تم ہی میرے جانشین۔ میری ذمہ داریوں کو اٹھانے والے اور
امت کے آگے میری صداقت کی دلیل ہو۔ لہذا یہ رشتہ توڑ نہ دینا سیدھے
راستے سے دائیں بائیں ہٹنا جانا۔

اسے ابن سمان نے موافقہ میں روایت کیا ہے اور حضرت حدیقہ رضی
ایک اور طریق کے ساتھ بھی یہ حدیث روایت کی ہے۔

حدیث

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان
چار آدمیوں کی محبت صرف اور صرف مومن کے دل میں ہی بجا موجود ہو سکتی ہے۔
یعنی ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ۔

اسے ابن سمان اور ابن ناصر سلامتی نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ان چاروں سے محبوبان خدا محبت کرتے ہیں اور دشمنان خدا بغض
رکھتے ہیں۔ اسے ملاں نے سیرت میں روایت کیا ہے۔

بیان

خطبہ سیدالابراہر در مدح چاریار

حدیث

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو بکرؓ میرا وزیر ہے اور امت میں میرا نائب، عمرؓ میرا حبیب ہے اور میری زبان سے بولنے والا، عثمانؓ مجھ سے ہے اور علیؓ میرا بھائی اور میرا علم بردار ہے۔

اسے ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ ابو بکرؓ پر رحمت نازل کرے جس نے مجھ سے اپنی بیٹی بیاہی پھر مجھے دار، ہجرت (مدینہ منورہ) کی طرف اٹھالایا۔ غار میں میرا ساتھی رہا اور اپنے مال سے بلالؓ کو آزاد کیا، عمرؓ پر اللہ رحم کرے جو سچی بات کہہ دیتا ہے خواہ وہ کڑوی ہو۔ جب کوئی بھی اس کا ساتھی نہ ہو (تو تنہا مجبور ہو) تو بھی سچی بات کہہ دیتا ہے۔ عثمانؓ پر اللہ کی رحمتیں ہوں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔ اور علیؓ پر اللہ رحمت برسائے اسے اللہ علیؓ جہاں جائے سچی اس کا ساتھ نہ چھوڑے۔

اسے ترمذی۔ غلی اور ابن سمان نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ممبر پر جلوہ افروز ہوئے۔ حمد و ثنا کے بعد فرمایا لوگو! تمہیں کیا ہے کہ میرے صحابہ کے بارہ میں اختلاف رکھتے ہو۔ جانتے نہیں کہ میرے اہل بیت اور میرے صحابہ کی محبت اللہ نے امت پر روز

قیامت تک فرض فرمادی ہے۔

پھر فرمایا ابو بکرؓ کہاں ہے۔ انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں یہ موجود ہوں۔ فرمایا میرے قریب آ جاؤ آپ نے انہیں سینے سے چمٹا کر انکی آنکھوں کے درمیان ماتھے کا بوسہ لیا۔ ہم نے (صحابہ نے) دیکھا کہ رسول اللہ علیہ وسلم کی چشمان مبارک رخساروں پر آنسو بہا رہی ہیں۔ پھر آپ نے ابو بکرؓ کا ہاتھ پکڑ کر بلند آواز سے فرمایا مسلمانو! یہ ابو بکر صدیقؓ ہے تمام مہاجرین و انصار کا سردار اور میرا ساتھی ہے۔ جب لوگوں نے مجھے بھٹلایا تو اس نے میری تصدیق کی، لوگوں نے مجھ سے صرف نظر کیا تو اس نے مجھے پناہ دی اور بلال کو میری رضا کے لیے اپنے مال سے خرید کو آزاد کیا۔ اس سے دشمنی رکھنے والے پر اللہ اور تمام جہان کی لعنت اور اللہ اس سے بری ہے۔ اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کے ہاں سرخرو ہونا چاہتا ہے۔ وہ ابو بکر صدیقؓ کی عداوت سے باز آ جائے۔ یہ باتیں دوسروں تک پہنچا دو۔ یہ کہہ کر پھر فرمایا ابو بکر! بیٹھ جاؤ اللہ نے تمہارے لیے ان باتوں کا فیصلہ فرما دیا ہے۔

پھر فرمایا عمر بن خطابؓ کہاں ہے؛ عمر فاروقؓ جلدی سے سامنے آ گئے عرض کیا یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں۔ فرمایا قریب آ جاؤ وہ قریب آئے تو آپ نے انہیں سینے سے لگا کر پیشانی پر بوسہ دیا۔ ہم نے (صحابہ نے) آپ کے رخساروں پر آنسو بہتے دیکھے۔ پھر آپ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر باواز بلند فرمایا مسلمانو! یہ عمر بن الخطابؓ سے تمام مہاجرین و انصار کا سردار اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اسے اپنا مددگار اور مشیر بناؤں، اس کے دل زبان اور ہاتھ پر اللہ حق بات اتارتا ہے خواہ کوئی جھانسی نہ ہو یہ حق بات کہنے سے نہیں رکنا چاہیے سچی بات کتنی ہی کر دی کیوں نہ ہو۔ احکام خداوندی کی بجا آوری میں کسی انسان کی ملامت گری کو خاطر

میں نہیں لاتا۔ شیطان اس کی شخصیت سے بھاگتا ہے۔ یاد رکھو! عمر جنتیوں کا نور ہے۔ اس کے دشمن پر اللہ اور تمام جہانوں کی لعنت ہے۔ اللہ بھی اس سے بری اور میں بھی اس سے بری۔

پھر فرمایا عثمان بن عفانؓ کہاں ہے۔ تو حضرت عثمانؓ فوراً سامنے آئے عرض کیا میں حاضر ہوں۔ آپ نے انہیں قریب بلا کر سینے سے ملایا۔ تو آپ کے رخساروں پر آنسو بہ رہے تھے۔ پھر آپ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر بلند آواز سے فرمایا مسلمانو! یہ مہاجرین و انصار کا سردار ہے۔ انہی کے بارہ میں اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ اسے اپنا سہارا اور داماد بناؤں۔ اگر میری تیسری بیٹی بھی ہوتی تو میں اسی سے بیاہتا اس سے فرشتے جیا کرتے ہیں۔ اس کے دشمن پر اللہ اور تمام جہانوں کی لعنت ہے۔

پھر آپ نے فرمایا علی بن ابی طالبؓ کہاں ہے؟ تو علیؓ بجلت میں سامنے آ کر بوسے میں حاضر ہوں۔ فرمایا میرے قریب آؤ، وہ قریب آئے تو آپ نے ان سے معاف کیا اور آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ جبکہ آنسو آپ کے گالوں پر بہ رہے تھے۔ اس کے بعد آپ نے ان کا ہاتھ پکڑ کر بلند آواز سے فرمایا مومنو! یہ مہاجرین و انصار کا سردار ہے میرا بھائی میرے چچے کا بیٹا اور میرا داماد ہے میرے گوشت خون اور بالوں کا حصہ ہے۔ حسن و حسین کا والد ہے۔ جو نوجوانانِ جنت کے سردار ہیں۔ یہ مشکل کتنا ہے، اللہ کا شیر ہے۔ اور دشمنانِ خدا کے لیے لٹکتی تلوار ہے۔ اس کے دشمن پر خدا اور تمام لعنت کرنے والوں کی لعنت ہے اللہ بھی اس سے بری اور میں بھی اس سے بری۔ جو شخص اللہ کے ہاں سرخرو ہونا چاہتا ہے وہ علیؓ کی عداوت سے باز رہے جو لوگ موجود ہیں۔ وہ دوسروں تک یہ باتیں پہنچا دیں۔ پھر فرمایا ابو الحسنؓ بیٹھ جاؤ اللہ نے تمہارے

یہ باتیں کھدی ہیں۔

اسے ابو سہل نے شرف النبوت میں بیان کیا ہے۔

بیان

خلفاء اربعہ کی محبت فرض ہے

حدیث:

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تم پر ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کی محبت ایسے ہی فرض قرار دیدی ہے۔ جیسے نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج فرض ہے۔ جو انکی عظمت کا منکر ہے اللہ نے اس کی نماز قبول کرے گا نہ زکوٰۃ نہ حج نہ۔

اسے ملاں نے سیرت میں ذکر کیا ہے۔

حدیث:

حضرت محمد بن وزیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو میں نے خواب میں دیکھا، میں نے قریب ہو کر عرض کیا الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ! جواب ملا علیک السلام یا محمد بن وزیر۔ تمہاری کوئی حاجت ہے؟ میں نے عرض کیا ہاں یا رسول اللہ، عیال زیادہ ہے اور مال تھوڑا چاہتا ہوں کہ آپ مجھے چند دعائیں ارشاد فرمادیں جہنم میں سفر ہرز میں ہر وقت پڑھتا رہا کروں شاید کہ میری عزت ختم ہو

۱۰ کیونکہ اگر وہ خلفاء اربعہ کو معاذ اللہ کافر سمجھتا ہے۔ تو خود کافر ہے اور کافر کے اعمال بیکار جاتے ہیں اور اگر انہیں فاسق و فاجر خیال کرتا ہے تو خود پرے درجے کا فاسق ہے ایسے شخص کی نمازیں اور عبادات تو اب اسے عاری رہتی ہیں۔

جائے۔ فرمایا بیٹھ جاؤ اور یہ تین دعائیں ہیں جنہیں ہر مشکل کے وقت اور ہر نماز کے بعد پڑھا کرو۔ وہ دعائیں یہ ہیں۔

يَا قَدِيحًا اِحْسَانِ

(اے ہمیشہ سے احسان فرمانے والے)

وَيَا مَنْ اِحْسَانُهُ فَوْقَ كُلِّ اِحْسَانٍ

(وہ ذات جس کا احسان بہر احسان سے بڑا ہے)

وَيَا مَالِكَ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ۔

(اے دنیا و آخرت کے مالک)

پھر آپ کی نگاہ التفات اٹھی تو فرمایا اسلام اور سنت پر مرنے کی کوشش کرو۔ ابو بکر رضی، عمر رضی، عثمان رضی، علی رضی کی محبت پر مرنے کی کوشش کرو۔ کیونکہ ایسی موت کے بعد جہنم نزدیک نہیں آتی۔

بیان

خلفاء اربعہ انبیاء کی امثال ہیں

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میری امت میں انبیاء میں سے ہر نبی جیسا ایک شخص ضرور موجود ہے ابو بکر رضی، ابراہیم علیہ السلام کی مثل ہے۔ عمر رضی موسیٰ علیہ السلام کی طرح ہے۔ عثمان رضی، حضرت ہارون علیہ السلام کے مشابہ ہے اور علی بن ابی طالب میری

مانند ہے۔
اسے ملاں اور علی نے روایت کیا ہے۔

بیان نمبر ۶ ابو بکرؓ و عمرؓ ایک مٹی اور عثمانؓ و علیؓ ایک مٹی سے ہیں

حدیث

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ابو بکرؓ و عمرؓ ایک مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں اور عثمانؓ و علیؓ ایک مٹی سے اٹھائے
گئے ہیں۔

بیان نمبر ۷ نبی علیہ السلام اور خلفاء اربعہ کا جوہر بشری ایک جنتی سیب سے
اٹھایا گیا ہے

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے
سنا جبریل نے مجھے بتلایا کہ اللہ نے جب آدمؑ کے جسد میں روح ڈالی تو مجھے
حکم ہوا کہ ایک جنتی سیب کا رس لا کر جنتاب آدمؑ کے گلے میں ٹپکاؤں۔ میں نے

۱۷ ہجرت شیعوں کی معتبر کتاب تاریخ التوارخ حالات پنجم جلد اول ص ۲۲۶ پر ہے کہ
جب اسیران بدر کے متعلق حضرت ابو بکرؓ نے نرمی کرنے اور حضرت عمرؓ نے انہیں قتل
کرنے کا مشورہ دیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمرؓ حضرت موسیٰؑ کی روش پر چلنے
و اسے کفار پر سختی کرنے والے ہیں اور ابو بکرؓ، حضرت ابراہیمؑ کے طریقے کو اپنانے والے
ہیں کہ جنہوں نے کہا تھا۔

فن تبعنی فانہ منی ومن عصانی فانک عفور رحیم

ایسے ہی کیا۔ تو یا رسول اللہ! اس سے بننے والے پہلے نطفہ سے آپ کا جوہر بنا۔ جبکہ دوسرے سے ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ کا اور پانچویں سے علی رضی اللہ عنہ کا جوہر بنا۔ آدم علیہ السلام نے فرمایا یہ کون ہیں جنہیں اتنا بڑا اعزاز بخشا گیا؟ اللہ نے فرمایا یہ تمہاری اولاد میں سے پانچ و جود ہیں۔ جنہیں میں نے تمام مخلوق پر افضلیت دی ہے۔ پھر جب حضرت آدم سے خطا ہوئی تو انہوں نے عرض کیا۔ اے پروردگار! ان پانچ برگزیدہ مستنیوں کے صدقے میں میری توبہ قبول فرما۔ تو اللہ نے انکی توبہ قبول فرمائی۔

بیان نمبر ۸	نبی علیہ السلام اور خلفاء اربعہ آفرینش آدم سے قبل اللہ کے ہاں الوار تھے
--------------------	--

حدیث

امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ اپنی سند کو نبی علیہ السلام تک پہنچاتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا میں ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہم پانچوں پیدائش آدم علیہ السلام سے قبل سرش اعظم کی دائیں جانب الوار کی شکل میں تھے۔ جب حضرت آدم پیدا ہوئے تو ہمیں انکی پشت میں لاٹھیرایا گیا۔ پھر ہم پاک صاف پشتوں میں سے منتقل ہوئے رہے۔ تا آنکہ مجھے اللہ نے حضرت عبداللہ کی پشت میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کو ابو قحافہ رضی اللہ عنہ کی، عمر رضی اللہ عنہ کو خطاب کی، عثمان رضی اللہ عنہ کو عفان کی، اور علی رضی اللہ عنہ کو ابوطالب کی پشت میں لانا را پھرا، نہیں میرا صحابی بنا دیا گیا۔ اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کو صدیق، عمر رضی اللہ عنہ کو فاروق، عثمان رضی اللہ عنہ کو ذوالنورین اور علی رضی اللہ عنہ کو میرا وصی بنا دیا گیا۔ تو انہیں گالی دینا مجھے گالی دینا ہے اور مجھے گالی دینا اللہ کو دینا ہے اور جو اللہ کو گالی دے اللہ اسے ناک کے بل گھسیٹ کر جہنم میں پھینکے گا۔

اسے ملاں نے اپنی سیرت میں روایت کیا ہے۔

بیان نمبر ۹	نبی علیہ السلام کے بعد سب سے پہلے خلفاء اربعہ ہی قبروں سے اٹھیں گے
-------------	---

حدیث

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے میرے لیے زمین پھٹے گی اور پھر ابو بکرؓ، پھر عثمانؓ، پھر علیؓ کے لیے پھٹے گی۔ اس کے بعد ہم آ کر جنت البقیع والوں کو اٹھائیں گے اور مکہ والوں کا انتظار کریں گے۔ انکے لیے زمین پھٹے گی اور وہ نکل کر ہمارے پاس آسکیں گے اور پھر سارا جہان زمین سے باہر آجائے گا۔

بیان نمبر ۱۰	روز قیامت خلفاء اربعہ کی وقت حساب انتیازی نشان
--------------	---

حدیث

حضرت ابو امامہؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ابو بکر صدیقؓ کو یہ عرض کرتے دیکھا کہ روز قیامت سب سے پہلے کس کا حساب ہوگا؟ فرمایا ابو بکرؓ تمہارا انہوں نے عرض کیا پھر کس کا ہوگا؟ فرمایا عمرؓ کا۔ عرض کیا پھر کس کا؟ فرمایا علیؓ کا۔ ابو بکرؓ نے عرض کیا پھر کس کا؟ فرمایا عثمانؓ کا۔ پھر آپؐ نے فرمایا میں نے اللہ سے دعا کی ہے کہ عثمانؓ کا حساب میرے سپرد کرے تو اللہ نے میری دعا قبول فرمائی۔ اسے خجندی نے روایت کیا ہے۔

تشریح:

خجندی نے یہ بھی کہا ہے کہ حافظ بغدادی کے بقول اسی حدیث کی دوسری

روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری ایک پوشیدہ حاجت اللہ نے پوری کر دی کہ عثمانؓ کا حساب پوشیدہ لیا جائے تو ان دونوں روایات کا مفہوم باہم متعارض نہیں ہے۔ اس لیے کہ پہلی حدیث کا بھی یہی مفہوم ہے کہ عثمانؓ کا حساب لوگوں کے درمیان آشکارا نہ لیا جائے۔ سو یہ دعوا قبول ہو گئی۔

علاوہ ازیں جن احادیث میں ہے کہ ابو بکر صدیقؓ کا حساب نہیں ہوگا، وہ بھی مذکورہ احادیث سے متصادم نہیں۔ البتہ ان پر یہ اعتراض ہو سکتا ہے کہ احادیث میں سب تو یہ ہے کہ سب سے پہلے ابو بکر صدیقؓ کا حساب ہوگا۔ جیسا کہ ابھی گذر چکا تو پھر یہ کیسے درست ہے کہ ان کا حساب ہوگا ہی نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ سب سے پہلے حساب لے جانے کا معنی یہ ہے کہ حساب کے لیے سب سے پہلے اٹھایا جائیگا۔ کیونکہ ابھی بیان ہو چکا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے پہلے ابو بکر ہی اٹھیں گے اور سارا جہان ان کے بعد اٹھے گا۔ چنانچہ مذکورہ احادیث کے مطابق انہیں حساب دینے کے لیے بارگاہ خداوندی میں سب سے پہلے ضرور بھیجا جائیگا مگر دیگر احادیث کے بقول ان سے حساب معاف کر دیا جائیگا۔

ترجمان نبوت سے خلفاء اربعہ کیلئے

اعلان جنت

بیان

حدیث

حضرت ابو حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نبی صلیہ السلام کی تلاش میں نکلا تو آپ کو مدینہ شریف کے باغات میں سے ایک باغ میں ایک درخت کے نیچے محاورت پایا۔ میں نے آپ کو بیدار نہ کرنا چاہا۔ البتہ کھجور کی ایک خشک ٹہنی

میں نے کسی مقصد کے لیے توڑی تو اس کی آواز سے آپ جاگ گئے اور یوں گویا ہوئے۔ ”تمہیں اور دوسرے تیسرے اور چوتھے شخص کو جنت کی مبارک باد ہو“ اتنے میں ابو بکرؓ آگئے آپ نے انہیں جنت کی بشارت دی۔ پھر عرض آئے تو انہیں بھی بشارت دی گئی پھر عثمانؓ آئے تو انہیں بھی اپنے جنت کا مزدہ سنایا پھر حضرت علیؓ آگئے تو انہیں بھی اپنے جنت کی بشارت عطا فرمائی۔

اسے ابو بکر اسماعیلی نے اپنے معجم میں روایت کیا ہے۔

حدیث۔

حضرت کعب بن عجرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میں تمہیں جنتی مردوں کی خبر نہ دوں؟ ہم نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہؐ فرمایا نبی جنت میں ہے صدیق جنت میں ہے۔ شہید جنت میں ہے اور اللہ کی رضا کے لیے اپنے مسلمان بھائی سے ملاقات کرنے والا شخص بھی جنتی ہے۔

اسے خیمہ بن سلیمان نے روایت کیا ہے۔

تشریح:

یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ ابو بکرؓ کے لیے صدیقیت ثابت ہے اور صحابہ ثلاثہ کے لیے شہادت۔

بیان ۱۲ خلفاء اربعہ نبی علیہ السلام کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے

حدیث۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ شہر کے دروازہ سے نکلے اور کیفیت یہ تھی کہ دایاں ہاتھ ابو بکر صدیقؓ کے کندھے پر اور بائیں ہاتھ فاروقؓ کے کندھے پر رکھا تھا، عثمان غنیؓ نے پیچھے سے دامن پکڑ رکھا

تھا اور علی مرتضیٰ آگے آگے تھے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہم پانچوں یونہی جنت میں داخل ہونگے۔ جو ہم میں فرق کرے اس پر اللہ کی لعنت ہے۔

بیان ۱۱

حوض کوثر کے چاروں کولوں پر خلفاء اربعہ متعین ہوں گے

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے حوض کے چار کولے ہیں۔ پہلا کولہ ابو بکر صدیقؓ کے ہاتھ میں ہوگا۔ دوسرا عمر فاروقؓ، تیسرا عثمان غنیؓ اور چوتھا کولہ حضرت علیؓ کے ہاتھ میں ہوگا، تو جو شخص ابو بکر صدیقؓ سے محبت اور عمرؓ سے عداوت رکھے اسے ابو بکرؓ حوض کوثر سے نہیں پلائیں گے۔ جو حضرت علیؓ سے محبت اور عثمان غنیؓ سے دشمنی رکھے اسے جناب علیؓ نہیں پلائیں گے۔

یاد رکھو! ابو بکر صدیقؓ سے محبت رکھنے والے نے اس عمل سے اپنا دین مضبوط کیا، عمر فاروقؓ سے عقیدت رکھنے والے نے اپنے لیے ہدایت کا راستہ متعین کر لیا۔ عثمان غنیؓ کا محب اللہ کے نور سے روشن ہو گیا اور علی مرتضیٰؓ کے حیدار نے اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیا۔

اسے ابو سعد نے شرف النبوة میں روایت کیا ہے۔ علاوہ ازیں علامہ غیلانی نے بھی اسے روایت کیا ہے مگر کچھ الفاظ کے اختلاف کے ساتھ بعض ہاتھ کی جگہ ہاتھوں اور محبت کرنے کی جگہ تعریف کرنے کے الفاظ لکھے ہیں۔

روز قیامت خلفاء اربعہ کے خصوصی اختیارات

بیان ۱۲

حدیث حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا روز قیامت عرش کے نیچے ایک منادی ندا کرے گا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی کہاں ہیں؟ تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، عمر فاروق رضی اللہ عنہ، عثمان غنی رضی اللہ عنہ، اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو پیش کیا جائیگا۔ چنانچہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا جائے گا آپ جنت کے دروازہ پر کھڑے ہو جائیں۔ اللہ کی رحمت سے جسے چاہیں داخل کریں اور اللہ کے علم سے جسے چاہیں واپس کر دیں۔

عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا جائے گا کہ آپ نراز و پر کھڑے ہو جائیں اور اللہ کی رحمت سے جس کے نیک اعمال چاہیں بڑھائیں اور اللہ کے علم سے جس کے چاہیں گھٹائیں۔

عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو دو خلقیں پہنائی جائیں گی۔ اللہ فرمائے گا۔ اے عثمان رضی اللہ عنہ! یہن لیجئے۔ جب سے میں نے زمین و آسمان بنائے ہیں تب سے آپ کے لیے یہ خلقیں بنا دی تھیں۔

اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو جنت کے ایک درخت جسے اللہ نے اپنے دست قدرت سے اگایا ہے سے بنایا ہوا ایک عصا دیا جائے گا کہ اس سے بڑے لوگوں کو حویض کوثر سے ہٹائیں۔ اسے ابن عبدان نے روایت کیا ہے۔

تشریح: بعض اہل علم سے یہ کہتے سنا گیا ہے کہ اللہ نے فضیلت و کرامت میں چاروں خلفاء کو برابر درجہ عطا فرمایا ہے۔

بیان ۱۵	چار یاران نبی کے اسماء کی تحریر
---------	---------------------------------

حدیث

امام جعفر صادق اپنے والد حضرت امام باقر سے اور وہ اپنے آباؤ سے روایت کرتے

ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں یہ بتلاؤں کہ عرض پر کیا لکھا ہے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ کیوں نہیں؟ فرمایا عرض پر لکھا ہے۔

لا اله الا الله محمد رسول الله ابو بكر الصديق عمر الفاروق
عثمان الشهيد، علي بن الرضا۔

اسے ابو سعید نے شرف النبوة میں بیان کیا ہے۔

بیان ۱۶	لواء الحمد (حمد کے جھنڈے) پر اسماء و خلفاء اربعہ کی تحریر
---------	---

حدیث

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا لواء الحمد کیا ہے؟ فرمایا اس کے تین حصے ہیں پہلے پر بسم اللہ الرحمن الرحیم اور سورہ فاتحہ لکھا ہے۔ دوسرے پر لا اله الا محمد رسول اللہ تحریر ہے اور تیسرے پر ابو بکر الصديق، عمر الفاروق، عثمان ذوالنورین، علی المرتضیٰ ثبت ہے۔

اسے ملاں نے سیرت میں روایت کیا ہے۔

بیان ۱۷	چار یاران نبی کے خلافت سے پر وال احادیث
---------	---

حدیث۔ حضرت سفینہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے نبی علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا۔ خلافت میرے بعد تیس سال رہے گی۔ پھر بادشاہت آجائے گی۔ سفینہ رضی اللہ عنہا کہتے ہیں حضرت ابو بکر کی خلافت دو سال۔ حضرت عمر کی دس سال۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بارہ سال اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی چھ سال تھی۔ اسے ابو حاتم نے روایت کیا ہے۔

تشریح :

یہ حدیث مؤرخین کی اس تشریح کے خلاف ہے کہ حضرت علیؓ کی خلافت چار سال اور آٹھ ماہ تھی اور صحیح ترین تفصیل یہ ہے کہ نبی علیہ السلام کے بعد خلافت انیس سال رہی۔ ابو بکر صدیق کی خلافت دو سال تین ماہ اور دس دن، عمر فاروقؓ کی خلافت دس سال چھ ماہ اور پانچ دن، عثمان غنیؓ کی خلافت بارہ دن کم بارہ سال اور حضرت علیؓ کی خلافت چار سال اور آٹھ ماہ رہی۔ یہ کل مدت انیس سال پانچ ماہ اور تین دن بنتی ہے۔ جسے تخمیناً تیس سال ہی کہنا چاہیے۔ اس لیے حدیث میں تیس سال مدت خلافت بیان فرمائی ہے۔ یا اس لیے کہ امام حسن نے حضرت علیؓ کی جانشینی میں پانچ چھ ماہ جو حکومت کی ہے۔ وہ ایک اعتبار سے خلافت حضرت علیؓ کا ہی تکملہ تھی۔ اگر اسے ساتھ ملا لیا جائے تو خلافت کی مدت مکمل تیس سال ہی بن جاتی ہے اور حدیث پر کوئی اعتراض نہیں رہتا۔

حدیث

حضرت سہل بن ابی غنیمہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد چار خلفاء ہونگے اور مدت خلافت تیس سال ہوگی۔ پہلے نبوت ہے پھر خلافت پھر بادشاہت پھر جبریت و طواغیت (ظلم و تشدد) اور پھر عدل و انصاف ہوگا (امام مہدی کے دور میں) گویا اس امت کا اول و آخر بہتر ہے۔

اسے ابو الجوزی نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ نے یہ خلافت ابو بکر صدیقؓ کے ہاتھوں پر کھولی۔ عمرؓ نے اسے دوگنا اور عثمان غنیؓ نے تین گنا کر دیا اور مجھ پر اسکی انتہا ہو گئی

ٹھیک اسی طرح جیسے نبی علیہ السلام پر نبوت کی انتہا ہوئی ہے۔

حدیث

حضرت علیؓ سے ہی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے اس وقت ہی رخصت ہوئے ہیں جب آپ نے مجھ سے یہ عہد لے لیا کہ ابو بکر صدیقؓ میرے بعد خلیفہ ہونگے پھر عمر فاروقؓ پھر عثمان غنیؓ اور پھر میں خلیفہ ہونگا۔ صرف مجھی پر خلافت بند نہ ہوگی۔

حدیث

آپ ہی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے تب ہی رخصت ہوئے ہیں۔ جب آپ نے مجھے یہ بھید دیدیا کہ میرے بعد ابو بکر صدیقؓ خلیفہ نہیں گے۔ آگے مثل سابق ہے۔

تشریح

یہ حدیث صحت سے دور ہے کیونکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ ابو بکر صدیقؓ رضی بیعت سے علی مرتضیٰ نے چھ ماہ توقف کیا ہے۔ پھر عثمان غنیؓ کی خلافت کے بارہ میں عمر فاروقؓ کی مقرر کردہ خلافت کمیٹی کے فیصلے کا انتظار بھی کیا ہے۔ اور یہ ناممکن ہے کہ نبی علیہ السلام نے آپ کو مذکورہ بات سمجھائی ہو اور اتنا صراحت سے بھولے ہی رہیں۔ اگر واقعتاً ایسا ہوتا تو ابو بکر صدیقؓ کی بیعت کرنے والے سب سے پہلے جناب علیؓ ہوتے۔

حدیث

ابو بکر مہرلی نے اپنے شیخ اور انہوں نے اپنے شیوخ سے روایت کیا ہے کہ نبی علیہ السلام نے ابو بکرؓ سے فرمایا جب تمہیں حکومت دی جائیگی تو قبول کرو گے؟

عرض کیا مر جاؤں گا۔ یا رسول اللہ! فرمایا عمر تم؟ عرض کیا جب تو ہلاک ہو جاؤں گا، فرمایا عثمان تم؟ عرض کیا کھاؤنگا کھلاؤنگا۔ مستحقین کو ان کے حقوق دوںگا اور کسی پر ظلم نہ کروںگا۔ فرمایا علی تم؟ عرض کیا قوت لایموت لوںگا۔ آواز پست رکھوںگا۔ پھل (حقوق) بانٹوں گا اور انکے تپا کر رکھوںگا (مجرموں کیلئے) فرمایا تم سب کو حکومت ملے گی پھر اللہ تمہارے اعمال کا حساب لے گا۔

یہ چاروں روایات ابن سمان نے موافقہ میں روایت کی ہیں

حدیث

حضرت سمیرہ بن جندبؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے خواب دیکھا ہے کہ آسمان سے ایک ڈول لٹکایا گیا ابو بکرؓ نے اسے دونوں طرف سے پکڑ کر تھوڑا سا پیا پھر عمر فاروقؓ آئے اور اسے دونوں طرف سے پکڑ کر اتنا پیا کہ پہلو نکل آئے پھر عثمان غنیؓ آئے اور دونوں طرف سے پکڑ کر پینا چاہا تو وہ چھلک پڑا۔ چنانچہ کچھ پانی ان کے اوپر گرا اور پھر انہوں نے اس سے اتنا پیا کہ پسلیاں پھول گئیں۔ پھر حضرت علیؓ نے آکر اس سے پینا چاہا تو وہ چھلک پڑا۔

اسے جندی نے روایت کیا ہے۔

تشریح

ابو بکر صدیق کے تھوڑا سا پینے کا اشارہ انکی دو سالہ قبیل المدت خلافت کی طرف ہے۔ عمر فاروق کے پہلو نکلنا ان کی طویل المدت خلافت (بارہ سال کی) نمازی ہے اور عثمان غنی اور علی مرتضیٰ کے پکڑنے سے ڈول کا چھلکنا انکے ادوار میں ہونے والی بغاوتوں کا نماز ہے۔

بیان

قرآن، دریشان یاران نبی علیہم الرضوان

حدیث ۱

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ ارشاد خداوندی۔
 مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنْجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْئَهُ
 فَازْرَعَهُ فَاسْتَفَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ سَوْتِهِ۔

سورہ فتح آیت ۲۹

ترجمہ: نبی علیہ السلام کھما بہ کی مثال ایک کھیتی لگی ہے۔ جس نے اپنے پتے
 نکالے پھر انہیں قوت دی تو وہ گھنی ہو گئی اور اپنی شان پر سیدھی
 کھڑی ہو گئی۔

میں کھیتی سے مراد نبی علیہ السلام ہیں۔ پتے ابو بکر صدیق کی ذات ہے۔ یہ
 کھیتی عثمان غنی کی برکت سے گھنی ہوئی اور علی مرتضیٰ کی قوت پر سیدھی کھڑی
 ہو گئی۔

اسے جوہری نے اور ابن عبد اللہ نے اپنی امالی میں روایت کیا ہے۔

حدیث ۲

حضرت ابی بن کعب سے روایت ہے کہ میں نے نبی علیہ السلام کی خدمت
 میں سورۃ العصر تلاوت کی۔ پھر عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر میرے ماں باپ قربان!
 اس سورۃ کی تفسیر کیا ہے۔ فرمایا وَالْعَصْرِ اللہ فرماتا ہے مجھے قسم ہے دن کی
 آخری ساعات کی۔

۱۔ اور نبی علیہ السلام چونکہ مجسم اسلام ہیں۔ اس لیے حقیقتاً کھیتی سے مراد اسلام ہے۔

إِنَّ الْإِنْسَانَ لِفَتَىٰ خُسْرًا

(بے شک انسان سمحت نقصان میں ہے) یہ ابو جہل ہے۔

إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا

(سوا ایمان والوں کے) یہ ابو بکر صدیق رضی عنہ ہیں۔

وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ

(اور اچھے عمل کرنے والوں کے) یہ عمر فاروق رضی عنہ ہیں۔

وَتَوَّأَمَنُوا بِالْحَقِّ

(ہو سچی بات کی تلقین کرتے ہیں) یہ عثمان غنی رضی عنہ ہیں۔

وَتَوَّأَمَنُوا بِالْقَبْرِ

(اور جو صبر کی وصیت کرتے ہیں) یہ علی مرتضیٰ رضی عنہ ہیں۔

اسے واحدی نے بیان کیا ہے۔

نبی علیہ السلام کے بعد چار یاران نبی کی افضلیت

بیان

حدیث

حضرت عبداللہ بن عمر رضی عنہما کہتے ہیں جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان موجود تھے اس وقت ہی ہم نماز صحابہ سے ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی اور علی مرتضیٰ کو افضل سمجھا کرتے تھے۔

اسے ابوالحسن حمزوی نے روایت کیا ہے۔

حدیث

اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی مرتضیٰ رضی عنہ سے عرض کیا امیر المؤمنین! نبی علیہ السلام کے بعد کون افضل ہے؟ فرمایا ابو بکر رضی عنہ، میں نے کہا

پھر کون؟ فرمایا عمر فاروقؓ، میں نے کہا پھر کون؟ فرمایا عثمان غنیؓ، میں نے کہا پھر کون؟ فرمایا میں خود۔

اسے ابوالقاسم نے اپنی کتاب میں روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت علی مرتضیٰؓ نے ایک بار طویل خطبہ ارشاد فرمایا جس کے آخری الفاظ یہ تھے۔ یاد رکھو! اس امت میں نبی علیہ السلام کے بعد سب سے افضل ابو بکر صدیقؓ ہیں۔ پھر ان کے بعد عثمان غنیؓ اور ان کے بعد میں میں خود ہوں۔ میں نے یہ بات تمہاری گردنوں میں ڈال دی ہے اب تم کوئی عذر نہیں کر سکتے (کہ ہمیں خلفائے ثلاثہ کی عظمت کا علم نہ ہوا تھا۔)

حدیث

آپ ہی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ میرے بھانسیوں پر رحم کرے، مرض کیا گیا وہ کون ہیں یا رسول اللہ! فرمایا جو میرے بعد آئیں گے میری احادیث اور میری سنت کو پیش نظر رکھیں گے اور انہیں لوگوں تک پہنچائیں گے۔ اسے نظام الملک نے روایت کیا ہے۔

بارگاہ تاجدارانِ خلافت میں حضرت
ابن عباس کا ہدیہ عقیدت

بیان

حدیث

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بارہ میں سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا اللہ ان پر رحم کرے، انکی یہ صفات تھیں۔
۱۔ قرآن کی تلاوت کرنا۔ ۲۔ گناہ سے نفرت کرنا۔ ۳۔ نیکی کا حکم کرنا۔

۴۔ برائی سے روکنا۔ ۵۔ رضا الہی کے لیے صبر کرنا۔ ۶۔ بے حیائی کی طرف رغبت سے بے خبری۔ ۷۔ رات بھر کی عبادت۔ ۸۔ دن بھر کا روزہ۔ ۹۔ معرفت خداوندی۔ ۱۰۔ خوف الہی۔ ۱۱۔ اللہ کی حرام کردہ امور سے دوری۔ ۱۲۔ اور ہلاک کرنے والے اعمال سے اعراض۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہما تقویٰ و قناعت میں ساتھیوں پر سیفت سے گئے تھے ان کی امانت اور نیکی بے مثل تھی۔ جو ان پر اعتراض کرے خدا کی اس پر تار و ز قیامت لعنت ہو۔ ابن عباسؓ سے پوچھا گیا آپ کی مہر کا نقش کیا تھا۔ فرمایا آپ کی مہر پر یہ کندہ تھا۔

عَبْدٌ ذَلِيلٌ لِرَبِّ جَلِيلٍ

(عزت والے خدا کا حقیر بندہ)

ابن عباسؓ سے سوال ہوا کہ عمر فاروقؓ کے بارہ میں آپ کیا کہتے ہیں۔ فرمایا

اللہ ابو حفص پر رحم کرے۔ آپ اسلام کے علم بردار۔ یتیموں کے ملجا۔ ایمان کے مرکز۔ احسان کی انتہاء۔ کمزوروں کے میزبان۔ بادشاہوں کے لیے دلیل راہ دین حق کا قلعہ۔ اور دستگیر مومنوں تھے۔ آپ نے دین واضح تر کر دیا۔ اور ممالک فتح کر کے چھپے چھپے پر ذکر خدا جاری کر دیا۔ مشکل کا وقت ہو یا آسانی کا آپ ہر وقت اللہ کا شکر ادا کرتے رہا کرتے تھے۔ آپ سے بغض رکھنے والے کو خدا روز قیامت نثر مندہ کریگا۔ پوچھا گیا آپ کی مہر کا نقش کیا تھا فرمایا یہ تھا۔

اللَّهُ الْبُعِينُ لِمَنْ صَبَرَ

(صبر کرنے والوں کا اللہ مددگار ہے)

ابن عباسؓ سے پوچھا گیا۔ آپ عثمان غنی کے بارہ میں کیا رائے رکھتے ہیں؟ فرمایا اللہ ابو عمر پر رحم کرے آپ نیک لوگوں سے بہتر۔ دوستوں میں سے برگزیدہ

کثیر الاستغفار۔ شب زندہ دار۔ دوزخ کا ذکر چہر جانے پر کثرت سے گریہ کننا۔
 شب دروز مفید کاموں میں مشغول، ہر بزرگی کے خواہاں، آخرت میں نجات دلانے
 والے ہر عمل کے شیدا، ہر ہلاکت خیز عمل سے گریزاں۔ وفادار۔ باکردار۔ پاک باز
 جنگ نبوک کے تنگدست اسلامی لشکر کے سرپرست، بیرومہ کے واقف۔ اور
 داماد رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپ کے قاتلوں کو خدا قیامت تک دردناک
 عذاب میں مبتلا رکھے۔

ابن عباسؓ سے پوچھا گیا۔ آپ کا نقش مہر کیا تھا۔ فرمایا یہ تھا۔

اللَّهُمَّ أَحْيِي سَعِيدًا وَأَمِتِي شَهِيدًا

(اے اللہ مجھے سعادت کے ساتھ زندہ رکھ اور شہادت کے ساتھ مار)
 اور قسم بخدا واقعاً آپ سعادت کے ساتھ دنیا میں رہے اور شہادت کے ساتھ
 یہاں سے گئے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اب آخری سوال یہ ہوا کہ آپ حضرت علیؓ کے
 بارہ میں کیا رائے رکھتے ہیں؟ فرمایا اللہ ابوالحسن پر رحمت نازل کرے۔ آپ
 ہدایت کا منار، تقویٰ کی کان، عقل کا پہاڑ، دانائی کا محور، مجسم قیامی، انسانی
 علوم کی انتہا، اندھیروں میں چمکتے نور، دین منین کے داعی، خدا کی رسی کو مضبوطی
 سے نھانے والے، خلفاء میں سب سے زیادہ منقح، نبی علیہ السلام کے بعد
 (شہادت فاروق اعظم) پر قائم ہونے والی خلافت کمیٹی کے ممبران میں سب سے
 زیادہ معزز، صاحب قبلتین، حسنین کو بچانے کے پدر، اور خیر النساء کے شوہر تھے۔
 آپ سے بہتر کوئی آدمی نہ میری آنکھوں نے دیکھا۔ نہ کانوں نے سنا۔ آپ حرب
 حزب کے ماہر اور ہم پر دشمنوں کے لیے ہلاکت تھے، آپ سے حسد رکھنے والے
 پر اللہ اور اس کی تمام مخلوق کی قیامت تک لعنت ہو۔ پوچھا گیا آپ کی مہر کا نقش؟

فرمایا یہ تھا۔ اَللّٰهُ الْمَلِكُ — (اللہ ہی کی تمام حکومتیں ہیں اسے
یہ مکمل حدیث اصغہانی اور ابوالفتح قواس نے روایت کی ہے۔

بیان ۲۱ امام جعفر صادق کی زبان سے ثنا و یارانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حدیث

مفضل بن عمر اپنے باپ سے اور وہ مفضل کے دادا سے روایت کرتے ہیں
کہ امام جعفر صادق سے صحابہ کے متعلق سوال کیا گیا۔ آپ نے فرمایا ابو بکر صدیق رضی
کا دل مشاہدہ لبوبیت سے بھرا تھا۔ اور آپ اللہ کے سوا سب کچھ غیر موجود پاتے
تھے۔ اسی لیے آپ ہر وقت یہ کہتے رہا کرتے تھے۔ لا الہ الا اللہ
عمر فاروق رضی کی نگاہ میں ماسوی اللہ سب کچھ حقیر و صغیر تھا۔ اس لیے آپ کا تکیہ کلام
تھا۔ اللہ اکبر۔ عثمان غنی رضی اللہ کے سوا ہر ایک شئی کو ناپائدار اور فانی سمجھتے تھے اور
تمام صفات کا جامع صرف اللہ ہی کو جانتے تھے۔ اسی لیے اکثر کہتے رہا کرتے تھے
سبحان اللہ۔ اور حضرت علی بن ابی طالب رضی سمجھتے تھے کہ جہان اللہ ہی سے ہے اللہ
ہی کے ارادہ کے ساتھ قائم ہے اور اللہ ہی کی طرف لوٹ جائیگا۔ اس لیے آپ
الحمد للہ سے رطب اللسان بہتے تھے۔

اسے نجدی نے اربعین میں روایت کیا ہے۔

۱۔ طویل و طریض حدیث یعنی یارانِ نبی کے حضور حضرت ابن عباس رضی کے گلہائے عقیدت بلفظ شیعہ
فرقہ کی درج ذیل انتہائی معین کتابوں میں بھی موجود ہیں۔

۱۔ مروج الذهب بمسعودی الشیبی ج ۳ ص ۷

۲۔ نواح التواتر حالات امام حسن مجتبیٰ ج ۱ ص ۳۰ تا ۳۱

اتباع رسول میں آپ کے یاروں کی تین تین اشیاء سے محبت

۲۲
بیان

حدیث

مردی ہے کہ نبی علیہ السلام نے ایک یار فرمایا لوگو! تمہاری دنیا میں سے صرف تین چیزیں اللہ کی طرف سے میرے لیے پسندیدہ قرار دی گئی ہیں۔ ۱۔ خوشبو ۲۔ عورتیں۔ جب کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے۔ ابو بکر صدیق نے فوراً عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے بھی ساری دنیا میں سے صرف تین چیزیں ہی پسند ہیں۔ آپ کے نورانی چہرے کو دیکھتے رہنا۔ آپ پر قربان کرنے کے لیے مال اکٹھا کرنا اور آپ سے رشتہ قرابت جوڑ کر آپ کے دامن سے وابستہ رہنا۔ عمر فاروق نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے بھی تین چیزوں ہی سے محبت ہے۔ بھوکے انسان کو کھلانا پیاسے کو پلانا اور تنگے کو کچھ پہنانا۔ اور حضرت علی مرتضیٰ نے عرض کیا۔ مجھے بھی یا رسول اللہ! تین ہی چیزیں محبوب ہیں۔ گرمیوں کے روزے ہمالیوں کی ضیافت اور میدان کارزار میں تلوار سے جہاد اسے بھی خمزدی نے روایت کیا ہے۔

باب پنجم:

ابو بکر صدیق عمر فاروق اور عثمان غنی

رضی اللہ عنہم

سے مختص مشترکہ فضائل

صحابہ ثلاثہ رضی اللہ عنہم کا باہمی توازن اور ایک دوسرے

سے زائد الوزنی

نوٹ:

اس مضمون کی بعض احادیث باب سوم میں گزر چکی ہیں۔ مزید احادیث درج ذیل ہیں۔

حدیث

ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے دیکھا ہے کہ ایک ترازو آسمانوں سے اترا جس میں آپ کا اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وزن کیا گیا تو آپ بھاری نکلے۔ پھر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا وزن ہوا تو

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ بھاری ثابت ہوئے۔ پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور عثمان غنی رضی اللہ عنہما کا فنک ہوا تو عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھاری ثابت ہوئے۔ بعد ازاں ترازو اٹھایا گیا۔ یہ سن کر نبی علیہ السلام کے چہرے پر ناگواری کے آثار ظاہر ہو گئے اور فرمایا یہ نبوت کی خلافت ہے اللہ جسے چاہے حکومت دیتا ہے۔

اسے ابو داؤد نے اور یقوی نے مصابیح میں احادیث حسان میں روایت کیا ہے۔ جبکہ عاقلہ دمشقی نے موافقات میں اور خثیمہ بن سلیمان نے کچھ زیادتی کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حدیث

خثیمہ کے الفاظ یہ ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح اٹھتے تو صحابہ سے پوچھا کرتے تھے۔ کیا تم میں سے کسی نے رات خواب دیکھا ہے۔ تو ایک بار ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے دیکھا ہے کہ آسمان سے ترازو اترا جس میں آپ کا اور ابو بکر صدیق کا وزن کیا گیا تو آپ وزنی ٹھہرے پھر ابو بکر صدیق اور عمر فاروق کا وزن ہوا تو صدیق اکبر زائد الوزن قرار پائے۔ پھر عمر فاروق اور عثمان غنی کا باہمی وزن ہوا تو عمر فاروق کا وزن زیادہ نکلا۔

تشریح :

سابق حدیث کے ان آخری الفاظ کہ نبی علیہ السلام کے چہرے پر ناگواری کے اثرات ظاہر ہوئے، کا شاید یہ مفہوم ہے کہ صرف ابو بکر صدیق سے لیکر عثمان غنی تک ہی باہمی موازنہ کی بابت سن کر آپ کی طبیعت کبیدہ ہوئی آپ تو چاہتے تھے کہ اللہ کی طرف سے یہ موازنہ تمام صحابہ کرام کے مابین کیا جانا

بیان

بینوں خلفاء میں سے ہر ایک ساری امت
سے بھاری ہے

حدیث

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن نبی صلی اللہ
علیہ وسلم دن چٹھے ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا آج میں نے فجر سے پہلے
خواب دیکھا ہے کہ مجھے چابیاں اور اوزان دیئے گئے ہیں۔ اوزان یہ ہیں کہ مجھے
نرازو کے ایک پلہ میں رکھ کر دوسرے میں میری ساری امت رکھی گئی۔ تو میں امت
سے بھاری رہا۔ پھر میری جگہ ابو بکر صدیق لائے گئے تو وہ بھی ساری امت سے
بھاری رہے۔ پھر عمر فاروق لائے گئے تو وہ بھی امت سے وزنی نکلے۔ پھر
عثمان غنی کو لایا گیا حسب سابق وہ بھی سب سے وزنی قرار پائے۔ اسکے بعد
نرازو اٹھا لیا گیا۔

اسے امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ علاوہ انہیں چند
الفاظ کے اختلاف سے ابو الجوزی نے ”اربعین“ میں روایت کیا ہے۔

تشریح :

ساری امت سے صحابہ ثلاثہ کے وزنی ٹھرنے کا اشارہ اس طرف تھا کہ ساری
امت ان کی خلافت و حکومت پر متفق ہوگی۔ پھر مذکورہ خواب میں میزان کے اٹھایے
جانے میں اس بات کی غمازی ہے کہ خلفاء کے بعد امت میں اختلاف پیدا ہو
جائے گا۔

اے چنانچہ اسی طرح ہوا اور حضرت علی کے زمانہ میں جنگ صفین کے نتیجے میں شام کے اندر امیر معاویہ
نے اپنی علیحدہ حکومت کا اعلان کر دیا۔

ایک شبہ

عثمان غنیؓ کے مناقب میں یہ حدیث انشاء اللہ ربیان کی جائے گی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آج رات میں نے خواب دیکھا ہے میرے تین صحابی تو سے گئے ہیں۔ ابو بکر صدیق تو سے گئے تو وہ بھاری رہے۔ عمر فاروق کا وزن ہوا تو وہ بھاری نکلے اور عثمان غنی کا وزن کیا گیا تو ہمارے ساتھی (عثمانؓ) میں نقص رہا حالانکہ وہ نیکو کار ہے۔

یہ حدیث بھی امام احمد بن حنبل ہی نے روایت کی ہے۔ اب اس حدیث میں تو ہے کہ عثمان غنیؓ کا وزن میں ناقص رہے جبکہ اس سے پہلی حدیث صاف بتلا رہی ہے کہ آپ امت کے ساتھ موازنہ میں بلا نقص بھاری ہے یہ تضاد کیوں؟

جواب :

دو وزن احادیث میں تطبیق ممکن ہے۔ یعنی دونوں کو ایسے معنی پر حمل کیا جاسکتا ہے کہ ایک دوسری کی مخالف نہ رہیں۔ اس لیے کہ دوسری حدیث میں صرف یہی ہے۔ ابو بکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی کا وزن ہوا تو ابو بکر و عمر بھاری ہے جب کہ عثمان غنی میں نقص آیا۔ اس میں یہ وضاحت نہیں کہ ان تینوں کا وزن کس کے ساتھ کیا گیا تھا۔ باہمی ایک دوسرے کے ساتھ یا امت کے ساتھ؟ بہتر یہی معنی ہے کہ امت کے ساتھ وزن کیا گیا۔ اور عثمان غنی میں نقص رہنے کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں نے آپ کی رائے سے کئی واقعات و حوادث میں اختلافات کئے اور

آخر دم تک اپنے اختلاف پر قائم رہے گویا لوگوں کی آرادا سے متفق نہ ہو سکیں جیسے کہ آپ کے پیش رو شیخین سے لوگوں نے اکثر اتفاق رائے رکھا۔ اگر کہیں اختلاف ہوا بھی تو بالآخر لوگ انہی رائے پر ہی لوٹ آئے یہ وہ کمی اور نقص ہے جو حدیث میں مذکورہ موازنہ میں بیان ہوا ہے۔ خود حضرت عثمان غنی کی ذات میں نقص مراد نہیں۔ جب کہ اس سے پہلے والی حدیث میں عثمان غنی کا امت سے موازنہ میں بھاری ہونا ثابت ہے۔

مزید وضاحت

زیر بحث حدیث کا یہ معنی کرنا درست نہیں ہے کہ صحابہ ثلاثہ کا باہمی ایک دوسرے کے ساتھ موازنہ ہوا تھا جس میں عثمان غنی ناقص رہے۔ اس کے دو دلائل ہیں۔

دلیل اول :

زیر بحث حدیث سے پہلے مذکورہ احادیث میں یہ ہے کہ صحابہ ثلاثہ کا امت کے ساتھ موازنہ خود نبی علیہ السلام نے خواب میں دیکھا۔ اور صحابہ ثلاثہ کا باہمی موازنہ ایک شخص نے خواب میں دیکھ کر بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا اب یقیناً امام الانبیاء کی خواب ہی افضل و اعلیٰ ہے۔ تو بہتر ہے کہ زیر بحث حدیث میں صحابہ کا امت سے موازنہ مراد لیا جائے۔

لے ثابت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ قوت ایمانی میں آپ شیخین کی طرح امت سے بھاری نکلے۔ لہذا اب دونوں احادیث میں تعارض نہ رہا۔ فلا صریح ہے کہ پہلی حدیث میں عثمان غنی کے بھاری رہنے کا مطلب قوت ایمانی میں بھاری رہنا ہے۔ اور دوسری حدیث میں آپ کے ناقص آنے کا مطلب لوگوں کی آرادا کا اختلاف ہے۔

دلیل دوم:

زیر بحث حدیث میں ہے کہ پہلے ابو بکر صدیقؓ پھر عمر فاروقؓ اور پھر عثمان غنیؓ کا موازنہ ہوا جس میں شیخین نو بھاری رہے۔ جب کہ عثمان غنی ناقص۔ اب اگر ان کا باہمی موازنہ مراد ہو تو یقیناً ابو بکر صدیق کا موازنہ عمر فاروق سے ٹھہرے گا۔ اور عمر فاروق کا عثمان غنی سے قرار پائے گا۔ تو بتلائیے۔ عثمان غنی کا موازنہ کس سے ٹھہریگا۔ اگر یہ معنی کیا جائے کہ ان کا موازنہ عمر فاروق سے ٹھہرا۔ اور وہ ان سے ناقص رہے تو پھر عمر فاروق کو بھی ناقص کہیے۔ کہ وہ ابو بکر صدیق سے کم رہے پھر کیا وجہ ہے کہ حدیث میں صرف عثمان غنی ہی کو ناقص کہا گیا ہے۔ لہذا باہمی موازنہ ہرگز مراد نہیں ہو سکتا۔

عرش پر صحابہ ثلاثہ کے اسماء گرامی کی تحریر

بیان

حدیث

امام جعفر صادق امام محمد باقر سے اور زوہ امام زین العابدین (رضی اللہ عنہم) سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شب معراج میں نے

عرش پر لکھا دیکھا۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ الرَّسُولُ اللَّهُ أَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ عُمَرُ الْفَارُوقُ
عُثْمَانُ ذُو النُّوْرِينِ يُقْتَلُ ظُلْمًا

اسے دیباج میں روایت کیا گیا ہے اور ابو سعید نے شرف النبوة میں روایت کیا ہے۔ جبکہ قبل ازیں شرف النبوة والی حدیث "بیان ہو چکی ہے جس میں علیؓ کے لفظ بھی موجود ہیں۔

بیان ۳ جنت کے ہر پتے پر صحابہ ثلاثہ کے نام

حدیث

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جنت میں کوئی ایسا درخت نہیں جس کے ہر پتے پر یہ نہ لکھا ہو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابو بکر الصدیق عمر الفاروق عثمان ذوالنورین اسے صاحب دو بیان، اور ابو الخیر قزوینی حاکمی نے روایت کیا ہے۔

بیان ۴ صحابہ ثلاثہ کے ہاتھوں میں کنکریوں کی تسبیح

حدیث

سوید بن یزید سالمی کہتے ہیں۔ میں مسجد نبوی میں آیا میں نے دیکھا کہ ابو ذر غفاری ایسے بیٹھے ہیں۔ میں نے موقع غنیمت جانا اور پاس آکر بیٹھ گیا۔ اتنے میں کچھ لوگ آگئے اور عثمان غنی کا تذکرہ کرنے لگے۔ جس پر جناب ابو ذر نے فرمایا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں جو واقعہ دیکھا تھا۔ اس کے بعد میں عثمان غنی کو بھلائی کے سوا کسی لفظ کے ساتھ یاد نہیں کر سکتا۔

میں (ابو ذر رضی اللہ عنہ) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خلوتوں میں بھی آپ کے ساتھ رہ کر رہا کرتا تھا۔ تاکہ کچھ نہ کچھ علم حاصل ہوتا رہا کرے۔ تو ایک دن آپ باہر تشریف لیگئے ایک جگہ پہنچ کر آپ تشریف فرما ہوئے۔ میں بھی پیچھے جا پہنچا سلام کر کے پاس بیٹھ گیا۔ آپ نے پوچھا تم کیسے آئے؟ عرض کیا اللہ اور اس کے رسول کے لیے۔ ابھی یہ بات ہوئی تھی کہ اچانک وہاں ابو بکر صدیق آ پہنچے۔ اور سلام عرض کیا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا کیسے آئے ہو؟ عرض کیا اللہ اور اس کے رسول کے لیے یہ عرض کر کے آپ نبی علیہ السلام کی دائیں طرف بیٹھ گئے۔ اتنے میں عمر فاروق آگئے

اور سلام کر کے ابو بکر صدیق کی دائیں جانب جا گزریں ہو گئے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا عمر رضی اللہ عنہ کیسے آئے ہو؟ عرض کیا اللہ اور اس کے رسول کے لیے۔ ابھی یہ بات ہو رہی تھی کہ عثمان غنی آگئے اور سلام کہہ کر عمر فاروق کی دائیں جانب جلوہ آرا ہو گئے نبی علیہ السلام نے پوچھا کیوں آئے ہو؟ عرض کیا اللہ اور اس کے رسول کے لیے۔

چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ ساتھ بائیں کنکریاں اٹھائیں انہیں ہاتھ میں لیا تو وہ تسبیح کہنے لگیں حتیٰ کہ شہد کی مکھی جیسی بھنبھناہٹ سنائی دینے لگی۔ آپ نے انہیں اٹھا کر ابو بکر صدیق کے ہاتھ میں دے دیا تو وہ پھر تسبیح کہنے لگیں۔ جب انہوں نے انہیں زمین پر رکھا تو چپ ہو گئیں۔ نبی علیہ السلام نے انہیں اٹھا کر عمر فاروق کو تھما دیا تو وہ حسب سابق شہد کی مکھی جیسی آواز میں تسبیح پکارنے لگیں۔ جب آپ نے انہیں زمین پر رکھا تو کنکریوں نے چپ سا دھلی۔ نبی علیہ السلام نے وہ اٹھا کر عثمان غنی کو پکڑا دیں۔ جب عثمان غنی کے ہاتھ میں آئیں تو پھر تسبیح بول اٹھیں آواز حسب سابق تھی۔ جب عثمان غنی نے انہیں زمین پر رکھا تو وہ گونگی ہو گئیں۔

حدیث

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین سے ساتھ کنکریاں اٹھائیں تو آپ کے ہاتھوں میں انہوں نے تسبیح کہنا شروع کر دی۔ آپ نے کنکریاں ابو بکر صدیق کو پکڑا دیں تو ان کے ہاتھ میں بھی تسبیح کہہ رہی تھیں۔ نبی علیہ السلام نے ان سے لے کر عمر فاروق کو دیدیں تو بھی تسبیح بیان کر رہی تھیں۔ ان سے عثمان غنی نے لیلیں تو ان کے ہاتھ میں بھی تسبیح کہتی جا رہی تھیں۔

ان دونوں احادیث کو غنیم بن سلیمان اور علی بن نعیم نے روایت کیا ہے۔

بیان ۵ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی صداقت اور عمر فاروق و عثمان غنی رضی اللہ عنہم کی شہادت

حدیث

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک بار احد کے پہاڑ پر چڑھے آپ کے پیچھے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ، اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم بھی چڑھے آئے تو احد کا پتھر لگا (غالباً خوشی سے جھوم رہا تھا۔) نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسے پاؤں کی ٹھوک لگا کر فرمایا ٹھہرا رہے تجھ پر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہی تو ہیں۔

اسے امام احمد بن حنبل، بخاری، ترمذی اور ابو حاتم نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حرا پہاڑ پر جلوہ افروز تھے۔ آپ کے ساتھ ابو بکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم بھی تھے کہ اچانک پہاڑ بلتا شروع ہو گیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حرا! ٹھہر جا! تجھ پر نبی یا صدیق یا دو شہید ہی تو ہیں۔

اسے امام احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے۔ جب کہ یہ حدیث مسلم کے حوالے سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے ساتھ باب سوم میں گزر چکی ہے۔ جب کہ

یہ حدیث دلائل النبوة (ابو نعیم) ج ۲ ص ۵۵ پر ۳۸ کے تحت موجود ہے۔

اس میں حضرت علیؓ، جناب طلحہؓ، حضرت سعدؓ اور جناب سعد بن ابی وقاصؓ کے نام بھی موجود ہیں۔

حدیث۔

تمامہ حضرت عثمان غنیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام مکہ کے پہاڑ ”شہیر“ پر ابو بکر صدیقؓ، عمر فاروقؓ اور میرے سمیت موجود تھے کہ پہاڑ دھلنے لگا بلکہ اس کے دامن میں سے کئی تھم ٹوٹ ٹوٹ کر زمین پر گرنے لگے۔ آپ نے اسے پاؤں مبارک کی ٹھوک لگائی اور فرمایا شہیر! ٹھہر جا! تجھ پر نبی، صدیق اور دو شہید ہی تو ہیں۔

اسے ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے۔

تشریح :

شہیر اور حترامکہ شریف میں باہم قریب قریب دو مشہور پہاڑ ہیں جبکہ احد مدینہ منورہ کے ایک پہاڑ کا نام ہے جس کے بارہ میں فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ یہ پہاڑ ہم سے محبت کرتا ہے ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ تاہم روایات کا اختلاف اس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ یہ واقعہ متعدد بار ہوا ہے۔ کبھی احد پر کبھی شہیر پر کبھی حترامکہ پر۔

یاد رہے یہ امر بالکل واضح ہے کہ مذکورہ احادیث میں صدیق سے

ابو بکر اور دو شہیدوں سے عمر فاروق اور عثمان غنی مراد ہیں۔ کیوں کہ بظاہر ابو بکر صدیق نے شہادت نہیں پائی جب کہ حضرت عمر اور حضرت عثمان کے حشر میں ظاہراً یہ سعادت آئی ہے۔

صحابہ ثلاثہ کے لیے زبان رسالت
سے جنت کی خصوصی بشارت

بیان

حدیث

ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مسجد نبوی کی طرف آیا نبی علیہ السلام کے بارہ میں پوچھنے پر معلوم ہوا کہ آپ باہر کو نکل گئے ہیں۔ میں بھی ادھر کو ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ اریس نامی باغ میں واقع کنوئیں پر جا پہنچے تھے۔ میں باغ کے دروازہ پر بیٹھ گیا تو کھجور کی لکڑی سے بنا ہوا تھا۔ آپ نے باغ میں قضاہ حاجت فرمائی وضو کیا اور کنوئیں کی کافی چوڑی منڈیر پر چڑھ کر اس کے پتوں بیچ بیٹھ گئے۔ میں دروازے کی اندرونی جانب بیٹھا رہا اور دل میں ٹھان لی کہ آج میں نے اللہ کے رسول کی پہرہ داری کرنی ہے۔ اتنے میں ابو بکر صدیق آگئے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ میں نے پوچھا کون؟ جو اب ملا ابو بکر میں نے کہا ٹھہریے یہ کہہ کر میں نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا۔ ابو بکر اندر آنے کی اجازت مانگ رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا انہیں بلا لاؤ اور انہیں جنت کی بشارت دے دو۔ تو حسب ارشاد میں واپس آ کر ابو بکر صدیق کو اندر لے آیا اور انہیں بتلایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو جنت کی بشارت عطا فرماتے ہیں۔ چنانچہ وہ اندر آئے اور نبی صلی اللہ وسلم کے دائیں پہلو میں منڈیر پر بیٹھ گئے اور آپ کی تقلید کرتے ہوئے پاؤں کنوئیں میں لٹکایے۔ میں (ابوموسیٰ اشعری) واپس آ کر پھر دروازہ میں بیٹھ گیا۔ جب کہ میں (شہر میں) اپنے بھائی کو وضو کرنے اپنے پیچھے آنے کو کہہ آیا تھا۔ اب دل میں سوچ رہا تھا کہ اگر میرا بھائی یہاں آ پہنچے تو کیا اچھا ہوا کہ شاید اسے بھی جنت کی بشارت مل جائے (اتنے میں کوئی شخص دروازے پر دستک دینے لگا میں نے پوچھا کون؟ جو اب ملا عمر بن

الخطاب۔ میں نے کہا ٹھہریے۔ پھر میں نے نبی علیہ السلام کو جا کر اطلاع دی آپ نے فرمایا اسے اندر آنے دو اور حنت کی بشارت بھی دے دو۔ چنانچہ میں نے ایسے کیا۔ تو وہ آئے اور مند بڑی نبی علیہ السلام کے بائیں پہلو میں کتوئیں میں پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔ میں واپس آکر اپنی جگہ بیٹھ گیا۔ اور بھائی کا انتظار کرنے لگا۔

حدیث

امام زین العابدین اپنے والد امام حسین سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی

۱۷ شیعوں کے شیخ الطائفہ اور امام الکمل علامہ ابو جعفر طوسی اپنی کتاب تلخیص الشافی جلد سوم ص ۳۱ میں اسی حدیث کے مفہوم کو جو حضرت انس رضی عنہ سے مروی ہے۔ یوں بیان کرتے ہیں۔

واستدلوا علی صحة إمامته بما روي عن أنس (أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أمره - عند اقبال ابي بكر أن يبشره بالجنة، وبالخلافة بعده وأن يبشر عمر بالجنة، وبالخلافة بعد أبي بكر)

ترجمہ: اہل سنت نے ابو بکر صدیق رضی عنہ کی امامت کی صحت پر حضرت انس رضی عنہ سے مروی اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس رضی عنہ کو جب کہ ابو بکر آئے تھے یہ حکم دیا کہ انہیں جنت کی اور میرے بعد خلافت کی بشارت دے دو، اسی طرح جب عمر فاروق آئے تو آپ نے حضرت انس کو پھر حکم دیا کہ انہیں جنت کی اور ابو بکر کے بعد خلافت کی بشارت دے دو

مرضی فرمایا کرتے تھے اے نبیو! ہم سے اسلامی محبت رکھو۔ قسم بخدا ہمارے ساتھ تمہاری محبت ایک دور میں گالی گلوٹح سے آلودہ ہو جائیگی یعنی ہماری محبت میں تم ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کو گالی دینا شروع کر دو گے یہ

بیان صحابہ ثلاثہ بزبان امام محمد باقر رضی اللہ عنہ

حدیث ابن ابی صفصہ سے روایت ہے کہ میں نے امام محمد باقر اور امام جعفر صادق

سے سیدنا امام زین العابدینؑ کی حضرت ابو بکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم سے والہانہ محبت کا ثبوت شیعہ کتب میں بھی ملتا ہے۔ چنانچہ کوفی لوگوں (شیعوں) کا ایک گروہ آپ کے پاس آیا اور آپ کے سامنے ان تین صحابہ کے متعلق نازیبا الفاظ کہے۔ آپ نے ان سے فرمایا اے صحابہ پر اعتراض کرنے والو! کیا تم مہاجرین میں سے ہو جن کے متعلق قرآن یہ کہتا ہے۔

الَّذِينَ أَخْرَجُوا مِنَ دْيَارِهِمْ وَآمَوُوا بِمَشَاقِقِ الْمَدَائِنِ الْمُحْرَقَاتِ وَالَّذِينَ

وَرِضُوا بِأَنْ يَخْرُجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ وَرَسُولَهُ اللَّهُ وَرَسُولُكُمْ هُمُ الَّذِينَ

مراقی وفد نے جواب دے دیا ہم مہاجرین میں سے نہیں ہیں۔ امام زین العابدینؑ نے فرمایا کیا تم انصار میں سے ہو جتنی عظمت قرآن میں یوں مذکور ہے۔

الَّذِينَ تَبَوَّءُوا الدَّارَ وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ۔

وفد نے جواب دیا ہم انصار میں سے بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا پھر تمہیں ان مقدس سینوں کے متعلق اعتراضات کرنے کا کیا حق ہے، انہر جواب فعل اللہ بکسر میری آنکھوں سے دور ہو جاؤ اللہ تمہیں اس بری حرکت کی سزا دے، دیکھیے۔

شیعوں کی معتبر کتاب کشف الغمہ جلد دوم ص ۷۸

شیعوں کی معتبر کتاب جلال العیون جلد اول ص ۳۹۳

سے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارہ میں سوال کیا۔ تو امام باقر نے فرمایا وہ دونوں عدل کرتے و اے حکمران تھے۔ تم ان سے دوستی رکھو اور انکے دشمنوں سے نفرت کرو، یہ کہہ کر آپ اپنے بیٹے (امام جعفر) کی طرف متوجہ ہوئے، فرمایا اے جعفر! کیا تمہارا نانا صدیق اکبر نہیں؟ مجھے تو اپنے نانا نبی علیہ السلام کی شفاعت نصیب نہ ہو اگر میں حضرت ابو بکر صدیق و حضرت عمر سے دوستی اور انکے دشمنوں سے نفرت نہ رکھوں۔ لے

حدیث

حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت نہ جاننے والا شخص سنت نبوی سے جاہل رہا ہے۔

حدیث

آپ ہی سے روایت ہے کہ آپ سے سوال کیا گیا شیخین کے بارہ میں آپ کی رائے کیا ہے۔ فرمایا وہ میرے محبوب ہیں۔ میں ان کے لیے استغفار

لے امام جعفر خود فرماتے ہیں کہ

ترجمہ: (مجھے صدیق اکبر نے دوبارہ جنا ہے تو کیا کوئی آپ اپنے باپ کو گالی دے سکتا ہے۔)

شیخوں کی معتبر کتاب اُحْفَاقِ الْحَقِّ ص ۷ والدہ امام جعفر کی نسب کا ابو بکر صدیق سے اتصال حسب ذیل نقشہ میں دیکھیں۔



اور ناسخ التوازن بحالات امام جعفر ص ۱ ص ۱

کرتا ہوں اور میں نے تو اپنے خاندان اہل بیت میں جسے بھی دیکھا ابو بکر و عمر کا
حیدار ہی پایا ہے۔

حدیث

آپ سے اس قوم کے بارہ میں سوال کیا گیا جو ابو بکر و عمرؓ کو گالی دیتی ہے آپ
نے فرمایا یہ لوگ اسلام سے برگشتہ ہو گئے ہیں۔

حدیث

آپ نے ہی فرمایا شیخین میں شک کرنے والے نے سنت نبویؐ میں شک
کیا ہے شیخین کا بغض بھی منافقت ہے اور انصار صحابہ کا بغض بھی منافقت۔
بنو ہاشم، بنی تیم (خاندان صدیق اکبرؓ) اور بنی عدی (خاندان عمر فاروقؓ)
میں اسلام سے پہلے رنجشیں تھیں۔ مگر اسلام کے بعد یہ ایک دوسرے کے جانی
دوست ہو گئے اللہ نے ان کے دلوں سے تمام عداوتیں سلب کر لیں۔
حتیٰ کہ ایک بار ابو بکر صدیق کے پہلو میں درو تھا تو علی مرتضیٰؓ آگ پر
ہاتھ تپاتا تھا کہ ان کے پہلو پر پھیرتے تھے۔ تاکہ ان کا درد جلد ختم ہو۔ انہی کے بارہ
میں یہ آیت نازل ہے۔

وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَبِلِينَ

سورہ حجر آیت ۴۷

ترجمہ: ہم نے ان کے دلوں سے ہر کدورت نکال لی ہے۔ اور وہ روز
قیامت جنت میں تختوں پر ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے
ہوں گے۔

حدیث

جابر جعفی کہتے ہیں کہ مجھے امام باقر نے فرمایا جابر! مجھے اطلاع ملی ہے

کہ عراق کے کچھ لوگ ہماری محبت کا دعویٰ کرنے کے باوجود ابو بکر و عمر کی گستاخی کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ میں نے انہیں اس کا حکم دیا ہے۔ انہیں میری یہ بات پہنچا دے کہ میں ان سے بری ہوں۔ اس خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اگر مجھے حکومت مل جائے تو میں ایسے گستاخوں کا خون بہا کر اللہ کی رضا حاصل کروں گا۔ اگر میں شیخین سے محبت نہ رکھوں تو روز قیامت مجھے اپنے نانا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت حاصل نہ ہو۔

حدیث

جابر جعفی ہی کہتے ہیں کہ مجھے امام باقرؑ نے فرمایا کہ فیسوں شیعوں کو تبتلا سے کہ میں اس شخص سے بیزار ہوں جو ابو بکر و عمرؓ سے بیزار ہے۔

حدیث

امام جعفرؑ روایت کرتے ہیں کہ امام باقرؑ نے فرمایا نبی علیہ السلام کے دور مبارک میں ابو بکر صدیقؓ کی آل۔ آل محمدؐ کہلاتی تھی۔ خیبر فتح ہوا تو وہاں کی کھجوریں اور چھوڑے ہماجرین و انصار کے مابین تقسیم کیے گئے جبکہ گندم اور جو بنو ہاشم میں بانٹے گئے اور ابو بکر صدیقؓ کی آل کو بنو ہاشم کے ساتھ رکھا گیا کسی اور کو ساتھ نہیں ملایا گیا۔

حدیث

حضرت زید شہیدؑ پسر امام زین العابدینؑ فرماتے ہیں۔ جو ابو بکر و عمرؓ سے بیزار ہے وہ حضرت علیؑ سے بھی بیزار ہے اب جو چاہے آگے آئے یا پیچھے ہٹ جائے۔

حدیث

حضرت زید رضی اللہ عنہ سے ایک بار سوال ہوا کہ آپ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بارہ میں کیا رائے رکھتے ہیں؟ فرمایا میں انہیں اپنا محبوب رکھتا ہوں۔ عرض کیا گیا انہیں جو تبرا کرتا ہو؟ فرمایا میں موت تک اس سے بیزار ہوں۔

حدیث۔

ابی ابن الجارود حسن بن مغیرہ واسطی کہتے ہیں کہ حضرت زید کے پاس ایک جماعت حاضر ہوئی اور عرض کرنے لگی، رسول اللہ کے بیٹے! آپ ابو بکر صدیق اور عمر فاروق پر تبرا کرتے ہوئے حکومتِ وقت سے علمِ بغاوت بلند کریں۔ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں! وہ کہنے لگے ہم پھر آپ سے بیزار ہیں۔ بصورت دیگر آپ شیخین کی عداوت کے ساتھ خروج کریں تو ہمارے ساٹھ ہزار سر آپ کے قدموں میں ہونگے۔ اور تلواریں انہیں اڑا چکی ہونگی۔ آپ نے جواب دیا۔ ٹھہرو! میں تمہیں نبی کی حدیث سناؤں۔ میرے والد امام زین العابدین اپنے والد امام حسین سے اور وہ اپنے والد حضرت علی سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے علی! تجھے بشارت ہو تم اور تمہارے شیعہ جنت میں جائیں گے بلکہ مگر یاد رکھو! ایک قوم تمہیں چاہنے والی

لہ ان الفاظ سے اہل تشیع استدلال لاتے ہیں کہ معلوم ہوا مذہب ناجی اہل تشیع ہی کا ہے جب کہ وہ نہیں جانتے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مددگار حقیقتاً صرف اہل سنت ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

من مات علی حب ال محمد مات علی السنۃ والجماعۃ

(شیعوں کی معتبر تفسیر، منہج الصادقین جلد ۸ ص ۲۱۴)

ترجمہ: یعنی جو شخص آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر مرا وہ مسلک سنت و جماعت پر مرا۔

آئے گی وہ اپنی زبانوں پر اسلام ظاہر کریں گے، مگر اسلام سے یوں نکل جائیں گے جیسے تیرتکار سے، ان کا قلب رافضی ہوگا۔ اے علی! اگر انہیں تم پاؤ تو قتل کر دو وہ مشرکین ہیں۔

اس کے بعد حضرت زید بن امام زین العابدین نے فرمایا قسم بخدا وہ قوم تم ہلا۔ پھر کہا اے اللہ! یہ لوگ دنیا و آخرت میں میرے دشمن ہیں اس کے بعد آپ نے اس قوم کے لیے بددعا کی۔

حدیث

حضرت زید ہی سے باغ فدک کے غصب کیے جانے کی بابت سوال کیا گیا۔ کہ آیا حضرت ابو بکر صدیق نے سیدہ فاطمہ سے ان کا فدک نامی باغ تاحق طور پر چھین لیا تھا؟ آپ نے فرمایا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ابو بکر صدیق سے کہا تھا کہ یہ باغ نبی علیہ السلام مجھے دے گئے ہیں انہوں نے کہا اپنے اس دعویٰ پر گواہ لائیں تو وہ ایک مرد اور ایک عورت کو لائیں۔ ابو بکر صدیق نے کہا نہیں! یہ گواہی ناکافی ہے ایک مرد اور لائیں یا ایک عورت اور لائیں۔ تاکہ مرد کے ساتھ مرد مل کر یا مرد اور عورت کے ساتھ دوسری عورت مل کر گواہی کا نصاب پورا ہو جائے اور اسلامی عدل و انصاف کے مطابق فدک آپ کے حوالہ کر دیا جائے تو سیدہ فاطمہ یہ بات پوری نہ کر سکیں۔

اس کے بعد حضرت زید نے فرمایا قسم بخدا اگر فدک کا معاملہ میرے سامنے فیصلہ کے لیے لایا جاتا تو میں وہی فیصلہ کرتا جو ابو بکر صدیق نے کیا ہے۔

۱۷ حضرت زید کا فدک کے بارہ میں یہ ارشاد بعینہ نہیں الفاظ کے ساتھ شیعوں کی کتاب شرح نہج یقینہ بر صغیر آئندہ

حدیث حضرت زید ہی فرماتے ہیں جس نے ابو بکر صدیق و عمر فاروق کو گالی دی اس پر اللہ تعالیٰ تمام فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔

بیان صحابہ ثلاثہ کی منفرد شان بزبان امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ

حدیث امام جعفر سے ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارہ میں سوال ہوا تو آپ نے فرمایا جو ان سے بیزار ہے میں اس سے بیزار ہوں۔ عرض کیا کیا شاید آپ یہ بات بطور تقیہ فرما رہے ہیں؟ فرمایا نہیں اس طرح تو میں اسلام سے نکل جاؤں گا اور مجھے نبی علیہ السلام کی شفاعت حاصل نہ ہوگی۔

البدائع مصنف ابن ابی عدیہ جلد ۲ ص ۸۲ پر موجود ہے، اسی طرح ابو بکر صدیق کا مکمل گواہی طلب کرنا اور سیدہ کا پیش نہ کر سکتا بھی شیعوں کی بہت معتبر کتاب شرح نہج البدائع مصنف ابن مہتم جلد ۵ ص ۱۰۱ پر موجود ہے جس کے آخری الفاظ یہ ہیں کہ صدیق اکبر نے فرمایا نبی علیہ السلام باغ فدک سے تم اہل بیت کے لیے روزی بھر مال علیحدہ کر کے باقی غزبا میں تقسیم کر دیتے تھے میں بھی ایسے ہی کرونگا۔

فَرَضِيَتْ قَاطِمَةً بِذَلِكَ وَأَخَذَتِ الْعَهْدَ عَلَيْكَ۔

یعنی سیدہ یہ فیصلہ سن کر راضی ہو گئیں اور اس پر عہدے لیا۔

جس کے الفاظ یہ ہیں۔

تَحْرَقَالَ زَيْدٌ رَأَى عَالِدَهُ لَوْ رَجَعَ الْأَمْرَ إِلَى لِقَضِيَّتِ فِيهِ

بِقَضَاءِ أَبِي بَكْرٍ۔

ترجمہ: پھر حضرت زید نے کہا اگر یہ معاملہ فدک میرے پاس لایا جاتا تو میں بھی ابو بکر والہی فیصلہ کرتا۔

حدیث

امام جعفر صادق فرماتے ہیں جتنا مجھے حضرت علی کی شفاعت کی آرزو ہے اسی قدر میں ابو بکر صدیق کی شفاعت کا طلب گار ہوں۔

حدیث

امام جعفر ہی کا ارشاد ہے کہ ابو بکر صدیق و عمر فاروق پر تبرا کر نبیوں سے اللہ تعالیٰ بیزار ہے۔

حدیث

امام جعفر سے کسی نے کہا۔ سنا ہے آپ ابو بکر و عمر سے بیزار ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ایسے شخص سے تو اللہ تعالیٰ بیزار ہوتا ہے مجھے تو امید ہے کہ ابو بکر صدیق سے میری رشتہ داری کا نفع اور برکت مجھے اللہ تعالیٰ عطا فرمائے گا۔ مجھے جب کوئی تکلیف ہوتی ہے تو اپنے مائوں عبد الرحمن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق سے رابطہ قائم کرتا ہوں۔

حدیث

آپ فرمایا کرتے تھے میں انتخاب نہیں کر سکتا کہ اپنے کس دادا کی شفاعت کی دعا کروں۔ ابو بکر صدیق کی یا علی مرتضیٰ کی۔ اور جو شخص ابو بکر رضی اللہ عنہما کا لقب صدیق نہیں سمجھنا اللہ تعالیٰ اسے ہر مقام پر چھوٹا کرے۔

۱۵ شیعوں کی معتبر کتاب کشف الغمہ جلد ۲ ص ۱۳ پر ہے امام باقر نے فرمایا۔ بے شک ابو بکر صدیق نے تلوار پر زور چڑھایا ہوا تھا۔ تو ایک شخص بولا۔ آپ ابو بکر کو صدیق کہتے ہیں؟ آپ غصے سے اچھل پڑے فرمایا۔

حدیث

امام جعفر نے بستر علالت پر فرمایا۔ اے اللہ میں ابوبکر و عمر سے محبت رکھتا ہوں۔ اگر میرے دل میں اس کے سوا کچھ ہو تو مجھے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہ ہو۔

حدیث

امام جعفر سے شیخین کے بارہ میں سوال ہوا آپ نے فرمایا ایسے انسانوں کے بارہ میں پوچھ رہے ہو جو جنت کے پھل کھا رہے ہیں۔

صحابہ ثلاثہ کی نشان میں امام موسیٰ کاظم کا قول

بیان

حدیث

امام موسیٰ کاظم فرماتے ہیں کہ میرے والد ماجد امام جعفر صادق نے فرمایا ابوبکر میرا نانا ہے اور عمر میرا دادا اور نوکیلیں اپنے نانا اور دادا کو گالی دوں؟

امام حسن بن علی مرتضیٰ کے بیٹے حضرت عبداللہ کی
زبانی نشان صحابہ ثلاثہ

بیان

حدیث

حضرت عبداللہ بن حسن بن علی سے ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے بارہ میں

ومن لم يقل له الصديق فلا صدق الله قولا في الدنيا ولا في الآخرة۔

ہاں وہ صدیق ہے اور جو انہیں صدیق نہ کہے اللہ اسے دنیا و آخرت میں جھوٹا کرے۔

سوال ہوا آپ نے فرمایا میں ان کی فضیلت کا قائل ہوں اور ان کے لیے استغفار کرتا ہوں۔ عرض کیا گیا ممکن ہے آپ یہ بات بطور تقیہ کہہ رہے ہوں جب کہ آپ کے دل میں یہ بات نہ ہو۔ فرمایا اگر ایسا ہو تو مجھے نبی علیہ السلام کی شفاعت نہ ملے۔

حدیث

حضرت عبداللہ بن امام حسن ہی فرماتے ہیں ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما درود بھینتا ہے۔ اور جو ان پر درود نہ پڑھے تو اللہ اس پر سے رحمت اٹھا لینا ہے۔

حدیث

آپ ہی نے ایک رافضی (شیعہ) سے فرمایا تھا۔ اگر تم ہمسائے نہ ہو تو تمہیں قتل کر دینا بہت بڑا اجر ہے۔

حدیث

ابی محمد بن صالح انہی حضرت عبداللہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ آپ نے مجھے فرمایا اے ابن صالح! مجھے کعبہ کے خدا کی قسم، امامت کے بارہ میں تمہارا عقیدہ سراسر باطل ہے۔

<p>حضرت حسن ثقفی بن امام حسن بن علی بن ابیطالب درمدح</p> <p>صحابہ ثلاثہ۔۔۔</p>	<p>بیان</p>
--	-------------

حدیث

حضرت حسن ثقفی نے ایک غالی رافضی سے فرمایا۔ تم پر ہلاکت ہو۔ ہم سے

صرف اسلامی محبت رکھو۔ اگر ہم اللہ کی اطاعت کریں تو ہمیں چاہو۔ نافرمانی کریں تو ہماری مخالفت کرو۔ وہ رافضی کہنے لگا۔ آپ تو نبی علیہ السلام کے قریبی رشتہ دار ہیں۔ فرمایا اگر رسول کی رشتہ داری بغیر اعمال صالحہ کارگر ہوتی تو رسول کے والدین کو نفع کر دیتی مجھے تو ڈر ہے کہ اگر ہم دین کی پیروی نہ کریں تو ہمیں دو گنا عذاب ہو۔ اور یہ امید بھی ہے کہ ہر نیکی کا ثواب ہمیں دو گنا ملے۔ پھر فرمایا اگر ہمارے آباؤ اجداد اور ہماری ماؤں نے ہمیں دین کی باتیں نہیں بتلائیں اور ہمیں ان کی ترغیب و نصیحت نہیں کی تو انہوں نے ہم پر ظلم کیا ہے۔ تم لوگوں کی نسبت ہم اپنے آباء کے زیادہ قریب اور تربیت و تبلیغ کے زیادہ مستحق ہیں۔ اگر واقعتاً یہ بات ہوتی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو مسلمانوں کا فرمانروا بنایا تھا اور لوگوں کو ان کی حکومت تسلیم کرنے کا امر فرمایا تھا تو پھر حضرت علی اس بات میں بہت بڑے مجرم ہیں، کہ انہوں نے اللہ کے نبی کا فرمان پورا کرنے کی جدوجہد کیوں نہیں کی۔ رافضی کہنے لگا۔ نبی علیہ السلام نے کیا یہ نہیں فرمایا جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے؟ حضرت حسن ثنی نے فرمایا اگر ایسا ہی تھا تو نبی علیہ السلام نے علی کی خلافت کا صاف صاف اعلان کیا کیوں نہ کیا من کنت مولاہ جیسا مبہم اعلان کیوں کیا۔ جب کہ نماز روزہ، حج زکوٰۃ وغیرہ قرآن و حدیث میں بڑی صراحت سے بیان ہوئے ہیں سہ نبی علیہ السلام کو تو پھر یوں اعلان کرنا چاہیے تھا۔

۱۴ حضرت حسن ثنی کا یہ ارشاد شیعوں کے عقیدہ امامت کی تردید کیلئے نہایت ٹھوس اور وزنی حجت ہے۔ شیعوں کے نزدیک تمام اعمال و عقائد اسلامیہ میں امامت اہم ترین عقیدہ ہے۔ بلکہ ان کے بقول انبیاء سے بھی بارہ اماموں کی امامت کا اقرار کروایا گیا مگر اس حقیقت سے

لوگو! یاد رکھو میرے بعد بادشاہ علی ہے اللہ کی بات مانو اور اس کی اطاعت کرو
(مگر ایسے اعلان نہیں فرمایا گیا۔)

یہ تمام احادیث جو ائمہ اہل بیت کے مذکورہ تمام اقوال پر مشتمل ہیں، حافظ ابو
سعید رازی نے الموافقہ کتاب میں بیان کی ہیں

بیان حضرت ابو بکر صدیق و حضرت علی مرتضیٰ کی منفرد نشا

حدیث

حضرت علی فرماتے ہیں کہ میرے اور ابو بکر صدیق کے بارہ میں نبی علیہ السلام نے
فرمایا تم میں سے ایک کے ساتھ جبریل ہے اور دوسرے کے ساتھ میکائیل و
اسرافیل ہے۔

کسی کو قطعاً انکار نہیں کہ قرآن میں عقیدہ امامت کے متعلق ایک لفظ بھی نہیں بلکہ ایسا اشارہ بھی نہیں جبکہ
عقیدہ توحید و رسالت پر نصف سے زیادہ آیات قرآنیہ وارد ہیں۔ یونہی نماز روزہ اور حج و زکوٰۃ
کے بارہ میں نصوص قرآنیہ شمار سے باہر ہیں تو اگر عقیدہ امامت ان سب سے اہم تکر تھا تو کسی جگہ
اسکا ذکر بھی چاہیے تھا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ کتب تنبیہ مثلاً "فصل الخطاب الوار النعمانیہ جلد ص و غیرہ" میں
ہے کہ وہ قرآن جو اصلی تھا جسے امام مہدی نے کرگم ہو گئے ہیں۔ اس میں بارہ اماموں کی امامت کا ذکر
ہے بلکہ سورۃ الولایت کے نام سے اس بارہ میں پوری سورت موجود ہے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ قرآن کو مکمل مانا
جائے تو عقیدہ امامت کی کوئی بنیاد باقی نہیں رہتی۔ بصورت دیگر قرآن کو محرف ماننا پڑتا ہے جو
کفر ہے۔ اللہ ہدایت عطا فرمائے



عشرہ مبشرہ صحابہؓ

میں سے ہر ایک کے

سوانح و فضائل

پر مستقل دس ابواب

باب اول

فضائل ابی بکر صدیقؓ

باب اول

فضائل خلیفہ رسول بلا فضل ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

اس میں پندرہ فصول ہیں۔

ضروری تنبیہ برائے موضوعات فصول

فصل اول ، ابوبکر صدیق کا نسب۔ فصل دوم آپ کا نام ، فصل سوم جسمانی خدو خال ، فصل چہارم آپ کا اسلام ، فصل پنجم جو لوگ آپ کے ہاتھ پر اسلام لائے۔ فصل ششم ظہور اسلام سے قبل نبی علیہ السلام اور آپ کے مابین محبت ، فصل ہفتم آپ کی جائزایاں اور نبی علیہ السلام کی دعائیں ، فصل ہشتم آپ کی ہجرت ، فصل نہم آپ کی خصوصیات ، فصل دہم آپ کی افضلیت ، فصل یازدہم آپ کے لیے جنت کی بشارت ، فصل ایک فضائل ، فصل سیر دہم آپ کی خلافت ، فصل چہار دہم آپ کی وفات ، فصل پانزدہم آپ کی اولاد۔

فصل اول

صدیق اکبرؓ کا نسب اور والدین کا اسلام

پچھلے عشرہ مبشرہ صحابہ کے شجرہ نسب میں واضح ہو چکا ہے کہ ابو بکر صدیقؓ کا نسب تیم بن مرہ سے ملتا ہے اسی لیے آپ کو تیمی کہتے ہیں۔ یہ حسن اتفاق ہے کہ مرہ تک آپ کے نسب میں چھ واسطے ہیں۔ اور نبی علیہ السلام کے نسب میں بھی مرہ تک چھ ہی واسطے ہیں۔ اور صحیح قول کی بنا پر حضرت عمر فاروقؓ اور نبی علیہ السلام کے مشترک جدا علیٰ تک کے وساطت بھی ایک جتنے ہیں جیسا کہ اپنے موقع پر بیان ہو گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

۱۔ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ اور ابو بکر صدیق بن ابی قحافہ بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ۔

ابو بکر صدیق کی والدہ ام الخیر ہیں جو اسم بامسمیٰ ہیں۔ (یعنی واقعاً بھلائی کی اصل ہیں) ان کا نسب یہ ہے سلمی بنت صحز بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ گویا آپ کی والدہ آپ کے والد کے چچا کی بیٹی ہیں۔ لہ

بیان نمبر

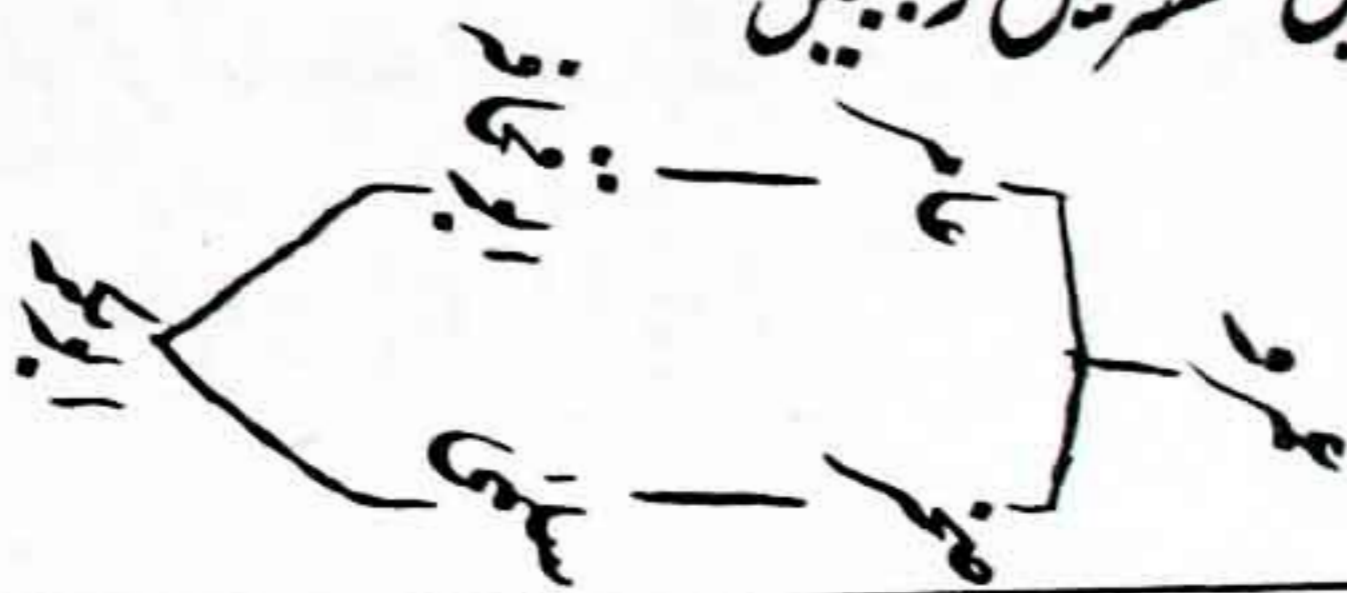
آپ کے والد ابو قحافہ کے اسلام کا واقعہ

ابو قحافہ جن کا نام عثمان بن عامر بن عمر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ ہے۔ فتح مکہ کے روز اسلام لائے۔ نبی علیہ السلام کی بیعت کی پھر دو برس رسالت اور خلافت صدیقی میں زندہ رہے اور خلافت فاروقی میں وفات پائی

حدیث

اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب نبی علیہ السلام (مکہ شریف پر چڑھائی سے قبل شہر کے باہر) وادی ذی طوی میں پڑاؤ کیے ہوئے تھے تب ابو قحافہ نے اپنی اولاد میں سے سب سے چھوٹی بچی سے کہا، اے بچی! مجھے جبل ابو قیس پرے چڑھ جیکہ ابو قحافہ کی نظر جاتی

لہ یہ امر درج ذیل نقشہ میں دیکھیں



رہی تھی۔ تو دونوں اوپر چڑھے۔ ابو قحافہ کہنے لگے۔ بیٹی! تجھے کیا نظر آرہا ہے؟
 کہا شہر کے باہر ایک قافلہ ہے۔ ابو قحافہ بولے یہ لشکر ہے۔ بچی بولی ایک آدمی ہے
 جو قافلہ میں آگے پیچھے آ جا رہا ہے۔ ابو قحافہ کہنے لگے یہ سالار لشکر ہے۔ بچی کہنے لگی
 اب قافلہ بکھر گیا ہے۔ بولے گویا لشکر سپا ہو گیا ہے لہذا مجھے جلدی گھرے چل۔
 بچی ابو قحافہ کو لے کر گھر کی طرف چل دی۔ راستے میں ایک شخص نے بچی کے گلے سے
 ہار کھینچ لیا۔

پھر نبی علیہ السلام شہر میں فاتحانہ داخل ہوئے اور مسجد حرام میں جلوہ فرما ہوئے تو
 ابو بکر صدیق اپنے والد ابو قحافہ کو لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے فرمایا۔
 ابو بکر! اس بزرگ کو گھر ہی میں بٹھلاتے اور ہم خود ان کے پاس پہنچتے تو بہتر ہوتا۔ ابو بکر
 نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان کا آپ کی خدمت میں آنا ہی نشانِ شان ہے نہ کہ
 آپ کا ان کے پاس پہنچنا

حدیث ۱

دوسری روایت میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ابو بکر! اگر تم انہیں گھر میں
 ٹھہراتے تو ہم تمہاری عزت کو ان کے پاس پہنچتے۔ چنانچہ ابو بکر صدیق نے والد کو
 آپ کے سامنے بٹھلایا آپ نے ان کے سینے پر ہاتھ پھیرا فرمایا اسلام قبول کرو۔
 اتنا فرمانا تھا کہ وہ کلمہ پڑھنے لگے۔ جبکہ ان کے سر کے بال سخت سفید تھے۔ جیسے
 کوئی بوٹی سوکھ کر سفید ہو جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا یہ سفیدی بدل دو (مہندی لگا لو)
 پھر ابو بکر صدیق نے اپنی بہن (وہ بچی جو ابو قحافہ کو لے کر پہاڑ پر چڑھی تھی) کا ہاتھ
 پکڑ کر فرمایا اس بچی کا ہار گم ہو گیا ہے اور مجھے اس کی تلاش ہے۔ مگر کسی نے
 اس کا جواب نہ دیا تو آپ نے فرمایا بہن! اپنا ہار سنبھال کر رکھا کرو آج کل لوگوں
 میں امانت ختم ہو چکی ہے۔

اسے امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم اور ابن اسحاق نے روایت کیا ہے۔
حدیث

ایک اور روایت میں یوں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ابو بکر! ان بزرگوں کو گھر میں ہی رکھتے تو میں خود ان کے پاس پہنچتا۔ عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے ڈرتھا کہ دیر کرنے میں کہیں انکی موت نہ آجائے اور خدا کی قسم اگر آپ کے چچا ابو طالب ایمان لاتے تو مجھے اپنے والد کے اسلام سے بڑھ کر خوشی ہوتی۔ یہ بات ابو بکر صدیق نے نبی علیہ السلام کا دل خوش کرنے کے لیے عرض کی جسے سن کر اپنے فریاد ابو بکر تم نے سب سے کہا۔

بیان	آپنی والدہ ام الخیر کے اسلام کا واقعہ
------	---------------------------------------

سلیٰ بنت صخر حضرت ارقم بن ابی الارقم رضی اللہ عنہ کے گھر میں آغاز اسلام کے دور میں اسلام لائی تھیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی تھی۔ پھر اسلام پر ہی دنیا فانی سے رحلت فرما ہوئیں۔
یہ بات حافظ دمشقی اور صاحب صفوہ وغیرہا ہمانے بیان کی ہے۔

حدیث

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب آغاز اسلام میں نبی علیہ السلام کے صحابہ اثنالیس کی تعداد میں ہو گئے تو ابو بکر صدیق نے نبی علیہ السلام کو کھل کر تبلیغ کرنے پر مجبور کیا۔ جب کہ آپ فرماتے تھے ابو بکر! ہم

قبیل ہیں۔ ابو بکر صدیق کا اصرار برابر رہا تا آنکہ آپ نے علانیہ تبلیغ کا فیصلہ کر لیا۔

چنانچہ ایک روز مسلمان مسجد میں جمع ہو گئے نبی علیہ السلام ان میں بیٹھ گئے۔ اور ابو بکر صدیق نے وعظ کہنا شروع کر دیا اور یہ اسلام کا سب سے پہلا علانیہ خطبہ تھا جس میں لوگوں کو خدا اور مصطفیٰ جل و علا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلایا گیا تھا۔ یہ خطبہ شروع ہوا ہی تھا کہ مشرکین ابو بکر صدیق اور دیگر مسلمانوں پر پل پڑے اور مسجد کے کونوں کھدروں میں دبا کر انہیں شدید مارنا شروع کیا۔ ابو بکر صدیق سخت زخمی ہو گئے ایک بد بخت انسان عتبہ بن ربیعہ نے اپنی دوہرے چمڑے والی جوتیوں سے ان کے چہرے پر اتنی ضربیں لگائیں کہ ناک اور ہونٹ ایک ہو گئے بنو تیمم (ابو بکر رضی اللہ عنہما) کا خاندان اروتے ہوئے مسجد میں آئے اور ابو بکر صدیق کو کافروں کے زرعے سے نکال کر اٹھایا اور ان کے گھر جاتا آیا۔ اور واپس مسجد میں آ کر اعلان کیا کہ اگر ابو بکر فوت ہو گئے تو ہم عتبہ کو ہر قیمت پر قتل کر کے پھوڑیں گے۔ یہ کہہ کر وہ دوبارہ ان کے گھر کو چلے چنانچہ ابو قحافہ اور بنو تیمم انہیں ہوش میں لانے کی سعی کرنے لگے۔ کافی وقت گزرنے پر انہیں ہوش آیا اور پہلا لفظ ان کے منہ سے نکلا کہ ”رسول اللہ کا کیا حال ہے؟“ بنو تیمم کو یہ بات بہت بری لگی اور ان کو ملامت کرنا شروع کی بلکہ انہوں نے ان کی والدہ سلمیٰ کو یہاں تک دھمکی دے دی کہ خبردار جو اسے کچھ کھانے یا پینے کو تم نے دیا تو؟

(یعنی اسے مر ہی جانا چاہیے۔)

جب وہ لوگ چلے گئے اور ابو بکر صدیق کے پاس صرف انکی والدہ رہ گئیں تو انہوں نے پھر پوچھا نبی علیہ السلام کا کیا حال ہے؟ وہ کہنے لگیں مجھے تمہارے ساتھی (نبی علیہ السلام) کا کچھ علم نہیں قریباً ام جمیل بنت خطاب کے پاس جاؤ اور ان سے نبی علیہ السلام کا حال پوچھو! تو سلمیٰ وہاں سے اٹھیں اور ام جمیل (جو اس وقت اسلام

لے آئی تھیں) کے پاس جا کر کہا میرا بیٹا، محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال دریافت کرتا ہے؟ انہوں نے (نبی علیہ السلام کے تحفظ کے لیے) کہا مجھے ابو بکر یا محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ پتا نہیں البتہ اگر تم پسند کرو تو میں تمہارے بیٹے کے پاس پہنچوں؟ کہا ہاں تو دونوں عورتیں ابو بکر صدیق کے پاس آئیں۔ ام جمیل آپ کا حال دیکھ کر دھاڑیں مار کر رونے لگی اور کہا ان گمراہ لوگوں نے تمہیں دکھ دیا ہے اللہ ان سے اس بات کا ضرور انتقام لے گا۔ ابو بکر صدیق نے پوچھا نبی علیہ السلام کا کیا حال ہے۔ ام جمیل نے بتلایا کہ وہ ارقم بن ابی ارقم کے گھر میں صحت و سلامتی کے ساتھ موجود ہیں، ابو بکر صدیق نے کہا مجھے خدا کی قسم ہے۔ جب تک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی آنکھوں سے دیکھ نہ لوں نہ کھانا کھاؤں نہ پانی پیوں گا۔

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ہم نے کچھ انتظار کیا جب کافروں کے جذبات ٹھنڈے ہوئے تو سلمیٰ اور ام جمیل ابو بکر صدیق کو لے کر نبی علیہ السلام کے پاس پہنچیں۔ اور حال یہ تھا کہ ایک بازو سلمیٰ پر تھا تو دوسرا ام جمیل پر۔ نبی علیہ السلام اور صحابہ نے ان کا یہ حال دیکھا تو ان کے گرد اکٹھے ہو گئے۔ نبی علیہ السلام نے صدیق اکبر کا بوسہ لیا اور روپڑے۔ حضرت ابو بکر نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ پر میرے والدین قربان، مجھے صرف چہرے پر ضربات لگانے جانے کا افسوس ہے۔ یہ میری والدہ ہیں۔ جو اپنے والدین کی فرمانبردار ہیں۔ آپ انہیں دعوت اسلام دیں اور اللہ سے انکی ہدایت کے لیے دعا فرمائیں۔ نبی علیہ السلام کا دعا فرمانا تھا کہ وہ کلمہ پڑھنے لگیں اس کے بعد مسلمان دار ارقم میں صرف ایک ہینہ رسے۔ جبکہ انکی نفری ۳۹ تھی اور جس روز ابو بکر صدیق کو مارا گیا اسی روز امیر حمزہ رضی اللہ عنہما اسلام لائے تھے یہ

۱۵۷ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلان نبوت سے چھ سال بعد کا واقعہ ہے۔

اسے حافظ دمشق نے چالیس لمبی حدیثوں کے مجموعہ میں اور ابن ناصر سلامی نے بھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے۔

حدیث۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آیۃ قرآنیہ
 وَحَمَلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ اَشَدَّهُ وَبَلَغَ
 اَرْبَعِينَ سَنَةً قَالَ رَبِّ اَوْزِرْنِي وَاَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ
 الَّتِي اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ وَاٰلِدِي وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا
 تَرْضَاهُ

(سورہ احقاف آیت ۱۵)

ترجمہ: اس بچے کو اس کی ماں تیس ماہ تک (اڑھائی سال) ہاتھوں پر اٹھائے
 دودھ پلاتی اور پرورش کرتی رہی۔ جب وہ اپنی جوانی کو پہنچا اور چالیس
 برس کا ہو گیا تو کہنے لگا۔ اے میرے پروردگار! مجھے توفیق دیکر تیرا
 شکر ادا کروں اور نیک اعمال کروں۔

یہ آیت ابو بکر صدیق کے بارہ میں نازل ہوئی ہے۔ کیونکہ ان کے ہاتھوں پر
 اٹھائے جانے اور دودھ چھڑائے جانے کا عمل تیس ماہ میں پورا ہو گیا تھا۔ ابن عباس
 فرماتے ہیں۔ ہر کسی کو اس آیت کا مفہوم واضح معلوم نہیں اور میں جانتا ہوں کہ اس سے
 مراد ایک مخصوص انسان ہے اور وہ ابو بکر صدیق ہیں۔ اور جوانی کو پہنچنے سے مراد
 تیرہ سال کی عمر ہے۔ کیونکہ ابو بکر صدیق اٹھارہ سال کی عمر میں نبی علیہ السلام کے دامن سے
 وابستہ ہو گئے تھے۔ جبکہ آپ ہاں تجارت لیکر شام کی طرف تشریف لے گئے تھے۔ اور
 وہ سفر و حضر میں ہر وقت آپ کے ساتھ ہی رہتے تھے۔ اس دوران انہوں نے آپ
 سے ایسے واقعات کا مدور دیکھا جنہوں نے آپ کی عقیدت ان کے دل میں جاگزیں

کر دی۔ چنانچہ جب نبی علیہ السلام نے اعلان نبوت کیا تو وہ فوراً کلمہ پڑھ کر جو بخش اسلام ہو گئے اور کہا۔

اے رب! مجھے توفیق دے کہ تیرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کروں اُن نعمتوں کے بدلہ میں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کی ہیں (کہ مجھے اور انہیں اسلام کی توفیق بخشی) اور یہ کہ نیک اعمال کروں جو تیری رضا کا باعث ہیں (چنانچہ اللہ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور آپ نے سات مسلمان غلام آزاد کیے اور یہ کہ اے اللہ میری اولاد کو نیک بنا دے (چنانچہ اللہ نے یہ دعا قبول کی اور آپ کا کوٹی بیٹا، بیٹی اور پوتنا پوتنی اسلام سے پیچھے نہ رہا بلکہ آپ کی باپ جانی بہن ام فروہ بنت ابی قحافہ بھی اسلام لے آئیں جنہوں نے اشعث بن قیس سے نکاح کیا جس سے محمد نامی لڑکا ہوا۔ اسے دارقطنی اور واحدی نے روایت کیا ہے۔

کردی۔ چنانچہ جب نبی علیہ السلام نے اعلانِ نبوت کیا تو وہ فوراً کلمہ پڑھ کر جو بخشِ اسلام ہو گئے اور کہا۔

اے رب! مجھے توفیق دے کہ تیرا اور اپنے والدین کا شکر ادا کروں اُن نعمتوں کے بدلہ میں جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کی ہیں (کہ مجھے اور انہیں اسلام کی توفیق بخشی) اور یہ کہ نیک اعمال کروں جو تیری رضا کا باعث ہیں (چنانچہ اللہ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور آپ نے سات مسلمان غلام آزاد کیے اور یہ کہ اے اللہ میری اولاد کو نیک بنا دے (چنانچہ اللہ نے یہ دعا قبول کی اور آپ کا کوٹی بیٹا، بیٹی اور پوتنا پوتنی اسلام سے پیچھے نہ رہا بلکہ آپ کی باپ جانی بہن ام فروہ بنت ابی قحافہ بھی اسلام لے آئیں جنہوں نے اشعث بن قیس سے نکاح کیا جس سے محمد نامی لڑکا ہوا۔ اسے دارقطنی اور واحدی نے روایت کیا ہے۔

فصل دوم

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا نام نامی

آپ کا نام عبد اللہ ہے اور کہا گیا ہے کہ پہلا نام عبد الکعبہ تھا جو اسلام لانے پر نبی علیہ السلام نے عبد اللہ سے تبدیل کر دیا۔ جمہور اہل نسب کا یہی خیال ہے۔ جبکہ اکثر محدثین کے نزدیک آپ کا نام عتیق ہے۔ پھر اس میں بھی اختلاف ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ عتیق آپ کا نام نہیں لقب ہے جو اسلام لانے کے بعد آپ کو دیا گیا۔ بلکہ تاریخ اسلام میں کسی بھی مسلمان کو ملنے والا سب سے پہلا لقب یہی ہے۔ یہ بات محمد بن حمدویہ مینشا پوری نے کہی ہے۔ جب کہ محمد بن اسحاق کے مطابق عتیق آپ کا نام ہے جو آپ کے والد نے رکھا تھا۔

اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی یہی روایت ہے اور موسیٰ بن طلحہ سے روایت ہے کہ یہ نام آپ کی والدہ نے رکھا تھا۔

اس میں اختلاف ہے کہ آپ کو عتیق کس وجہ سے کہا جاتا ہے؛ لیت بن سعد نے کہا اس لیے کہ آپ حسین تھے۔ عتیق کا معنی احسن بھی ہوتا ہے اور کچھ لوگ یہ

بھی کہتے ہیں کہ آپ نبی علیہ السلام کے حسین و جمیل چہرے کے مشتاق تھے۔ اسے ابن قتیبہ نے معارف میں لکھا ہے۔

موسیٰ بن طلحہ کہتے ہیں کہ ابو بکر صدیق کی والدہ کے ہاں کوئی بچہ زندہ نہیں دیکھا تھا۔ جب آپ پیدا ہوئے تو آپ کی والدہ آپ کو لے کر بیت اللہ شریف کے پاس حاضر ہوئیں اور کہا یا اللہ! تیرے نام پر موت سے آزاد کیا جاتا ہے۔ تو اسے اللہ! اسے میرے سپرد کر دے۔ چنانچہ دعا قبول ہوئی اور آپ عمر زندہ رہے۔ اس لیے آپ کا نام عتیق پڑ گیا (یعنی موت سے آزادی حاصل کرنے والا)۔

اسے بخاری نے اربعین میں بیان کیا ہے۔

مصعب اور ایک گروہ اہل نسب میں سے یہ رائے رکھتا ہے۔ کہ چونکہ آپ کے نسب میں کوئی امر باعث عیب نہیں اس لیے آپ عتیق ہیں۔ (عیب نسبی سے آزاد)

ابو نعیم افضل کا کہنا ہے کہ آپ چونکہ ہمیشہ سے بھلائی کرنے والے تھے۔ اس لیے عتیق ٹھہرے کیونکہ عتیق بمعنی قدیم بھی آتا ہے اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ آپ عتیق اس لیے ہیں کہ :

حدیث

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جہنم سے آزاد انسان دیکھتا چاہے وہ ابو بکرؓ کو دیکھے۔ اس لیے آپ عتیق ہیں (جہنم سے آزاد)

یہ حدیث عائشہ بنت طلحہ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے اور آپ کا فرمان یہ بھی ہے کہ گھر والوں نے آپ کا نام عبد اللہ رکھا تھا، یہ بات ابو عمر وغیرہ محدثین نے بیان کی ہے۔

حدیث

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق کا نام عبداللہ تھا۔ نبی علیہ السلام نے انہیں فرمایا۔

أَنْتَ عَتِيقٌ مِّنَ النَّارِ

تم جہنم سے آزاد ہو۔ نب سے آپ عتیق پکارے جانے لگے۔
اسے ترمذی اور ابو حاتم نے روایت کیا ہے۔

تشریح :

یاد رہے مذکورہ اقوال میں کوئی تضاد نہیں۔ ممکن ہے والدین میں سے کسی نے ابتداء میں آپ کو محبت سے عتیق کہا ہو پھر دوسرے گھر والوں نے اسے پسند کر کے اسکی پیروی کر لی ہو۔ چنانچہ بعد ازاں اسے آپ کے خاندان قریش نے اپنا لیا اور اسلام لانے کے بعد بھی آپ کا یہی لقب رہا اور نبی علیہ السلام نے نام کی مناسبت سے آپ کو

اے چنانچہ ناسخ التوازیح حالات خلفا جلد اول ص ۹ پر لکھا ہے۔

از نخت نام ابو بکر عبدالکعبہ بود۔ گویت پیغمبر اور اعتیق نام

داد۔

ترجمہ: ”شروع سے ابو بکر کا نام عبدالکعبہ تھا، کہتے ہیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ان

کا نام عتیق رکھا۔“

اور عتیق کا مفہوم ترمذی کی حدیث سے واضح ہو چکا ہے ”جہنم سے آزاد“، توشیحہ سنی روزوں فریق کے ہاں ابو بکر صدیق کے نام عتیق کے حوالے سے آپ کا زبان رسالت سے جنت کا بشارت یافتہ ہونا ثابت ہو گیا۔ فالحمد للہ۔

عَتِيقٌ مِّنَ الشَّامِ كَهَمَ دِيَارِ -

ابنتہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے جو درج ذیل حدیث ہے کہ -

حدیث

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - اے ابو بکر! تم اللہ کی طرف سے جہنم سے آزاد ہو۔ پھر اس دن سے آپ عتیق مشہور ہو گئے۔

اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اس دن سے آپ کا نام عتیق بہت مشہور ہو گیا اور اسکے سوا کوئی دوسرا لقب یا نام لوگوں نے یاد نہ رکھا۔

بیان نمبر

آپ کا لقب ”صدیق“

اس میں بھی اختلاف ہے کہ کیوں آپ کو صدیق کہا جاتا ہے۔ کہا گیا ہے کہ ظہور اسلام سے قبل آپ قریش کے بڑے سرداروں میں شمار ہوتے تھے۔ اور لوگوں کی دیات اٹھایتے تھے (یعنی اگر کسی سے بھول کر کوئی انسان قتل ہو جاتا تو اس کی طرف سے خون بہا آپ ادا کر دیتے تھے۔ اگر وہ غریب ہوتا تو) تو قریش آپ کی بات کو وزن دیتے تھے اور پھر قاتل کو چھوڑ دیا جاتا تھا۔ اور اگر کوئی دوسرا انسان کسی کی دیت اپنے ذمے لیتا تو اس کی کوئی اہمیت نہیں سمجھی جاتی تھی۔ گویا لوگ آپ کی بات کی تصدیق کرتے تھے اس لیے آپ ظہور اسلام سے قبل ہی صدیق کے لقب سے مشہور تھے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب آپ نے نبی علیہ السلام کے واقعہ معراج کی تصدیق کی

تب آپ کو صدیق کے لقب سے نوازا گیا -

حدیث

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب نبی علیہ السلام کو مسجد اقصیٰ کی سیر کرائی گئی تو آپ نے صبح لوگوں کو آگاہ کیا جسے سن کر کئی مسلمان اسلام سے پھر گئے۔ مشرکین دوڑے دوڑے ابو بکر صدیق کے پاس پہنچے اور کہا تمہارے ساتھ نبی (نبی علیہ السلام) نے کہا ہے کہ میں رات ہی رات بیت المقدس گیا اور وہاں سے لوٹا ہوں۔ تمہارا اس بارہ میں کیا خیال ہے۔ آپ نے فرمایا کیا واقعی نبی علیہ السلام نے یہ فرمایا ہے؟ وہ کہنے لگے ہاں۔ آپ نے فرمایا تو وہ صبح ہی کہتے ہیں۔ وہ کہنے لگے تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ ایک شخص کہتا ہے میں رات ہی رات بیت المقدس تک گیا اور واپس آیا ہوں اور تم اسکی تصدیق کیے جا رہے ہو؟ آپ نے فرمایا اگر وہ کہتے کہ میں رات ہی رات میں آسمانوں سے ہو کر لوٹا ہوں تو بھی میں اس کی تصدیق کرتا اس لیے آپ کو صدیق کہا جاتا ہے بلکہ

اسے حاکم مستدرک میں اور ابن اسحاق نے روایت کیا ہے اور ابن اسحاق کے الفاظ یہ ہیں کہ ابو بکر صدیق نے کہا اگر وہ فرمائیں کہ میں رات یا دن کی ایک آن میں وہاں سے ہو آیا ہوں تو مان لینے والی بات ہے -

حدیث

ابن اسحاق کی روایت یہ ہے کہ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے

اسے یہ محبوب و محب کے مضبوط ترین تعلق قلبی کا ثمرہ ہے کہ باوجودیکہ ابو بکر صدیق کو یہ خبر نہیں کہ نبی علیہ السلام آسمانوں کی سیر کر کے لوٹے ہیں مگر بات وہی کہ رہے ہیں جو ہر چلی ہے گویا نبی اور صدیق رضی اللہ عنہ کے جذبات ایک ہیں -

اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ لوگ کہہ رہے ہیں کہ آپ رات میں بیت المقدس تشریف لے گئے تھے۔ فرمایا ہاں! عرض کیا مجھے بیت المقدس کی چند علامات بیان فرمائیں۔ کیونکہ میں نے یہ مسجد دیکھی ہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا اللہ نے بیت المقدس اٹھا کر میرے سامنے رکھ دیا۔ تو آپ اس کی علامات بیان فرمانے لگے۔ ابو بکر سنتے جلتے اور کہتے جاتے تھے یا رسول اللہ! میں شہادت دیتا ہوں آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اور آپ نے جو کچھ فرمایا سچ فرمایا۔ جب نبی علیہ السلام علامات بیان فرما چکے تو اعلان فرمایا۔ اے ابو بکر! تو صدیق ہے۔ اس دن سے آپ صدیق کہلانے لگے۔

حسن کہتے ہیں واقعہ معراج سن کر جو لوگ مرتد ہو گئے ان کے بارہ میں یہ آیت نازل ہوئی۔

وَمَا جَعَلْنَا الذُّرِّيَّةَ الْبَنِيَّاتِ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ

سورہ اسراء آیت ۷۷

ترجمہ: آپ کو جو دکھلاوا ہم نے دکھایا اسے ہم نے لوگوں کے لیے آزمائش ہی بنایا تھا۔

تشریح:

ابو بکر صدیق نے نبی علیہ السلام سے بیت المقدس کی علامات دو مقاصد کے لیے پوچھی تھیں۔

اول: یہ کہ آپ اس کی علامات بیان فرمائیں گے تو کافر سن کر مبہوت ہو جائیں گے اور کسی کو انکار کی گنجائش نہ رہے گی۔

دوئم: ابو بکر صدیق کا دل مطمئن ہو جائے، جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا۔ وَلٰكِنْ لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِي تاکہ میرا دل مطمئن ہو جائے، آپ نے علامات اس لیے

ہنیں پوچھی تھیں کہ معاذ اللہ آپ کو شک تھا بلکہ آپ تو کافروں سے آپ کا یہ معجزہ سنتے ہی مان گئے تھے۔

حدیث :-

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس میرے سامنے رکھ دیا اور میں کعبہ شریف کے پاس بیٹھا تھا۔ تو میں اس کی ہر چیز دیکھ دیکھ کر بیان کرتا جا رہا تھا۔ میں نے جہنم اور اس کے باشندے کو نہیں دیکھا اور اس کے باشندے دیکھے ہیں، ٹھیک اس طرح جیسے میں تمہیں دیکھ رہا ہوں۔ جب میں نے یہ بات لوگوں کو بتلائی تو انہوں نے مجھے جھوٹا کہا۔ البتہ ابو بکرؓ نے میری تصدیق کی۔ (یعنی سب سے پہلے)

حدیث :-

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلیہ السلام نے فرمایا۔ جس رات مجھے معراج کا اعزاز بخشا گیا۔ میں نے جبریل سے کہا۔ قوم مجھے جھٹلائے گی اور میرے اس معجزے کا انکار کرے گی۔ جبریل نے جواب دیا نعم نہ کریں۔ ابو بکرؓ آپ کی تصدیق کئے گا اور وہ صدیق ہے۔

اسے ملاں نے اپنی سیرت میں روایت کیا ہے۔

اور کہا گیا ہے چونکہ آپ نبی صلیہ السلام کی ہر بات کی تصدیق میں جلدی کرتے تھے اس لیے آپ کا لقب صدیق مشہور ہو گیا اور اس کی دلیل یہ ہے کہ صدیق بروزن **فَعِیْل** اسم مبالغہ ہے۔ یعنی تصدیق کرنے میں مبالغہ کرنا والا۔ اور اس کی تائید یہ حدیث بھی کرتی ہے۔

حدیث :-

ابو دردادر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا

تم میرے ساتھ ہی کو میرے لیے ہی نہیں رہنے دیتے؛ میں نے لوگوں سے کہا کہ میں تم سب کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ تو ابو بکر صدیق ہی میری تصدیق کر رہے تھے تم سب نے میری تکذیب کی تھی۔

حدیث:

نزال بن سیرہ کہتے ہیں مجھے حضرت علی کے پاس بیٹھنے کا اتفاق ہوا آپ خوشگوار اور موڈ میں تھے۔ ہم نے عرض کیا امیر المؤمنین! ہمیں اپنے ساتھیوں کی خبر دیں فرمایا رسول کے صحابی ہی میرے ساتھ ہی ہیں۔ ہم نے کہا نہیں! ہم آپ کے مخصوص ساتھیوں کی بات کر رہے ہیں۔ فرمایا نبی علیہ السلام کا ہر صحابی میرا خاص ساتھی ہے۔ ہم نے کہا ہاں اچھا نبی علیہ السلام کے صحابہ کی بات سنائیں۔ فرمایا ہاں! ایسے پوچھو! ہم نے کہا ابو بکر بن ابی قحافہ کی بات سنائیں فرمایا وہ ایسے انسان تھے جن کا اللہ نے اپنے نبیؐ اور جبریلؑ کی زبان پر صدیق نام رکھا اور رسول اللہ نے انہیں ہمارے دین کے لیے چنا اور ہم نے انہیں اپنی دنیا کے لیے چن لیا۔

اسے غلعی اور ابن سہمان نے موافقہ میں بیان کیا ہے۔

حدیث:

ابن اسحاق سبعی نے ابو یحییٰ سے روایت کیا ہے کہ میں گنہگار نہیں سکتا کہ کتنی بار میں نے حضرت علی سے دورانِ خطبہ برسرِ منبرِ سنا۔ اللہ نے اپنے نبی کی زبان پر ابو بکر کا لقب صدیق رکھا ہے۔

حدیث:

حضرت علیؑ کا ہی ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابو بکر کا نام آسمان سے صدیق اتارا ہے۔

۱۷ حضرت ابو بکر کو صدیق کا لقب دیا جانا اہل تشیع کے ہاں ایک ناگوار امر ہے۔ حالانکہ

اسے سمرقندی اور صاحب صفوہ نے بیان کیا ہے۔

حدیث

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے شب معراج کوئی ایسی شے نہ دیکھی جس پر یہ نہ لکھا ہو۔ محمد اللہ کے رسول ہیں اور ابو بکر ان کے خلیفہ

خود انہی کتب سے ثابت ہے یہ لقب آپ کو خود زبان رسالت نے عطا فرمایا، چنانچہ شیعوں کا شیخ النکلام مرقی اپنی کتاب تفسیر قمی میں لکھتا ہے غارتور میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب ابو بکر سے فرمایا "میں جعفر طیار اور ان کے ساتھیوں کو کشتی میں بیٹھے دیکھ رہا ہوں جو دریا میں کھڑی ہے اور میں انصار مدینہ کو اپنے گھروں سے باہر (منتظر) بیٹھے دیکھ رہا ہوں۔ حضرت ابو بکر نے عرض کیا یا رسول آپ انہیں دیکھ رہے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ عرض کیا مجھے بھی دکھلائیں! آپ نے انہی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا تو وہ بھی انہیں دیکھنے لگے۔

أَنْتَ صِدِّيقٌ

ترجمہ: تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم صدیق ہو"

دیکھیے تفسیر قمی ص ۲۶۵ تا ص ۲۶۴ اور بحار الانوار ص ۵۳

اس کے علاوہ پیچھے حدیث ۱۶ کے حاشیہ میں ہم امام جعفر کا یہ قول نقل کر آئے ہیں۔

وَمَنْ لَمْ يَقُلْ لَهُ الصِّدِّيقُ فَلَا صَدَقَ اللَّهُ لَهُ قَوْلًا فِي الدُّنْيَا وَلَا فِي الْآخِرَةِ

جو ابو بکر کو صدیق نہ کہے اللہ دنیا آخرت میں اس کی کسی بات کو سچا نہ کرے۔

بالکل انہی الفاظ کے ساتھ شیعوں کی معتبر تاریخ روضۃ الصفا جلد دوم ص ۲۷ پر حدیث یوں موجود ہے

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما رضت الا سلام على احد الا كانت

له عتده كنوة وتردد ونظرة الا ابا بكر قاتنه لم يتعلم آتى

هان

اور صدیق ہیں۔

اسے ابن عمر عبدی اور ثقفی اصفہانی نے روایت کیا ہے۔

حدیث :

زہری نے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بعد بارہ خلفاء ہونگے پہلا ابو بکر صدیق ہے۔ جو زیادہ دیر نہ رہے گا۔
اسے صاحب صفوہ نے روایت کیا ہے۔

تشریح :

یہ حدیث صحابہ ثلاثہ کے فضائل میں بیچھے بھی گزر چکی ہے وہاں حدیث میں ابو بکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم تینوں کا ذکر تھا اور وہ حضرت عمرؓ سے مروی تھی۔ اسے ابن ضحاک اور صوفی یحییٰ بن یسین سے روایت کیا ہے۔ ان احادیث میں صرف صدیق کے نام کی تائید اور تصدیق ہوئی ہے۔ مگر یہ تعین نہیں ہو سکا کہ کس معنی کی بنا پر آپ کو صدیق کہا جاتا ہے، اس لیے ممکن ہے کہ صرف اللہ یا صرف رسول یا دونوں کی تصدیق کرنے کے باعث یا ہمیشہ سچی بات کہنے رہنے کے باعث آپ کو صدیق کہا جاتا ہے۔ اور اس تیسرے معنی کی تائید درج ذیل حدیث سے ہوتی ہے۔

حدیث

حضرت ابو درداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آسمان کے سائے تلے اور زمین کے چہرے پر ابو بکر صدیق سے زیادہ کوئی سچا انسان نہیں اور شخص عیسیٰ علیہ السلام جیسا زاہد دیکھنا چاہیے وہ ابو بکر صدیق کو دیکھو۔

بیان	ابو بکر صدیق کو آسمانوں میں حلیم کہا جاتا ہے
------	--

حدیث

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبریل نبی علیہ السلام کے پاس آئے اور بڑی دیر ایک کونے میں بیٹھے رہے اتنے میں ابو بکر صدیق وہاں سے گزرے تو جبریل علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ! یہ ابو قحافہ کے بیٹے ہیں۔ فرمایا جبریل! تم انہیں پہچانتے ہو؟ عرض کیا اس خدا کی قسم جس نے آپ کو مبعوث فرمایا ہے۔ ابو بکر زمین کی نسبت آسمانوں میں زیادہ مشہور ہیں۔ اور آسمانوں میں انہیں حلیم کہا جاتا ہے۔

فصل سوم

آپ کے جسمانی خدو خال

حدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا ابو بکر صدیق کے خدو خال کیا تھے؟ فرمایا آپ کا رنگ سفید، جسم کمزور اور رخسار کم گوشت تھے، تہ بند باندھتے تھے مگر ایسا ڈھیلہ نہیں کہ گولہوں سے نیچے لڑھکا رہے۔ چہرے کی ہڈیاں ابھری ہوئی تھیں۔

حدیث قیس بن ابی حازم کہتے ہیں میں ابو بکر صدیق کی مرض موت میں انکی عبادت کرنے حاضر ہوا۔ میں نے دیکھا آپ گندمی رنگ اور کم گوشت والے ہیں۔ اسے ابو بکر بن مغلانے روایت کیا ہے۔

تشریح:

مشہور یہی ہے کہ آپ کا رنگ سفید تھا اور آپ دائرہ صحن کو رنگین کیا کرتے تھے۔

حدیث

اصمعی سے روایت ہے کہ ابو عمر بن العلاء کہتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے داڑھی اور سر کے بال گھنے تھے۔ جب کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا سر درمیان سے برہنہ تھا۔ اور سر کے آس پاس کچھ بال تھے۔

فصل چہارم

صدیق اکبر کا واقعہ اسلام اور دین میں آپ کا

ورود مسعود

حدیث

ربیع بن کعبؓ کہتے ہیں صدیق اکبرؓ کا اسلام آسمانی وحی کی مانند تھا۔ وہ اس طرح کہ آپ ملک شام میں تجارت کے لیے گئے ہوئے تھے، وہاں انہیں خواب آیا۔ جو انہوں نے ”بحیرا راہب“ کو پیش کیا۔ اس نے آپ سے پوچھا۔ تم کہاں سے آئے ہو۔ کہا مکہ سے۔ پوچھا مکہ میں آباد قبیلوں میں کس سے تعلق رکھتے ہو؟ کہا قریش سے۔ پوچھا کیا کہتے ہو؟ کہا تجارت بحیرا کہنے لگا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے تمہاری خواب شرمندہ تعبیر کر دی۔ تو خدا تمہاری قوم میں ایک نبی بھیجے گا اور تم اس کے وزیر ہو گے اور وصال کے بعد اس کے جانشین ہو گے ابو بکر صدیق نے یہ بات دل میں ہی رکھی۔ تا آنکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے، تو ابو بکر صدیق نے سوال کیا۔ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کی نبوت پر کوئی دلیل؟

فرمایا میری دلیل وہی خواب کیا کم ہے جو تم نے شام میں دیکھی تھی؛ یہ سنتے ہی ابو بکر صدیق نے آپ کو گلے لگا لیا اور پشیمانی چومتے ہوئے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور آپ اللہ کے سچے رسول ہیں۔ ابو بکر صدیق کہتے ہیں اس دن میرے اسلام لانے پر مکہ مکرمہ کے دونوں کناروں میں نبی علیہ السلام سے زیادہ کوئی شخص مسرور و شادمانہ تھا۔

اسے فضائل نے روایت کیا ہے۔

حدیث

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلے اور یہ دونوں ظہور اسلام سے قبل بھی ایک دوسرے کے دوست تھے۔ ابو بکر صدیق آپ سے ملے اور عرض کیا۔ اے ابوالقاسم! آپ اپنی قوم کی مجلس سے الگ ہو گئے ہیں۔ اور وہ لوگ آپ کو اپنے آباؤ کے دین سے برگشتگی کا طعنہ دیتے ہیں۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں اور تمہیں دین خداوندی کی دعوت دینا ہوں جب آپ اپنی بات کہہ چکے تو ابو بکر صدیق نے کلمہ پڑھ لیا۔ پھر یہ تھا کہ مکہ مکرمہ کے دائیں یا بائیں دونوں پہاڑوں کے درمیان کوئی انسان بھی اسلام ابو بکر کی وجہ سے نبی علیہ السلام سے بڑھ کر خوش نہ تھا۔

حدیث

ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق ظہور اسلام سے قبل ہی نبی علیہ السلام کے گہرے اور مخلص خادم تھے۔ جب آپ نے نبوت کا اعلان کیا تو قریش کے کچھ لوگ ابو بکر صدیق کے پاس گئے اور کہا تمہارا ساتھی (نبی علیہ السلام) مجنوں ہو گیا ہے۔ آپ نے پوچھا کیا مطلب؛ کہتے تھے وہ مسجد حرام میں بیٹھ کر لوگوں کو یہ درس دیتا ہے کہ خدامت ایک ہے اور وہ خود کو نبی بھی سمجھتا ہے۔ ابو بکر صدیق نے فرمایا یہ انہوں نے کہا ہے؟

وہ کہنے لگے ہاں وہ اس وقت مسجد میں بھی کچھ کہہ رہا ہے۔ ابو بکر رضوہاں سے اٹھ کر سیدھے نبی علیہ السلام کے مکان پر آئے۔ دروازہ پر دستک دی تو آپ باہر تشریف لائے۔ ابو بکر صدیق نے عرض کیا آپ کے متعلق جو بات مجھے پہنچی ہے وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا مجھے کیا پہنچا ہے۔ عرض کیا میں نے سنا ہے آپ اللہ کی توحید اور اپنی رسالت کی دعوت دے رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں: میرے رب نے مجھے نذیر و بشیر بنایا ہے۔ ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا ثمر ٹھہرایا ہے اور تمام انسانوں کا رسول بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔ ابو بکر صدیق نے عرض کیا۔ خدا کی قسم میں نے آج تک آپ کو جھوٹ بولتے نہیں دیکھا۔ اور آپ کی صفات واقعتاً حاملان رسالت کی سی ہیں۔ آپ امین ہیں اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں۔ اپنا ہاتھ بڑھائیے کہ میں بیعت کروں۔ نبی علیہ السلام نے ہاتھ بڑھایا ابو بکر صدیق نے بیعت کی اور آپ کے جملہ ارشادات کی دل و جان سے تصدیق کر دی۔ قسم بخدا جب ابو بکر صدیق کو دعوت اسلام دی گئی تو انہوں نے کچھ توقف نہیں کیا۔

حدیث

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کا یہ فرمان مجھے پہنچا ہے کہ آپ نے فرمایا میں نے جس شخص کو بھی اسلام کی طرف بلایا اس نے تردد اور غور و فکر کیا۔ مگر ابو بکر صدیق کو جب میں نے دعوت دی تو انہوں نے یکدم کلمہ پڑھ لیا۔

اے اسی لیے آپ سب سے پہلے مومن ہیں۔ اس سے معلوم ہوا آپ کا دل ایمان قبول کرنے کی صلاحیت سے پوری طرح معمور تھا صرف دعوت ملنے کی دیر تھی۔ یہ وہ شمع تھی جو جلنے کو بے تاب تھی

حدیث -

ابن ہشام کہتے ہیں میں نے بعض اہل علم سے سنا ہے کہ نبی علیہ السلام کے پاس عباس بن مرداس (شاعر) حاضر ہوا آپ نے فرمایا تم ہی نے یہ شعر کہا ہے -

فَأَصْبَحَ نَهْبِي دَلْهَبِ الْعَبِيدِ بَيْنَ الْأَقْرَعِ وَعُيَيْنَةَ

ترجمہ: میرا اور غلاموں کا لوٹا ہوا مال اقرع اور عینہ قبیلوں نے بانٹ لیا۔

ابو بکر صدیق سے عرض کیا یا رسول اللہ دوسرے مصرعہ کے درست الفاظ یوں ہیں۔

بَيْنَ عُيَيْنَةَ وَالْأَقْرَعِ

(کیونکہ شعر کی شکل ہی ایسے قائم ہوتی ہے) نبی علیہ السلام نے فرمایا مقصد تو دونوں طرح ایک ہی رہتا ہے۔ ابو بکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ میں گواہی دیتا ہوں اللہ نے یہ آیت بھی اتار دی ہے -

وَمَا عَلَّمْنَا الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ - سورہ یسین آیت ۶۹

ترجمہ: ہم نے نبی علیہ السلام کو نہ شعر سکھایا ہے اور نہ وہ آپ کے لائق ہے بلکہ

۱۷ یعنی اگر واقفًا آپ شاعر ہوتے تو بین الاقراع و عینہ نہ فرماتے کیونکہ اس طرح تو شعر کی شکل ہی باقی نہیں رہ جاتی یہ واقعہ ابو بکر صدیق کی فراست ایمانی کا اعلیٰ ثبوت ہے۔ یاد رہے یہ واقعہ شیوخ کتب میں بھی موجود ہے۔ چنانچہ ناسخ التوازیح احوال پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم جلد ۳ ص ۱۳ پر دیکھیے۔

بیان نمبر

سب سے پہلے اسلام کون لایا ؟

حدیث

حضرت علی مرتضیٰ فرماتے ہیں۔ سب سے پہلے اسلام ابو بکر صدیق لائے ہیں اور سب سے پہلے قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز میں نے پڑھی ہے۔
اسے ابن سمان نے ”موافقتہ میں بیان کیا ہے۔

حدیث

شمسی سے روایت ہے کہ حضرت ابن عباس رضی سے سوال ہوا کہ سب سے پہلے کونسا صحابی اسلام لایا ؟ انہوں نے فرمایا کیا تم نے حضرت حسان کے یہ اشعار نہیں سنے ؟
اِذَا تَذَكَّرْتُ مِنْ اٰخِي تَقَاتِي
خَيْرُ الْبَرِيَّةِ اَتَقَاهَا وَاَعْدَلُهَا
وَالثَّانِي الثَّانِي الْمَحْمُودُ مَشْهُدُهُ
فَاذْكُرْ اَخَاكَ اَبَا بَكْرٍ بِنَا فَعَدَا
بَعْدَ النَّبِيِّ وَاَوْقَاهَا بِمَا حَبِلَا
وَاَوَّلُ النَّاسِ مِنْهُمْ صَدَّقَ الرَّسُلَا
ترجمہ : ۱۔ جب تم کسی ثقہ آدمی کے مصائب آلام یاد کرو تو اپنے بھائی ابو بکر صدیق اور انکے کردار کو ضرور یاد رکھو۔

۲۔ جو انبیاء کے بعد تمام مخلوق سے زیادہ متقی، عادل اور اپنی ذمہ داریوں کے نگہ دار ہیں۔

۳۔ آپ تانی اتینین، متبع رسول، میمون لقا اور سب سے پہلے مُصَدِّق رسول ہیں۔

حدیث

روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے حضرت حسان سے فرمایا کیا تم نے ابو بکر صدیق کی منقبت میں کچھ کہا ہے ؟ عرض کیا ہاں ۔ پھر انہوں نے گزشتہ تین اشعار سنائے اور یہ درج ذیل شعر کہا ۔

وَتَأْتِي أَشْنِينَ فِي الْفَارِ الْمُنِيفِ دَقْدَقًا
طَانَ الْعُدُ وَهُرَا إِذَا صَعَدَ الْجَبَلَا
ترجمہ : اور آپ بلند غار میں تانی اشنین تھے جب دشمن پہاڑ پر چڑھ کر آس پاس گھوم رہے تھے ۔

یہ اشعار سن کر نبی علیہ السلام بے حد مسرور ہوئے اور فرمایا

(اے حسان تو نے کیا عمدہ اشعار کہے ہیں ۔)

اسے ابو عمرو نے روایت کیا ہے اور یہ بھی مروی ہے کہ مذکورہ اشعار سن کر آپ اتنے مسکرائے کہ آخری دانت بھی ظاہر ہو گئے اور فرمایا حسان تم نے سچے اشعار کہے ہیں ۔ واقعاً صدیق اکبر ایسے ہی ہیں ۔ ابو عمرو نے یہ پانچوں شعر بھی مذکورہ نظم کا لکھا ہے ۔

وَكَانَ حَبِيبٌ رَسُولِ اللَّهِ قَدْ عَلِمُوا
مِنَ الْبِرِّيَّةِ لَعَوِيْعِدَالُ يَهْ رَجُلَا
ترجمہ : ابو بکر صدیق نبی علیہ السلام کے ایسے مشہور مخلص دوست ہیں کہ سارے جہان میں ایسا کسی کا دوست نہ ہو گا ۔

حدیث

قرات بن سائب کہتے ہیں میں نے میمون بن مہران سے پوچھا ابو بکر صدیق نبی علیہ السلام پر پہلے ایمان لائے یا حضرت علی مرتضیٰ ؟ وہ کہنے لگے ابو بکر صدیق بجز اراہب کے وقت میں ہی ایمان لایچکے تھے ۔ اور انہوں نے ہی نبی علیہ السلام اور سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہما کے درمیان سلسلہ جنباتی قائم کیا تا آنکہ دونوں کا

نکاح کر دیا جب کہ اس وقت حضرت علیؑ پیدا بھی نہ ہوئے تھے۔

تشریح :

یہاں ایمان سے مراد اصطلاحی معنی نہیں بلکہ دل سے آپ کو نبوت کا اہل مان لینا ہے۔ کہ آپ نبی بننے والے ہیں۔ اور آئندہ اس کے مزید شواہد بیان کیے جائیں گے۔

حدیث

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کیا میں سب لوگوں سے اس بات (خلافت و حکومت) کا زیادہ حق دار نہیں؟ کیا میں سب سے پہلے اسلام نہیں لایا؟ اور میں فلاں صفت کا مالک نہیں؟

اسے یغوی اور ابو حاتم نے روایت کیا ہے۔

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق نے نبی علیہ السلام کی اٹھارہ سال کی عمر میں صحبت اختیار کی جب کہ وہ دونوں بسلسلہ تجارت ملک شام میں پہنچے تھے۔ جہاں وہ ایک جگہ اتارے تو نبی علیہ السلام پیری کے ایک درخت کے نیچے محو استراحت ہو گئے اور ابو بکر صدیق بحیر نامی راہب (عیسائی مذہب کا صوفی) کے پاس گئے کہ کچھ دین کی باتیں معلوم ہو جائیں۔ راہب نے پوچھا یہ سامنے پیری کے درخت کے نیچے کون سویا ہے۔ فرمایا یہ محمد بن عبد اللہ میرے ساتھ ہیں۔ راہب کہنے لگا اللہ کی قسم یہ اللہ کے نبی ہیں۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس پیری کے نیچے بیٹھے تھے اس کے بعد آج یہ بیٹھے ہیں یہ سن کر ابو بکر صدیق کے دل میں نبیؐ

علیہ السلام کی نبوت کا یقین ہو گیا ۔
اسے ابو بکر صدیق کے فضائل میں روایت کیا ہے ۔

تشریح :

ابھی میمون بن مہران سے مروی حدیث گزری ہے کہ علی مرتضیٰ کی ولادت سے بھی پہلے بحیرا راہب کے پاس حضرت ابو بکر صدیق نبی علیہ السلام پر ایمان لائے تھے۔ اس کا یہی مطلب ہے جو درج بالا حدیث میں ہے کہ بحیرا کی بات سن کر آپ کو نبی علیہ السلام کی نبوت کا یقین ہو گیا تھا ورنہ بحیرا کی ملاقات شام میں ہوئی وہاں سے واپسی پر حضرت خدیجہ سے آپ کا عقد مبارک ہوا اور بعد میں آپ نے اعلان نبوت فرمایا تب حضرت ابو بکر نے اسلام قبول فرمایا ۔

حدیث

ابن نفرہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر نے علی مرتضیٰ سے کہا کیا میں آپ سے پہلے اسلام نہیں لایا؟ تو حضرت علی نے اسکی تردید نہ فرمائی ۔

حدیث

ابو نفرہ نے ہی ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ابو بکر صدیق نے فرمایا کیا میں سب سے پہلے اسلام نہیں لایا؟

حدیث

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے ایک وقت وہ بھی دیکھا ہے جب نبی علیہ السلام کے پاس صرف پانچ غلام دو عورتیں اور ایک آزاد مرد یعنی ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے ۔

اسے صوفی نے یحییٰ بن معین سے روایت کیا ہے ۔

حدیث

عمر بن عبسہؓ سے روایت ہے کہ میں بازار عکاظ میں نبی علیہ السلام کے پاس آیا۔ میں نے کہا اس دین میں آپ کے ساتھ کوئی اور بھی ہے؟ فرمایا ایک آزاد اور ایک غلام سے اور اس وقت آپ کے ساتھ حضرت ابو بکر اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما تھے۔ پھر نبی علیہ السلام نے فرمایا میں اس دین کی تبلیغ کرتا رہوں گا تا آنکہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی اور اپنے محبوب کے لیے وسعت پیدا فرمادے گا۔

حدیث

بعض طرق میں یوں ہے کہ حضرت عمر بن عبسہؓ جب نبی علیہ السلام کے پاس آئے تو آپ کو مکہ مکرمہ میں ایک مکان کے اندر چھپے ہوئے پناہ گزیں پایا۔ اسے مسلم نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں ابو امامہ سے روایت کیا ہے۔

تشریح:

عکاظ مکہ مکرمہ میں منعقد ہونے والی عرب کی مشہور سالانہ منڈی کا نام ہے جس میں وہ لوگ جمع ہو کر خرید و فروخت کرتے اشعار کہتے اور اپنے مناسبات پر فخر کیا کرتے تھے۔ جب اسلام آیا تو یہ منڈی اٹھادی گئی۔

حدیث

حضرت زرارہ، عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ سب سے پہلے سات آدمیوں نے اپنا اسلام ظاہر کیا۔

۱۔ نبی علیہ السلام، ۲۔ ابو بکر صدیق، ۳۔ عمار بن یاسر، ۴۔ انکی والدہ سُمیۃ
۵۔ حضرت مقداد، ۶۔ صہیبؓ اور حضرت بلالؓ۔

نبی علیہ السلام کی حفاظت تو اللہ نے آپ کے چچا ابو طالب کے ساتھ کی ابو بکر

صدیق کی حفاظت کا کام اللہ نے انکی قوم (بنو تمیم) سے لیا، دوسرے پانچ آدمیوں کو مشرکین نے پکڑ لیا اور انہیں بوہے کی زرہیں پہنا کر دھکتے سورج کے سائے پھینک دیا جاتا تھا۔ تو سب سے مشرکین نے اپنا مقصد اگلا لیا، مگر حضرت بلال ڈٹے رہے۔ مشرکین نے بلال کو پتھروں کے سپرد کر دیا جو انہیں مکہ کی گھاٹیوں میں گھسٹتے پھرتے تھے اور بلال کی زبان پر یہی لفظ ہوتا تھا۔ اَحَدٌ اَحَدٌ

حدیث

حضرت زہری روایت کرتے ہیں کہ سب سے پہلے تلوار لیکر جس نے اپنا عقیدہ اسلام ظاہر کیا ایک نبی علیہ السلام تھے دوسرے ابو بکر صدیق۔

سب سے پہلے کون اسلام لایا اس بارہ میں
اختلاف علماء

بیان

اس امر میں کوئی اختلاف نہیں کہ جب ابو بکر صدیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے تو وہ بڑی عمر کے آدمی تھے۔ ہاں اس بات میں اختلاف ہے کہ جب نبی علیہ السلام نے اعلان نبوت فرمایا اس وقت حضرت علی پیدا ہو چکے تھے یا نہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق کو سب سے پہلا مسلمان سمجھنے والے یہ لوگ ہیں۔ حضرت ابن عباسؓ، حضرت حسان بن ثابتؓ، ابو اروی دوسی۔ اسماء بنت ابی بکر۔ امام نخعی۔ ابن ماجہ شون، محمد بن منکدر اور علامہ احسنی۔ یہ بات صاحب صفوہ اور ابو عمر وغیرہ نے کہی ہے۔

ابو عمر نے کہا۔ حضرت علیؓ کو سب سے پہلے اسلام لانے والا ان لوگوں نے قرار دیا ہے۔ سلطان فارسی، ابو زر، مفزاد، جابر، ابو سعید خدری اور زبید بن ارقمؓ اس کے

علامہ ابن شہاب، عبداللہ بن محمد، محمد بن کعب اور حضرت قتادہ بھی آپ کو پہلا مسلمان قرار دیتے ہیں۔ تاہم اس پر مذکورہ افراد کا اتفاق ہے کہ مطلقاً سب سے پہلے سیدہ خدیجہؓ اسلام لائیں۔

ابن اسحاق نے کہا سب سے پہلا مرد جس نے اسلام قبول کیا نماز پڑھی اور نبی علیہ

السلام لانی ہیں تو اب دیکھنا یہ ہے کہ ان کے بعد کون سب سے پہلے اسلام لایا تو شیعوں کا شیخ المفسر بن علامہ طبرسی اپنی کتاب مجمع البیان جلد ۵ ص ۶۵ میں لکھتا ہے۔

وقیل ان اقل من اسلم بعد خدیجة البو بکر عن ابراہیم النخعی۔

ترجمہ: اور کہا گیا ہے کہ سیدہ خدیجہ کے بعد سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والے حضرت ابو بکر ہیں، جیسا کہ ابراہیم نخعی نے روایت کیا ہے۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ اسلام لانے والے سب سے پہلے مرد حضرت ابو بکر صدیق ہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ آیت مبارکہ الذی جاء بالصدق کے مصداق اول بھی آپ ہی ہیں۔

اسی طرح مغیر شیبہ کتاب روضة الصفا جلد دوم ص ۲۱ میں ہے۔

نبی سلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ما عرضت الا سلام علی احد الا کانت

عندہ کفوة و تردد و نظرة الا ابا بکر۔

ترجمہ

نبی نے جس بھی شخص پر اسلام قبول کیا اسے اس سے قبول کرنے میں ضرور لیت و لعل اور تردد و سوائے ابوبکر کے۔

السلام کے فرمودات کی تصدیق کی وہ حضرت علی ہیں پھر زید بن عارثہ پھر ابو بکر صدیق اور پھر مسلمانوں کا ایک گروہ اسلام لایا اس گروہ میں حضرت عثمان غنی، زبیر بن عوام، حضرت طلحہ، عبدالرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم شامل ہیں ایہ لوگ ابو بکر کی تبلیغ پر اسلام لائے

ابن قتیبہ نے معارف میں ایسے ہی روایت کیا ہے۔

جبکہ دیگر اہل علم کا کہنا ہے کہ مردوں میں سب سے پہلے ابو بکر صدیق ہی اسلام لائے ہیں اور حضرت علی اسلام لاتے وقت آٹھ سال کے بچے تھے۔ اور عورتوں میں سے سب سے پہلے سیدہ خدیجہ ایمان لائیں۔

اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

مگر مذکورہ جملہ اقوال و احادیث میں یوں توافق پیدا کیا جاسکتا ہے کہ سیدہ ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا مطلق طور پر ہر کسی انسان سے پہلے اسلام لائیں۔ بچوں میں سب سے پہلے حضرت علی مرتضیٰ بائع مردوں میں ابو بکر صدیق۔ اور غلاموں میں سب سے پہلے حضرت زید بن عارثہ اسلام لائے۔ حضرت علی جب اسلام لائے تو بچے تھے اور اپنا عقیدہ چھپا کر رکھتے تھے۔ جبکہ حضرت ابو بکر ہی پہلے بائع عربی شخص ہیں جنہوں نے ساری دنیا سے پہلے اپنا اسلام آشکارا کر دکھایا۔

یہ فیصلہ بالکل حقیقت پسندانہ اور واقعات کے عین مطابق ہے اس لیے حضرت علی اور دیگر حضرات کے گزشتہ قول کہ حضرت ابو بکر صدیق سب سے پہلے اسلام لائے۔ اسی معنی پر حمل کیے جائیں گے اور اس کی تائید درج ذیل حدیث سے بھی ہو رہی ہے۔

حدیث۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوا کہنے لگا امیر المؤمنین! جملہ مہاجرین و انصار مے ابو بکر صدیق کی

بیعت کس طرح کی۔ جب کہ آپ ابو بکر سے سابق الاسلام اور عالی مرتبت تھے، حضرت علی نے فرمایا ہلاکت ہو تیرے لیے۔ ابو بکر صدیق چار یا توں میں مجھ سے سبقت لے گئے ہیں۔

۱۔ ابو بکر صدیق نے مجھ سے پہلے اپنے اسلامی عقیدہ کو ڈٹنے کی چوٹ سب پر واضح کر دیا۔

۲۔ مجھ سے پہلے ہجرت کی

۳۔ غار میں نبی علیہ السلام کی خدمت کی۔

۴۔ جب میں چھپ کر نماز پڑھا کرتا تھا۔ اس وقت ابو بکر نے علانیہ نماز قائم کی اور اس وقت قریش مجھے (ابو بکر کو سنی) حقیر اور ابو بکر کو عزیز رکھتے تھے۔

قسم بخدا اگر اس وقت ابو بکر اپنی فضیلت (تبلیغی عمل) سے باز آجاتے تو اسلام کو موجودہ عظمت حاصل نہ ہوتی اور لوگ شکر طاوت کی طرح دین سے پھر جاتے بلکہ اسے سوال کرنے والے اچھ پر افسوس ہے تجھے خبر نہیں کہ اللہ نے لوگوں کی خدمت اور ابو بکر کی مدح کی جب یہ فرمایا۔

إِلَّا تَنْصُرُوهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذَا أَخْرَجَهُ الَّذِينَ كَفَرُوا
ثَانِيًا أَنِّي أَخْبِرُهُ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا.

سورہ توبہ آیت ص ۱۱

ترجمہ: اگر تم نبی علیہ السلام کی مدد نہیں کرو گے تو کچھ نقصان نہیں۔ اللہ نے اپنے نبی کی اس وقت مدد کی جب انہیں کافروں نے (علم سے) نکلنے پر مجبور کیا

۱۵۔ حالات بنی اسرائیل کا بادشاہ تھا جو انہیں ساتھ لیکر جہاد کیلئے نکلا مگر وہ راستے میں جہاد سے منحرف ہو گئے سورہ بقرہ میں اس کا قصہ مذکور ہے۔

اس وقت وہ دو میں سے دوسرے تھے اور دونوں غار میں تھے جب
بنی (علیہ السلام) اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے غم نہ کر اللہ ہمارے
ساتھ ہے۔

تو اللہ تعالیٰ ابو بکر پر رحمت نازل کرے اور میری طرف سے ان کی روح کو
سلام پہنچائے۔

حدیث

مذکورہ حدیث کی ہم معنی روایت خثیمہ بن سلمان نے عبدالرحمن بن ابی زناد سے
اور انہوں نے اپنے باپ سے یوں بیان کی ہے کہ

ایک شخص حضرت علی کے پاس آیا جس وقت مجمع دائیں بائیں ہو گیا تو وہ آپ کے بالکل
قریب ہو کر بیٹھ گیا اور کہنے لگا امیر المؤمنین! تمام ہما جوین والصار نے حضرت ابو بکر کی بیعت
کیسے کر لی جب کہ آپ ان سے قدیم الاسلام اور افضل الدرجات تھے؛ آپ نے فرمایا
اگر تم قریشی ہو تو تمہیں کسی پناہ کی ضرورت نہیں۔ کہنے لگا ہاں! میں قریشی ہوں۔ آپ نے
فرمایا مومن ویسے بھی اللہ کی پناہ میں ہوتا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں تمہیں قتل کر دیتا
تیری عقل پر افسوس! ابو بکر صدیق چار باتوں سے مجھ پر سبقت لے گئے ہیں۔

۱۔ سب سے پہلے امامت انہیں ملی۔

۲۔ مجھ سے پہلے ہجرت انہوں نے کی۔

۳۔ غار میں خدمت کا موقع انہیں ملا۔

۴۔ اور سب سے پہلے اسلام کا اظہار انہوں نے کیا۔

حدیث

یہی حدیث ابن سلمان نے ”موافقہ“ میں روایت کی ہے اور اس کے آخری الفاظ
یہ ہیں کہ حضرت علی نے فرمایا جس شخص نے مجھے ابو بکر صدیق پر فضیلت دی میں اسے حد قذف

کے برابر (اسی) کوڑے لگاؤنگا۔

حدیث

حضرت محمد بن حنفیہؓ (حضرت علی کے سب سے بڑے بیٹے) سے سوال کیا گیا کہ ابو بکر صدیق پہلے اسلام لائے تھے کیا؟ فرمایا نہیں! پوچھا گیا پھر لوگ صرف انہی کا تذکرہ کیوں کرتے ہیں اور کسی کا ذکر نہیں کیا جاتا؟ انہوں نے فرمایا جس دور میں بھی ابو بکر صدیق کا اسلام لانا مانا جائے پھر حال وہ اپنے اسلام لانے میں سب سے فائق تھے اور اسی جنتیت سے وہ تادم انحرر ہے۔

حدیث

محمد بن کعبؓ سے پوچھا گیا۔ ابو بکر صدیق پہلے مسلمان ہیں یا حضرت علی؟ انہوں نے کہا سبحان اللہ حضرت علی ہی پہلے اسلام لانے والے ہیں مگر لوگوں پر یہ بات مخفی ہے کیونکہ حضرت علی نے اول اول اسلام ظاہر نہیں کیا جبکہ حضرت ابو بکرؓ نے اسلام لاتے ہی اسکا افشا کر دیا جبکہ حضرت علی ہی پہلے داخل دینِ مبین ہوئے تھے۔

حدیث

محمد بن کعبؓ سے ہی روایت ہے کہ ابو بکر صدیق نے فرمایا سب سے پہلے میں نے اپنا اسلام ظاہر کیا جبکہ حضرت علی سے چھپایا کرتے تھے اپنے باپ کے ڈر سے: تا آنکہ ایک دن ابو طالب نے پوچھ ہی لیا اور کہا۔ اے علی! تم اسلام سے آئے ہو؟ کہا ہاں! ابو طالب کہتے لگا ٹھیک ہے اپنے چچا زاد بھائی (نبی علیہ السلام) کی حفاظت کرو اور مدد کرو۔ اسے حاکمی نے اربعین میں روایت کیا ہے۔

فصل پنجم

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر کون کون
اسلام لایا

حدیث -

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جس دن اسلام لائے اسی دن رات کے وقت وہ عثمان بن عفان، حضرت طلحہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہم اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کے پاس پہنچے اور انہیں داخل اسلام کر لیا پھر صبح عثمان بن مظعون، ابو عبیدہ بن جراح، عبدالرحمن بن عوف اور ابوسلمہ رضی اللہ عنہم پر اسلام پیش کیا تو وہ بھی داخل دین اللہ ہو گئے۔

اسے ابن ناصر سلامی نے روایت کیا ہے۔

حدیث -

ابن اسحاق کہتے ہیں ابوبکر صدیق نے اسلام لاتے ہی اسکا اظہار و افشا کر دیا اور خدا و مصطفیٰ کی طرف لوگوں کو بلانا شروع کر دیا۔ اور آپ اپنی قوم میں لوگوں کی جلے پناہ ہر دل عزیز اور محبوب تھے۔ آپ قریش کے سب سے بڑے نساب قریش کی

تمام انساب سے خوب واقف اور انکی ہر اچھائی برائی پر مطلع تھے۔ آپ ایک نیکو کار اور
 من سار تاجر بھی تھے۔ سردارانِ قریش ہر چھوٹے بڑے کام میں آپ کے پاس پہنچتے
 رائے لیتے اور آپ کے علم تجربہ اور حسنِ مجالست سے بہرہ ور ہوتے تھے۔ توجہ شخص
 بھی آپ کے پاس آکر بیٹھتا آپ اسے دینِ اسلام کی خوبیاں سنا دیتے اور دین
 خداوندی کی دعوت دیدیتے۔ چنانچہ جہاں تک میں نے سنا ہے آپ کی تبلیغ سے
 عثمان بن عفان - عبدالرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقاص اور طلحہ بن عبید اللہ مائل
 اسلام ہو گئے۔ آپ انہیں لیکر نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور داخل
 اسلام کر دیا۔ تو یہ ہیں وہ آٹھ آدمی جو سب سے پہلے اسلام لائے اور نبی علیہ السلام
 کی تصدیق کی یعنی ۱۔ حضرت علی ۲۔ زید بن حارثہ ۳۔ ابو بکر صدیق اور جو لوگ ابو بکر
 صدیق کی تبلیغ پر اسلام لائے (۴۔ عثمان بن عفان ۵۔ زبیر بن عوام ۶۔ عبدالرحمن بن عوف
 ۷۔ سعد بن ابی وقاص ۸۔ اور طلحہ بن عبید اللہ)

حدیث:

محمد بن عبید بن عمر بن عثمان بن عفان کہتے ہیں کہ خالد بن سعید بن العاص قدیم الاسلام
 صحابی ہیں جو اپنے سب بھائیوں سے پہلے اسلام لائے۔ جسکا واقعہ یہ ہے کہ انہوں نے
 خواب میں دیکھا، کہ وہ بھڑکتی ہوئی آگ کے دھانے پر کھڑے ہیں جس کی لمبائی چوڑائی اللہ
 ہی جانے انکا باپ انہیں اس میں دھکیں رہا ہے اور نبی علیہ السلام انہیں دونوں کو کھ
 سے پکڑ کر پیچھے کھینچ رہے ہیں۔ وہ یہ خواب دیکھ کر خوف زدہ ہوئے اور کہا قسم بخدا یہ
 خواب غلط نہیں۔ فوراً اٹھے اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور خواب کہ سنائی
 ابو بکر نے فرمایا میں تمہیں بہتر مشورہ دے رہا ہوں۔ سنو! یہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے
 سچے رسول ہیں انکی غلامی اختیار کر لو اسلام تمہیں دوزخ کے اندر جانے پر سے روک لے
 گا جبکہ تمہارا باپ تمہیں اس میں دھکیلنا چاہتا ہے۔ تو حضرت خالد بن عبید یہ سن کر سیدھے

نبی علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کیا آپ کس بات کی دعوت دے رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں اس اللہ کی طرف بلاتا ہوں جو اکیلا دیکھتا ہے اور یہ کہ میں اس کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ اور تم پرانے دین سے باز آ جاؤ۔ (یہ سن کر وہ اسلام لے آئے۔)

حدیث

ابو بکر صدیق نے آغاز اسلام میں اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنائی تھی۔ جہاں وہ قرآن پاک کی تلاوت کرتے اور نماز پڑھا کرتے تھے۔ لوگ یہ دیکھ کر آپ کے اس پاس اکٹھے ہو جاتے۔ آپ کا قرآن سنتے اور آپ کی عبادت دیکھتے۔ خوفِ خدا میں آپ کی آہ و زاری لوگوں کے دلوں پر اثر کرتی تھی۔ تا آنکہ آپ کا یہی معمول کئی سارے لوگوں کے اسلام لانے کا باعث بن گیا۔

فصل ششم

دور جاہلیت سے ہی نبی علیہ السلام اور ابو بکر صدیق باہم

گہرے دوست تھے

ابو بکر حضور کو در قرین نوافل کے پاس لے گئے

حدیث

ابن میسرہ نے ابن شریک سے روایت کی ہے کہ نبی علیہ السلام ظہور اسلام سے قبل
بسا اوقات گھر سے نکلنے تو کوئی پیچھے سے آواز دیتا۔ یا محمد! آپ جب پیچھے توجہ کرتے
تو آواز دینے والا دوڑ چکا ہوتا تھا۔ نبی علیہ السلام نے یہ مشکل حضرت ابو بکر کو رازداری میں
بتلائی کیونکہ وہ آپ کے دیرینہ دوست تھے۔

حدیث

ابن شریک سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین سیدہ خدیجہ سے
سے اعلان نبوت سے قبل فرمایا۔ ”جب میں اکیسا ہوتا ہوں تو ایک طرح کی آواز مجھے سنائی
دیتی ہے۔ قسم بخدا یہ کوئی بات ہے۔“ سیدہ نے عرض کیا۔ خدا کی پناہ اللہ تعالیٰ آپ

کے ساتھ ایسا نہیں کریگا۔ واللہ! آپ امین و صادق اور صلہ رحمی کرنے والے ہیں اسکے بعد نبی علیہ السلام کی غیر موجودگی میں ابو بکر صدیق سیدہ کے گھر آئے تو انہوں نے آپ کی کیفیت کہہ سنائی اور کہا اے عتیق (ابو بکر صدیق کا لقب ہے جیسا کہ گذرچکا) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بیکر ورقہ (ایک نجومی) کے پاس جائیں۔ اتنے میں نبی علیہ السلام تشریف سے آئے ابو بکر صدیق آپ کو ساتھ لیکر ورقہ کے پاس چل دیئے۔ راستے میں نبی علیہ السلام نے پوچھا۔ ابو بکر! تمہیں یہ بات کس نے بتلائی۔ کہا (سیدہ) خدیجہ رضی اللہ عنہا، چنانچہ دونوں ورقہ کے پاس پہنچے۔

یہ دونوں احادیث خثیم بن سلیمان نے ابو بکر صدیق کے فضائل میں اسی ترتیب سے لکھی ہیں۔

البتہ خدیجہ کا مذکورہ قول بخاری و مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔

۱۔ یہاں ایک اشکال ہے کہ بخاری و مسلم کی روایت کے مطابق تو سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ورقہ بن نوفل کے پاس خود لے گئی تھیں۔ اس لیے یا تو صحیحین کی روایت کو ترجیح دینا پڑے گی۔ اور یا یہ ماننا پڑے گا کہ یہ واقعہ دوم مرتبہ ہوا ہے۔ پہلی مرتبہ ابو بکر صدیق آپ کے ساتھ تھے اور غالباً ورقہ سے ملاقات نہ ہوئی ہوگی اور دوسری مرتبہ سیدہ ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا آپ کو ساتھ لے گئی ہوگی۔ اور یہ تاویل ہی بہتر ہے۔

فصل منقلم

جب ابو بکر صدیق نے توحید خداوندی کا اعلان کیا اور
نبی علیہ السلام کا دفاع کیا تو مشرکین سے کیا کیا تکالیف اٹھانا پڑیں

نوٹ:

ابو بکر صدیق کی والدہ کے واقعہ اسلام میں یہ مضمون کچھ گزر چکا ہے۔
حدیث

اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار
کے ہاتھوں سب سے بڑی تکلیف کب پائی۔ فرمایا ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ مشرکین مسجد
حرام میں بیٹھے نبی علیہ السلام اور آپ کے دین کی باتیں کر رہے تھے کہ اتنے میں خود نبی
علیہ السلام مسجد آتے تھے۔ تو سب کے سب آپ کے پاس اکٹھے ہو گئے اور وہ جب بھی
آپ سے کوئی بات پوچھتے آپ پر سب سے پہلے کہہ سنا تے تھے۔ تو وہ کہنے لگے۔ تم ہمارے خداؤں
کو کیا یہ کچھ نہیں کہتے؟ فرمایا ہاں کہتا ہوں۔ بس وہ آپ پر پل پڑے۔ ایک شخص دوڑتا
ہوا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا۔ کہ اپنے ساتھی کی مدد کو پہنچو۔ ابو بکر دوڑتے
ہوئے مسجد میں آئے۔ دیکھا کہ مشرکین آپ کو پکڑے ہوئے ہیں۔ انہوں نے آتے ہی

کہا ہلاک ہو جاؤ! کیا تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہنا ہے میرا خدا صرف اللہ ہے اور تمہارے سلسلے کے دلائل پیش کر چکا ہے۔ مشرکین نے نبی علیہ السلام کو چھوڑ کر ابو بکرؓ کو پکڑ کر مارنا شروع کیا۔ سیدہ اسماء فرماتی ہیں جب ابو بکر صدیق واپس آئے تو یہ حال تھا کہ جہاں بھی سر پہ ہاتھ رکھا جاتا بال اکھڑ آتے تھے اور آپ کہتے جا رہے تھے ربّ زدو الجلال والا کرام تو برکتوں والا ہے۔

حدیث۔

قاسم بن محمد کہتے ہیں حضرت ابو بکر صدیق کے ساتھ قریش کے بیوقوف لوگوں میں سے ایک پاگل شخص کی ڈبھیڑ ہو گئی جبکہ آپ کعبۃ اللہ کو جا رہے تھے۔ اس پاگل نے آپ کے سر پر مٹی ڈال دی اتنے میں وہاں سے ولید بن مغیرہ یا عاص بن وائل گذرا۔ ابو بکر صدیق نے اسے کہا اس بیوقوف کی بد معاشی تم نے دیکھ لی؟ تو وہ کہنے لگا یہ تم نے اپنے ساتھ ایسا کیا ہے (تمہارے مسلمان ہونے کی سزا ہے) ابو بکر صدیق پکارا اٹھے خداوند! تو کتنا بر دبار ہے (ان پر عذاب نہیں بھیجتا)۔

اسے ابن اسحاق نے روایت کیا ہے۔

بیان نمبر

ابو بکر صدیق نے کہاں کہاں مشرکین سے رسول خدا کا

دفاع کیا

حدیث

عمرہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں نے عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما

سے پوچھا نبی علیہ السلام کو مشرکین نے سب سے بڑی ایذا کی دی تھی؟ انہوں نے فرمایا کہ ایک بار میں نے دیکھا نبی علیہ السلام حرم کعبہ میں محو نماز تھے کہ اتنے میں عقبہ بن ابی معیط نے آکر آپ کی گردن میں کپڑے کا پھندا ڈال دیا اور اس کا حلقہ ابھی وہ سخت کر رہا تھا کہ اتنے میں ابو بکر صدیق آگئے اور آپ کو چھڑا لیا۔ اور کہا کیا تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے میرا خدا صرف ایک ہے اور اس پر تمہارے سامنے قوی دلائل لا چکا ہے۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔ جبکہ بخاری کی دیگر روایات میں یوں بھی ہے کہ نبی علیہ السلام کعبۃ اللہ کے پاس محو عبادت تھے کہ عقبہ بن ابی معیط آیا اور آپ کے گلے میں اپنی چادر کا پھندا ڈال دیا۔ ابو بکر آئے عقبہ کو دونوں کندھوں سے پکڑ کر دوڑ پھینکا اور آپ کو چھڑا لیا۔

حدیث

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اس دن سے بڑھ کر نبی علیہ السلام مشرکین کے ہاتھوں اذیت رسیدہ نہ ہوئے ہونگے جب آپ چاشت کے وقت طواف کعبہ میں مگن تھے کہ مشرکین نے آپ کو اس سے روک دیا اور آپ کے دونوں کندھے پکڑ کر جھنجھوڑنے ہوئے ہوئے کیا تم ہمیں اپنے آباء و اجداد کے خداؤں کی پرستش سے منع کرتے ہو؟ آپ نے فرمایا ہاں ایسا ہی کرتا ہوں! ابو بکر صدیق آپ کے پیچھے پیچھے تھے، وہ کہنے لگے۔ کیا تم اس شخص کو مارنا چاہتے ہو جو صرف ایک اللہ کو اپنا معبود قرار دیتا ہے اور اپنی نبوت پر واضح بیانات پیش کر چکا ہے۔ اگر وہ غلط کہتا ہے تو اس کی کذب بیانی خود اس

۱۰ ابو بکر صدیق کے یہ الفاظ قرآن میں من وعن موجود ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے۔

انقتلون رجلا ان یقول ربی اللہ وقد جاءکم بالبینات

کے لیے وبال ہے اور اگر سچا ہے تو اس کی بات مان لینے سے تمہاری عاقبت کی خیر ہے۔
یہ کہتے ہوئے ان کی آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔ تو کفار نے رسول خدا کا راستہ چھوڑ دیا۔

یہ واقعہ حضرت عمرو بن العاص نے خود دیکھا ہے۔ اس لیے ان سے مروی حدیث
(۲۲۵) مسند ہے اور آپ کے بیٹے سے مروی حدیث (۲۲۴) مرسل کیونکہ بیٹے نے واقعہ
نہیں دیکھا۔

حدیث

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک بار مشرکین نے نبی علیہ
السلام کو اتنا زد و کوب کیا کہ آپ بیہوش ہو گئے ابو بکر صدیق آئے تو کہنے لگے سبحان اللہ ایسے
شخص کو مار دینا چاہتے ہو جو کہتا ہے میرا رب صرف اللہ ہے۔ کہنے لگے یہ کون آیا ہے؟ آپ نے
کہا میں ہوں ابو قحافہ کا بیٹا۔ جبرار نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔

اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔

حدیث

اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی
تَبَّتْ يَدَا أَبِي لَهَبٍ وَتَبَّ وَامْرَأَتُهُ حَمَّالَةَ
الْحَطَبِ ۗ سوره پاره ۳۰

ترجمہ: ٹوٹ گئے ہاتھ ابو لہب کے اور وہ خود ہلاک ہوا۔ . . . اور اسی سکر بردار
بیوی جس کے گلے میں کھجور کی رسی کا پھندا ہے۔

من ربك۔ سورہ مومن آیت ۲۸

ترجمہ: کیا تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے اور میں تمہارے
رب کی طرف سے تمہارے پاس واضح دلائل لاچکا ہوں۔

تو ابو لہب کی بیوی ام جمیل عورت سحر و جہنمی چنگاڑتی ہاتھ میں پتھر لیے آئی اور وہ کہہ رہی تھی ہم مذموم کی مخالفت کرنے ہیں۔ اس کے دین کے دشمن ہیں اور اس کی بات کبھی نہ مانیں گے۔ نبی علیہ السلام مسجد حرام میں جلوہ گر تھے ابو بکر صدیق بھی ساتھ تھے۔ ابو بکر صدیق نے اسے دیکھ کر کہا یا رسول اللہ! یہ عورت آپ کی طرف آرہی ہے کہیں آپ کو دیکھ نہ لے اپنے فرمایا یہ ہرگز مجھے نہ دیکھ سکے گی تو آپ نے قرآن پڑھنا شروع کر دیا اور محفوظ ہو گئے جیسا کہ اللہ فرماتا ہے۔

وَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ كَفَرُوا
بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَسْتُورًا

ترجمہ: اور جب تم قرآن پڑھو تو ہم تمہارے اور کفار کے مابین نظر نہ آنے والا پردہ بنا دیتے ہیں۔

تو وہ عورت حضرت ابو بکر صدیق کے پاس آ کر کھڑی ہوئی مگر نبی علیہ السلام کو نہ دیکھ پائی۔ بولی ابو بکر! تیرے ساتھ ہی (نبی علیہ السلام) نے میری ہجو کی ہے۔ فرمایا رب کعبہ کی قسم! انہوں نے ہرگز تیری ہجو نہیں کی۔ تو وہ یہ کہتی ہوئی پلٹ گئی کہ قریش جانتے ہیں میں ان کے سردار کی بیٹی ہوں۔

اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔ ابن اسحاق نے بھی مختلف الفاظ سے یہ حدیث روایت کی ہے۔ جس کے آخری الفاظ یہ ہیں کہ ابو لہب کی بیوی یہ کہتی ہوئی پلٹ گئی۔ اگر تیرے ساتھ ہی نے دوبارہ میری ہجو کی تو میں یہ پتھر اسے دے ماروں گی۔

حدیث

ابن اسحاق نے یہ روایت بھی کی ہے کہ قریش نے نبی علیہ السلام کو مذموم (برائی کیا ہوا) کہتے اور آپ کو برا کہتے تھے۔ جس پر نبی علیہ السلام فرمانے لگے مومنو! کیا تمہیں اس پر

تعجب نہیں کہ کیسے اللہ نے قریش کی ازیت لسانی مجھ سے دور کر دی۔ وہ بُرا کہتے ہیں تو مذمّم کو، جب کہ میں محمد ہوں (یعنی کوئی مذمّم ہوگا۔ ان کا میں تو محمد ہوں صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

حدیث

اسماء بنت ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ام جمیل نبی علیہ السلام کے پاس آئی جب کہ وہاں ابو بکر بھی آپ کے پاس تھے۔ کہنے لگی ابو قحافہ کے بیٹے! تیرا سا تھی کیا چاہتا ہے؟ میری مذمت میں شعر کہتا ہے؟ آپ نے فرمایا قسم بخدا میرا سا تھی (نبی علیہ السلام شاعر نہیں وہ کہنے لگی کیا اس نے یہ نہیں کہا۔

(یعنی اس عورت ابو لہب کی بیوی ام جمیل) کے گلے میں کھجور کی رسی کا پھندا ہے) تو وہ پھندا کونسا ہے؟ نبی علیہ السلام نے اس دوران ابو بکر سے (آہستہ سے) کہا ”اس عورت سے پوچھیں کیا کوئی اور آدمی یہاں موجود ہے؟“ کیونکہ وہ مجھے ہرگز نہیں دیکھ رہی اللہ نے میرے اور اس کے درمیان حجاب کر دیا ہے۔ چنانچہ ابو بکر صدیق نے اس سے پوچھا۔ تو وہ کہنے لگی تم مجھ سے مذاق کرتے ہو۔ تمہارے ساتھ تو کوئی آدمی ہے نہیں۔

اسے بھی صاحب ”فضائل ابی بکر“ نے روایت کیا ہے۔

۱۷ یاد رہے یہ باب ابو بکر صدیق کی جانثاریوں کا ہے اور اس حدیث کا بظاہر یہاں موقع نہیں مگر ام جمیل کے گذشتہ الفاظ ”وہم مذمّم کی مخالفت کرتے ہیں“ کی تشریح میں یہ حدیث یہاں لائی گئی ہے۔

۱۸ یہ واقعہ جو حضرت صدیق اکبر کے کمال ایمان اور بے مثال وفاداری پر دلالت کرتا ہے شیعہ

بیان نمبر ۲

مشرکین نے مکہ سے ابو بکرؓ کو نکالا اور ابن دغنے نے

پناہ دی

مجھے اللہ کی پناہ کافی ہے

حدیث

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے ہوش سنبھالا تو اپنے والدین کو دین اسلام سے مشرف پایا، اور کوئی دن ایسا نہ ہوتا تھا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح تمام ہمارے گھر تشریف نہ لاتے ہوں جب مسلمانوں کو ستایا جاتے لگا تو ابو بکر صدیق بارادہ ہجرت حبشہ گھر سے نکلے حتیٰ کہ جب مقام برک الغماز تک پہنچے تو ابن دغنے سے جو اپنے علاقے کا سردار تھا ملاقات ہو گئی اس نے پوچھا۔ ابو بکر! کدھر کا ارادہ ہے؟ آپ نے جواب دیا مجھے میری قوم نے مکہ سے نکال دیا ہے، میرا خیال ہے زمین میں پھروں، اور اپنے رب کی عبادت کروں، ابن دغنے نے کہا: تمہارے جیسا آدمی نہ کسی گھر سے نکال سکتا ہے اور نہ خود نکالا جاسکتا ہے تم فقیروں کی مدد رشتہ داروں سے حسن سلوک بیگسوں کی کفالت اور مہمانوں کی خوب میزبانی کرتے ہو

کتب میں بھی بکثرت موجود ہے دیکھیے (۱) بحار الانوار ص ۲۳۵ جلد ۱۲ (۲) ناسخ التوازن بحالات
پنجمبر جلد ۵ ص ۹۵ (۳) مجمع البیان جلد ۵ ص ۲۱۸

اور حق کی راہ میں پیش آمدہ مصائب پر لوگوں کی امداد کرتے ہو۔ میں تمہارا حامی ہوں۔
لوٹ چلو! اور اپنے وطن ہی میں اپنے رب کی عبادت کرو۔

چنانچہ آپ ابن دغنے کے ساتھ مکہ واپس آ گئے۔ ابن دغنے نے شام کو تمام سردارانِ قریش کے ہاں چکر لگایا اور کہا ابو بکر جیسا آدمی نیکل سکتا ہے اور نہ نکالا جاسکتا ہے کیا تم ایسے شخص کو نکال رہے ہو جو فقیروں کی مدد۔ رشتہ داروں سے مروت۔ اور حق کی راہ میں پیش آمدہ مصائب میں لوگوں کی مدد کرتا ہے۔ تو ابن دغنے کی امان سے قریش نے سرتابی نہ کی اور اس سے کہا ابو بکر سے کہہ دو۔ اپنے گھر میں ہی اپنے رب کی عبادت کرے۔ گھر ہی میں نماز پڑھے۔ اور نماز کے ساتھ جو چاہے پڑھے مگر اس سے ہمیں تکلیف نہ ہو۔ ہاں اپنے گھر کے سوا کہیں ایسا نہ کرے۔ چنانچہ چند روز تو ایسا ہی ہوا۔

پھر ابو بکر صدیق نے اپنے گھر کے صحن میں مسجد بنائی جس میں وہ نماز اور قرآن پڑھتے مشرکین کی عورتیں اور بچے ان کے گرد جمع ہو جایا کرتے اور ان سے خوش ہوتے اور انہماکی سے انہیں دیکھتے رہتے (کہ یہ کیا کر رہے ہیں) اور حال یہ تھا کہ ابو بکر صدیق رقتِ قلبی کے باعث بڑے رونے والے تھے جب وہ قرآن پڑھتے تو انہیں اپنی آنکھوں پر اختیار نہ رہتا۔ سردارانِ قریش یہ حالت دیکھ کر گھبرا اٹھے اور ابن دغنے کو بلا لائے جو ان کے پاس آیا۔ قریش اسے کہنے لگے ہم نے تیری وجہ سے ابو بکرؓ کو اجازت دی تھی کہ وہ اپنے گھر میں بیٹھ کر اللہ کی عبادت کرتا رہے۔ مگر وہ تو حد سے بڑھ گیا۔ اس نے گھر کے سامنے مسجد بنا ڈالی اور اس زور سے قرآن پڑھنا شروع کر دیا ہے کہ ہمیں اپنے بچوں اور عورتوں کے گمراہ ہو جانے کا خطرہ ہے لہذا اسے روکو۔ اگر وہ اپنے رب کی عبادت اپنے گھر ہی میں کرنے پر اکتفا کرے تو بہتر ورنہ اسے کہہ دو کہ وہ تمہاری امان کو واپس کرے (یعنی کہہ دے کہ ابن دغنے نے جو مجھے امان دلوائی میں اسے توڑتا ہوں)

کیونکہ ہمیں تمہاری بات نیچی کرنا بھی گوارا نہیں اور ہم ابو بکر کو اس حالت پر رہنے کی اجازت بھی نہیں دے سکتے۔

تو ابو دغنے ابو بکر صدیق کے پاس آیا اور کہنے لگا میں نے جس بات پر آپ سے وعدہ کیا تھا وہ نہیں معلوم ہے۔ اب یا تو اس پر قائم رہو یا میری امان میرے حوالے کر دو۔ کیونکہ مجھے یہ گوارا نہیں کہ اہل عرب یہ بات سنیں۔ کہ جس شخص سے میں نے وعدہ کیا تھا۔ اس کے بارہ میں میری بات نیچی ہو گئی۔

ابو بکر صدیق نے فرمایا میں تمہاری امان تمہارے حوالے کرتا ہوں اللہ کی امان پر قناعت کرتا ہوں۔ نبی علیہ السلام اس وقت مکہ مکرمہ میں تھے اسے بخاری اور ابن حاتم نے روایت کیا ہے۔

جبکہ ابن اسحاق کی روایت کے الفاظ یوں ہیں: ”ابو بکر صدیق نے نبی علیہ السلام سے ہجرت کی اجازت چاہی جو انہیں مل گئی چنانچہ وہ مکہ سے نکل کھڑے ہوئے راستے میں انکی ابن دغنے سے ملاقات ہو گئی“ آگے مثل سابق روایت کیا ہے۔

فصل ششم

نبی علیہ السلام کے ساتھ راہ ہجرت میں آپ کی خدمت رسول
اور غار اور اس کے بعد والے سفر مدینہ کے واقعات

بینا نمبر (۱)

نبی علیہ السلام اور ابو بکر صدیق غار ثور کو چلے

حدیث

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے
مسلمانوں! مجھے تمہاری ہجرت کا علاقہ دکھایا گیا ہے۔ (جہاں تم نے مکہ سے ہجرت کر کے
جا بسیرا کرتا ہے) وہاں دو پتھر بے میدانوں کے درمیان واقع نخلستان ہے۔ نبی علیہ السلام
کے اس فرمان کے بعد سب لوگ مدینہ منورہ کی طرف ہی ہجرت کرتے رہے (کیونکہ وہی
ایسا نخلستان ہے جو دو سنگستانوں کے مابین واقع ہے) اور ہجرت کو ہجرت کر جانے

و اے بھی مدینہ منورہ پہنچنا شروع ہو گئے۔ ابو بکر صدیق نے بھی مدینہ طیبہ کو ہجرت کا ارادہ کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کچھ مدت ٹھہرو کیونکہ امید ہے مجھے بھی ہجرت کی اجازت مل جائے گی۔ ابو بکر صدیق نے (فرط مسرت سے) عرض کیا میرے والدین آپ پر قربان! کیا آپ کو ایسی امید ہے؟ فرمایا ہاں۔ تو نبی ﷺ کے ساتھ ہجرت کرنے کے لیے ابو بکر رک گئے۔ اور جو دو اونٹنیاں ان کے پاس تھیں انہیں چار ماہ تک کیکر کے پتے کھلاتے رہے (تاکہ وہ ہجرت کے سفر میں کام آئیں) سیدہ عائشہ فرماتی ہیں۔ ہم ایک روز اپنے گھر میں دن کے بارہ بجے بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے آکر کہا۔ اے ابو بکر! دیکھو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چہرے پر چادر ڈالے تشریف لارہے ہیں یہ ایسا وقت تھا جس میں آپ کبھی ہمارے ہاں تشریف نہ لائے تھے۔ ابو بکر صدیق نے عرض کیا میرے والدین آپ پر قربان! ضرور کوئی بات ہے۔ جب ہی تو آپ اس وقت کڑکتی دوپہر میں تشریف لائے ہیں۔ سیدہ عائشہ فرماتی ہیں آپ نے اندر آنے کی اجازت چاہی اور پھر آپ داخل ہو گئے۔ اور فرمایا ”اپنے پاس سے اوروں کو ہٹا دو۔“ ابو بکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہاں صرف آپ کی گھر والی (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا) ہی ہیں۔ آپ نے فرمایا مجھے ہجرت کی اجازت مل گئی ہے۔ ابو بکر صدیق نے عرض کیا میرے والدین آپ پر قربان کیا مجھے بھی آپ کی سنکت کا شرف ملے گا؟ فرمایا ہاں تم ہی میرے رفیق سفر ہو گے۔ عرض کیا۔ میرے والدین قربان۔ میری ایک اونٹنی ہے بیچئے۔ آپ نے فرمایا دو ہم تو قیمت کے ساتھ لیں گے۔“ سیدہ فرماتی ہیں۔ پھر ہم نے دونوں کے سفر کے لیے جلدی جلدی میں جو ہو سکا تیار کر دیا۔ چنانچہ چڑے کی ایک ٹھیلی میں تھوڑا سا کھانا رکھ دیا گیا۔ میری بہن اسماء بنت ابی بکر نے اپنا ازار بند پھاڑا اور اس کے ایک حصے سے ٹھیلی کا منہ باندھ دیا اسی دن سے ان کا لقب ذات النطاق ہے (ازار بند کاٹ کر خدمت کرنے والی) ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ پھر نبی علیہ السلام اور

ابو بکر صدیق غار ثور میں پہنچ گئے۔ اور اس میں تین روز تک چھپے رہے۔ عبداللہ بن ابی بکر صدیق جو نوجوان ہوشیار اور ذکی لڑکے تھے۔ وہ رات نماز میں گزارتے اور صبح اندھیرے منہ مکہ میں پہنچتے تھے۔ مکہ والے یہی تصور کرتے تھے کہ وہ یہ رات مکہ ہی میں تھے۔ عبداللہ سارا دن قریش کی ہر وہ بات نوٹ کرتے جو نبی علیہ السلام اور ابو بکر سے متعلق ہوتی اور رات کو اگر غار میں دونوں کو سب کچھ بتلادیا کرتے تھے۔ ابو بکر صدیق کے آزاد کردہ غلام عامر بن فہیرہ غار ثور والے پہاڑ کے آس پاس دن بھر بکریاں چراتے رہتے اور رات کو غار میں دودھ لیکر پہنچ جاتے تھے۔ دونوں دودھ پی کر رات آرام سے گزارتے تھے۔ اور صبح بکریاں ہانک کرے جاتے تھے۔ ان تینوں راتوں میں ایسا ہی کیا جاتا رہا۔ نبی علیہ السلام اور ابو بکر نے قبیلہ بنی دامل کے ایک آدمی کو جو نبی عبد بن عدی سے تعلق رکھتا تھا اپنے ساتھ مزدور رکھ لیا۔ وہ راستوں کا بڑا شناسا بہترین راہبر اور آل عاص بن دامل کا جلیف تھا۔ قریش کے دین پر تھا۔ ان دونوں کے دونوں اوتنیاں بطور امانت دے دیں۔ اور تین دنوں کے بعد صبح کے وقت غار کے باہر دونوں سواریاں لے آئے کا وعدہ لیا۔ چنانچہ وہ تین دن بعد حسب وعدہ وہاں آگیا اور عامر بن فہیرہ (غلام ابو بکر) سمیت دونوں کو لے کر ساحل سمندر کے راستے پرے چلا۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

۱۔ شب ہجرت صرف سیدنا ابو بکر صدیق ہی معروف خدمت سید الانبیاء نہ تھے اپنی ساری سہارا اور غلام بھی بڑھ چڑھ کر اتنا کی خدمت میں لگے ہوئے تھے چنانچہ آپ کے غلام عامر ابن فہیرہ تین دن غار ثور میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دودھ لجاتے رہے، آپ کے بیٹے حضرت عبدالرحمان بن ابی بکر تین راتیں مسلسل غار میں پہنچتے رہے اور مکہ ہونے والی کفار کی دن بھر کی کاروائیوں سے مطلع کرتے رہے دیکھیے، تفسیر منہج الصادقین جلد چہارم صفحہ ۲۷، (۲) تاریخ التواریخ حالات پیغمبر جلد اول صفحہ ۱۹، مجمع البیان جلد ۱ صفحہ ۲۷۔

حدیث

ابن عاتم کی روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ ابو بکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے پاس دو اونٹنیاں ہیں جنہیں میں نے آپ کے ساتھ ہجرت کرنے کی عرض ہی سے تیار کر رکھا تھا۔ تو نبی علیہ السلام ان میں سے ایک پر جلوہ آرا ہو گئے اور غار تک آہنچے۔

تشریح:

نبی علیہ السلام نے دونوں میں سے ایک اونٹنی ابو بکر صدیق سے جو قیمتاً حاصل کی تو صرف اس لیے کہ آپ کے اپنے ہجرت کے ثواب میں آپ کے ساتھ دوسرا شریک نہ ہو سکے ورنہ نبی علیہ السلام کو قیمت ادا کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اور آئندہ بیان ہو گا کہ نبی علیہ السلام ابو بکر صدیق کے مال میں اپنے مال جیسا تصرف فرمایا کرتے تھے۔

حدیث

ابن اسحاق کی روایت کے مطابق ابو بکر صدیق نے دونوں میں بہتر سواری آپ کی خدمت میں پیش کی اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ پر میرے والدین قربان! سواری فرمائیے۔ آپ نے فرمایا میں اپنی سواری کے سوا کسی پر نہ بیٹھوں گا۔ عرض کیا یہ آپ ہی کی ہے۔ فرمایا نہیں! بلکہ میں وہ قیمت دوں گا جس پر تم نے اسے خریدا ہے۔ عرض کیا اس کی یہ قیمت ہے۔ تو اپنے قیمت ادا کر دی۔

تشریح:

اس حدیث کا وہی مقصد ہے جو اوپر بیان ہو چکا ہے۔ بظاہر اس کا ماقبل والی حدیث سے تعارض نظر آتا ہے۔ کیونکہ پہلی حدیث میں قیمت ادا کرنے کا صرف وعدہ کیا گیا تھا۔

جب کہ اس حدیث میں قیمت ادا کر دینے کا بیان ہے۔ مگر ممکن ہے یہیں بیت
ابی بکرؓ میں دوبارہ گفتگو ہوئی۔ پہلی دفعہ وعدہ ہوا۔ اور دوسری بار قیمت ادا کر دی
گئی ہو۔

حدیث

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
روزانہ ہمارے پاس آنا نہ بھولتے تھے صبح تشریف لے آتے یا شام کو۔ پھر جب وہ
دن آیا جس میں اللہ نے آپ کو ہجرت کی اجازت عطا کی تھی۔ تو آپ دوپہر کے وقت
ہمارے ہاں پہنچے (آگے مثل سابق گفتگو بیان فرماتی ہیں) تو ابو بکر صدیق نے ہجرت
میں سنگت کے لیے عرض کیا۔ آپ نے فرمایا ہاں تم ہمارے ساتھ ہو گے۔
سیدہ فرماتی ہیں میں نے اس سے قبل کسی کی آنکھوں میں خوشی و مسرت کے آنسو
نہ دیکھے تھے۔ اس دن دیکھا کہ فرط جذبات سے ابو بکر صدیق کی آنکھیں بھیگ
گئیں۔

۱۔ نبی صلیہ السلام کے ساتھ ابو بکر صدیق کی ہجرت کے بعد آفریں واقعات شیعہ کتب میں بکثرت
مکتے ہیں جن سے ابو بکر صدیق کی صداقت، عدالت اور امانت روز روشن سے زیادہ واضح تر
ہو جاتی ہے۔ چنانچہ

۱۔ ناسخ التواتر خود دیگر کتب شیعہ میں موجود ہے کہ جب صحابہ کرام یکے بعد دیگرے ہجرت
کرنے لگے تو ابو بکر صدیق رضتے بھی عرض کیا۔ یا رسول اللہ مجھے بھی ہجرت کی اجازت فرمائیے۔ آپ
نے فرمایا۔ بجائے باش، امید میدارم کہ من نیز بیاں جانب شوم
یعنی ابھی ٹھہرو مجھے بھی ہجرت کا حکم منے والا ہے (اور ہم اکٹھے ہجرت کریں گے) ناسخ التواتر
حالات پیغمبر جلد اول ص ۱۱۱

۴۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کا حکم پا کر خود چل کر صدیق اکبرؓ کے گھرانے اور فرمایا کہ مجھے ہجرت کا حکم مل گیا ہے۔ حضرت صدیق نے عرض کیا۔ الصحبۃ یدرسول اللہ
انحضرت فرمود چہیں باشد ابو بکر از شادی بگریست

یعنی یا رسول اللہ مجھے ہجرت کا ساتھی بنائیں! اپنے فرمایا اسی طرح ہو گا۔ تو ابو بکر یہ
سن کر خوشی سے رو پڑے۔ دیکھیے ناسخ التواریخ حالات پنجم ص ۱۸

۳۔ بلکہ شیعہ کتب کہتی ہیں کہ خود اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت میں ابو بکر صدیق
کے ساتھ رکھنے کا حکم فرمایا تھا چنانچہ شیعوں کے گیارہویں امام حضرت حسن عسکری اپنی تفسیر
ص ۲۳۱ میں فرماتے ہیں جبریل امین ہجرت سے قبل حضور کے پاس آئے اور عرض کیا اللہ
آپ کو سلام کہتا ہے۔

وَأَعْرَافَكَ أَنْ تَسْتَصْحِبَ أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّهُ اشْتَكَّ وَسَاعَدَكَ
وَوَازَرَكَ وَثَبَّتَ عَلَى تَعَاهُدِكَ وَتَقَاعُودِكَ كَانَ فِي الْجَنَّةِ
مِنْ دُقَعَاتِكَ وَفِي عُذْرَاتِهَا مِنْ خُلَصَائِكَ۔

ترجمہ: ”اور اللہ نے آپ کو امر فرمایا ہے کہ ابو بکرؓ کو سفر ہجرت میں ساتھ لیجائیں۔ کیونکہ
اگر وہ اس سفر میں آپ کی موافقت و مساعادت کریں گے اور راہ و فاقہ میں ثابت
قدم نکلیں گے تو اللہ انہیں جنت میں آپ کا رفیق بنا دیگا اور انہیں جنت میں
آپ کے مصاحبین کا مقام دیا جائے گا۔“

اب رہی یہ بات کہ آیا واقعی حضرت ابو بکرؓ نے سفر ہجرت میں وفاداری کا ثبوت
دیا ہے یا نہیں تو جو شخص اپنے وجود پر سانپ کے ڈنگ سے کہہ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی
حفاظت کرے جیسا کہ آگے شیعہ کتب کے حوالے سے آرہا ہے۔ اسکی وفاداری میں کیا شک
باقی رہتا ہے، تو امام حسن عسکری کے ارشاد کے مطابق یقیناً حضرت صدیق اکبرؓ دنیا کی طرح
آخرت میں بھی رفیق نبوت ہیں۔

اس وقت حضرت علی کے سوا کسی اور شخص کو نبی علیہ السلام کے ارادہ ہجرت کی خبر نہ تھی۔ کیونکہ آپ جب گھر سے نکلے تو انہیں ساری صورتحال سے آگاہ کیا اور فرمایا میرے پاس امانتیں ہیں، انہیں لوگوں تک پہنچا کر میرے پیچھے پہنچ جانا۔ اس لیے کہ لوگ آپ کی امانت و صداقت کے معترف تھے۔ ہر کوئی اپنی پرخطر شبیہی آپ کے پاس امانت رکھ دیتا تھا۔

چنانچہ آپ ابو بکر صدیق کے پاس آئے اور ان کے گھر عقیبی دوازے سے نکل کر دونوں غارِ ثور کی طرف چل دیئے جو مکہ سے ذرا نشیبی جگہ میں واقع ایک پہاڑ ہے۔ ابو بکر صدیق نے اپنے بیٹے عبداللہ بن ابی بکر کو حکم دیا۔ لوگوں کی دن بھر کی باتیں شام کو ہمارے پاس غار میں لایا کرو اور اپنے غلام عامر بن مہیرہ سے کہا غارِ ثور ہی کے آس پاس دن بھر بکریاں چرایا کرو اور رات کو ان کا دودھ لے کر غار میں پہنچا کرو (تو یہ ذمہ داری دونوں نے خوب نبھائی۔

ادھر اسماء بنت ابی بکر صدیق نبی علیہ السلام اور ابو بکر صدیق کے لیے پیٹ بھر کھانا لیکر روزانہ رات کو غار میں پہنچایا کرتی تھیں۔ تو نبی علیہ السلام نے تین روز غار میں قیام فرمایا جب کہ قریش نے اس شخص کے لیے سوا اونٹ کا انعام مقرر کر رکھا تھا۔ جو نبی علیہ السلام اور ابو بکر صدیق کو پکڑ کر لائے۔ پھر جب تین روز گزر گئے اور کفار کے جذبات ٹھنڈے پڑ گئے تو ان دونوں کے پاس وہ راہبر سواریاں لیکر آپہنچا جسے اجرت پر حاصل کیا گیا تھا۔ اور اسماء بنت ابی بکر صدیق کھانا لیکر آگئیں مگر تھیدا بھول آئیں جس میں کھانا ڈال کر بازو سے لٹکا لیا جائے) تو انہوں نے فوراً اپنا پیٹ کھولا، درمیان سے پھاڑا اور اس میں کھانا باندھ کر حوائے کر دیا اسی لیے آپ ذات النطاقین (پٹکے والی) مشہور ہو گئیں۔

۱۔ یہ بات خود شیعہ حضرات کی کتابوں میں بھی موجود ہے۔ چنانچہ ناسخ التواریح حالات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم

بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر

سے ابن اسحاق نے روایت کیا ہے۔

تشریح :

ابن ہشام کہتے ہیں میں نے کئی ایک اہل علم سے ذات النطاقین (دو ٹپوں والی) کا لفظ سنا ہے۔ اور اسکی تشریح یہ ہے کہ انہوں نے پٹکے کے دو حصے کیے ایک میں کھانا باندھ دیا اور دوسرے میں اسے لٹکا کر ہاتھ میں تھما دیا۔

حدیث ۔

سیدہ اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں۔ میں نے نبی علیہ السلام کا کھانا تیار کیا جب وہ ہمارے گھر سے ہجرت کے سفر پر روانہ ہونے والے تھے تو روٹی اور پانی کا برتن باندھنے کے لیے کوئی کپڑا گھر میں نہ تھا۔ میں نے اپنے والد سے کہا میرے پٹکے کے سوا اور کچھ اس مقصد کے ہے نہیں۔ انہوں نے فرمایا اسے درمیان سے پھاڑ کے ایک میں پانی کا برتن اور دوسرے میں کھانا باندھ دو۔ سو میں نے ایسے ہی کر دیا۔ اسدن سے مجھے ذات النطاقین کہا جانے لگا۔

ص ۱۹ پر لکھا ہے۔

واسماء خواہر عائشہ کمر بند خویش را دو نیم کر وہ نیمے بوسفرہ بست و نیمے بند متارہ ساخت ازیں او ہا سماء ذات النطاقین ملقب گشت۔
یعنی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے کمر بند کو دو نیم کر کے ایک حصے میں کھانا باندھ دیا اور دوسرے حصے میں ٹیکڑے کا منہ پیٹ دیا تب سے وہ دو ٹپوں والی مشہور ہو گئیں۔
لطاق سے مراد وہ کپڑا ہے جو اس دور میں عورتیں عربی عبا کے اوپر سے کمر پر سے کی شکل میں باندھ لیتی تھیں تاکہ عبا بدن پر مضبوطی سے بندھا رہے۔

اُسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

حدیث :-

ابن سمان کتاب الموافقہ میں ایک روایت بیان کی ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا یہ لو پیسے ان سے نبی علیہ السلام کا کھانا جو روٹیوں اور گوشت پر مشتمل ہو خرید لاء۔ کیونکہ نبی علیہ السلام کو گوشت پسند تھا۔ بعد ازاں راوی نے غارت تک پہنچنے کا تذکرہ کیا اس کے بعد کہا کہ ابو بکر صدیق غار میں پہلے داخل ہوئے اور تمام سوراخ بند کر ڈالے ایک بڑا سوراخ باقی رہ گیا۔ اس میں آپ نے ران تک اپنی لاث داخل کر دی اور نبی علیہ السلام سے عرض کیا۔ اندر تشریف لے آئیں میں نے اس میں آپ کے بیٹھے کیلئے جگہ بنا دی ہے۔

راوی کہتا ہے پھر مشرکین تمام کے تمام آپ کی تلاش میں نکلے۔ اور ابو بکر صدیق کے مکان پر پہنچے جبکہ اسماءؓ کھانا تیار کرنے میں مصروف تھیں۔ انہوں نے دیا روشن کر دیا تاکہ اس کے دھوئیں کی بوسنائیں کی خوشبو پر غالب ہو جائے (اور کفار کو شک نہ گزے کہ کیوں پیر تکلف کھانا پاک رہا ہے)۔ کفار نے اسماءؓ سے پوچھا۔ انہوں نے کہا میں تو کام کر رہی ہوں، تو وہ چلے گئے اور نبی علیہ السلام کو قتل کر دینے والے کے لیے سوانٹ کا اعلان کر دیا۔ پھر وہ قدموں کے نشانات کی مدد سے غارت تک پہنچے۔ اللہ نے دونوں کے قدموں کے نشانات اپنی قدرت سے مٹا ڈالے۔ چنانچہ وہ کھوج نہ لگا سکے۔ ان میں سے ایک شخص غار کے منہ پر بیٹھ کر پیشاب کرنے لگا۔ ابو بکر صدیق نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کافروں نے ہمیں دیکھ لیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ابو بکر نہیں! اگر انہوں نے ہمیں دیکھا ہوتا تو یہ شخص ہماری طرف منہ کر کے ہمارے سانسے پیشاب نہ کرتا۔ بہر حال کفار واپس ہو گئے۔ ابو بکر صدیق کے جسم پر رات سانسپ گردش کر گیا۔ جس سے ان کا جسم بھول گیا۔ صبح نبی علیہ السلام نے دیکھ کر فرمایا۔ ابو بکر یہ کیا با عرض کیا رات سانسپ

میرے جسم پو پھر گیا تھا۔ فرمایا تم نے مجھے کیوں نہ بتلایا۔ عرض کیا میں نے آپ کو بیدار کرنا مناسب نہ سمجھا یہ سن کر نبی علیہ السلام نے ابو بکر کے جسم پر ہاتھ پھیرا تو جسم یوں ٹھیک ہو گیا جیسے کبھی خراب ہوا نہ تھا۔

حدیث

سیدہ اسماء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر صدیق تشریف لے گئے تو قریش کی ایک جماعت جس میں ابو جہل بھی تھا۔ ہمارے پاس آئی اور دروازے پر کھڑی ہو گئی۔ میں جب باہر نکلی تو وہ کہنے لگے۔ تمہارا باپ ابو بکر کہاں ہے؟ میں نے کہا قسم بخدا مجھے ان کا علم نہیں کہ وہ اس وقت کہاں ہیں۔ ابو جہل نے جو نہایت بے حیاد اور خبیث انسان تھا میرے منہ پر ایسا زور دار طمانچہ رسید کیا جس سے میرے کان کی بالیاں ٹوٹ کر نیچے جا گریں۔ پھر وہ چلے گئے۔ اور ہمیں تین دن تک کوئی علم نہ تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہاں گئے ہیں۔ تا آنکہ ایک جن مکہ کے نشینی علاقہ سے عربی لہجہ پر یہ شعر گنگناتا آیا۔

جَزَى اللهُ رَبُّ النَّاسِ خَيْرَ جَزَائِهِ
هَذَا نَزَلَ بِالْبَرَّةِ تَوَّوَحَّحًا !!
رَفِيقَيْنِ حَلَّا خَيْسِي أُمِّ مَعْبِدٍ
فَأَفْلَحَ مَنْ أَمْسَى رَفِيقَ مُحَمَّدٍ
لِيَهْمِنَ بَنِي كَعْبٍ مَكَانَ فَتَاهِمِ
وَمَقْعَدُهَا لِلْمُؤْمِنِينَ بِمَرْصِدٍ
ترجمہ: ۱۔ انسانوں کا پروردگار خدا تعالیٰ ان دونوں ساتھیوں (ہمسفروں) کو بہتر جزا عطا

۱۔ سیدہ اسماء کو ابو جہل کے مارنے کا واقعہ شیعہ کتب میں بصراحت ملتا ہے۔ چنانچہ ناسخ التواریخ حالات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ واقعہ بالتفصیل مذکور ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا صدیق اکبر نے اپنی اولاد کی تربیت کچھ ایسے انداز سے کی تھی کہ انکی تس تس میں عشق رسول رچا بسا ہوا تھا۔ اس سے حضرت صدیق اکبر کی قلبی کیفیات و احساسات کا پیدا چلانا مشکل نہیں بشرطیکہ نظر انصاف میسر ہو۔

فرمانے جو ام معبد کے دو خیموں میں اترے ہیں۔

۲۔ وہ نیکی لیکر وہاں اترے اور پھر چل دیے۔ تو جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمسفر

بنا ہے وہ بڑا ہی کامیاب ہے۔

۳۔ (ام معبد کے خاندان) بنو کعب کو انکی اس نوجوان عورت (ام معبد) کا مکان مبارک

ہو جسکی نشنت گاہ مومنوں کیلئے جائے پناہ ہے۔

اسے ابن اسحاق نے روایت کیا ہے اور ام معبد کا تفصیلی قصہ اس فصل کے تیسرے ذکر

میں آئے گا۔ انشاء اللہ۔

تشریح:

مذکورہ حدیث میں ابو بکر صدیق کے گھر کفار کا آنا غالباً دوسری بار مراد ہے۔ یعنی ایک دفعہ تو کفار اس وقت آپ کے گھر تک آئے تھے جب نبی علیہ السلام نے ہجرت کی تھی۔ پھر کفار تلاش بسیار کے بعد تھک ہار کر دوبارہ تلاش کو اٹھے تو ابتداء آپ کی ہی کے گھر سے کی پہلی بار انکے آتے پر سیتہ اسماء کو علم تھا کہ نبی علیہ السلام ابو بکر صدیق غار ثور میں ہیں۔ کیونکہ وہ کھانا وہاں پہنچایا کرتی تھیں۔ اب کی بار انہیں کوئی علم نہ تھا کہ وہ دونوں غار سے نکل کر کدھر گئے ہیں اور اس وقت کہاں ہیں۔ اسی لیے وہ پریشان تھیں۔ تو ایک جن کے مذکورہ اشعار سے معلوم ہوا کہ وہ ام معبد کے ہاں گئے تھے وہاں کچھ توقف کر کے آگے چل دیے ان اشعار سے انہیں ایک گونہ اطمینان ہوا اس لیے اس حدیث کا ماقبل والی احادیث سے کوئی تعارض نہیں ہے۔

حدیث:

ابن اسحاق نے روایت کیا ہے کہ جب نبی علیہ السلام نے انصار سے بیعت عقبی سے لی اپنے صحابہ کو مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم دیدیا اور فرمادیا کہ اللہ نے تمہارے

یہ اچھے بھائی اور بہتر گھر (مدینہ منورہ) تیار کیا ہے جو تمہیں امن دیگا۔ تو صحابہ کرام
 یے بعد دیگر مدینہ کو چل پڑے۔ نبی علیہ السلام ابھی تک اذن ہجرت کے منتظر تھے اور
 چند مجبور افراد کے سوا کوئی صحابی بھی مکہ مکرمہ میں نہ رہ گیا تھا۔ البتہ علی مرتضیٰ اور ابو بکر صدیق
 کسی مجبوری کے سوا مکہ میں تھے علی مرتضیٰ تو امانتیں ادا کرنے کے لیے جب کہ ابو بکر
 صدیق نے بارہا نبی علیہ السلام سے اجازت مانگی مگر ہر بار یہی جواب ملتا رہا ٹھہرو! مجھے
 امید ہے کہ اللہ تمہیں میرے لیے ہجرت کا ساتھی بنا لگا۔

حدیث

علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جبریل امین علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے، اپنے پوچھا میرے ساتھ ہجرت کون کریگا؟ عرض کیا ابو بکر
 کریگا اور وہ صدیق ہے۔

اسے ابن سمان نے "موافقہ" میں روایت کیا ہے۔

بیان نمبر ۲

غار ثور اور اس کے راستے میں ابو بکر صدیق کی

خدمت رسول

نوٹ:

اس کا کچھ حصہ قبل ازیں گزر چکا ہے۔

حدیث ۱

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب ہم غار

میں تھے تو میں نے نبی علیہ السلام سے عرض کیا۔ کفار اگر اپنے قدموں کو دیکھیں تو ان کی نگاہ ہم پر اٹھے گی۔ آپ نے فرمایا اے ابو بکر! ان دو آدمیوں کے بارہ میں تیرا کیا خیال ہے جن کے ساتھ تمیر اللہ ہو۔

اسے ابو حاتم نے روایت کیا ہے۔

حیاتِ صدیق کی ایک رات اور ایک دن

حدیث ۱

حضرت سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک بار اپنے ابو بکر صدیق کا ذکر پھر جانے پر روتے ہوئے فرمایا مجھے تمنا ہے کہ اے کاش! میرے تمام تر اعمال صالحہ کے بدلے میں مجھے ابو بکر صدیق کا ایک روزہ یک شبانہ عمل دے دیا جائے۔ ان کا ایک شبانہ عمل تو ہجرت کے موقع پر تھا جب وہ نبی علیہ السلام کے ساتھ غار کو چلے تھے۔ وہاں پہنچنے پر ابو بکر نے عرض کیا یا رسول اللہ! جب تک میں اندر نہ جاؤں آپ داخل نہ ہوں۔ اگر اس میں کچھ نقصان وہ چیز ہوگی تو آپ سے پہلے مجھ تک پہنچے گی تو وہ اندر گئے غار صاف کی، غار میں چاروں طرف سوراخ تھے، جہنیں ابو بکر صدیق نے اپنے تہبند کے پرزے پرزے کر کے پُر کیا۔ دو سوراخ رہ گئے۔ ان پر آپ نے پاؤں رکھ دیا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ! تشریف لے آئیے۔ آپ داخل ہوئے اور ابو بکر صدیق کی گود میں سر انور رکھ کر محو خواب ہو گئے۔ ابو بکر کو سوراخ میں سے کسی نہ ہر ناک چیز نے ڈس لیا۔

وَلَمَّا يَتَحَرَّكَ مَخَافَةَ أَنْ يُقْتَبَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقَالَ مَالِكُ يَا أَبَا بَكْرٍ قَالَ لِي دُعْتُ فِدَاكَ ابْنِي وَأُمِّي فَتَقَلَّ
عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ فَذَهَبَ مَا يَجِدُهُ ثَوَانَتْ قَضَ عَلَيْهِ فَكَانَ
سَبَبٌ صَوْتِهِ

مگر نبی علیہ السلام کی نیند میں خلل آجانے کے خوف سے انہوں نے ذرا جنبش تک نہ کی۔ مگر آنسو ٹپک پڑے جو نبی علیہ السلام کے رخ الوذ پر گرے۔ آپ بیدار ہوئے اور فرمایا ابو بکر تمہیں کیا ہوا؟ عرض کیا ڈس لیا گیا ہوں آپ پر میرے والدین قربان! نبی علیہ السلام نے ان کے زخم پر لعاب دھن (تھوک مبارک) لگائی تو زخم جاتا رہا۔ جو زندگی کے آخری دور میں دوبارہ خراب ہو گیا۔ اور اسی سے آپ نے انتقال فرمایا تھا۔

اور یک روزہ عمل یہ ہے کہ جب نبی علیہ السلام نے دنیا سے پردہ فرمایا تو عرب قبائل مرند ہو گئے وہ کہنے لگے ہم زکوٰۃ نہیں دیں گے۔ ابو بکر صدیق نے فرمایا اگر وہ زکوٰۃ کی ایک رسی بھی نہ دیں گے تو میں ان سے جہاد کروں گا۔ میں نے (عمر فاروق رضی اللہ عنہما) عرض کیا اے خلیفہ رسول! لوگوں سے نرمی برتیں۔ آپ نے مجھے فرمایا تم جاہلیت میں بڑے سخت تھے۔ اب اسلام لا کر اتنے نرم کیوں ہو گئے ہو؟ وحی ختم ہو چکی اور دین مکمل ہو چکا (اب کسی نرمی کا سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا) کیا میرے زندہ ہوتے ہوئے دین میں کمی کر دی جائے گی۔

اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

حدیث ۱

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب غار میں نبی علیہ السلام نے صبح کی تو پوچھا اے ابو بکر تمہارا کپڑا کہاں ہے؟ ابو بکر نے اس کا ماجرا عرض کیا جس پر نبی علیہ السلام نے دعا کیلیے ہاتھ اٹھائے۔ فرمایا اے اللہ روز قیامت ابو بکر کو جنت میں میرے ساتھ رکھ۔ وحی آئی اے اللہ کے رسول! آپ کی دعا قبول ہو گئی۔

اسے صاحب "صفوہ" نے بیان کیا ہے۔

حدیث

خبیب بن محسن غنوی کہتے ہیں بصرہ میں دور فاروقی کے اندر ابو موسیٰ اشعری گورنر تھے جب وہ خطبہ کہتے تو اللہ کی حمد و ثنا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے بعد عمر فاروق کی ثنا کہتے تھے۔ مجھے یہ بات ناپسند آئی میں نے دوران خطبہ ہی اٹھ کر کہہ دیا۔ عمر رضی اللہ عنہما کا ساتھ (ابو بکرؓ) تمہیں یاد نہیں؟ اس کے بعد ابو موسیٰ اشعری نے تین جمعہ تک یونہی کہا پھر عمر فاروقؓ کی خدمت میں میری شکایت کر دی کہ خبیب بن محسن دوران خطبہ غسل اندازی کرتا ہے۔ عمر فاروق نے جواب دیا اسے میرے پاس بھیج دو۔ چنانچہ انہوں نے مجھے خلیفہ وقت کے پاس بھیج دیا۔ میں مدینہ منورہ میں آیا۔ عمر فاروق کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ نے فرمایا کون؟ میں نے کہا خبیب بن محسن۔ فرمایا تمہیں نہ ہی خوش آمدید کہنا چاہیے اور نہ گھر میں جگہ دینا۔ میں نے کہا۔ وسعتیں دیوالا اللہ ہے۔ اور ظاہر ہے یہاں میرا گھر سے نہ مال۔ مگر آپ نے مجھے بصرہ سے یہاں تک کیوں سفر کرایا ہے۔ میرا قصور؟ آپ نے فرمایا گورنر بصرہ کے ساتھ تمہارا کیا جھگڑا ہے۔ میں نے کہا ہاں! اب میں ساری بات بیان کرتا ہوں۔ امیر المومنین! جب بھی ابو موسیٰ اشعری خطبہ کہتا ہے۔ اللہ و رسول کی حمد و ثنا کے بعد آپ کے لیے دعا شروع کر دیتا ہے۔ مجھے یہ بات ناگوارا گزری۔ تو میں نے اٹھ کر صاف کہہ دیا۔ تمہیں عمر رضی اللہ عنہما کا ساتھ یاد نہیں کیا عمر رضی اللہ عنہما سے بہتر ہے؟ اس کے بعد ابو موسیٰ نے تین جمعہ تک یونہی کیا پھر آپ تک شکایت کر دی۔

یہ سن کر عمر فاروق پھوٹ پھوٹ کر رو پڑے۔ مجھے آپ کی حالت پر رحم آنے لگا۔ تب آپ نے کہا۔ قسم بخدا تم ابو موسیٰ سے زیادہ مضبوط اور صادق ہو کہ تم میرا گناہ معاف کر دو گے؟ میں نے کہا ہاں میں نے معاف کیا۔ آپ پھر رو پڑے اور فرمانے لگے قسم بخدا ابو بکر کی ایک رات والی نیکی میری زندگی کے جملہ نیک اعمال سے کہیں

بہتر ہے۔ اگر اجازت ہو تو تمہیں ابو بکر کا ایک دن اور ایک رات بتلاؤں؟ میں نے کہا امیر المؤمنین! ضرور بتلائیے۔ فرمایا رات تو وہ ہے جب نبی علیہ السلام اہل مکہ میں سے رات کے وقت نکل پڑے ابو بکر بھی آپ کے ساتھ تھے۔ جو نبی علیہ السلام سے کبھی آگے چلتے اور کبھی پیچھے کبھی دائیں کبھی بائیں۔ نبی علیہ السلام نے پوچھا ابو بکر! یہ کیا ہے۔ ایسا پہلے تو کبھی نہیں چلے تم؟ انہوں نے عرض کیا مجھے جب خوف آتا ہے کہ کوئی دشمن آگے گھات میں نہ ہو تو آپ کے آگے چلنے لگتا ہوں۔ پھر خیال آتا ہے شاید کوئی متدانشی پیچھے سے حملہ آور نہ ہو نیوالا ہو تو پیچھے ہو جاتا ہوں۔ اور چونکہ امن نہیں ایسے دائیں بائیں بھی چل رہا ہوں۔

تو نبی علیہ السلام رات بھر اپنے پیروں کی انگلیوں کے بل چلتے رہے تاکہ قدموں کے نشان نہ ثابت ہوں۔ تاکہ آپ کے قدم جا بجی گھس گئے۔ جب ابو بکر نے آپ کے قدموں کی تکلیف دیکھی تو آپ کو کندھوں پر اٹھایا اور غار کے دھانے تک لے آئے وہاں آپ کو اتارا پھر کہا میں پہلے غار میں جانا ہوں اگر کوئی چیز ہوگی تو آپ سے پہلے مجھے نقصان دیگی۔ تو ابو بکر اندر گئے اور کوئی موزی شبلی نہ پائی تو آپ کو اٹھا کر غار میں لے آئے جہاں ایک سوراخ تھا۔ جس میں بچھو اور سانپ تھے۔ ابو بکر صدیق کو ڈر آیا کہیں کوئی موزی شبلی نکل کر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو گزند نہ پہنچائے۔ تو انہوں نے اس پر اپنا قدم رکھ دیا۔ بچھو آپ کے قدم کو مسلسل ڈسنے لگے۔ آپ نے جنبش نہ کی مگر انسوٹیک پڑے اور نبی علیہ السلام آپ کو کہتے جاتے تھے ابو بکر ڈر رہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ نبی علیہ السلام کی اس بات سے اللہ نے ابو بکر کے دل پر سکون نازل کر دیا۔ تو یہ بھی ابو بکر کی ایک رات۔ اور دن وہ ہے جس میں نبی علیہ السلام نے

لسد ہجرت کے واقعہ کی ایک خوبصورت اور کیف اور تصویر ایک کثر شیعہ شاعر اور مورخ مرزا محمد رفیع شہیدی کی کتاب حمد حیدری ص ۲۸ سے دیکھیے۔ تفصیل اگلے حاشیے پر

انتقال فرمایا۔ حدیث کے آخری الفاظ یہ ہیں کہ اس کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو تہدید آمیز خط لکھا۔

- | | | |
|---|----------------------------|----------------------------|
| ۱ | چینیں گفت راوی کہ سلازین | چھ سالہ بحفظ جہاں آفرین |
| ۲ | ز نزدیک آن قوم پر مکر رفت | بسوئے سرانے ابو بکر رفت |
| ۳ | پٹے ہجرت آن نینراستادہ بود | کہ سابق رسوشن خبر دادہ بود |
| ۴ | چورفتند چندین بد امان دشت | قدم فلک سائے مجروح گشت |
| ۵ | ابو بکر آنگہ بدوشش گرفت | دے زین حدیث است چائے شکست |
| ۶ | کہ در کس چناں قوت آمد پدید | کہ بار نبوت تواند کشید |

ترجمہ: (۱) راوی نے یوں بیان کیا ہے کہ جب سالار دین صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے جہاں آفرین کی حفاظت میں (۲) کفار کی اس پر مکر قوم سے نکل کر ابو بکرؓ کے گھر تشریف

لے گئے (۳) تو وہ بھی پہلے سے ہجرت کے لیے تیار بیٹھے تھے کیونکہ رسول خدا

صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پہلے سے اطلاع دی ہوئی تھی (۴) جب یہ دونوں ساتھی

چلتے چلتے صحرا کا ایک بڑا صحرا عبور کر چکے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عرش کو خاک

پانبانے والے قدم زخمی ہو گئے (۵) اس وقت ابو بکرؓ نے آپ کو گندھوں پر اٹھا

لیا، لیکن بڑا غام تجب ہے (۶) کہ ایک شخص میں اتنی قوت کہاں سے آگئی کہ اس

نے بار نبوت کو گندھوں پر اٹھایا اور کو یا بیچارے شیعہ شاعر کو اس امر کا یقین نہیں

(ربا افسوس)

آگے ہی شیعہ شاعر غار کا منظر لویں کھینچتا ہے۔

(۷) ہر جا کہ سوراخ یا رخنہ دید

قبار ابد رید آن رخنہ چید

(۸) بدیں گونا تا شد تمام آن قبا

یکے رخنہ نگر فتنہ مانداز قفا

(۹) براں رخنہ ماندہ آن پار غار

کف پائے خود را نمود استوار

اسے ملاں نے اپنی سیرت میں صاحب "فضائل عمر رضی" نے اور نجدی نے روایت کیا ہے۔

حدیث مد

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کاش تم ہمیں ہجرت کے راستے میں دیکھتے۔ جب ہم پہاڑ پر چڑھ رہے تھے۔ نبی علیہ السلام کے قدم مبارک سے خون رس پڑا۔ جب کہ میرے قدم دو پتھروں کی طرح سخت ہو گئے۔

سیدہ کہتی ہیں اس لیے کہ نبی علیہ السلام کو ایسے دشوار گزار راستوں اور مشکل ترین سفر سے قبل ازیں واسطہ نہ پڑا تھا۔

(۱۰) نیامد جزا دایں شگوف از کے کہ دور از فردے نمایدے

(۱۱) در آمد رسول خدا ہم بغار تشند یجا بہم ہر دو یار

ترجمہ: (۱۰) ابو بکر نے غار میں جو بھی رخنہ یا سوراخ دیکھا اسے اپنی قمیض کے ٹکڑوں پر کر دیا

(۱۱) اس طریق پر جب ساری قمیض کے ٹکڑے استعمال میں آگئے تو ایک سوراخ

بقضاء ابھی باقی رہ گیا (۹) تو یار غار نبی نے اس بچا رہنے والے سوراخ پر اپنا پاؤں رکھ

دیا (۱۱) ابو بکر صدیق کے سوا کسی اور شخص سے ایسی جرات و ایثار کا صدور مشکل

ہے کیونکہ یہ قربانی تقاضائے عقل سے کوسوں دور ہے (مگر تقاضائے عشق کے عین

مطابق ہے) (۱۱) چنانچہ اس کے بعد رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم غار میں تشریف

لائے اور دونوں یار غار میں اکٹھے بیٹھ گئے۔

اس کے بعد آپ کو سانپ کا ڈسنا مذکور ہے مگر اس میں شیعہ شاعر نے

اپنی روش کے مطابق سانپ کی طرح نیش زنی کی ہے اور آپ کے رونے کو غلط معنی دینے کی کوشش

کی ہے جو اس کے اپنے مذکورہ اشعار کی معنویت کے سراسر خلاف ہے۔

تشریح :

یہ سوال ہر ذہن میں آتا ہے کہ جبل تورمکہ مکرمہ کے بالکل قریب ہے۔ تو اتنے مختصر سے سفر میں نبی علیہ السلام کے قدم کیسے بچھٹ گئے اور ابو بکر صدیق کے پاؤں سخت تر کیوں ہو گئے؟ جواب یہ ہے کہ شاید دونوں رات میں راستہ بھول گئے ہوں گے اور رات بھر کی تلاش کے بعد درست سمت معلوم ہوئی ہوگی اور یا پھر دونوں تنگے پاؤں پہاڑ پر چڑھے تھے (اور غار اتنی بلند ہے کہ وہاں تک جاتے ہوئے برہنہ پاؤں یقیناً زخمی ہو جاتے ہیں۔

صدیق جیسا دوست کہاں۔ قول نبی

حدیث

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب غار میں نبی علیہ السلام کو پہلی رات آئی تو آپ نے اپنے ساتھی ابو بکر صدیق سے فرمایا کیا تم سوئے ہو؟ عرض کیا نہیں میں تو آپ پر نظر میں جمائے ہوں، یا رسول اللہ! آپ کا کیا حال ہے؟ فرمایا میں نے اس طرف ایک سوراخ کو حرکت کرتے دیکھا ہے مجھے ڈر ہے کہ کوئی اٹو نکل کر مجھے یا تمہیں نقصان دیگا۔ ابو بکر صدیق نے عرض کیا۔ وہ سوراخ ہے کہاں؟ نبی علیہ السلام نے اس کی نشاندہی کی جس پر ابو بکر صدیق نے وہاں ایڑی رکھ دی۔ تو نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ اے صدیق اللہ تجھ پر رحمت نازل کرے۔ لوگوں نے مجھے جھٹلایا تو نے میری تصدیق کی۔ لوگوں نے مجھے خوار کرنا چاہا تو نے میری مدد کی۔ لوگوں نے میرا انکار کیا اس وقت تو نے اسلام کا اعلان کیا۔ پھر وحشت کے وقت (غار میں) تم نے مجھ سے انس کیا۔ تو کسی شخص کو تم سا دوست مل سکتا ہے؟

تشریح :

حدیث مذکورہ میں اُوکا ذکر اس لیے ہے کہ وہ دن بھر غاروں کے سوراخوں میں چھپا رہتا ہے۔ اور رات کو وہاں سے باہر نکلتا ہے۔ اس لیے کسی سوراخ سے اُوکے نکلنے کا بھی امکان تھا۔

حدیث -

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق نبی علیہ السلام کے ساتھ غار تک چلے۔ اور وہاں پہنچ کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ! ٹھہریے میں غار کو صاف کروں۔ چنانچہ ابو بکر صدیق نے زور سے پاؤں مارا تو غار میں چھپے تمام پہاڑی کبوتر اڑ گئے۔ پھر ساری غار کا اندرونی جائزہ لیا مگر کچھ نظر نہ آیا تب عرض کیا یا رسول اللہ! اندر تشریف لے آئیں۔ جب آپ اندر آ گئے تو اچانک ابو بکر صدیق نے غار میں بیک سوراخ دیکھا جس پر انہوں نے اس خیال سے پاؤں رکھ دیا کہ مبادا کوئی موزی شیبی نکل کر نبی علیہ السلام کو گزند پہنچائے۔ اتنے میں مگڑی نے اُوکے غار کے دھانے پر جالا بن دیا۔ ادھر آپ کو تلاش کرنے والے چھپے چھپے پر پھیل گئے اور غار تک بھی آہنچے ابو بکرؓ کچھ ڈرے بلے تو نبی علیہ السلام نے تسلی دی کہ نہ ڈرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

اے شیبہ فرقہ ابو بکر صدیق پر ہمیشہ طعن کرتا ہے کہ وہ ناقص الایمان تھے اسی لیے مصیبت میں داویدا شروع کر دیا تھا بلکہ بعض بد بخت تو یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ ابو بکر صدیق نے نبی علیہ السلام کو پکڑوانے کیسے کافروں کو دیکھ کر غار میں ردنا شروع کر دیا تھا۔ (معاذ اللہ)

مگر وہ بھول جاتے ہیں کہ مصیبت میں ایک بار ہر انسان گھبرا جاتا ہے مگر بعد میں اللہ والوں کو خدا کی طرف سے تسلی مل جاتی ہے جیسے عھا کو سانپ بنا دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام بھاگ کھڑے ہوئے تھے جیسا کہ قرآن میں مذکور

حدیث ۱

جندب بن عبد اللہ بن سفیان عظمیٰ سے روایت ہے کہ جب ابو بکر صدیق نبی علیہ السلام کے ساتھ غار کی طرف جا رہے تھے تو راستے میں انکے ہاتھ پر زخم آ گیا جس سے خون صاف کھینچے ہوئے وہ یہ کہہ رہے تھے۔

هَلْ أَنْتَ إِلَّا صَبْعٌ وَمَيْتٌ

ترجمہ: اے اگشت! تجھ سے خون ہی تو بہا ہے۔ اور تمہیں جو تکلیف آئی ہے کیا وہ اللہ کی راہ میں نہیں؟

حدیث ۲

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق نے فرمایا میں نے غار میں نبی علیہ السلام سے عرض کیا کہ کفار ہمارے اتنے قریب ہیں کہ اگر انہیں سے کوئی شخص اپنے قدموں کی طرف دیکھے تو ہم اسے نظر آجائیں گے۔ آپ نے فرمایا اے ابو بکر ان دو آدمیوں کے بارہ میں تمہارا کیا گمان ہے جن کے ساتھ تیرا اللہ ہو۔

اسے ابو حاتم وغیرہ نے کثیر طرق سے روایت کیا ہے۔ اور اس جیسی دیگر احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ غار کا دھانا بلند تھا اور نبی علیہ السلام اپنے ساتھ سمیت نیچے بیٹھ گئے۔

حدیث ۳

حضرت ابو مصعب مکی سے روایت ہے کہ میں نے انس بن مالک، زید بن ارقم اور ہے۔ اسی طرح شیعوں کی معتبر ترین کتاب بحار الانوار جلد ۱۹ ص ۶ پر لکھا ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو شب ہجرت اپنے بستر پر سونے کے لیے کہا تو وہ کہنے لگے یا رسول اللہ کیا آپ مجھے جان کی حفاظت کی ضمانت دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ”ہاں“ تب حضرت علی خوشی سے مسکرا پڑے اور سجدے میں گر گئے معلوم ہوا یہ طبعی گھبراہٹ تو حضرت علی کو بھی لاحق ہوئی تھی، پھر مرت ابو بکر صدیق پر اعتراض کیوں۔

مغیرہ بن یعلیہ رضی اللہ عنہم کی صحبت حاصل کی اور ان سب سے یہ حدیث سنی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ہم غار میں تھے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے منہ پر ایک درخت اگا دیا جس سے ہم چھپ گئے اور خدا تعالیٰ کی طرف سے دو کبوتریاں غار کے منہ پر آکر بیٹھ گئیں۔ قریش کے ہر قبیلہ کے نوجوان لائٹھیاں، ڈنڈے اور تلواریں ایسے دونوں کی تلاش میں سرگرداں غارتگ اُتے تھے اور نبی علیہ السلام سے ان کا فائدہ صرف جالیس ہاتھ رہ گیا، تو ان میں سے ایک نوجوان غار کا اندرونی جائزہ لینے کے لیے آگے بڑھا، اس نے دیکھا کہ دو کبوتریاں خم غار پر کوسلہ تباٹے ہیں وہ واپس ہو گیا، سانھیوں نے اسے کہا غار میں کیوں نہیں جھانکا تم نے؟ وہ کہنے لگا دھانوں پر تو پرندوں کے گھونسے بنے ہیں۔ اگر کوئی اندر گیا ہوتا تو گھونسلا کیسے قائم رہتا۔ نبی علیہ السلام نے غار میں سے اس آدمی کی یہ بات سنی اور جان لیا کہ اللہ نے دو کبوتریاں بٹھلادی ہیں تو آپ نے ان کے لیے دعا فرمائی چنانچہ اللہ تعالیٰ نے کبوتروں کی اس خدمت کے صلہ میں انہیں حرم کعبہ اور حرم نبوی میں بسیرا بنا دیا۔

تشریح :

ابو عمرو (صاحب استیعاب) کہتے ہیں۔ غار میں دونوں حضرات کی مدت قیام میں اختلاف ہے۔ اسی بات میں گذشتہ حدیث مرقیہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے مطابق مجاہد کا کہنا ہے کہ یہ مدت سہ روزہ تھی۔ اور جہور محدثین کی بھی یہی رائے ہے۔ جبکہ۔

حدیث۔

حدیث مرسل ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں اپنے ساتھی کے ساتھ غار

۱۷ اس حدیث کو امام ابو نعیم نے دلائل النبوة جلد دوم ص ۱۷ پر روایت کیا ہے۔

میں دس سے زائد دن رہا۔ جب کہ پہلو کے درخت کے پھل کے سوا ہمارے کھانے کیلئے کچھ نہ تھا۔

تشریح :

حالانکہ یہ بات درست نہیں کہ اسے غار ثور پر حمل کیا جائے کیونکہ اس بات میں غار ثور کے اندر رہتے ہوئے آپکا کھانا جیسے کہ بیچھے گزر چکا ہے دودھ تھا ممکن ہے آپکو دس دن سے زائد عرصہ غار میں رہنے کا اتفاق اس دوران ہوا تھا جب آپ اوائل ظہور اسلام میں قبائل عرب میں اعلان نبوت فرما رہے تھے۔

حدیث ۔

سعد بن ہشام سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں نماز پڑھائی بعد میں ایک شخص کھڑے ہو کر عرض پر داز ہوا یا رسول اللہ! کھجور نے ہماری پیٹ جلا کر رکھ دیئے ہیں۔ آپ نے فرمایا جب مجھے اور میرے اس ساتھی ابو بکر کو نکالا گیا۔ تو پہلو کے پھل کے سوا ہمارے لیے کچھ نہ تھا۔ ہم مدینہ منورہ میں اپنے انصار بھائیوں کے پاس آئے تو انہوں نے ہمیں برابر کھانا دیا۔ اور انکی اکثر خوراک ہی کھجور ہے اس لیے تمہیں زیادہ اسی پر اکتفا کرنا پڑھ رہا ہے اور قسم بخدا اگر تمہارے لیے روٹی مل جاتی تو وہی تمہیں پیش کر دیتا۔

اسے صاحب "وفضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔

تشریح :

سعد بن ہشام تابعی ہیں جو زہری حضرت انس اور ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہم سے

لے پہلو ایک درخت ہے جسکی جڑ اور شاخ سے اکثر مسواک بنائی جاتی ہے۔

روایت کرتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سفر ہجرت میں نبی علیہ السلام اور ابو بکر صدیقؓ کی خوراک پہلو کا پھل ہی تھا۔

غار میں صدیق کے لیے جنت سے پانی آیا

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق غار میں نبی علیہ السلام کے ساتھ تھے۔ انہیں سخت پیاس مے آیا۔ جس کی شکایت انہوں نے نبی علیہ السلام سے کی۔ آپ نے فرمایا غار میں اندر تک جاؤ اور پانی پیو اور ابو بکر کہتے ہیں میں اندر گیا اور دودھ سے سفید شہد سے میٹھا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار پانی پی کر آیا۔ آپ نے فرمایا پی آئے؟ عرض کیا۔ ہاں! فرمایا ابو بکر! تمہیں بشارت مذدوں؟ عرض کیا یا رسول اللہ کیوں نہیں۔ فرمایا۔

إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَمْرَ الْمَلِكِ الْمَوْكَلِ بِأَنْهَارِ الْجَنَّةِ أَنْ

أَخْرَقَ نَهْرًا مِنْ جَنَّةِ الْفُرُوسِ إِلَى صَدْرِ الْغَارِ لِيَشْرِبَ أَبُو بَكْرٍ. فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَلى عِنْدَ اللَّهِ هَذِهِ الْمِنْزَلَةُ؟ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ وَأَفْضَلُ وَالَّذِي بَعَثَنِي بِالْحَقِّ نَبِيًّا لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَبْغُضًا وَلَوْ كَانَ لَهُ عَمَلٌ سَبْعِينَ نَبِيًّا.

اللہ تعالیٰ نے نہروں کے نگران فرشتے سے فرمایا ہے کہ جنت الفردوس سے لیکر غار تور تک ابو بکر کے لیے نہر بنا دے تاکہ وہ سیراب ہو جائے (میں نے عرض کیا۔ کیا اللہ کے ہاں میری اتنی قدر و منزلت ہے؟ فرمایا ہاں اس سے بھی زیادہ ہے۔ اور مجھے قسم ہے اس خدا کی جس نے تجھے نبی بنایا۔ تم سے بغض و حسد رکھنے والا جنت میں نہ جائیگا۔ خواہ ستر انبیاء کے اعمال صالحہ کا حامل ہو۔ اسے ملاں نے سیرت میں روایت کیا ہے۔

بیان نمبر ۳

نبی علیہ السلام اور ابو بکر کی غار سے نکل کر روانگی اور استقبال

اہل مدینہ

حدیث ۱

حضرت براہین عازب رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق نے میرے والد عازبؓ سے تیرہ دلاہم پر کچا وہ خرید لیا اور کہا اپنے بر خور دار (براہ) سے کہیے کہ اسے ہمارے گھزنک چھوڑ آئے۔ عازبؓ نے کہا ہرگز نہیں! پہلے آپ مجھے سفر ہجرت کا حال سنائیں کیسے مکہ سے نکلے اور مشرکین کی تلاش سے محفوظ رہے۔ تب کچا وہ ملے گا۔

ابو بکر صدیق نے قصہ ہجرت سنانا شروع کیا۔ فرمایا ہم مکہ سے لے نکل کر رات بھر چلتے رہے جب ظہر ہو گئی اور گرمی اپنی آخری حد کو پہنچ گئی میں نے چاروں طرف نگاہ دوڑانی کہ کہیں سایہ نظر آئے اور پناہ لی جاسکے۔ اچانک مجھے ایک بڑا درخت دکھائی دیا۔ میں نے اس تک پہنچ کر دیکھا کہ ابھی اس کا کچھ سایہ باقی تھا میں نے وہاں جگہ صاف کی اور کپڑا بچھایا۔ اور آواز دی یا رسول اللہ یہاں آ کر آرام فرمائیے۔ آپ تشریف لا کر لیٹ گئے۔ میں ماحول کا جائزہ لینے لگا کہ کوئی پکڑنے والا تو نہیں آ رہا۔ دیکھا تو ایک

لے یاد رہے یہاں مکہ سے مراد ہے مکہ کے علاقہ سے نکلنا یعنی جب غار سے نکل کر مدینہ کو روانہ ہوئے تو مذکورہ واقعہ پیش آیا۔

چرواہا گرنی کی شدت سے بچنے کے لیے میری طرح بچھر کے سایہ کی طرف بکریاں ہانکے ل رہا تھا۔ قریب آنے پر میں نے پوچھا تم کس کے غلام ہو اس نے ایک شخص کا نام بتلایا جسے میں پہچانتا تھا۔ پھر میں نے کہا تمہاری بکریوں میں دودھ ہے؟ بولا ہاں! میں نے کہا کیا میرے لیے دودھ دھو سکتے ہو۔ اس نے کہا ہاں! جس پر اس نے ایک بکری دبوچ لی اور دودھ دوھنے کے لیے امیں نے کہا اس کے تھنوں سے خبار صاف کرو اور اپنے ہاتھ بھی جھاڑ لو۔ چنانچہ اس نے میرے حکم کی تعمیل کی اور میرے لیے دودھ کا کٹوا بھر لایا جسے پی کر میں سیر ہو گیا۔ نبی علیہ السلام کے لیے میرے پاس پانی سے بھر ایک برتن بھی تھا۔ میں نے دودھ میں پانی ملا کر اسے بناٹی جو نبی علیہ السلام کو محبوب تھی اور نبی علیہ السلام کے پاس لایا آپ بیدار ہو چکے تھے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! لوٹو فرمائیے جب آپ پی چکے تو میں نے عرض کیا۔ اب چلنا چاہیے۔ تو ہم چل پڑے۔ قریش ہماری جستجو میں تھے۔ مگر ہمیں نہ پاسکے۔ البتہ سراقہ بن جہشم گھوڑے پر سوار ہم تک آپہنچا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ پکڑنے والا آپہنچا۔ آپ نے فرمایا

ڈرو نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ جب وہ ہم سے دونیزوں کے برابر رہ گیا تو میں نے پھر عرض کیا۔ یہ ہے پکڑنے والا! یہ کہہ کر میں رو پڑا آپ نے فرمایا کس بات نے تمہیں رولا دیا؟ میں نے عرض کیا۔

ما رانلہ علی نفسی ابکی ولکن ابکی علیک، فدا عا علیہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم و قال اللهم الکفناہ کما شئت۔ قال فساخنت فوشہ
فی الارض الی بطنہا۔

خدا کی قسم! اپنی جان کے ڈر سے ہرگز نہیں رو رہا۔ آپ کی حالت دیکھ کر رونا آیا ہے۔ نبی علیہ السلام نے سراقہ کے لیے ہاتھ اٹھائے اور کہا اے اللہ! اسے پکڑے جیسے تو چاہتا ہے۔ تو فوراً اس کا گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس گیا وہ گھوڑے

سے نیچے اتر آیا کہنے لگا یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں خوب جانتا ہوں یہ آپ کی دعا کا اثر ہے۔ اللہ سے مجھے نجات دلوادیں قسم بخدا میں آپ کی تلاش میں آنے والے کفار کو اندھا کر دوں گا۔ (ان کا راستہ بدل دوں گا) یہ میرا ترکش (تیردان) اٹھی لیں اور عنقریب آپ فلاں مقام سے گزریں گے وہاں میری بکریاں اور اونٹ ہیں جتنی آپ چاہیں گے لے لینا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ تیرے اونٹوں کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں۔ آپ نے دعا فرمائی تو اس کا گھوڑا زمین سے باہر آ گیا۔ اور وہ اپنے ساتھیوں سے جا ملا۔

جب نبی علیہ السلام سفر طے کرتے ہوئے مدینہ منورہ پہنچے تو سب لوگ آپ کی میزبانی کا شرف حاصل کرنے میں باہم تنازع کرنے لگے۔ آپ نے فرمایا آج رات تو میں بنی عبدالمطلب کے تنہیال بنی نجار میں رات بسر کروں گا تاکہ یہ بات ان کے لیے باعث فخر ہو جائے۔

بعد ازاں جب ہم مدینہ منورہ داخل ہوئے تو لوگ استقبال کو امدائے بچے اور نوجوان چھتوں پر چڑھ آئے۔ اور یہ کہہ رہے تھے۔
جَاءَ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ۔

(مبارک ہو اللہ کے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس آ گئے) جب صبح ہوئی تو آپ چل پڑے اور جہاں اللہ کا حکم تھا وہاں قیام فرمایا۔

۱۷ یعنی پہلے آپ بنی نجار کے پاس ایک رات ٹھہرے جہاں آپ کا قبیلہ والوں نے مذکورہ الفاظ سے استقبال کیا اور صبح آپ مدینہ منورہ شہر میں داخل ہوئے۔ یاد رہے ہاشم بن عبدمناف نے بنی نجار کی عورت سلمہ بنت زید بن خراش سے نکاح کیا تو عبدالمطلب پیدا ہوئے اس طرح نبی علیہ السلام کی والدہ سیدہ آمنہؓ بھی بنی نجار سے تھیں اس لیے بنی نجار کو تنہیال کہا گیا ہے۔

براہین غازی رضی اللہ عنہما کہتے ہیں (جو انصار میں سے ہیں) سب سے پہلے ہجرت میں سے ہمارے پاس مدینہ طیبہ مصعب بن عمیر پہنچے۔ ہم نے پوچھا۔ نبی علیہ السلام کا پر وگرام کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا وہ تو ابھی اپنے گھر ہی تھے البتہ آپ کے صحابہ میرے پیچھے آ رہے ہیں۔ اس کے بعد عبداللہ بن ام مکتوم نابینا صحابی پہنچے۔ ان سے ہمارا یہی سوال تھا نبی علیہ السلام اور صحابہ کرام کب آئیں گے؟ انہوں نے فرمایا میرے پیچھے پہنچ رہے ہیں۔ پھر عمار بن یاسر، سعد بن ابی وقاص عبداللہ بن مسعود اور بلال حبشی رضی اللہ عنہم آئے اس کے بعد عمر فاروق بیس آدمیوں کا قافلہ کر پہنچے، اس کے بعد نبی علیہ السلام ابو بکر کی معیت میں جلوہ آرا ہوئے۔ اور آپ کے تشریف لانے تک میں (براد) اس تھوٹی سورت میں حفظ کر چکا تھا۔

اسے ابو حاتم نے مکملاً اور شیخین نے جزوً روایت کیا ہے۔

حدیث۔

دوسری روایت میں یوں ہے کہ سراقہ جب زمین میں دھنس گیا تو کہنے لگا میں سمجھ گیا ہوں یہ آپ دونوں کی بددعا کا ثمر ہے۔ میرے لیے نجات کی دعا کریں، میں لوگوں کو آپ سے پھیر دوں گا۔ اور آپ کو کوئی نقصان نہ دوں گا۔ چنانچہ نبی علیہ السلام اور ابو بکر صدیق نے اس کے لیے دعا فرمائی تو وہ باہر نکل آیا اور واپس لوٹ گیا اپنا وعدہ اس نے پورا کر دکھایا۔ یعنی جستجو میں آنے والے کفار کو نبی علیہ السلام تک پہنچتے و اسے راستے سے بدل دیا۔

تشریح :

ابن اسحاق کہتا ہے کہ مدینہ منورہ کی طرف سب سے پہلے ابو مسلمہ عبداللہ بن عبد الاسد مجزوی نے ہجرت کی جو بیعت عقبیٰ سے پہلے ہی کفار مکہ کی ایذا رسانیوں سے

عاجز آکر عیشہ چلے گئے تھے۔ جب وہ وہاں سے واپس مکہ آئے تو معلوم ہوا مدینہ منورہ میں کچھ لوگ حلقہ بگوش اسلام ہو گئے ہیں تو وہ مدینہ چلے گئے۔ اس کے بعد عامر بن ربیعہ اپنی زوجہ سمیت مدینہ میں پہنچے۔ اس کے بعد عبداللہ بن جحش اپنے کنبہ اور بھائی عبد بن جحش کو لے کر وارد مدینہ ہوئے ان کا بھائی عبد بن جحش جسے ابواحمد کہتے تھے نابینا شاعر تھا۔ ہوتے تہنا مکہ کے نشیب و فراز میں گھوم آیا کرتا تھا۔

اس کے بعد صحابہ کرام لگاتار آنا شروع ہو گئے۔ بظاہر یہاں دوڑوں باتوں میں تعارض ہے۔ حدیث براد میں ہے کہ مصعب بن عمیر سب سے پہلے مدینہ میں آئے والے ہیں۔ جبکہ قول اسحاق کے مطابق ابو مسلمہ پہلے ہجرت میں۔ مگر بتظر غاڑ دیکھنے سے کوئی تعارض باقی نہیں رہتا۔ ممکن ہے مطلقاً سب سے پہلے ابو مسلمہ مدینہ میں پہنچے اور بیعت عقبی کے بعد جو شخص سب سے پہلے شخص مدینہ میں وارد ہوا وہ حضرت مصعب بن عمیر تھے اور ابن اسحاق نے ابو مسلمہ کے بعد جن صحابہ کا مدینہ منورہ میں پہنچنا بیان کیا ہے وہ حضرات ممکن ہے بیعت عقبی سے پہلے آئے ہوں اور یہ سبھی ممکن ہے بعد میں آئے ہوں اور ابن اسحاق کو مصعب بن عمیر کی سب سے پہلے آمد کی اطلاع نہ ہوئی ہو۔

تشریح ثانی :

حضرت براد بن عازب کی حدیث میں گزر چکا ہے کہ ابو بکر صدیق نے غلام سے بکریوں کا دودھ مانگا جو اس نے دھو کر حاضر خدمت کر دیا۔ جسے آپ نے پی لیا۔ جو بظاہر بکریوں کے مالک کی اجازت کے بغیر ناروا عمل ہے۔ مگر اس کے جواز کی وجہ نکل سکتی ہیں۔

۱۔ جب غلام نے اپنے آقا کا نام لیا تو ابو بکر سمجھ گئے تھے کہ وہ میرا واقف ہے تو میرے دودھ حاصل کر لینے پر راضی ہوگا۔

۲۔ اپنے اس سے یہ پوچھا تھا کہ کیا تم میرے لیے دودھ لاسکتے ہو۔ یعنی کیا تمہیں مسافر وغیرہ کو دودھ پلا دینے کی اجازت ہے؟ اس نے کہا ہاں اجازت ہے تب وہ لے آیا۔

۳۔ عرب میں دستو تھا کہ بکریوں وغیرہ کے چرتے ریوروں کے پاس سے گزرنے والے مسافروں کو دودھ پلا دیا کرتے تھے اور چرواہوں کو آقاؤں نے اسکی اجازت دے رکھی ہوئی تھی۔

۴۔ جو شخص سفر میں پیاس کی وجہ سے جان بلب ہو جائے اسے کہیں سے بھی پینے کو کچھ حاصل کر لینا ممنوع نہیں۔ بلکہ بعض علماء تو مسافر کے لیے بلا ضرورت مجبوری بھی کہیں سے دودھ وغیرہ حاصل کر لینا جائز سمجھتے ہیں اور انکی دلیل حضرت ابو سعید سے مروی یہ حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم اونٹوں کے غلہ کے قریب سے گزرو اور دودھ پینا چاہو تو آواز دے لو اور چرواہے! اگر جواب آجائے تو بہتر در نہ خوردنی لو۔

۵۔ مشرکین کے اموال فی ذاتہ مباح ہوتے ہیں۔

بہر حال حدیث زیر بحث کے مضمون بالا کی مخالفت بعض دیگر احادیث میں موجود ہے۔

حدیث نہ

حضرت زرد (تابعی) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میں (عبداللہ بن مسعودؓ) زمانہ نوخیزی میں عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرایا کرتا تھا ایک دن نبی علیہ السلام اور ابو بکر صدیق میرے پاس آئے اور فرمایا اے بچے! تیرے پاس کچھ دودھ ہے۔ میں نے کہا ہے! مگر امانت ہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا میرے پاس وہ بکری لاؤ جو بکرے سے جفت نہیں کی گئی (دودھ نہیں دے سکتی)۔

میں ایک خشک بکری پکڑ لایا۔ نبی علیہ السلام نے اسے دلوچا اور اس کے تھنوں کوئی دعا پڑھتے ہوئے ہاتھ پھیرنا شروع کیا۔ تھنوں میں دودھ اتر آیا۔ ابو بکر ایک برتن لائے جس میں آپ نے دودھ دوھا اور ابو بکر سے فرمایا پیو، انہوں نے پیا پھر خود نبی علیہ السلام نے پیا۔ پھر تھنوں سے کہا سکو جاؤ۔ تو وہ اوپر چڑھ گئے۔ میں نے آپ کے پاس حاضر ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ! مجھے بھی یہ کلام سکھلا دیں۔ یا یہ آیت قرآنیہ بتلا دیں آپ نے میرے سر پر دستِ شفقت رکھتے ہوئے فرمایا تم ابھی زیر تربیت بچے ہو اس کے بعد میں نے آپ سے ستر سورتیں پڑھیں جو مجھ سے پہلے کسی نے بھی حفظ نہ کی تھیں۔

اسے ابو حاتم اور ابن صبان نے روایت کیا ہے، اور ابو نعیم جلد دوم ص ۶ پر بھی موجود ہے۔

حدیث

دوسری روایت میں یوں ہے کہ ابن مسعود نے فرمایا میں عقبہ بن ابی معیط کی بکریاں چرار ہاتھا کہ میرے پاس نبی علیہ السلام اور ابو بکر صدیق آئے۔ جب وہ مشرکین سے بچ کر نکل آئے تھے اور فرمایا بچے! تیرے پاس ہمیں پلانے کو دودھ ہے؟ میں نے کہا دودھ امانت ہے۔ جو میں پلا نہیں سکتا۔ آپ نے فرمایا کوئی چھوٹی بکری ہے جو ابھی صفت کی جاسکی ہو؟ میں نے کہا ہاں اور اسے میں سے آیا۔ ابو بکر صدیق نے اسے پکڑے رکھا اور نبی علیہ السلام نے اس کا تھن پکڑ کر دعا فرمائی تو وہ دودھ سے پھلکنے لگا۔ ابو بکر صدیق پیالہ نما ایک پتھر لے آئے جس میں دودھ دوھا گیا۔ پھر نبی علیہ السلام اور ابو بکر نے دودھ پیا اور مجھے بھی پلایا پھر تھن سے کہا سکو جا تو وہ سکو گیا۔

حدیث

طبرانی نے معجم میں اور غانی نے طبرانی سے نقل کرتے ہوئے روایت کیا ہے کہ عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہیں۔ میں نبی علیہ السلام کے پاس ایسی بکری لایا جس کے تھن تھے ہی نہیں (بالکل خشک بکری تھی) نبی علیہ السلام نے تھنوں والی جگہ پر ہاتھ پھیرا تو دودھ سے بھرا تھن پیدا ہو گیا۔ میں ایک پیالہ بنا پھرے آیا۔ آپ نے دودھ نکالا جسے اپنے ابو بکر صدیق کو بھی پلایا اور مجھے بھی۔ پھر تھن سے کہا سکوڑ جا تو وہ حسب سابق ختم ہو گیا۔ جب میں نے یہ دیکھا تو عرض کیا مجھے بھی یہ آیت سکھائیں فرمایا تم ابھی زیر تربیت کیے ہو اللہ تمہیں برکت دے۔ میں اسلام لے آیا۔ ابھی ہم حرا پہاڑ پر تھے کہ سورہ والموسلات آپ پر نازل ہو گئی۔

تشریح :

وجدان سلیم کا فیصلہ یہی ہے کہ ابن مسعود سے نبی علیہ السلام اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہما کی یہ ملاقات ہجرت سے قبل کسی دوسرے سفر میں ہوئی تھی۔ کیونکہ سفر ہجرت میں جس غلام سے اپنے دودھ مانگا تھا۔ وہ اور تھا۔ وہاں خود غلام نے دودھ نکالا تھا اور یہاں نبی علیہ السلام نے۔ وہاں اور برتن تھا۔ یہاں اور۔

علاوہ ازیں اس بات کی سب سے بڑی دلیل خود ابن مسعود کا اپنا قول ہے کہ ہم حرا پہاڑ پر تھے کہ سورہ والموسلات نازل ہو گئی۔ جب کہ سفر ہجرت کے دوران نبی علیہ السلام کا حرا پہاڑ پر جانا اور وہاں اس سورت کا نازل ہونا کہیں ثابت نہیں بلکہ یہ بات قوی دلائل سے ثابت ہے کہ والموسلات ہجرت سے قبل نازل ہوئی ہے۔ چنانچہ بخاری و مسلم کی متنق علیہ حدیث ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم منیٰ میں ایک غار پر نبی علیہ السلام کے پاس بیٹھے تھے کہ سورہ والموسلات نازل ہوئی۔

آپ پڑھ رہے تھے اور میں اسے سیکھ رہا تھا۔ کیونکہ آپ اس وقت اس سورہ سے رطب اللسان تھے۔ اچانک ایک سانپ کو دیا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا اسے مار دو ہم اسے مارنے دوڑے تو وہ کہیں روپوش ہو گیا۔ آپ نے فرمایا تم اسکی نثر سے اور وہ تمہاری نثر سے محفوظ ہو گیا۔

جب امام معبد کا جھونپڑا نور رسالت سے جگمگا اٹھا

حدیث

جیش بن خالد ابی رسول کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ ابو بکر صدیق کا غلام عامر بن فہیرہ اور انکارا ہبر لیت بن عبید اللہ بن اریقظ بنہ بنینوں ملکہ سے نقد ہجرت مدینہ منورہ کو روانہ ہوئے راستہ میں ام معبد خزاعیہ کے دو خیموں پر گزر ہوا۔ جو مضبوط جسم کی ہوشیار عورت تھی۔ وہ دروازے کے پیچھے سے مکمل تحقیق کر لینے کے بعد کہ آنے والا کون ہے، مسافر کو کھانا بھی دیتی اور پانی بھی۔

نبی علیہ السلام اور آپ کے ساتھیوں نے اس سے کھجور یا گوشت کا سوال کیا کہ اگر ہے تو ہم خرید لیں۔ مگر وہ اس کے پاس نہ تھا۔ جب کہ ان لوگوں کا زاد راہ ختم ہونے کو تھا۔ اچانک نبی علیہ السلام نے خیمے کے ایک کونے میں بکری بندھی دیکھی۔ آپ نے فرمایا۔ ام معبد! یہ بکری کیسی ہے؟ اس نے کہا یہ دیگر بکریوں کے ساتھ چرنے کو نہیں جاسکتی۔ آپ نے فرمایا دودھ دیتی ہے؟ کہنے لگی دودھ کی عمر سے گزر چکی ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے اس کا دودھ دو دھتے دو گی؟ کہا میرے والدین تم پر قربان کیوں نہیں؟ اگر اس میں دودھ دیکھتے ہو تو شوق سے دوھ لو۔

فدعا بہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ففسح بیداء صنوعها
وسوی اللہ ودعا لہا فی شانہا فتجاجت علیہ ودات۔

نبی علیہ السلام نے بکری کو پکڑ کر اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرا۔ اور دعا کی تو تھن دودھ سے اس قدر بھر گئے کہ ان سے از خود دودھ ٹپکنا شروع ہو گیا۔ آپ نے برتن منگوا کر اسے دوھنا شروع کیا تو وہ دیکھتے ہی دیکھتے لبالب ہو گیا۔ آپ نے ام معبد کو پلایا پھر اپنے ساتھیوں کو دیا۔ سب کے سب سیر ہو گئے تو آخر میں آپ نے خود بھی نوش فرمایا پھر دوسرا برتن منگوا یا وہ بھی بھر گیا اور یوں ام معبد کے جمد برتن دودھ سے پھلکنے لگے۔ آپ نے بکری وہیں چھوڑی اور چل دیے۔

شام کو ام معبد کا شوہر ابو معبد بکریاں چرا کر واپس آیا۔ اور خشک و ناتواں بکریاں اس کے آگے آگے تھیں۔ اس نے دیکھا کہ گھر میں ہر طرف دودھ ہی دودھ تھا۔ تعجب سے بولا ام معبد! یہ کیا ہے؟ گھر میں ایک بکری ہے؟ وہ بھی خشک۔ اور دوھنے والا بھی کوئی نہیں ام معبد بولی یہ بات نہیں۔ دراصل آج یہاں ایک مبارک شخص آیا اور برکتیں بانٹتا چلا گیا۔ اس نے کہا مجھے اس کے خدو حال بتلاؤ۔ کہنے لگی۔ خندہ پیشانی۔ نورانی چہرہ۔ خوش اخلاق۔ نہ پیٹ بڑا نہ سر چھوٹا۔ حسن و جمال کا پیکر۔ سیاہ اور لمبی آنکھیں۔ آواز میں رعب۔ لمبی گردن۔ گھنی داڑھی۔ ابرو باریک اور باہم ملے ہوئے۔ چپ رہیں تو پروتار لگیں۔ بولیں تو ہلتے ہونٹ دل موہ لیں۔ دور سے دیکھو تو حسن کا پیکر قریب سے دیکھو تو مجسمہ جمال۔ گفتگو واضح سادہ اور میٹھی۔ نہ ضرورت سے زیادہ بولیں نہ کم اور جب لب ہلائیں تو یوں لگے جیسے منہ سے موتی گر رہے ہیں۔ میانہ قد آنکھ کو بھائے جو حد سے زیادہ سے نہ کم۔ مختلف قد کے تین آدمی کھڑے ہوں تو جس کا قد دل کو بھائے وہی آپ کا مجسمہ ہے۔

آپ کا علیہ بیان کرنے کے بعد ام معبد بولی ان کے ساتھ خدمت گزار ساتھی بھی تھے۔ اگر وہ کوئی بات کہتے تو ان کے ساتھ چپ ہو جاتے اور کوئی حکم کرتے تو اسے پورا کر دکھانے کے لیے لپک پڑتے آنے والے بزرگ بڑے نرم خو، مخدوم

اور غرور و تکبر سے نا آشنا تھے۔

یہ سن کر ابو معبد بولا قسم بخدا یہی وہ قریشی جوان ہے جس کی مکہ شہر میں دھوم پڑی ہے۔ میں نے تہتیا کر لیا ہے کہ ان کی غلامی اختیار کروں گا اگر قسمت نے ساتھ دیا تو۔

ادھر مکہ مکرمہ میں ہر طرف ایک بلند آواز گونج رہی تھی اور بولنے والا نہ نظر نہ آتا تھا وہ آواز یہ شعر تھے یہ

جزی اللہ رب الناس خیر جزائیہ
ہما نزلا بالہدی فاہتدیا بہ
فیما لقصی ما ذوی اللہ عنکم
سلوا ختکو عن مشائہا واناہا
وعاہا بشاة حائل فتحلبت
فغادرہا رہنا لیدیہا کحالب
رفیقین حلا خیمتی اُمّ معبد
فقد فاز من امی رفیق محمد
بہ من فعال ارفخار و سود
فانکم ان تسلاو الشاة تشہد
علیہا صریحا ضرة الشاء مزید
یردہا فی مصدر ثر مورد

ترجمہ : ۱۔ تمام لوگوں کا رب ان دونوں دوستوں کو بہتر جزا دے۔ جو ام معبد کے خیمے میں اترے ہیں۔

۲۔ وہ ہدایت لیکر اترے جس سے وہ خود منصف تھے۔ تو کامیاب ہے وہ شخص جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھی ہے۔

۳۔ اے نبی قصی تمہیں مبارک ہو جو اللہ نے تم سے غرور و تکبر اور بری خصال دور کر دیں۔

۴۔ اپنی بہن (ام معبد) سے اپنی بکری اور برتنوں کا حال پوچھو۔ نہیں تو بکری ہی سے

۱۰ اشعار امام ابو نعیم نے بھی دلائل النبوة جلد ۲ ص ۳۳۸ پر روایت کیے ہیں۔

پوچھو۔ وہ بھی اس کی رسالت کی گواہی دیگی۔

۵۔ اس نے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے) ام معبد سے خشک بکری مانگی تو اس کے تھنوں نے (دستِ نبوت کی برکت سے) بھر بھر کر دودھ گرانا شروع کر دیا۔

۶۔ پھر وہ بکری کو عورت کے پاس ہی چھوڑ گیا۔ اس دوھتے واے کی طرح جو اپنی بکری کو گھر سے نکالتا اور چراگاہ کو لے جاتا ہے۔

اس حدیث کو ابو القاسم حافظ دمشقی نے اربعین طوالت میں روایت کیا

ہے۔

آقا یہ ہیں میں تو غلام ہوں

حدیث

عبدالرحمن بن بن ساعدہ کہتے ہیں۔ میری قوم کے کئی آدمیوں نے صحابہ کرام سے یہ روایت کی ہے کہ جب ہم نے سنا کہ نبی علیہ السلام مکہ سے مدینہ پہنچ رہے ہیں تو ہم آپ کی آمد کی امید پر روزانہ نماز فجر کے بعد مدینہ سے باہر مدینہ کے کنارے آکر آپ کے انتظار میں بیٹھ جاتے تھے۔ پھر قسم بخدا جب تک کچھ بھی سایہ رہتا ہم اپنی جگہ سے نہ ہلتے۔ یعنی جب دھوپ سے بچنے اور سر چھپانے کو کوئی جگہ نہیں رہتی تو ہم گھروں میں آجاتے ان دنوں گرمی بھی زوروں پر تھی۔ تو جس دن نبی علیہ السلام نے پہنچنا تھا ہم کڑکتی دوپہر تک حسب سابق انتظار میں بیٹھے رہے۔ پھر جب ہم گھروں میں جا لیٹے تو آپ تشریف لے آئے سب سے پہلے آپ کو ایک یہودی نے دیکھا جو ہمیں روزانہ انتظار میں بیٹھے دیکھا کرتا تھا۔ وہ بلند آواز سے پکارنے لگا۔ اے بنو قریظہ تمہارا مقصد آ پہنچا۔ ہم نبی علیہ السلام کے استقبال کے لیے دوڑے

آئے۔ آپ اس وقت ابو بکر صدیق کے ساتھ ایک درخت کے نیچے بیٹھے تھے۔ ہم میں سے اکثر نے آپ کو نہ دیکھا تھا۔ اور لوگ تھے کہ امدے چلے آرہے تھے اور یہ معلوم نہ تھا کہ خادم کون ہے اور مخدوم کون۔ ابو بکر صدیق اٹھے اور اپنی چادر سے آپ کو سایہ کرنے لگے۔ تب ہمیں آپ کا صحیح پتہ چلا۔

اسے ابن اسحاق نے بلفظ روایت کیا ہے۔ جبکہ معنوی طور پر یہ حدیث بخاری و مسلم میں بھی ہے۔

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام مدینہ طیبہ وارد ہوئے تو آپ کے ساتھ ابو بکر صدیق بھی تھے۔ ابو بکر بوڑھے اور لوگوں میں معروف تھے۔ جب کہ نبی علیہ السلام ان کی نسبت جوان اور غیر معروف تھے۔ تو ہجرت کے راستے میں منے والا کوئی بھی شخص جب ابو بکر صدیق سے پوچھتا کہ تمہارے اگے کون بیٹھا ہے؟ تو وہ کہتے یہ شخص مجھے راہ دکھا رہا ہے۔ لوگ سمجھتے کہ کوئی راہبر لیا ہو گا ابو بکر نے سفر کاٹنے کو۔ جبکہ ابو بکر صدیق کا مقصد تھا یہ بھلائی کا راستہ بتلاتے ہیں۔ اچانک ابو بکر صدیق نے پیچھے دیکھا تو ایک راز سر پر آہنچا تھا۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ سوار آگیا ہے آپ نے پیچھے موڑ کر ارشاد فرمایا۔ اے اللہ! اسے گرا دے تو فوراً گھوڑے نے اسے زمین پر پٹخ دیا اور خود پھر سے کھڑا ہو کر ہنہانے لگا۔ سوار کہنے لگا اے اللہ کے نبی! جو حکم ہو مجھے ارشاد فرمائیے۔ آپ نے فرمایا یہیں کھڑے رہو اور پیچھے ہماری جستجو میں آنے والوں کو تم تک نہ پہنچنے دو۔

حضرت انس کہتے ہیں وہ شخص صبح آپ کا دشمن تھا اور رات کو آپ کا مددگار بن

چکا تھا۔

اس کے بعد نبی علیہ السلام مقام حرہ پر (مدینہ منورہ کے قریب) اترے اور انصار

کو بلا بھیجا وہ آپ کے پاس حاضر ہوئے۔ انہوں نے سلام عرض کیا۔ اور کہا کہ دونوں حضرات ہمارے ساتھ سوار ہو جائیں۔ ہم آپ کو اطمینان و امن سے لے چلیں گے تو نبی علیہ السلام اور ابو بکر سوار ہو گئے۔ انصار اسلحہ لے کر ساتھ ساتھ چلے، نو مدینہ منورہ میں ہر طرف چمچا ہو گیا۔ جاؤ نبی اللہ (اللہ کا رسول آگیا) آپ چلتے رہے تا آنکہ ابو ایوب انصاری کے گھر کے پاس اتر پڑے نبی علیہ السلام نے فرمایا یہاں سے کس شخص کا گھر زیادہ قریب ہے۔ ابو ایوب عرض کرنے لگے۔ یہ میرا گھر ہے اور یہ دروازہ۔ آپ نے فرمایا اچھا جاؤ اور ہمارے آرام کرنے کو جگہ بنا دو۔ ابو ایوب نے عرض کیا پھر اللہ کی برکت پر دونوں حضرات ہمارے غریب خانہ میں تشریف لے آئے (جگہ تو پہلے سے تیار کر کے رکھی ہے)

اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا ہے۔ دیکھیے بخاری جلد ۱۱

حدیث

حضرت انس سے روایت ہے نبی علیہ السلام ابو بکر کے پیچھے سواری پر بیٹھے تھے۔ جب ابو بکر صدیق کسی قریشی گروہ کے قریب سے گزرتے تو وہ پوچھتے تمہارے ساتھ والا کون ہے؟ وہ جواب دیتے کہ یہ شخص راستہ بتلاتا ہے یہ۔ اسے علوانی نے بخاری و مسلم کی شرائط پر بیان کیا ہے۔

تشریح :

ایسے ہی مضمون کی دیگر روایات بھی ہیں۔ مگر بعض میں ہے کہ ابو بکر صدیق نبی علیہ السلام کے پیچھے بیٹھے تھے۔ لوگوں نے پوچھا یہ ساتھ کون ہے۔ جن کی اس قدر عزت کر

لے اس سے مراد وہ قریشی قبائل ہیں جو مدینہ کے راستہ میں آباد تھے۔

رہے ہو؟ تو فرمایا یہ صاحب مجھے راستہ دکھا رہے ہیں۔ یہ بھی احادیث میں ہے کہ ابو بکر صدیق عامر بن فہیرہ کے پیچھے سوار تھے۔ مگر ان روایات میں کوئی تضاد نہیں۔ کیونکہ تین سواریاں تھیں اور چار سوار ۱۔ نبی علیہ السلام ۲۔ ابو بکر صدیق ۳۔ عامر بن فہیرہ اور راہبر ۴۔ کیت بن عبید اللہ۔ تو وہ بدل بدل کر ایک دوسرے کے پیچھے سوار ہو رہے تھے۔

آمد رسول پر مدینہ میں جشن بہاراں

حدیث

حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ کے بچوں کے ساتھ گلیوں میں کھیل کود رہا تھا۔ جو کہہ رہے تھے جا محمدؐ اصلی اللہ علیہ وسلم آگئے مجھے ابھی کچھ نظر نہیں آیا تھا کہ اچانک میں نے دیکھا۔ نبی علیہ السلام اور ابو بکر صدیق تشریف لارہے ہیں۔ ہم بچے مدینہ طیبہ کی بعض گھاٹیوں میں جا کر تھپ گئے۔ نبی علیہ السلام اور ابو بکر صدیق نے ایک آدمی انصار کو بلانے کے لیے بھیجا۔ تو دیکھتے ہی دیکھتے پانچ سو آدمی آپ کے استقبال کو آڈائے اور عرض کرنے لگے ہمارے ساتھ اطمینان اور امن سے تشریف لے چلے۔ تو آپؐ دونوں انصار کی معیت میں چل کھڑے ہوئے۔ انہیں دیکھنے کو مدینہ کی عورتیں چھتوں پر چڑھ آئی تھیں۔ اور ایک دوسری سے پوچھ رہی تھیں۔ وہ نبی کون ہیں۔ میں نے ایسا مسرت آمیز منظر کبھی نہیں دیکھا۔ حضرت انسؓ کہا کرتے تھے۔ پھر جب نبی علیہ السلام دنیا سے پر وہ فرما گئے تو ایسا رقت آمیز منظر بھی دیکھنے میں کبھی نہیں آیا۔

ایسی ہی روایات حضرت انسؓ سے مزید بھی ہیں۔ انہیں صاحب دو فضائل ابی بکرؓ،

نے روایت کیا ہے۔

حدیث ..

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ وارد ہوئے تو مسلمانوں نے سرزمین مدینہ سے پرے بدر کے نزدیک صحرا کے کنارے آپکا استقبال کیا۔ آپ انہیں بیکردائیں راستے پر چلے۔ اور ربیع الاول میں بروز پیر بنو عامر بن عوف کے ہاں جا قیام فرمایا۔ نبی علیہ السلام تشریف لا کر خاموش بیٹھ گئے اور ابو بکر صدیق کھڑے رہے کئی انصار جنہوں نے قبل ازیں نبی علیہ السلام کو دیکھا تھا، ابو بکر صدیق کو ہی مرجع و ماویٰ سمجھتے تھے تا آنکہ سورج سر پر آگیا تو ابو بکر اٹھے اور اپنی چادر سے نبی علیہ السلام پر سایہ کر کے کھڑے ہو گئے اس وقت لوگوں نے نبی علیہ السلام کو پہچانا۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

حدیث :-

ابن فضل بن حباب جمحی کہتے ہیں میں نے ابن عائشہ کو اپنے والد سے روایت کرتے سنا ہے کہ نبی علیہ السلام مدینہ طیبہ میں تشریف لائے۔ تو بچے عورتیں اور غلام یہ کہہ رہے تھے۔

كَلِمَاتُ الْبَدْرِ عَلَيْنَا
وَجَبَّ الشُّكْرُ عَلَيْنَا
مِنْ ثَمَنَاتِ الْيَدَاعِ
مَا دَعَى إِلَيْهِ دَاعٍ

ترجمہ: ار ہمارے سروں پر چودھویں رات کا چاند طلوع ہوا ہے جو وداع کی پہاڑیوں سے چمکا ہے۔

۲۔ ہم پر لازم ہے کہ اس وقت تک اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں جب تک اللہ سے دعا کرنے والا ایک شخص (بھی زندہ ہے اور) دعا کر رہا ہے۔ اسے علوانی نے شیخین کی شرائط پر روایت کیا ہے۔

حدیث۔۔

ابن اسحاق کہتے ہیں نبی علیہ السلام کلثوم بن ہمام اور بروایات دیگر سعد بن خثیمہ کے پاس اترے۔ یہ کیونکہ وہ مجروح تھے، بیوی تھی نہ بچے۔ جبکہ ابو بکر صیب بن اساف کے ہاں ٹھہرے اور کہتے ہیں کہ خارجہ بن زید کے پاس ٹھہرے۔

نبی علیہ السلام نبی عمر بن عوف کے ہاں پیر منگل، بدھ اور جمعرات چار روز ٹھہرے۔ اور جمعہ کو وہاں سے رخصت ہوئے۔ اور ابھی سالم بن عوف تک پہنچے تھے کہ نماز ظہر کا وقت ہو گیا۔ وہاں آپ نے بطن وادی میں قائم مسجد میں نماز ادا فرمائی۔ اور یوں مدینہ طیبہ کے علاقہ میں یہ سب سے پہلا جمعہ ادا کیا گیا۔ اس کے بعد آپ انصار کے کئی ایک قبائل پر سے گزرے۔ ہر ایک نے آپ کو اترنے پر مجبور کیا۔ مگر آپ برابر یہی فرماتے رہے۔ میری اونٹنی کا راستہ چھوڑ دو یہ اللہ کی طرف سے اذن یافتہ ہے۔ جب آپ بنی مالک بن نجار کے پاس پہنچے تو جہاں آج مسجد نبویؐ ہے۔ یہاں اونٹنی بیٹھ گئی جو اس وقت بنی نجار کے دو یتیم بچوں کی جگہ تھی جس میں چمڑے سوکھائے جلتے تھے۔ یہاں چند لحظے بیٹھ کر اونٹنی کھڑی ہو گئی۔ اور دو قدم آگے چلی پھر پہلی جگہ آکر بیٹھ گئی۔ یہاں وہ کچھ بیڑائی پھر گردن زمین پر ڈال کر سو گئی۔ آپ پیچے تشریف لے آئے ابو ایوب انصاری آپ کا کچا وہ اٹھا کر گھر لے گئے۔ آپ نے (چند دنوں میں) وہی اونٹنی والی جگہ

سے یاد رہے مدینہ طیبہ سے تقریباً علاقہ یدز تک سرسبز خطہ ہے باغات ہیں اس سے پرے مکہ تک چٹیل صحرا ہے جسے حقرہ کہتے ہیں۔ مذکورہ سرسبز علاقہ میں انصار کے کئی قبائل آباد تھے۔ جن میں نبی علیہ السلام کے تہمیاں بنی نجار بھی تھے۔ نبی علیہ السلام نے یہاں پہنچ کر کئی ایک قبائل کے ہاں قیام فرمایا اسی دوران نماز جمعہ فرض ہوئی اس کے بعد آپ مدینہ شہر میں داخل ہوئے۔

مسجد میں تبدیل کروادی ہے

یہ ابن اسحاق کی عبارت ہے اور بخاری میں کچھ تقدیم و تاخیر کے ساتھ یہی روایت موجود ہے۔

۱۔ اس جگہ کو کس نے خرید کر مسجد کے لیے وقف کیا؟ تاریخ حالات پیغمبر جلد
 نمبر ۳۲ میں یہ الفاظ ہیں ایشان گفتند ما یا از پیغمبر نے خواہیم..... آنحضرت پسند بروقت دیدہ
 مشال زر سرخ بخیرید و فرمود، تا ابو بکر بھائے اس ادا کند۔
 ترجمہ: اس زمین کے مالک (دو تیم بچوں) نے کہا کہ ہم پیغمبر خدا سے قیمت نہیں چاہتے نبی صلی اللہ علیہ
 وسلم نے یہ پسند کیا فرمایا اور دس مشال سرخ سونا پر زمین خریدی اور ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا یہ قیمت
 ادا کر دیں۔

فصل ہنم

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خصوصیات

شیخین کی فضائل کے باب میں اس مضمون کی متعدد احادیث گزر چکی ہیں۔ جن میں تھا کہ باختلاف روایات ابوبکر صدیق سب سے پہلے اسلام لائے۔ آپ ہی نے سب سے پہلے اپنے اسلام کا اعلان کیا۔ جب نبی علیہ السلام نے لوگوں پر دین اسلام پیش کیا تو صرف ابوبکر نے اسے بلا توقف و تردد قبول کیا۔ آپ کا ہی عقیدہ اسلام سب سے افضل ہے۔ آپ ہی صدیق اور سب سے پہلے خطیب و مبلغ اسلام ہیں۔ اور نبی علیہ السلام کے بعد سب سے قبل آپ ہی کیلئے روز قیامت زمین کھولی جائیگی۔

فضائل شیخین کے باب میں ہم یہ بھی بیان کر آئے ہیں کہ جملہ صحابہ میں سے آپ کے سوا کسی کے ماں باپ و دونوں کو دولت اسلام حاصل نہ ہوئی۔ آپ جیسی ہجرت اور خدمت رسول کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔ آپ کا وزن ساری امت سے زائد ہے۔ اور نبی علیہ السلام کبھی آپ سے کبیدہ خاطر نہ ہوئے۔ ایسی ہی بیسیوں خصوصیات ابی بکر صدیق پیچھے گزر چکی ہیں۔ اب مزید خصائص و فضائل پیش خدمت ہیں۔

خصوصیت صدیق اکبرؓ

آپ نے کسی دور میں نبی علیہ السلام کا انکار نہیں کیا۔

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کے وصاف مبارک کے چار روز بعد ابو بکر صدیق اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما اکٹھے قبر انور کی زیارت کے لیے آئے مسجد کے باہر علی مرتضیٰ نے ابو بکر صدیق سے کہا۔ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ آگے بڑھے (یعنی مسجد میں آپ پہلے داخل ہوں) ابو بکر نے فرمایا میں اس شخص سے آگے نہیں بڑھ سکتا جس کے بارہ میں نبی علیہ السلام سے میں نے سنا ہے۔ علی کا مقام میرے ہاں ایسا ہے جیسا اللہ کے ہاں میرا مقام ہے۔ علی مرتضیٰ نے جواب دیا میں بھی ایسے شخص کے آگے نہیں بڑھ سکتا جس کے متعلق میں نے زبان نبوت سے یہ سنا ہے کہ ہر ایک نے میری تکذیب کی سوائے ابو بکر صدیق کے۔ اور صبح اٹھتے ہوئے ہر شخص کے دروازہ پر اندھیرا ہوتا ہے سوا ابو بکر صدیق کے۔ ابو بکر نے پوچھا کیا واقعی آپ نے نبی علیہ السلام سے یہ سنا ہے؟ انہوں نے فرمایا ہاں پھر انہوں نے علی مرتضیٰ کا ہاتھ تھام لیا اور دونوں اکٹھے مسجد میں داخل ہو گئے۔

اسے ابن سمان نے موافقہ میں روایت کیا ہے۔

تشریح :

ہر کسی کے دروازہ پر اندھیرا ہونے سے مراد ہے دل پر اندھیرا چھائے ہونا۔

خصوصیت ابی صدیق نمبر ۲

غار میں خدمت رسول نبی علیہ السلام کی شفقت و محبت اور
ثانی اثین کا لقب

مجھ سے بدلہ لو! ورنہ میں ناراض ہوں!

حدیث

ربیعہ سلمیٰ کہتے ہیں میرے اور ابو بکر صدیق کے درمیان کچھ تکرار ہوئی۔ آپ نے مجھے
ایسا لفظ کہہ دیا جو مجھے ناگوار گزرا۔ آپ نے کہا ربیعہ! تم بھی مجھے ایسے ہی کہہ لو تا کہ بدلہ
ادا ہو جائے۔ میں نے کہا نہیں میں نہیں کہوں گا۔ ابو بکر صدیق نے فرمایا کہہ دو ورنہ میں
نبی علیہ السلام سے امداد چاہوں گا۔ میں نے کہا بہر حال میں آپ کو ایسا لفظ نہیں کہہ
سکتا۔ یہ سن کر ابو بکر نے افسوس سے زمین پر پاؤں مارا اور بارگاہ امام الانبیاء صلی اللہ
علیہ وسلم کی طرف چل پڑے۔ میں بھی پیچھے پیچھے ہو لیا۔ اتنے میں میرے خاندان کے لوگ
آگے اور کہنے لگے ابو بکر سے تمہارا کیا جھگڑا تھا۔ اور وہ نبی علیہ السلام سے کسی بات پر

مدونے کئے ہیں؛ میں نے کہا تم جانتے ہو یہ کون ہے؛ صدیق اکبر ہے جسے اللہ نے اذہما فی الغار خیر دار! جو تم نے اس معاملہ میں میری امداد کرنا چاہی۔ ورنہ ابو بکر کو غصہ آئے گا۔ اور نبی علیہ السلام بھی ناراض ہو جائیں گے اور ان دونوں کی ناراضگی سے اللہ بھی ناراض ہو جائیگا۔ اس طرح میں تباہ ہو جاؤنگا۔ وہ کہنے لگے پھر ہمارے لیے کیا حکم ہے؛ میں نے کہا تم لوگ فوراً واپس پلٹ جاؤ۔

ربیعہ کہتے ہیں ابو بکر صدیق نبی علیہ السلام کے پاس پہنچے تو تیچھے میں بھی پہنچ گیا۔ انہوں نے نبی علیہ السلام کو ساری روئیداد کہہ سنائی تو آپ نے میری طرف نگاہ اٹھائی فرمایا ربیعہ! تمہارا صدیق سے کیا تنازع ہے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! انہوں نے مجھے ایک ناگوار لفظ کہا اور پھر بولے تم بھی مجھے ایسا ہی کہہ لو تا کہ بدل ادا ہو جائے۔ تو میں نے انکار کر دیا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ ربیعہ! اب صدیق سے کوئی بات نہ کہو اتنا کہہ دو کہ اے ابو بکر! اللہ تمہاری بخشش کرے میں نے کہہ دیا۔ اے ابو بکر! اللہ آپ کی بخشش کرے یہ سن کر ابو بکر صدیق روتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے۔

اسے امام احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے۔

حدیث

قاسم بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ انکے پاس ایک شخص آیا کہنے لگا۔ نبی علیہ السلام زندگی میں جس مقام پر اور جس جگہ ٹھہرے حضرت علی مرتضیٰ ہر جگہ آپ کے ساتھ تھے قاسم نے جو ابدیا اس بات پر قسم نہ اٹھانا، اس نے کہا کیوں، انہوں نے فرمایا کیونکہ اللہ کا ارشاد ہے۔ ثانی اتنین اذہما فی الغار۔ (یعنی غار میں ایک ایسی جگہ سے۔ جہاں علی مرتضیٰ نبی علیہ السلام کے ساتھ نہ تھے صرف ابو بکر ہی وہاں حاضر خدمت تھے۔)

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۳

نبی علیہ السلام کے بعد آپ سب امت سے سبقت

لے گئے ہیں

حدیث ..

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ آج کے روز گھڑ دوڑ میں حصہ لینے والے گھوڑے ہیں۔ کل قیامت کو ان کا مقابلہ ہے۔ اور ہدف جنت کا داخلہ ہے۔ راستہ میں رہ جانے والا جہنمی ہے۔ میں پہلے (جنت میں جائیو والا) ہوں میرے بعد ابو بکر ان کے بعد عمر فاروق ہیں۔ اسکے بعد لوگ ہمارے قدموں پر آئیں گے پہلے آئے والا پہلے داخل ہوگا۔ بعد میں آئے والا بعد میں۔

اسے ہمدی باللہ نے اپنی "مشیخت" میں روایت کیا ہے۔ اور تجھی یہ روایت

گذر چکی ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۴

اگر نبی علیہ السلام اللہ کے خلیل نہ ہوتے تو آپ ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اپنا خلیل بناتے حدیث حضرت جناب سے روایت ہے کہ میں نے نبی علیہ السلام سے آپ کی رحلت سے پانچ روز پہلے سنا۔ فرمایا میں رسالت سے بری ہوں کہ تم میں سے کسی کو خلیل بناؤں کیونکہ اللہ نے مجھے اپنا خلیل (محبوب) بنا لیا ہے۔ جیسے ابراہیم علیہ السلام کو بنایا تھا۔ تو اگر میں اپنی امت سے کوئی خلیل بناتا تو ابو بکر صدیق کو بناتا۔

۱۔ شان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ متعلق بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ لازوال فرمان ناسخ التواریخ

حالات پیغمبر جلد نمبر ۱۲۱ پر لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے آخری

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۵

واقعتاً نبی علیہ السلام نے آپ کو اپنا خلیل بنایا

حدیث

حضرت ابو امامہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ابراہیم علیہ السلام کی طرح مجھے بھی اپنا خلیل بنایا ہے اور نبی کے لیے امت میں سے ایک خلیل تھا اور میرا خلیل ابو بکر صدیق ہے۔

اسے واحدی نے اپنی تفسیر البیسط میں روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۶

حدیث نبی علیہ السلام کے ساتھ ہمیشہ اُنخوت و صحبت

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسی انسان کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا مگر وہ میرا بھائی ہے اور میرا صحابی اور اللہ نے تمہارے ساتھ ہی خطبہ میں جو آپ نے بحالت بیماری سر منبر ارشاد فرمایا تھا یہ فرمایا

إِنَّ مِنْ أُمَّةٍ النَّاسِ عَلَىٰ فِي مَحَبَّتِهِ وَمَالِهِ أَبَا بَكْرٍ بِنِ ابْنِ قَحَافَةَ كَمَا تَوَاتَرَتْ

خَلِيلًا لَا تَخَذُلُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا

ترجمہ: جس شخص کی صحبت اور ماں نے مجھے سب لوگوں سے زیادہ فائدہ پہنچایا ہے وہ ابو بکر بن ابی قحافہ ہے اور اگر میں دنیا میں کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو خلیل بناتا۔

یاد رہے یہ حدیث ابو بکر صدیق کے سب صحابہ سے افضل ہونے پر بھی وال ہے

(نبی علیہ السلام) کو اپنا خلیل (محبوب) بنا لیا ہے۔
 حدیث۔ اسے مسلم اور ابو حاتم نے روایت کیا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسی کو اپنا خلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا مگر وہ میرا بھائی ہے اور میرا صحابی۔ جبکہ دوسری روایت میں ہے کہ اگر ساری امت سے کوئی کو میرا محبوب ہوتا تو ابو بکر ہوتا۔ مگر اسلامی بھائی چارہ اس سے افضل ہے۔
 اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

حدیث۔

حضرت ابی بن کعبؓ نے فرمایا۔ اے لوگو! نبی علیہ السلام سے میری ملاقات کو ابھی بہت ہی کم عرصہ گزرا ہے مجھ سے نزدیک تر زمانہ میں کسی نے آپ سے ملاقات نہیں کی۔ میں آپ کے وصال سے پانچ روز پہلے۔ آپ کے پاس حاضر ہوا تو دیکھا آپ ہاتھ پر ہاتھ ملتے ہوئے فرماتے جا رہے ہیں۔ ہر نبی کے لیے امت میں سے ایک خلیل تھا اور میرا نہیں ابو بکر بن ابی قحافہ ہے۔ یاد رکھو! ابراہیم علیہ السلام کی طرح اللہ نے مجھے اپنا خلیل (دوست) بنا لیا ہے۔

تشریح:

مذکورہ احادیث میں سے بعض میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اللہ کے سوا کوئی بھی میرا خلیل نہیں ہے جبکہ حدیث میں فرمان نبی صاف اچکا ہے کہ ابو بکر صدیق میرا خلیل ہے مگر حقیقت میں اس کا سلام کے اندر کوئی تعارض نہیں۔ کیونکہ ممکن ہے جب نبی علیہ السلام نے فرمایا اللہ کے سوا کوئی میرا خلیل نہیں اور میرا محبوب صرف اللہ ہے۔ تو اس اخلاص کے صلہ میں اللہ نے آپ کو ابو بکر صدیق سے رشتہ اخوت و خلت کی اجازت

عنایت فرمائی۔ لہذا نفی والی احادیث پہلے دور کی ہیں اور اثبات والی بعد والے دور کی اور ایسا ذن آپ کو صرف ابو بکر صدیق کی شان ظاہر کرنے کے لیے ملا۔ مگر اس طرح اللہ کی خلعت کی نفی نہیں ہو جاتی بلکہ نبی علیہ السلام اللہ کے خلیس اور ابو بکر رضی نبی علیہ السلام کے خلیس ٹھہرے۔

خصوصیت صدیق اکبر نمبر (۶)

مسجد نبوی میں صرف آپ کا ہی دوازہ کھلا چھوڑا گیا

حدیث

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی میں کھننے والے تمام دوازے بند کروا دیے مگر ابو بکر صدیق کا دروازہ قائم رکھا بلکہ اسے ترمذی، ابو حاتم اور ابن اسحاق نے روایت کیا ہے

اے مسجد نبوی کی دیواروں میں صحابہ نے اپنے اپنے گھروں کے قریب دروازے بنا رکھے تھے جن سے روشنی بھی آتی تھی اور نماز باجماعت کے لیے جلد از جلد پہنچنے کی سہولت بھی تھی بعد میں نبی علیہ السلام نے یہ دروازے بند کرادیئے تاکہ مسجد کا ایک ہی عام راستہ قائم ہو اور تقدس برقرار رہے۔ مابینہ ابو بکر صدیق کا دروازہ قائم رہنے دیا گیا اور یہ حکم اپنے حیات ظاہرہ کے آخری ایام میں فرمایا تھا۔ اسمیں ابو بکر صدیق کی خلافت و امامت کی طرف اشارہ بھی کیونکہ ان کے مکان کا دروازہ مسجد ہی میں کھلا کرتا ہے۔

حدیث

حضرت حمیر بن نضیرؓ سے روایت ہے کہ مسجد نبوی میں دروازے کھلے ہوتے تھے
نبی علیہ السلام نے ابو بکر صدیق کے سوا سب لوگوں کے دروازے بند کرادیئے۔ لوگوں
نے کہا اپنے خلیل کے سوا سب کے دروازے بند کرادیئے ہیں، آپ کو یہ بات پہنچی تو
آپ نے فرمایا تم کہتے ہو نبیؐ نے ہمارے دروازے بند کر دیئے اور اپنے دوست کا
دروازہ کھلا رکھا، یاد رکھو! اگر کوئی میرا خلیل ہوتا ہو تو وہی (ابو بکر) ہوتا مگر میرا خلیل اللہ ہے
تو کیا تم میرے ساتھ میرے لیے نہیں رہنے دیتے، اس نے اپنی جان و مال سے میری مدد
کی اور اس وقت میری تصدیق کی جب تم مجھے جھٹلا رہے تھے۔

اسے صاحب "وقضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔ یہ حدیث مرسل ہے اور تفصیلاً

آگے آرہی ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیقؓ نمبر ۱

فرمان نبیؐ مجھے اپنی محبت و مال سے ابو بکر نے سب سے زیادہ امن دیا

حدیث

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس
نے اپنی محبت اور مال سے مجھے سب سے زیادہ امن دیا ابو بکر ہے۔ اگر میں کسی کو
خلیل بنانا تو ابو بکر کو بنانا مگر اسلامی بھائی چارہ بہتر ہے، مسجد میں ابو بکر صدیق کے سوا کسی کی

۱۰ پیچھے حدیث نمبر ۲۷۱ کے تحت ناسخ التواریخ کے حوالے سے اسی مفہوم

کو بیان کیا جا چکا ہے

کھڑکی باقی نہ رکھی جائے سب ختم کر دی جائیں۔

اسے امام احمد بن حنبل ترمذی اور ابو حاتم نے روایت کیا ہے۔

حدیث :-

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مرضِ وفات میں اپنا سر باندھے مسجد میں تشریف لاکر منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔
 إِنَّهُ لَيْسَ مِنَ النَّاسِ أَحَدٌ مِنْ عَلِيٍّ يَنْفُسِيهِ وَمَالِهِ مِنْ ابْنِ أَبِي
 قَعَافَةَ وَلَوْ كُنْتُ مَتَّخِذًا مِنَ النَّاسِ خَلِيلًا لَأَتَّخَذْتُ أَبَا بَكْرٍ خَلِيلًا لَكِنَّ
 خُلَّةَ الْإِسْلَامِ سُدُّوا عَنِّي كُلَّ خَوْخَةٍ فِي الْمَسْجِدِ عَنِّي

خوخة ابی بکر

کسی شخص نے ابو قحافہ کے بیٹے سے بڑھ کر اپنی جان و مال اور محبت سے مجھے امن نہیں دیا۔ اگر میں کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا مگر اسلامی دوستی اہم ہے۔ مسجد سے ہر کھڑکی لے بند کر دو مگر ابو بکر والی قائم رکھو۔

اسے بخاری، ابو حاتم اور امام احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے۔ مذکورہ الفاظ ابو

حاتم کے ہیں۔

تشریح :

اس حدیث میں نبی صلیہ السلام نے لوگوں کا یہ طمع اور امید ختم کی ہے کہ ابو بکر صدیق کے علاوہ کوئی خلافت کا طلب گار ہو۔ خصوصاً آپ کا سخت مرض کی حالت میں تیکلف منبر پر آنا

لے پہلے دروازے کا لفظ تھا اب کھڑکی کا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے اپنے دروازے بند کر دئے تھے اور کھڑکیاں بنوادی تھیں بعد میں اپنے وصال کے قریب کھڑکیاں بھی بند کر وادیں۔

خطاب کرنا اور لوگوں کو صدیق اکبر کے فضائل بتلانا اس بات کی بہت بڑی تنبیہ تھی کہ خلیفہ ابو بکر ہے۔ گویا آپ فرما رہے ہیں تو دنیا سے جا رہا ہوں تم لوگ ابو بکر کا دامن تھامے رکھنا۔

حدیث

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے واپسی تشریف لائے تو منبر پر جلوہ افروز ہو کر فرمایا۔ ایک بندہ ہے جسے اللہ نے اختیار دیا ہے کہ چاہے تو ہمیشہ دنیا میں رہے اور اس کی بہاریں ٹوٹا رہے۔ اور چاہے تو اللہ کے ہاں تیار شدہ جنت کی طرف آجائے۔ تو اس بندے نے جنت کو اختیار کر لیا۔ یہ سن کر ابو بکر صدیق رو پڑے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ہمارے ماں باپ آپ پر قربان۔

تو جس بندے کو اختیار ملا وہ خود نبی علیہ السلام تھے مگر آپ نے واضح طور پر نہ بتلایا تھا کہ لوگ غزدہ نہ ہوں۔ یہ راز ابو بکر ہی سمجھ پائے۔ کیونکہ وہ سب سے بہتر عالم تھے۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اپنی محبت اور مال سے ابو بکر نے ہی مجھے زیادہ امن دیا ہے۔ اگر میں کسی کو خلیف بناتا تو ابو بکر کو بناتا مگر اسلامی بھائی چارہ سب سے بہتر ہے۔ پھر فرمایا ابو بکر کے سوا ہر ایک کی کھڑکی بند کر دی جائے۔ یہ سن کر ہم جان گئے کہ نبی علیہ السلام ابو بکر کو اپنا جانشین بنانا چاہتے ہیں۔

اسے حافظ ابوالقاسم دمشقی نے روایت کیا ہے۔ اس کا متن صحیح ہے مگر سند غریب ہے۔

حدیث

ابو المعالی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی ہی روایت کی ہے جس میں ہے کہ اپنے فرمایا اسلامی بھائی چارہ اور محبت ہی بہتر ہے۔

اسے ترمذی اور حافظ دمشقی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث ۱

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی جان و مال سے جس نے مجھے زیادہ امن دیا ابو بکر ہے۔ اور اگر میں کسی کو غیبی بتاتا تو اسے بتاتا مگر اسلامی بھائی چارہ بہتر ہے۔ اور قبیلہ کی طرف موجود ہر کھڑکی بند کر دی جائے سوا ابو بکر صدیق کے۔

تشریح :

اس سے صاف معلوم ہو رہا ہے جو کھڑکیاں بند کی گئیں رسمت قبیلہ میں تھیں۔ انہی میں سے ایک کھڑکی ابو بکر صدیق والی کھلی رکھی گئی تاکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انہیں امامت کے لیے مسجد تک آنے میں آسانی رہے۔

حدیث ۲

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو بکر سے بڑھکر کسی نے مجھ پر احسانات نہیں کیے انہوں نے اپنی جان و مال سے میری مدد کی اور اپنی بیٹی مجھ سے بیاہ دی یہ

اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔

حدیث ۳

حضرت سہل سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو بکر صدیق سے سب سے

۱۔ شیعہ مورخین بھی تسلیم کرتے ہیں کہ ابو بکر صدیق نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد ملو اور افسردہ پایا تو اپنی بیٹی آپ سے بیاہ دی حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمریں بہت بڑا فرق تھا۔ دیکھئے تاریخ الممۃ۔

بڑھ کر اپنی محبت اور مال سے مجھے امن دیا، تو اسکی محبت اسکا تشکر یہ اور اسکے احسانات ضرور رکھنا مجھ پر واجب ہے۔ اسے خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں اور صاحب دو فضائل ابی بکر، نے روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیقؓ نمبر ۹

ارشاد نبوی! صدیق سے بڑھ کر کسی انسان کے مال نے مجھے نفع نہیں دیا

حدیث:

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے کسی مال نے اس قدر فائدہ نہیں پہنچایا جس قدر ابو بکر صدیق کا مال نفع مند ثابت ہوا ہے۔ یہ سُن کر ابو بکر رو پڑے۔ عرض کیا میری جان اور میرا مال آپ ہی کے لیے ہے۔

اسے امام احمد بن حنبل، ابو حاتم، ابن ماجہ اور حافظ دمشقی نے موافقات میں روایت کیا ہے۔

حدیث:

حضرت مسیبؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو بکر کے مال جیسا نفع مجھے کسی مال سے حاصل نہیں ہوا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے مال میں ایسا ہی تصرف کرتے تھے جیسے اپنے مال میں کرتے تھے۔

اسے عبدالرزاق نے اپنی جامع میں اور صاحب دو فضائل ابی بکر، نے روایت

کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۱

شان صدیقی میں شہادت حیدر کرار

حدیث

شعی سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق نے ایک بار علی مرتضیٰ کو دیکھ کر فرمایا جو شخص چاہتا ہے کہ ایسا انسان دیکھے جو نبی علیہ السلام کا سب سے قریبی رشتہ دار سب سے زیادہ خصائص نبوت سے بہرہ ور اور نبی علیہ السلام کا محبوب ترین ہو۔ وہ علی مرتضیٰ کو دیکھے۔ تو حضرت علیؑ نے فرمایا۔ ابو بکر نے اگر یہ کہا ہے تو یاد رکھو! وہ انسانوں میں سب سے زیادہ رحم دل، یار غار نبی اور اپنے مال سے نبی علیہ السلام کو سب سے زیادہ نفع دہندہ ہیں۔

اسے ابن سمان نے روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۱

نبی کریم صدیقی احسانات کا بدلہ اللہ ہی دے گا

حدیث: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مَا لِأَحَدٍ عِنْدَنَا يَدٌ إِلَّا وَقَدْ كَافِيََا خَلَا أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّهُ

عِنْدَنَا يَكْفِيْنَا اللَّهُ بِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

مجھ پر جس کسی کا احسان تھا۔ میں نے اس کا بدلہ چکا دیا ہے۔ مگر

ابو بکر کے وہ احسانات ہیں۔ جن کا بدلہ اللہ تعالیٰ روز قیامت انہیں عطا

فرمائے گا۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیقؓ نمبر ۱۲

ذاتِ نبی پر جان و مال کی قربانی اور روشن ضمیری

کیا تم میرے ساتھی کو چھوڑتے نہیں؟ ارشادِ نبیؐ

حدیث

مقدم بن معدیکربؓ سے روایت ہے کہ حضرت عقیل بن ابی طالب (علی مرتضیٰ کے بھائی) اور ابو بکر صدیقؓ میں باہم تکرار ہو گئی، ابو بکر صدیقؓ نے نبی علیہ السلام سے انکی تپسی قرابت کو ملحوظ رکھ کر نرمی اور خاموشی اختیار کی۔ البتہ نبی علیہ السلام سے شکایت کی۔ نبی علیہ السلام یہ سن کر لوگوں میں کھڑے ہو کر فرمانے لگے، کیا تم میرے ساتھی کو چھوڑتے نہیں؟ تمہارا اس سے کیا موازنہ؟ قسم بخدا تم میں سے ہر ایک کے دروازہ دل پر اندھیرا ہے۔ سوا ابو بکر کے اس کا دل نور سے معمور ہے۔ قسم بخدا تم نے (آغاز ظہور اسلام میں) کہا کہ نبیؐ بھوٹے کہتا ہے، مگر صدیقؓ نے کہا نبیؐ سچ کہتا ہے۔ تم نے اپنے مال روک لیے۔ اس نے اپنا سب کچھ نچھاور کر دیا۔ اور تم نے مجھے زلت دینا چاہی مگر اس نے میرے لیے جان ماری۔

اسے صاحب "وفضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔ جبکہ ہمیں ابو القاسم عبدالرحمن نے اپنے دادا حافظ سلفی سے یہی روایت بیان کی ہے۔ جس کے آخری الفاظ یہ ہیں۔

ابو بکر کے مال جیسا نفع مجھے کسی کے مال سے حاصل نہیں ہوا۔

حدیث .

حضرت ابو درودا کہتے ہیں میں نبی علیہ السلام کے حضور بیٹھا تھا۔ اچانک ابو بکر صدیق گھٹنوں تک دامن اٹھائے حاضر خدمت ہوئے نبی علیہ السلام نے انہیں دیکھتے ہی فرمایا تمہارا ساتھ بیٹی میں سبقت لے گیا ہے۔ پھر وہ گویا ہوئے۔ یا رسول اللہ! میرے اور عمر بن خطاب کے درمیان کوئی معمولی سی بات تھی میں نے کچھ تیز بات کہدی۔ پھر شرمندہ ہوا اور عمر سے معافی مانگی مگر انہوں نے نہیں دی تو میں آپ کے حضور آ گیا ہوں۔ آپ نے تین بار فرمایا۔ ابو بکر! اللہ تمہیں معاف کرے۔ اس کے بعد عمر فاروق کو ندامت ہوئی تو وہ ابو بکر کے مکان پر گئے معلوم ہوا وہ نبی علیہ السلام کے پاس گئے ہیں، عمر وہاں پہنچے، انہیں دیکھ کر نبی علیہ السلام کے رخ انور کی رنگت بدلتے لگی۔ ابو بکر کو ڈر ہونے لگا اور گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر (عاجزانہ) بولے یا رسول اللہ! عمر پر میں نے زیادتی کی تھی۔ دوبارہ پھر یہی کہا، نبی علیہ السلام نے فرمایا۔

إِنَّ اللَّهَ بَعَثَنِي إِلَيْكُمْ فَقُلْتُمْ كَذِبًا وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ صَدَقْتَ وَدَاسَانِي بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فَهَلْ أَنْتُمْ تَارِكُونَ لِي صَاحِبِي -

اللہ نے مجھے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا اور تم نے کہا یہ جھوٹ کہتا ہے۔ صدیق نے کہا سچ کہتا ہے۔ پھر اس نے اپنی جان و مال سے میری مدد کی، تو کیا تم میرے ساتھ کو تھپوڑو گے یا نہیں؟ آپ نے دوبارہ یہی فرمایا۔ اس کے بعد ابو بکر صدیق کو کسی نے ایذا نہ دی۔

اسے صرف بخاری تے ہی روایت کیا ہے۔

حدیث

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ابو بکر

دنیا و آخرت میں میرا بھائی ہے۔ اللہ اس پر رحم کرے اور اللہ کے رسول کی طرف سے اسے بہتر جزا دے جس نے اپنی جان و مال سے میری مدد کی ہے۔
اسے حافظ سلفی نے روایت کیا ہے۔

حدیث:

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کہتے ہیں میں نبی علیہ السلام کے پاس تھا وہاں ابو بکر صدیق چونہ پہنے بیٹھے تھے۔

اتنے میں جبریل امین نازل ہوئے اور عرض کیا آج ابو بکر نے چونہ پہنا ہے کیوں؟ فرمایا جبریل! اس نے اپنا سارا مال فتح مکہ سے پہلے مجھ پر قربان کر دیا ہے۔ جبریل نے عرض کیا۔ اللہ فرماتا ہے میری طرف سے ابو بکر کو سلام کہیے اور پوچھیں کہ وہ اللہ سے راضی ہے یا ناراض۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا اے ابو بکر! اللہ تمہیں سلام کہتا اور پوچھتا ہے کہ تم مجھ سے راضی ہو یا نہیں۔ ابو بکر نے کہا کیا میں اپنے پروردگار سے ناراض ہوں گا؟ میں اپنے رب سے راضی ہوں۔ میں اپنے رب سے راضی ہوں میں اپنے رب سے راضی ہوں۔

اسے حافظ بن عبید اور صاحب ”الصحیحہ“ اور فضلی نے روایت کیا ہے۔

تشریح:

اس حدیث میں قرآن پاک کی اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے۔

لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ دَقَاتِلَ

سورہ حدید آیت منا

ترجمہ: ان کی عظمت تمہارے جیسی نہیں جنہوں نے تم میں سے فتح مکہ سے پہلے مال خرچ کیا اور جہاد کیا۔

خصوصیت ابی بکر صدیقؓ نمبر ۱۳

اپنے کس قدر مال راہِ خدا میں خرچ کیا

حدیث

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نبی علیہ السلام پر چالیس ہزار (درہم) قربان کیے۔
اسے ابو حاتم نے روایت کیا ہے۔

حدیث۔

عروہ بن زبیرؓ سے روایت ہے کہ اسلام لانے وقت صدیق اکبر کے پاس چالیس ہزار درہم تھے جو سب کے سب آپ نے راہِ خدا اور راہِ اسلام میں خرچ کر دیے۔

حدیث

سیدہ اسماء بنت ابی بکرؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابو بکر صدیق ہجرت پر چلنے لگے تو انہوں نے اپنا کل مال یعنی پانچ یا چھ ہزار درہم ساتھ لے لیا۔ ہمارا دادا ابو قحافہ ہمارے ہاں آیا جس کی نظر جاتی رہی تھی (اور ابھی وہ داخل اسلام نہیں ہوا تھا) کہنے لگا قسم بخدا مجھے معلوم ہوتا ہے کہ ابو بکر سارا مال ساتھ لے گیا ہے۔ میں نے کہا۔ بابا ہرگز نہیں۔ وہ ہمارے لیے بہت کچھ چھوڑ گئے ہیں۔ اسماء کہتی ہیں میں نے کچھ پتھر جمع کیے انہیں مکان کے ایک کونے میں رکھ کر اوپر موٹا

پڑا ڈال دیا۔ جیسا کہ میرے والد ابو بکر کیا کرتے تھے پھر میں دادا جان کو بچہ لائی ان کا ہاتھ وہاں رکھوایا۔ وہ بولے اگر وہ اتنا سا مال تمہاری خاطر چھوڑ گیا ہے تو پھر کوئی خطرے کی بات نہیں۔ جبکہ حقیقتاً ابو بکر کچھ بھی نہیں چھوڑ کر گئے تھے۔ صرف دادا جان کو یوں مطمئن کر دیا گیا۔

اسے ابن اسحاق نے روایت کیا ہے یہ

تشریح:

پچھے گزر چکا کہ ابو بکر نے چالیس ہزار درہم راہ اسلام میں خرچ کیے اور اس حدیث میں پانچ یا چھ ہزار کا ذکر ہے۔ مزدوں میں کوئی تضاد نہیں۔ اس لیے کہ پہلی احادیث میں آپ کے جملہ صدقات کے مبلغ کا تخمینا ذکر ہے۔ جبکہ اس حدیث میں صرف وہ مال بیان ہوا ہے جو بوقت ہجرت آپ کے پاس تھا۔ اور آپ اسے بیکر نکلے۔

۱۵ یاد رہے یہاں بخاری شریف میں مذکورہ واقعہ بھی پیش کیا جاسکتا ہے۔ جب غزوہ تبوک

کے لیے عمر فاروق اپنا آدھا مال اور ابو بکر صدیق سارا مال لے آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

حضرت صدیق اکبر سے پوچھا کہ تمہاری چھوڑ آئے ہو تو انہوں نے جواب دیا اذخوت اللہ

و رسولہ میں تمہیں اللہ اور اس کے رسول کی رضا کا ذخیرہ چھوڑ کر آیا ہوں یہ الفاظ اذخوت الخ

تاریخ التواریخ حالات پیغمبر جلد ۳، ص ۱۸۴ میں ملاحظہ فرمادیں۔

خصوصیت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ

پاداشِ اسلام میں ستائے جانے والے غلاموں کو آپ نے

خرید کر آزاد کیا

حدیث:

حضرت عروہ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق نے سات وہ غلام خرید کر آزاد کیے۔ جنہیں اللہ کی راہ میں سنایا جاتا تھا۔ ان میں بلال حبشی اور عامر بن فہیرہ بھی ہیں۔ اسے ابو عمرو نے روایت کیا ہے

حدیث:

ہشام بن عروہ سے روایت ہے، ابو بکر نے راہِ خدا میں ستائے جانے والے جن ساتھ غلاموں کو خرید کر آزاد کیا۔ یہ تھے۔ ۱۔ حضرت بلالؓ - ۲۔ عامر بن فہیرہؓ - ۳۔ زبیرؓ - ۴۔ عبیدؓ - ۵۔ نہدیہؓ - ۶۔ اس کی بیٹی اور ابن عمر بن مؤمل کی۔ ۷۔ لونڈیؓ۔ اسے ابو معاویہ خریدنے روایت کیا ہے۔

جب صدیق اکبر نے بلالؓ کو خریدا

حدیث

اسماعیل بن قیس سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق نے بلال حبشی کو یا نوح اوقیہ (تقریباً آدھا سیر) سونا ادا کر کے اس وقت خریدا جب انہیں پتھروں میں رکھ کر کوٹ دیا تھا، اور فروخت کرنے والوں نے کہا، ابو بکر! اگر تم صرف ایک اوقیہ سونے پر اڑ جلتے تو ہم اسے اسی قیمت پر دے دیتے آپ نے فرمایا۔

لَوْ أَبَيْتُمْ إِلَّا مَاءً تَذَا أَوْ قِيَةً لَأَخَذْتُمْ -

اگر تم سوا دقیہ سونا مانگتے تو میں ضرور ادا کرتا اور بلال کو خرید کر ہی رہتا۔

اسے صاحب "صفوہ" نے روایت کیا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں حضرت بلال بن رباح جن کی والدہ کا نام حمامہ ہے۔ سچے مومن اور صاف دل تھے۔ ان کا مالک امیر بن خلف انہیں سخت کڑکتی دھوپ میں لے جا کر مکہ سے باہر دھکتی ہوئی ریت پرچت ڈال کر سینے پر ایک عظیم پتھر رکھ دیتا اور کہتا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا انکار کرو ہمارے خداؤں کی پرستش کرو۔ نہیں تو یوں ہی بلکتے مرنے جاؤ گے اور بلال صرف یہی جواب دیتے آحَدٌ آحَدٌ (اللہ ایک ہے لا شریک ہے ایسا اوقات ورقہ بن نوفل کا وہاں سے گزر ہوتا تو بلال کی آواز سن کر وہ بھی پکار اٹھا آحَدٌ آحَدٌ پھر وہ امیہ سے مخاطب ہوتا اور بنو جنح کے ہاتھوں بلال کا یہ حشر دیکھ کر کہتا۔ اگر تم نے اسے اسی طرح جان سے مار دیا تو مجھے انتہائی صدمہ ہوگا۔

تو ایک دن ابو بکر صدیق وہاں سے گزرے جبکہ انہیں ظلم کا نشانہ بنایا جا رہا تھا۔ ابو بکر نے کھربنی حج میں تھا آپ نے امیہ سے کہا اس مسکین کو ستاتے ہوئے تو اللہ سے نہیں ڈرتا کب تک ایسا کرتا رہے گا؟ وہ کہنے لگا ابو بکر! تم نے ہی اسے خراب کیا (مسلمان کیا) ہے تم ہی اسے چھڑاؤ۔ آپ نے فرمایا میرے پاس اس (بلال) سے کہیں تندرست و توانا غلام ہے۔ بلال مجھے دے کر وہ تم لے لو۔ کہنے لگا منظور ہے تو ابو بکریوں انہیں خرید لائے اور آزاد کر دیا بلکہ اس کے بعد آپ نے مزید چھ ایسے ہی غلام آزاد کیے۔ ۲۔ عامر بن نفیرہ ۳۔ ام عبیس ۴۔ زبیرہ۔ جسے ابو بکر نے

۵۔ بلالؓ اور دیگر غلاموں کو آزاد کرنے کے کارنامہ صدیقی سے شیعہ کتب میں بھی مزین ہیں۔

چنانچہ ناسخ التوارخ حالات خلفاء جلد اول ص ۲۹۳ پر لکھا ہے

آزاد کیا تو اس کی آنکھیں جاتی رہیں۔ قریش نے یہ دیکھ کر کہالات و عزی نے اس کی آنکھیں لے لی ہیں۔ زبیر کہنے لگی۔ یہ جھوٹ کہتے ہیں۔ بیت اللہ کی قسم لات و عزی نے کس کو نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان تو اللہ نے اسے بینائی لوٹا دی ۵ ہمدیہ۔ ۶ اور اس کی بیٹی۔ وہ دونوں نبی عبداللہ کی ایک عورت کے پاس تھیں ایک روز حضرت ابو بکر وہاں سے گزرے۔ جبہ اللہ کی مالک نے انہیں اپنی چکی پر کام کرنے کو بھیجا ہوا تھا۔ اور وہ یہ کہہ رہی تھی خدا کی قسم میں انہیں کبھی آزاد نہیں کروں گی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ اسے فلاں عورت! قسم نہ اٹھا۔ اس نے کہا۔ اسے ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ہی انہیں خراب کیا ہے (مسلمان بنایا ہے، تو ہی انہیں آزاد کر! اپنے فرمایا۔ ان کی کتنی قیمت ہے؟ کہنے لگی اٹھی، آپ نے فرمایا۔ یہ تو قیمت، اور یہ دونوں آزاد ہیں۔ پھر ان دونوں عورتوں سے فرمایا۔ اس کی چکی اسے واپس کر دو! کہنے لگیں کام سے فارغ ہو کر یا ابھی؟ فرمایا جیسے تمہاری مرضی!

اس کے بعد آپ ایک اور لونڈی کے پاس سے گزرے۔ جو بنی عدی کے ایک فاندان بنی موئل کے ہاں تھی۔ حضرت عمرؓ اسے عذاب دیا کرتے تھے۔ تاکہ وہ اسلام چھوڑ دے۔

حضرت عمرؓ اس وقت اسلام نہیں لائے تھے۔ جب وہ اسے مار مار کر تھک جاتے تو کہتے میں نے تجھ پر رحم کر کے نہیں چھوڑا۔ میں تھک گیا ہوں۔ ابھی پھر سزا دوں گا۔ تو وہ کہتی۔ اللہ تجھے بھی ایسی ہی سزا دے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وہ لونڈی بھی خرید کر آزاد کر دی۔

تشریح:

بظاہر مذکورہ احادیث کا یہاں لانا بے موقع سا لگتا ہے مگر چونکہ ہجرت سے قبل اتنی تعداد میں غلام خرید کر آزاد کرنا ایک صدیق کا ہی امتیاز ہے، اس لیے ایسی احادیث خصائص میں لائی گئی ہیں۔

خصوصیت ابی بکر صدیقؓ نمبر ۱۵

آپ نبی علیہ السلام کے ہاں سب صحابہ سے بڑھ کر محبوب ہیں
نوٹ: قبل ازیں عشرہ مبشرہ کے باب میں حدیث عمرو بن العاص اور مادون العشرہ کے
باب میں حدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہما اسی مضمون کی حامل گزر چکی ہیں۔
حدیث .

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! لوگوں میں
کون سب سے زیادہ آپ کو محبوب ہے۔ آپ نے فرمایا (سیدہ) عائشہؓ کو کہنے لگے مردوں
میں سے؟ فرمایا عائشہؓ کا والد۔

اسے ترمذی نے اور ابن ماجہ قزوینی نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے۔
حدیث

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ (ام المومنین سیدہ)
خدیجہ رضی اللہ عنہا فوت ہوئیں تو عثمان بن مظعون کی بیوی خولہ بنت حکیم نبی علیہ السلام
کے پاس لائیں۔ عرض کیا یا رسول اللہ! آپ دوبارہ نکاح نہیں کریں گے؟ آپ
نے فرمایا کس سے۔ بولیں چاہیں تو کنواری لڑکی سے اور چاہیں تو بیوہ عورت سے
عقد فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کنواری کون ہے اور بیوہ کون۔ انہوں نے عرض کیا۔

کنواری تو اس مرد کی بیٹی ہے جو آپ کو ساری خلق خدا سے زیادہ محبوب ہے یعنی عائشہ بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما۔ اور بیوہ ہے (ام المؤمنین سیدہ) سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہما۔ وہ آپ پر ایمان لائیں اور آپ کو اپنی اختیار کر چکی ہیں۔
اسے ابو جہم باہلی اور صاحب "الفضائل" نے روایت کیا ہے۔ اور فضائل ازواج رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ حدیث بالتفصیل بیان ہوگی۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۱۶

حدیث: رہری سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے روز جب نبی علیہ السلام نے دیکھا کہ کفار کی عورتیں (معافی مانگنے کے لیے) آپ کے گھوڑے کے منہ کے آگے دوپٹے کر رہی تھیں تو آپ ابو بکر صدیق کو دیکھ کر مسکرائے لے۔ (گویا آپ نے ابو بکر کو اپنی خوشی میں شامل کیا۔)

اسے ابن اسحاق نے روایت کیا ہے

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۱۷

امت کے لیے سب سے زیادہ رحیم ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں

حضور کچھ اور بڑھادیں۔ صدیق اکبر

حدیث:

حضرت انس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

أَرْحَمُ أُمَّتِي بِأُمَّتِي أَبُو بَكْرٍ

ساری امت میں سے میری امت کے لیے سب سے زیادہ مہربان ابو

بکر صدیق ہے۔

اسے عبدالرزاق نے اور علامہ بغوی نے دو المصابیح الحسان میں روایت

کیا ہے۔

حدیث

حضرت ابو امامہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔

أَدْحَمُّ هَذِهِ الْأُمَّةَ بَعْدَ فَيْئِهَا أَبُو بَكْرٍ۔

نبی کے بعد امت کیلئے سب سے زیادہ مہربان ابو بکر ہے۔

اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اللہ نے مجھ

سے وعدہ فرمایا ہے کہ میری امت کے چار لاکھ انسان (بلا حساب) جنت میں جائیں

گے، ابو بکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ یا رسول اللہ اضا فہ فرما دیجئے۔

آپ نے اپنے دونوں ہاتھ ملا کر فرمایا اللہ میری امت کے گنہگاروں کا یوں ایک چلو عمر

جنت میں ڈال دیگا (ابو بکر دوبارہ اضا فہ کی اپیل کرنے والے تھے کہ) عمر فاروق

نے کہا ابو بکر اس کرو! انہوں نے جواب دیا۔ تم چپ رہو۔ اگر اللہ ہم سب

کو جنت میں بھیج دے تو تمہارا کیا نقصان ہے۔ عمر فاروق نے کہا۔ اگر اللہ چاہے

تو ایک ہاتھ میں ہی ساری مخلوق کو اٹھا کر جنت میں ڈال سکتا ہے۔ تو نبی علیہ السلام

نے فرمایا۔ عمر نے سچ کہا ہے۔

اسے طبرانی نے اپنے معجم میں اور حافظ ابوالقاسم دمشقی نے معجم البلدان میں

روایت کیا ہے۔

خصوصیت تابی بکر صدیق نمبر ۱۸

انبیاء کے بعد پوری نسل انسانیت میں آپ سب سے
افضل ہیں

حدیث -

حضرت ابو درود کہتے ہیں مجھے نبی علیہ السلام نے ابو بکر صدیق سے آگے چلتے
ہوئے دیکھا تو فرمایا، اس سے آگے جا رہے ہو جو دنیا و آخرت میں تم سے بہتر ہے
انبیاء و مرسلین کے بعد ابو بکر سے بہتر کسی انسان پر آج تک آفتاب نہ طلوع ہوا ہے
نہ غروب -

اسے مخلص ذہبی اور دارقطنی نے روایت کیا ہے -

صدیق کی بابت ائمہ اہل بیت کا اجماعی فیصلہ

حدیث -

امام جعفر سے ابو بکر صدیق کے بارہ میں سوال ہوا آپ نے فرمایا میں ان کے منغلن
کوئی بہتر بات ہی کہہ سکتا ہوں۔ کیونکہ میں نے اپنے والد امام باقر سے حدیث سن لی ہے
جو انہوں نے امام زین العابدین سے اور انہوں نے امام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت
کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے نبی علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا -

”ابو بکرؓ سے بہتر انسان پر آج تک آفتاب نہ طلوع ہو اور نہ غروب۔“ اس کے بعد امام جعفرؓ نے فرمایا اگر میں نے روایت میں غلط بیانی کی ہو تو مجھے نبی علیہ السلام کی شفاعت حاصل نہ ہو۔ اور میں تو روزِ قیامت صدیق کی شفاعت کا طلب گار رہوں گا۔ اسے ابن سمان نے ”موافقہ“ میں روایت کیا ہے۔

آپ روزِ محشر انبیاء کی طرح شفاعت کریں گے

حدیث

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک روز ہم نبی علیہ السلام کے پاس حاضر تھے آپ نے فرمایا ”ابھی تمہارے پاس وہ شخص آئے گا جو میرے بعد ساری امت سے افضل ہے وہ قیامت کو انبیاء کی طرح شفاعت کرے گا“ تھوڑی دیر نہ گزری تو ابو بکر صدیق آگئے نبی علیہ السلام اٹھے ان کی پیشانی چومی اور انہیں باہوں میں لے لیا۔

اسے خطیب بغدادی نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت انس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے تمام صحابہ میں سے ابو بکر سب سے افضل ہے۔

حدیث

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ ہم ہاجرین و انصار نبی علیہ السلام کے دروازہ کے پاس بیٹھے اپنے فضائل کا تذکرہ کر رہے تھے یہ ہماری آوازیں بلند ہوئیں تو آپ باہر لے نبی علیہ السلام کے دروازہ پر تذکرہ کرنے کا یہ معنی ہے کہ ہم مسجد میں لپکے دروازہ کے قریب بیٹھے تھے کیونکہ آپ کا دروازہ مسجد میں کھلتا تھا۔

نکل آئے۔ آپ نے فرمایا کیا تکرار ہے؟ صحابہ نے عرض کیا مسئلہ فضائل پر باہمی تکرار تھی۔ آپ نے فرمایا۔

لَا تُقَدِّمُوا عَلٰی اَبِيْ بَكْرٍ فَاِنَّهُ اَفْضَلُكُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ
 دو ابو بکر پر کسی کو مت فضیلت دو کہ وہ دنیا و آخرت میں تم سب سے افضل ہے۔

یہ دونوں روایتیں صاحب ”فضائل ابی بکر“ نے روایت کی ہیں۔
 حدیث

حضرت جابرؓ ہی فرمایا کرتے تھے اے لوگو! اللہ نے تمہارا معاملہ (حکومت) ایسے شخص پر ٹھہرایا ہے جو تم سے بہتر۔ اللہ کے رسول کا ساتھی، غار میں خدمت کر کے ثانی اتین کا لقب یافتہ اور تم سب سے بڑھ کر حکومت کا اہل ہے۔
 اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا۔
 اَبُو بَكْرٍ سَيِّدُنَا وَ اَحَبُّنَا اِلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔
 ابو بکر ہمارا سردار ہم سے بہتر اور سب سے بڑھ کر محبوب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور حدیث حسن صحیح قرار دیا ہے۔

حدیث

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے کہا میں نے آپ سے بہتر کوئی شخص نہیں دیکھا، آپ نے فرمایا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا اگر تم انکی زیارت کا اقرار کرتے تو میں تمہاری

گردن اڑا دینا (کہ تم نے مجھے نبی سے افضل کیوں قرار دیا) پھر فرمایا تم نے ابو بکر صدیق کو دیکھا تھا۔ کہا نہیں! آپ نے فرمایا۔ اگر تم درہاں، کہتے تو میں تمہیں سخت ترین

سزا دیتا۔

اسے قلعی نے روایت کیا ہے

حدیث

حضرت زہریؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضرت عمرؓ سے کہا میں نے آپ سے بہتر کوئی شخص نہیں دیکھا۔ فرمایا تم نے نبی علیہ السلام یا ابو بکر صدیق کو دیکھا ہے؟ کہا نہیں! فرمایا اگر تم درہاں، کہتے تو تمہیں قرار واقعی سزا دی جاتی۔
اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا اور اسے حسن مرسل قرار دیا ہے۔

میرے بعد اللہ تمہیں سب سے بہتر شخص پر اکٹھا کر دے گا

ارشاد نبویؐ

حدیث

حضرت علی مرتضیٰ پر حملہ ہوا اور آپ قریب الوصال ہو گئے تھے۔ تو آپ سے سوال ہوا کہ کیا آپ کسی کو اپنا جانشین نہیں بنائیں گے؟ آپ نے فرمایا نہیں! کیونکہ نبی علیہ السلام نے بھی جانشین مقرر نہیں کیا تھا۔ ہم آخر وقت میں نبی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ جانشین مقرر نہیں فرمائیں گے؟ آپ نے فرمایا اگر اللہ تمہارے لیے بہتری چاہے گا تو تم میں سے بہتر شخص کو حاکم بنا دے گا۔ تو اللہ نے ہم میں سے ابو بکر کو بہتر جانا اور اسے ہمارا حاکم بنا دیا ہے۔

اسے ابن سمان نے موافقہ میں روایت کیا ہے۔

اسے اس میں کے قریب شیعوں کے امام الطائفہ علامہ ابو جعفر طوسی اپنی کتاب

حدیث:

حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا میں کوئی جانشین مقرر کیے بغیر جاؤں گا۔ اللہ جسے بہتر جانے

تخصیص اشافی جلد دوم ص ۲۲ میں لکھتا ہے

لَمَّا قِيلَ لَكَ الْتَوَقَّيْ؛ فَقَالَ مَا أَوْحَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَأَوْحَى؛ وَذَلِكَ إِنْ أَرَادَ اللَّهُ بِالنَّاسِ خَيْرًا اسْتَجْمَعَهُمْ عَلَى خَيْرِهِمْ كَمَا جَمَعَهُمْ
بَعْدًا يُبَيِّتُهُمْ عَلَى خَيْرِهِمْ.

ترجمہ: جب حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کیا آپ (اپنے بعد خلافت کے متعلق) وصیت نہیں کریں گے؟ آپ نے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کونسی وصیت کی تھی کہ مجھے وصیت کی ضرورت محسوس ہو؟ لیکن اگر اللہ نے لوگوں کے لیے بھلائی چاہی تو انہیں کسی بہتر شخص پر اکٹھا کر دے گا جیسے اللہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد انہیں سب سے بہتر آدمی پر اکٹھا کر دیا تھا۔ لوگوں متفقہ طور پر حضرت ابو بکر صدیق کو اپنا خلیفہ چن لیا تھا۔

پتہ چلا حضرت علی کے ارشاد کے مطابق ابو بکر صدیق کا انتخاب بظاہر امت کا فیصلہ تھا مگر بیاطن ظلمانی فیصلہ تھا۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ساری امت سے افضل ہیں اس روایت کو نقل کرنے کے بعد علامہ طوسی نے اسے ضعیف قرار دینے کے لیے کچھ بے تکی باتیں بانگی ہیں جو عقل و دانش کے سراسر خلاف ہیں عن جملہ یہ کہ حضرت علی کا یہ قول تفتیہ پر مبنی ہے۔ نیا للعجب دیکھیے حضرت علی کا وقت آخر ہے لوگ آپ سے سوال کر رہے ہیں کہ آپ اپنے بعد کس شخص کی خلافت کے متعلق وصیت کرنا چاہتے ہیں؟ آپ نے انہیں مذکورہ جواب ارشاد فرمایا جبکہ آپ عالم وقت تھے، آپ کو وقت موت تفتیہ کرنے کی کیا ضرورت بھی؟ کتنی بے ہودہ بات ہے، گویا شیعوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت علی کی ساری زندگی بزوری کی آئینہ دار ہے آپ تفتیہ کرتے ہوئے فلقائے ثلاثہ کے پیچھے تقریباً عرصہ پچیس سال نمازیں پڑھتے رہے حتیٰ کہ انہیں وصال بھی آیا تو تفتیہ کرتے ہوئے آیا لیکن ایسا کہنا حضرت علی مرتضیٰ کی سخت توہین ہے۔

اہل بیت کی بے ادبیاں گستاخیاں لعنت اللہ علیکم دشمنان اہل بیت

کا موقعہ دے گا۔

اسے نقلی نے روایت کیا ہے۔

حدیث۔

موسیٰ بن شدادؓ کہتے ہیں۔ میں نے علی مرتضیٰ کو یہ فرماتے سنا۔ ہم سب صحابہ میں سے

ابوبکر صدیق افضل ہیں۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۱۹

آپ دانشمندانِ عرب کے سردار ہیں

حدیث ۱۔

اسما عیسیٰ بن ابی خالد کہتے ہیں۔ مجھے یہ روایت ملی ہے کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہؓ نے نبی علیہ السلام کو دیکھ کر کہا اے سردار عرب! آپ نے فرمایا۔ ”میں جملہ اولادِ آدمؑ کا سردار ہوں تمہارا باپ (ابوبکر) دانشمندانِ عرب کا اور علیؓ نوجوانانِ عرب کا سردار ہے۔“

اسے ابو نعیم بصری اور غیبانی نے روایت کیا ہے۔

حدیث ۲۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے تھے۔ ”اپنے میں سے بہتر شخص کو امام بنایا کرو کیونکہ نبی کریمؐ اپنے بعد ہم میں بہتر آدمی کو اپنا امام بنا کر گئے۔“

اسے ابو عمر ابن عبدالبر نے روایت کیا ہے۔

عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب کہتے ہیں ابوبکرؓ نے حکومت سنبھالی تو بہترین خلیفہ واقع

ہوئے وہ رعایا کے لیے بے حد مہربان اور نرم خو تھے۔

اسے ابن سہمان نے موافقہ میں روایت کیا ہے۔

حدیث

لیث بن سعد کہتے ہیں۔ ابو بکر سے بڑھ کر کسی نبیؐ کا کوئی صحابی بہتر نہیں۔
اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیقؓ نمبر ۲۰

آپ سب سے بڑھ کر شجاع ہیں

شجاعت صدیق بزبان شیر خدا

حدیث

محمد بن عقیل سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے ایک بار بھری محفل میں فرمایا
سب سے بڑا بہادر کون ہے؟ لوگ کہنے لگے امیر المؤمنین! آپ ہیں۔ آپ نے فرمایا
میں نے جس شخص سے بھی پیغمبر آزمائی کی اس سے حق وصول کر لیا مگر سب سے بڑا بہادر
ابو بکر ہیں۔ جنگ بدر میں ہم نے نبی علیہ السلام کے لیے چھپر (مٹی اور تنوں سے بنا ہوا
حجرہ) بنایا اور آواز دی کہ چھپر میں نبی علیہ السلام کے ساتھ کفار سے حفاظت کے لیے کون
رہے گا؟ تو قسم بخدا کوئی شخص آگے نہ بڑھا مگر ابو بکر آئے اور آپ کے سر اوزار پر تلوار لہرا کر
کھڑے ہو گئے۔

یونہی ایک بار مکہ میں کفار نے نبی علیہ السلام کو زخمی میں لے لیا۔ ایک دھڑ بچھنے

رہا تھا تو دوسرا ادھر دھکیں رہا تھا۔ اور وہ کہہ رہے تھے تم نے کئی خداؤں کا ایک خدا بنا لیا ہے؛ تو قسم بخدا کوئی چھڑانے کو آگے نہ بڑھ سکا۔ ابو بکر دوڑے آئے کسی کو ٹھپڑ رسید کیا کسی کو دھکیلا اور آپ کو نرغے سے نکال کر فرمایا۔ ایسے شخص کو مارنا چاہتے ہو جو کہتا ہے میرا خدا ایک ہے۔

اس کے بعد حضرت علی نے فرمایا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں بتاؤ آل فرعون میں سے ایمان والا شخص ہے (جو موسیٰ علیہ السلام کو بتلانے آیا تھا کہ فرعون آپ کو ہلاک کرنے کی سوچ رہا ہے آپ مہر سے نکل جائیں) بہتر تھا یا ابو بکر؛ قوم خاموش رہی آپ نے فرمایا بولتے نہیں؛ یاد رکھو! ابو بکر کی ایک گھڑی کا عمل ایک طرف اور آل فرعون کے مومن شخص جیسے انسانوں سے اگر روئے زمین بھر جائے تو ان کی تمام زندگیاں ایک طرف اس مومن نے تو اپنا ایمان چھپا رکھا تھا اور ابو بکر نے آشکارا کر دکھایا۔

اسے ابن سمان نے موافقہ میں، اور صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت

کیا ہے۔

حدیث

ابو شریحہ کہتے ہیں میں نے حضرت علی مرتضیٰ کو سر منبر پر فرماتے سنا کہ ابو بکر کا

دل بہت مضبوط ہے۔

اسے صاحب "وصفہ" اور صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔

۱۰ اللہ نے اس مومن آل فرعون کا تذکرہ یوں کیا ہے

رَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ آلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ إِيمَانَهُ أَتَقْتُلُونَ رَجُلًا

أَنْ يَقُولَ رَبِّيَ اللَّهُ وَقَدْ جَاءَكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ -

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۲۱

بدر میں آپ کی شجاعت اور ثبات قدمی کا منظر

حدیث

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے بدر میں اپنے چہر میں دعا کی اے اللہ میں تجھے اپنا عہد اور وعدہ پیش کرتا ہوں اے اللہ اگر تو چاہتا ہے کہ آج کے بعد تیری عبادت نہ ہو (تو تیری مرضی) ابو بکر صدیق نے یہ سن کر آپ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ عرض کیا یا رسول اللہ بس کریں آپ نے رب سے مانگنے میں حد کر دی ہے (اتنے میں آسمان سے وعدہ نصرت آگیا) اور نبی علیہ السلام باہر نکلے تو زور پہنے خوشی سے اچھل رہے تھے اور فرما رہے تھے۔

سَيَهْتَمُ الْجَمْعُ وَيُولُونَ الرَّبُّ بَدَلِ السَّاعَةِ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ

أَرْهَى ذَمًّا - سورة القمر آیت ۴۶

ترجمہ: یہ جماعت ابھی پیٹھ دیکر بھاگ کھڑی ہو گی بلکہ روزِ محشر ان کا یومِ وعدہ ہے جو سخت کڑا اور کڑوا ہے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

حدیث ۱۱

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا روزِ بدر نبی علیہ السلام نے دیکھا کہ مشرکین ایک ہزار اور مسلمان تین سو ستترہ ہیں آپ نے روبرو ہو کر دعا کے لیے ہاتھ اٹھالیے اور رب سے پیچ پیچ کر عرض کرنے لگے۔ اے اللہ! مجھ سے کیا ہوا وعدہ پورا فرما۔ اے اللہ اگر یہ مٹھی بھر مسلمان ہلاک ہو گئے تو زمین میں تاقیامت تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ ہو گا۔ آپ یونہی روبرو بقید ہاتھ اٹھائے بڑی

دیر دعا کرتے رہے تا آنکہ آپ کی چادر کندھے سے ڈھلک کر نیچے گر گئی۔ ابو بکر صدیق
آئے۔ چادر کو اٹھا کر آپ کے کندھے پر رکھا اور آپ کا دامن پکڑ کر گویا ہوئے،
یا رسول اللہ! آپ بہت دعا کر چکے اللہ اپنا وعدہ ابھی پورا کرے گا تو اس وقت یہ
آیہ نازل ہو گئی۔

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَسَجَابَ لَكُمْ إِنَّي مُبِدُّكُمْ بِالْفِ مِّنَ الْمَلَائِكَةِ
الْمَلَائِكَةِ مُزْفِينَ۔ سورہ انفال آیت ۱۰

ترجمہ: جب تم اپنے رب سے مدد چاہتے تھے تو اس نے تمہاری بات سن لی کیونکہ
میں ہزار فرشتوں کی قطار سے تمہاری امداد کر نیوالا ہوں۔
اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

حدیث

ابن اسحاق کہتے ہیں نبی علیہ السلام نے روز بدر صف بندی کی اور واپس پھر میں
آ رہے اور اللہ سے مناجات کرنے اور اللہ کی بارگاہ میں اس کا وعدہ پیش کرنے لگے۔ آپ
کی دعا یہ تھی۔ اے اللہ اگر یہ جماعت نہ رہی تو قیامت تک تیری پرستش نہ ہوگی۔ جبکہ ابو بکر
صدیق عرض کر رہے تھے یا رسول اللہ! آپ مناجات ختم کیجئے اللہ اپنا وعدہ پورا کرے گا۔

اے ناسخ التواریخ کے مصنف مرزا احمد تقی شیوہ نے لکھا ہے کہ ابو بکر صدیق نے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کو اس موقع پر کثرت سے دعا کرتے ہوئے دیکھا تو اہل سنت کی روایت کے مطابق یوں کہا
کہ اے پیغمبر! دعا کر کے خدا پر ظلم نہ کریں۔ حضور نے غصے سے فرمایا اے پسر ابو قحانہ ہٹ جاؤ میں اپنے
مناجات کر رہا ہوں ناسخ ص ۲۶۔

دیکھیے یہ کتنی بڑی بھارت ہے جو سراسر جھوٹ پر مبنی ہے کیا کتب اہل سنت میں ابو بکر صدیق
کا قول ایسے ہی لکھا ہے جیسے مرزا تقی نے بتایا ہے آپ بخاری اور مسلم کے حوالے سے اس حدیث کو
بھی دیکھیں اور مرزا صاحب کی عبارت کو بھی پھر شیعوں کی انصاف پسندی کی داد دیجیے۔

اتنے میں آپ کو تھوڑا آگیا۔ جب آپ بیدار ہوئے تو فرمانے لگے۔ ابو بکر! تمہیں مبارک ہو اللہ کی مدد آگئی۔ یہ جبریل ہے جو اپنا گھوڑا کھینچے لارہا ہے اور اس کے دانتوں پر غبار لگا ہے۔

حدیث

حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بدر میں لڑائی شروع ہوئی تو نبی علیہ السلام نے ہاتھ اٹھا کر اللہ سے سوال کیا وعدہ پیش کیا اور عرض کیا اے اللہ اگر مشرکین اس جماعت پر غالب آگئے تو پھر تیرا دین قائم نہ ہوگا۔ ابو بکر عرض کرنے لگے۔ اللہ آپ کی لازماً مدد کریگا۔ اور یقیناً آپ کا چہرہ کھل اٹھے گا۔ تو اسی وقت اللہ نے دشمن کی فوج کے گرد ایک ہزار فرشتہ کی قطار اتار دی اور آپ نے فرمایا ابو بکر! مبارک ہو تمہیں۔ دیکھو جبریل آسمان وزمین کے درمیان اپنے گھوڑے کو لگام سے پکڑے کھینچے لارہا ہے۔ جبریل نے زرد رنگا پٹکاسر پر باندھ رکھا ہے۔ اب وہ آسمان سے انتر آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ اب وہ سامنے آگیا اور کہہ رہا ہے ”تمہارے پاس اللہ کی مدد آئی، چچی“

اسے صاحب ”فضائل ابی بکر“ نے روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۲۲

حدیث میں آپ کی ثابت قدمی اور دل جمعی

حدیث

مسور بن مخزوم اور مروان بن حکم سے صلح حدیبیہ کی حدیث مروی ہے جس میں ہے کہ عمر فاروق کہتے ہیں میں نبی علیہ السلام کے پاس آیا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ! کیا آپ اللہ کے سچے نبی نہیں؟ فرمایا کیوں نہیں۔ میں نے کہا ہم حق پر اور وہ لوگ باطل پر نہیں؟ فرمایا کیوں نہیں؟ میں نے کہا پھر ہم دین کے معاملہ میں اتنے پست کیوں ہو گئے۔ آپ نے فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں اور اس کی مرضی کے خلاف نہیں چل سکتا وہ میرا مددگار رہے، میں نے عرض کیا آپ نے فرمایا نہیں تھا کہ ہم عنقریب طواف کعبہ کریں گے؟ آپ نے فرمایا کیا میں نے یہ کہا تھا کہ اسی سال کریں گے؟ میں نے کہا نہیں! آپ نے فرمایا تو پھر یاد رکھو تم ضرور آؤ گے اور کعبہ کا طواف کرو گے۔ (یعنی اٹھدہ سال) عمر فاروق کہتے ہیں پھر میں ابو بکر صدیق کے پاس آیا اور عرض کیا ابو بکر! کیا یہ اللہ کے سچے نبی نہیں؟ فرمایا کیوں نہیں؟ میں نے کہا کیا ہم حق پر اور کفار باطل پر نہیں؟ فرمایا یقیناً، میں نے کہا پھر ہم دین کے بارہ میں اتنا دباؤ کیوں تسلیم کر رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا اے مرد! وہ اللہ کے رسول ہیں اس کے

لہ یعنی ہم نے صلح میں کفار کی ظالمانہ شرائط کیوں تسلیم کر لیں اور آپ تو مدینہ طیبہ میں فرماتے تھے ہم عنقریب بیت اللہ کا طواف کریں گے۔ اور اب واپس کیوں جا رہے ہیں؟ آپ نے یہ کلمات غیرت ایمان کے باعث تھے۔

نافرمان نہیں ہو سکتے وہ ان کا مددگار رہے تم اپنی جگہ ثابت قدم رہو قسم بخدا وہ حق پر ہیں ،
 میں نے کہا وہ یہ نہیں فرماتے تھے کہ ہم عنقریب طوائف کعبہ کریں گے ، ابو بکر صدیق فرمانے
 لے کیا آپ نے یہ فرمایا تھا۔ کہ ہم اسی سال طوائف کریں گے ؟ میں نے کہا نہیں آپ
 نے فرمایا تو یقین رکھو تم (اگلے سال) ضرور آؤ گے اور کعبہ کا طوائف کرو گے . عمر کہتے ہیں ۔ پھر
 میں نے اس کے لیے (یعنی اس تردد کی غلش کو ختم کرنے کے لیے) کئی اعمال کیے ہیں
 اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے ۔

۱۷ شیعوں کے بڑے امام ملا باقر مجلسی نے بحار الانوار جلد ۲۵ ص ۲۵۲ پر حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے یہ تمام
 حدیث بجنسہ موجود ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ سیدنا صدیق اکبر کا دل سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے دل
 کے ساتھ دھڑکتا تھا کہ جو کچھ حضور نے فرمایا وہی کچھ صدیق اکبر نے فرمادیا ۔ یاد رہے حضرت عمر فاروق کی
 اس موقع پر پریشانی اور تردد انکی غیرت ایمانی کے سبب سے تھا جس پر کوئی مواخذہ نہیں ۔ دیکھیے اسی
 میدان حدیث میں حضرت علی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی اسم سامی مٹانے سے بوجہ غیرت ایمانی انکار
 کر دیا تھا دیکھیے بحار الانوار جلد ۲ ص ۳۳۳ ۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۲۳

نبی علیہ السلام کے وصال کے روز آپ کی ثابت قدمی اور

دل جمعی

جب لوگوں کے دماغ ماؤف ہو گئے تھے صدیق رضی اللہ عنہ امت

کی دستگیری کی

حدیث

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق اپنے گھر سے جو عداۃ
سخ میں تھا گھوڑے پر سوار ہو کر آئے مسجد میں اتارے۔ اور کسی سے کلام کیے بغیر سیدہ عائشہ
کے گھر آگئے جہاں نبی علیہ السلام کا جسم چادر میں لپیٹے پڑا تھا۔ انہوں نے آپ کے چہرے
سے چادر ہٹائی اور جھک کر چہرے کا بوسہ لیا اور رو پڑے پھر کہا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ
آپ پر دو موتیں نہیں اکٹھی کریگا۔ بس یہی موت ہے جو آپ پر آچلی۔

حدیث

ابو سلمہ کہتے ہیں مجھے ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بتلایا کہ ابو بکر جس وقت اٹے عمر لوگوں سے
باتیں کر رہے تھے آپ نے اٹے ہی فرمایا عمر! بیٹھ جاؤ مگر وہ نہ بیٹھے۔ آپ نے پھر کہا
بیٹھو وہ نہ بیٹھے تو ابو بکر صدیق روزانہ بیٹھ گئے لوگ عمر فاروق کو چھوڑ کر آپ کے گرد
جمع ہو گئے۔ آپ نے فرمایا ”اما بعد“ تم میں سے جو شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت

کرتا تھا تو وہ سن لے کہ آپ دنیا سے چلے گئے ہیں اور جو اللہ کی عبادت کرتا ہے تو وہ زندہ ہے جسے کبھی موت نہیں آئیگی۔ اللہ فرماتا ہے۔

رَمَّا مُحَمَّدٌ الرَّسُولُ قَدْ خَلَّتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ الْاٰلِ

سورہ ال عمران آیت ۱۴۴

ترجمہ: محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہی تو ہیں آپ سے پہلے بھی کئی رسول گزرے ہیں۔

سیدہ فرماتی ہیں قسم بخدا لوگوں کو ایسے لگا کہ ابو بکر کے پڑھنے سے قبل وہ اس آیت کو جانتے ہی نہ تھے، اور آپ سے سن کر ہر شخص یہی آیت دھرانے لگا۔ اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

۱۷ نبی علیہ السلام کا وصال اور ابو بکر صدیق کی دستگیری امت کا تذکرہ تشیعہ کتب میں یوں ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیق نے لہما محمد الرسول اور انک میت وانہرمیتون۔ آیات پڑھ کر سنائیں تو حضرت عمر فاروق نے فرمایا کرتے تھے۔ از ای کلمات یائے من بلفزید و از یائے در افتادم و گمان بردم کہ ہرگز ایں آیت را شنیدہ ام، و مردم ایں آیت را از ابو بکر فرا گرفتند۔

ترجمہ: ابو بکر کے ان کلمات سے میرے پاؤں لرزنے لگے اور مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میں نے پہلے کبھی یہ آیت سنی ہی نہ تھی اور یہ کہ گویا لوگوں نے اس آیت کو ابو بکر صدیق ہی سے حاصل کیا، دیکھیے

ناسخ التواتر مع حالات پیغمبر جلد ۱ ص ۱۶۵

یاد رہے اگر اس نازک موقع پر ابو بکر صدیق امت کو نہ سنبھالنے تو نہ جاتے کیا کیا فتنے یکدم اٹھ کھڑے ہوتے، بیخ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے۔

مَا صَبَّبَ اللَّهُ فِي صَدْرِي صَبَبَةً فِي صَدْرِ ابْنِي بَكْرٍ۔

حدیث

آپ ہی سے روایت ہے کہ جس وقت نبی علیہ السلام دنیا سے تشریف لے گئے ابو بکر اس وقت مدینہ طیبہ کے بالائی علاقہ لسخ میں تھے اس وقت عمر فاروق کہہ رہے تھے اللہ کی قسم نبی علیہ السلام فوت نہیں ہوئے اتنے میں ابو بکر صدیق آگئے انہوں نے آکر آپ کے چہرہ انور سے پردہ ہٹایا بوسہ دیا اور کہا یا رسول اللہ! اللہ پر دو موتیں جمع نہیں کئے گا اپنی زندگی اور وصال دونوں عمدہ ہیں۔ پھر آپ باہر مسجد میں آئے اور فرمایا اے قسم اٹھانے والے (عمر فاروق) ٹھہر جا جب ابو بکر بوسے تو عمر بیٹھ گئے۔ آپ نے اللہ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا یاد رکھو جو نبی علیہ السلام کی پرستش کرتا تھا وہ جان جائے کہ آپ فوت ہو چکے ہیں اور اللہ کی عبادت کرنے والا یقین رکھے کہ وہ زندہ ہے اور کبھی فوت نہیں ہوگا اللہ فرماتا ہے۔

إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ سورہ زمر آیت ۳

ترجمہ: اے نبی آپ نے بھی دنیا سے جانا ہے اور لوگوں نے بھی۔ اور اللہ فرماتا ہے۔

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَفَأَنْ مَاتَ أَدْبِلُ أَعْقَابَكُمْ وَعَنْ عَلَى عَقْبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئًا وَسَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ۔

سورہ ال عمران آیت ۱۴۴

ترجمہ: محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے ایک رسول ہیں۔ ان سے پہلے رسول ہو چکے تو کیا اگر وہ انتقال فرمائیں یا شہید ہوں تو تم اٹھے پاؤں پھر جاو گے؛ اور جو اس طرح پھر جائے وہ اللہ کا کچھ بگاڑ نہیں سکتا اور عنقریب اللہ شکر گزار بندوں کو جزا دے گا۔

یہ سن کر لوگ گلو گریں اور رو پڑے۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

حدیث

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے جب نبی علیہ السلام کا وصال ہوا تو ابو بکر منبر پر بیٹھے اور اللہ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے خدا تھے تو تمہارا خدا فوت ہو گیا اور اگر تمہارا خدا اللہ ہے تو وہ زندہ ہے کبھی فوت نہ ہوگا پھر یہ آیت تلاوت کی۔ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل۔

زہری کہتے ہیں مجھے سعید بن مسیب نے بتلایا کہ عمر فاروق نے کہا قسم بخدا جب ابو بکر نے یہ آیت پڑھی تو میں کھڑا کھڑا مہوت ہو گیا اور زمین پر گر پڑا اور یقین ہو گیا کہ نبی علیہ السلام دنیا سے جا چکے ہیں۔

یہ حدیث بخاری نے زہری کے الفاظ سے لی ہے۔ جب کہ پہلی روایت کا معنی بھی روایت کیا ہے۔

حدیث

سالم بن عبدالرحمن اشجعی کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت پر سب صحابہ سے زیادہ غمزدہ عمر فاروق تھے۔ انہوں نے نوار ہاتھ میں پکڑ لی اور کہتے لگے میں نے جس شخص کو یہ کہتے سنا کہ آپ فوت ہو گئے ہیں میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔ لوگ حیران تھے پھر انہوں نے مجھے ابو بکر کو بلانے کے لیے بھیجا میں ان کے پاس پہنچا اور رو پڑا تو وہ بولے کیا نبی علیہ السلام وصال فرما گئے ہیں؟ میں نے کہا ہاں اور عمر بن خطاب کہہ رہے ہیں کہ جس شخص نے کہا آپ کا وصال ہو گیا ہے میں اسے قتل کر دوں گا۔ تو ابو بکر صدیق مسجد میں آئے، لوگوں نے انہیں دیکھ کر راستہ دیدیا وہ سیدھے

نبی علیہ السلام کے پاس گھر میں داخل ہوئے۔ اس وقت آپ کا جسم انور چادر میں لپٹا ہوا تھا۔ ابو بکر صدیق نے آپ کے چہرے سے کپڑا اٹھایا۔ اور آپ کے لبوں پر لب رکھ دیئے اور آپ کے چہرہ انور کی توشیحو سونگھنے لگے۔ پھر چہرہ ڈھانپ دیا اور ہماری طرف (صحابہ کی طرف) متوجہ ہوئے اور فرمایا

انک میت وانہو میتون

جناب عمر فاروق کہتے ہیں قسم بخدا مجھے یوں لگا جیسے قبل ازیں یہ آیات مجھے معلوم ہی نہ تھیں۔ نب لوگوں نے (حیرانگی میں) آپ سے پوچھا کیا واقعی آپ کا وصال ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں! لوگ کہنے لگے آپ کو غسل کون دے گا؟ فرمایا آپ کے قریبی رشتہ دار پھر ان کے بعد وائے رشتہ دار۔ لوگوں نے پوچھا آپ کو دفن کہاں کیا جائے گا؟ فرمایا جہاں آپکا وصال ہوا ہے۔ کیونکہ اللہ نے پسندیدہ جگہ پر ہی آپ کو وصال دیا ہے۔
اسے حافظ ابو احمد حمزہ بن محمد بن حارث نے اور صاحب دو فضائل ابی بکر، نے روایت کیا ہے۔ علاوہ ازیں ترمذی نے کچھ مختلف الفاظ سے یہ حدیث روایت کی ہے۔

۱۷ بک شیعہ کتب سے تو پتہ چلتا ہے کہ نبی علیہ السلام نے خود ابو بکر صدیق کو مذکورہ تمام امور کی وصیت فرمائی تھی۔ چنانچہ کشف الغم جلد ۱ ص ۱۱ اور جلد ۱ العمیون جلد ۱ ص ۱۱ پر لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت آخر سے کچھ دیر پہلے لوگ آپ کے پاس موجود تھے ابو بکر صدیق سوال کر رہے تھے یا رسول اللہ آپ کو غسل کون دیگا۔ جنازہ کیسے پڑھا جائے گا۔ آپ کو لحد میں کون اتارے گا وغیرہ ذالک۔ یہ تمام امور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق کو بتلائے۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز جنازہ کا طریقہ صدیق اکبرؓ

تے بتلایا

حدیث

ایک روایت میں ہے لوگوں نے حضرت ابو بکر صدیق سے سوال کیا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی! کیا آپ پر نماز پڑھی جائے گی؟ فرمایا ہاں! لوگوں نے پوچھا کیسے؟ آپ نے فرمایا (جہاں آپ کا جسم النور پڑا ہوگا۔ اس حجرہ میں لوگ جماعت درجماعت داخل ہونگے۔ اللہ کی بڑائی بیان کریں گے۔ آپ پر درود شریف پڑھیں گے۔ اور نکلنے جائیں گے۔ یہ لوگوں نے پوچھا آپ دفن کہاں ہونگے؟ آگے مشن سابق حدیث ہے۔

لہٰذا یہی نبی علیہ السلام کی نماز جنازہ تھی۔ اور لوگوں کی طرح آپ کی نماز جنازہ نہیں ہو سکتی تھی کیونکہ اس میں میت کے لیے استغفار کیا جاتا ہے جب کہ آپ معصوم تھے۔ اور زیر نظر حدیث میں مذکورہ طریقہ پر آپ کی نماز جنازہ کا ذکر شیعہ کتب میں بے حد مراحت کے ساتھ ملتا ہے۔ لہٰذا شیعوں کا یہ کہنا کہ صحابہ نے آپ کی نماز جنازہ نہ پڑھی بہت بڑی بددیانتی اور بہتان عظیم ہے۔ چنانچہ شیعہ کتب میں ہے کہ

ثُمَّ ادْخَلَ عَلَيْهِ عَشْرَةَ فداً و احواله ثم وقف امير المؤمنين
وسطهم فقال ان الله وملائكته يصلون اليك فيقول القوم
كما يقول حتى صلى عليه اهل المدينة و اهل العوالي۔

ترجمہ: پھر حضرت علیؓ اس حجرے میں جہاں نبی علیہ السلام کی چار پائی پڑی تھی دس دس افراد کو داخل کرتے پھر ان کے درمیان میں کھڑے ہو کر یہ آیت پڑھتے ان اللہ وملائكته لوگ بھی آپ کے ساتھ ساتھ پڑھتے۔ تاآنکہ تمام اہل مدینہ اور اس پاس کے لوگوں نے

اسے صاحب "وفائف ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔

حدیث :-

امام جعفر صادق اپنے والد امام باقر سے اور وہ اپنے شیخ سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی علیہ السلام کا وصال ہوا ابو بکر صدیق غائب تھے اس وقت عمر اپنی تلوار لے کر آگئے اور آپ کے وصال کا نام لینے والے کو دھمکانے لگے اور کہنے لگے کہ آپ بھی موسیٰ علیہ السلام کی طرح رسول ہیں وہ بھی چالیس دن غائب رہے تھے، اتنے میں ابو بکر علقہ سنخ سے واپس پلٹ آئے اور سیدھے ام المومنین سیدہ عائشہ کے گھر داخل ہوئے اور نبی علیہ السلام کے چہرہ نور سے چمردہ ہٹایا اور بوسے لیتے ہوئے رونے لگے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ! اس خدا کی قسم جس کے قبضہ میں جان ہے۔ آپ پر اللہ کی رحمتیں ہوں۔ آپ کا دنیا میں رہنا اور جانا دونوں ہی مبارک ہیں۔ اس کے فوراً بعد آپ مسجد میں آئے اور منبر پر چڑھ کر آواز دی لوگو! بیٹھ جاؤ سب لوگ خاموش بیٹھ گئے۔ آپ نے شہارنہن کے ورد کے بعد فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کو اپنے پاس بلا لیا جب کہ وہ خود زندہ ہے اور تم سب کو بھی بلائے گا۔

آپ پر درود شریف پڑھا۔

(۱) اصول کافی جلد ۱ صفحہ ۱۲۱ (۲) امالی شیخ طوسی جلد ۱ ص ۳۹ (۳) احتجاج طبرسی جلد ۱ ص ۹۴ (۴) اخبار نام ص ۱۵ (۵) اعلام اوری ص ۱۴ (مذکورہ الفاظ اصول کافی کے ہیں) بیکہ کشف الغمہ جلد ۱ ص ۱۲۱ پر لکھا ہے کہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر صدیق کے سوال پر کہ آپ کا جنازہ کیسے ہوگا ارشاد فرمایا پہلے میرا جنازہ میرا اللہ پڑھے گا پھر تمام فرشتے پڑھیں گے۔

ثُمَّ ادْخُلُوا عَلَيَّ ذُمْرَةَ ذُمْرَةَ نَصَلُوا عَلَيَّ وَسَلِمُوا وَسَلِيمًا -

پھر تم لوگ میرے پاس جماعت درجماعت آنا اور صلوٰۃ و سلام پڑھتے جانا (یہی

درود و سلام میری نماز جنازہ ہوگی)

کیونکہ موت اللہ کے سوا ہر ایک کو آئے گی۔ اللہ فرماتا ہے۔

وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ الْخِ سوره آل عمران آیت ۱۴۴
(ترجمہ گزر چکا)

إِنَّكَ مِيتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ سوره زمر آیت ۳

كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ - سوره قصص آیت ۸۱

ترجمہ: اللہ کے سوا ہر چیز ہلاک ہو جائے گی۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ وَيَبْقَىٰ وَجْهَ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ

سوره الرحمن آیت ۲۷

ترجمہ: زمین پر جتنے ہیں سب کو فنا ہے اور باقی ہے رب کی ذات جلال اور
بزرگی والی)

اس کے بعد ابو بکر صدیق نے فرمایا اللہ نے نبی علیہ السلام کو ہمارے درمیان اب تک
موجود رکھا۔ آپ نے اللہ کا دین قائم کیا اس کی حکومت غالب کی اس کی رسالت پہنچائی اور
اس کے دشمنوں سے جہاد کیا تب اللہ نے انہیں اپنے پاس بلا لیا اور تمہیں سیدھے راہ
چلا دیا۔ تو کوئی شخص اس وقت ہی عذاب میں گرفتار ہو گا جب اسے ہدایت مل جائے گی
نور آجائے گا۔ اور اس کے باوجود وہ صراطِ مستقیم پر نہیں چلے گا۔ لہذا جو شخص اللہ کی عبادت
کرتا ہے تو وہ زندہ ہے اور کبھی فوت نہ ہو گا۔ اور جس کا رب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)
تھے وہ تو جان لے کہ آپ کا وصال ہو چکا ہے۔ اے لوگو! حق قبول کرو۔ اپنے دین پر
مضبوط ہو جاؤ اور رب تعالیٰ پر توکل رکھو! کیونکہ اس کا دین قائم اور اس کا کلمہ باقی ہے
اللہ اپنے دین کا مددگار اور مسلمانوں کا نگہدار ہے۔ اللہ کی کتاب ہمارے پاس موجود
ہے جو نور اور شفا ہے۔ اسی کتاب سے نبی علیہ السلام کو علوم ملے اس میں حلال و
حرام کا بیان ہے اور سن لو! ہمیں حملہ آوروں کی پرواہ نہیں۔ ہماری تلواریں نیام سے

باہر ہیں۔ لہذا رہی ہیں جس نے ہماری مخالفت کی ہم اس سے آنح بھی ویسے ہی جہاد کریں گے جیسے نبی علیہ السلام کے ساتھ مل کر کیا کرتے تھے۔ تو کوئی شخص اپنی جان کو ہلاکت کی دعوت نہ دے یہ کہہ کر آپ لوٹ گئے۔
اسے صاحب ”فضائل ابی بکر“ نے روایت کیا اور غریب قرار دیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیقؓ نمبر ۲۲

نبی علیہ السلام کے وصال کے وقت آپکی غیر موجودگی نبی علیہ السلام کے حکم سے تھی

حدیث

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے نبی علیہ السلام کو بیمار دیکھا تو میری طبیعت خراب ہو گئی اور میں نے اپنا سر باندھ لیا۔ نبی علیہ السلام تشریف لائے تو میں نے کہا ہٹے سر اپنے فرمایا مجھے کہنا چاہیے ہاٹے سر، اس کے بعد آپ نے تمام ازواج مطہرات کو پیغام بھیج کر اجازت لی۔ کہ میں دوران مرض (ام المومنین سیدہ) عائشہ کے گھر رہنا چاہتا ہوں۔ تو سب نے اجازت دے دی۔ سیدہ فرماتی ہیں۔ تو میں نے چند روز آپ

سے معلوم ہوا نبی علیہ السلام تمام ازواج مطہرات میں سے ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے زیادہ محبت تھی اس لیے آپ چاہتے تھے کہ میرے آخری ایام انہی کے پاس گزریں اور تا نسخ التواریح حالات پیغمبر جلد ۲ ص ۱۱ پر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ مہموۃؓ کے گھر بیمار ہوئے اور بار بار فرماتے

کی تیمارداری کی۔ ایک دن ابو بکر صدیق آئے عرض کیا یا رسول اللہ! آج آپ کی صحت اچھی لگتی ہے۔ کیا مجھے گھر جاتے کی اجازت ہے؟ نبی علیہ السلام نے اجازت دے دی۔

سیدہ فرماتی ہیں میں نے آپ کو اپنے سینے کے سہارے بٹھا رکھا تھا، آپ نے یوں دیکھا جیسے کوئی شخص آپ کے گھروالوں سے کچھ مانگ رہا ہے۔ پھر میری طرف دیکھا اور میرے سینے سے نیچے ڈھک گئے میں نے آپ کو لٹا کر اوپر چادر ڈال دی اور سمجھی کہ آپ کو غشی آئی ہے۔ اتنے میں ابو بکر صدیق گھوڑے پر سوار سیدھے مکان میں آہنچے اور فرمایا بیٹی آپ کا کیا حال ہے؟ میں نے کہا مجھے کچھ خبر نہیں، بس میں نے آپ کو سینے کے سہارے بٹھا رکھا تھا اور آپ نیچے ڈھک گئے یہ نہیں جانتی کہ آپ کا وصال ہو گیا ہے یا غشی آئی ہے۔

اسے حافظ حمزہ بن حارث نے روایت کیا ہے۔

حدیث

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق نبی علیہ السلام کی رحلت کے بعد آئے اور آپ کی کنپٹیوں پر دونوں ہاتھ رکھ کر دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور کہا۔ اوہ..... میرے نبی، اوہ..... میرے خلیل، اوہ..... پاکباز بنی۔

اسے ابن عوف عبدی نے روایت کیا ہے۔

این اناعداً میں کل کہاں ہونگا۔ تمام ازواج صحیحہ میں کہ آپ ان ایام میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر رہنا چاہتے ہیں تو سب نے اس پر رضامندی ظاہر کر دی۔ اس بے پناہ باہمی محبت کے باوجود آج کوئی شخص سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے متعلق نازیبا الفاظ کہے تو مقام افسوس ہے۔

تشریح :

پچھلے نذر نے والی احادیث بتلائی ہیں کہ آپ نے خاموشی سے آکر نبی علیہ السلام کی پیشانی چومی تھی اور منہ سے کچھ نہ کہا تھا اور زیر بحث حدیث میں اس کا برعکس ہے۔ مگر دونوں میں کوئی تعارض نہیں (اس لیے کہ یہ واقعہ گھر میں ٹھہر کر ہی ہوا ہے۔ جہاں دیگر صحابہ نہ تھے اور زیر بحث حدیث ام المومنین سیدہ عائشہ سے مروی ہے جو گھر میں تھیں اس لیے ان کا بیان زیادہ معتبر ہے اور سابق الذکر احادیث کے راوی صحابہ کو شاید صل سورت حال کی اطلاع نہیں ہو سکی۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۲۵

وصال نبی کریم کے بعد قبائل عرب کے مرتد ہونے پر آپ کی ثابت

قدمی اور مستقل مزاجی

میں زکوٰۃ کی ایک رسی کے لیے بھی جہاد کروں گا صدیق اکبرؓ

حدیث ۱

حضرت عمرو بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی علیہ السلام کا وصال ہوا تو ابو بکر خلیفہ بنے اور بعض عرب لوگ مرتد ہو گئے۔ ایسے میں عمر فاروقؓ نے ابو بکرؓ سے کہا تم ان لوگوں سے جہاد کیسے کرو گے (جو کلمہ پڑھتے ہیں اور زکوٰۃ نہیں دیتے) کیونکہ نبی علیہ السلام کا فرمان ہے: ”مجھے حکم کہ لوگوں سے اس وقت تک جہاد کرتا رہوں جب تک وہ یہ کہہ دیں جس نے یہ کہہ لیا۔ اس نے اپنے مال اور اپنی جان کو مجھ سے بچا لیا، سوائے حق اور حساب کے۔ ابو بکرؓ نے فرمایا: قسم بخدا میں زکوٰۃ اور نماز کے درمیان فرق کر نیواؤں سے ضرور جہاد کروں گا۔ کیونکہ زکوٰۃ اللہ کا حق ہے۔“

واللہ لو منعونی عقلاً کانوا یؤدُّنہا الی رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم لقاتلہم علی متعہا۔

اقتسم بخدا اگر وہ ایک رسی بھی روک لیں گے جو وہ نبی علیہ السلام کو ادا کرتے تھے تو میں

اس پر ان سے جہاد کروں گا۔

عمر فاروق کہتے ہیں مجھے یوں لگا جیسے اللہ نے ابو بکر کا سینہ جہاد کے لیے کھول دیا ہے

اور وہ سچ کہتے ہیں۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

حدیث...

آپ ہی سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کا وصال ہوا تو کچھ عرب مرتد ہو گئے اور کہتے
لگے ہم زکوٰۃ نہیں دیں گے ابو بکر صدیق نے فرمایا اگر ایک رسی بھی روک لیں گے تو میں
لڑائی کروں گا۔ میں نے کہا اے خلیفہ رسول لوگوں سے نرم برتاؤ کریں، فرمایا تم جاہلیت
میں سخت تھے اور اسلام میں ہمت کھو گئے ہو؛ وحی نتم اور دین مکمل ہے، تو کیا میرے ہوتے
ہوئے دین کم ہو جائیگا۔

اسے نسائی نے ان الفاظ میں اور صحیحین نے اس کا معنی روایت کیا ہے اور واقعہ ہجرت
میں یہ حدیث بالتفصیل گزر چکی ہے۔

حدیث...

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ کچھ لوگ زکوٰۃ دینے سے رکنی بٹ گئے۔ ابو بکر صدیق
نے صحابہ کرام کو مشورہ کے لیے جمع کیا۔ تو ان میں اختلاف پیدا ہوا۔ آپ نے حضرت علی
مرتضیٰ سے رائے لی اور کہا ابو الحسن! آپ کی رائے کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا۔ اگر تم
ایک ادنیٰ چیز بھی چھوڑ دیں گے جو نبی علیہ السلام وصول کرتے تھے تو سنت نبی علیہ السلام
کی مخالفت ہوگی۔ ابو بکر نے کہا اگر آپچی یہ ہے تو میں ہر قیمت پر ان سے جہاد کروں گا۔
اگرچہ ایک رسی کا انکار کریں۔

اسے ابن سمان نے موافقہ میں روایت کیا ہے۔

حدیث

ابو جہاد عطار دی کہتے ہیں میں مدینہ منورہ آیا تو دیکھا کہ ایک جگہ لوگ اکٹھے تھے اور ایک شخص دوسرے کا سر چوم رہا تھا۔ اور کہہ رہا تھا میں تم پر فدا ہوں۔ اگر تم نہ ہوتے تو ہم تباہ ہو جاتے۔ میں نے پوچھا یہ کون بوسہ لے رہا ہے اور کس کا لے رہا ہے؟ مجھے بتلایا گیا یہ عمر رض ہیں جو ابو بکر رض کا بوسہ لے رہے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے زکوٰۃ نہ دینے والوں سے جہاد کیا ہے اور اب وہ ذلیل ہو کر خود زکوٰۃ لائے ہیں۔

اسے صاحب "صغوه" نے روایت کیا ہے۔

حدیث:

ابن مسعود فرماتے ہیں اولاً ہم نے ابو بکر صدیق کے مذکورہ اعلان کو ناپسند کیا مگر بعد میں ہم آپ کی مصابت رائے پر آفرین کہہ اٹھے۔ اور حقیقت ہے کہ اگر ابو بکر یہ کام نہ کرتے تو تنا قیامت لگ زکوٰۃ کے بارہ میں منکر ہو جاتے۔

اسے قلعی نے روایت کیا ہے۔

حدیث:

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب لوگ مرتد ہو گئے۔ تو ابو بکر صدیق خود گھوڑے پر سوار ہو کر تنوار لہراتے ہوئے نکل آئے (کہ میں خود جہاد پر جاؤں گا۔) علی رضی اللہ عنہ اور آپ کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور کہا کہ اے خلیفہ رسول! میں تمہیں آنحضرتؐ کی بات کہوں گا جو میدان احد میں آپ کو نبی علیہ السلام نے فرمائی تھی کہ تنوار نیام میں لاؤ ہمیں اپنی جان کے خطرے سے نڈراؤ اور مدینہ کو واپس لوٹاؤ۔ اگر آپ شہید ہو گئے تو ہمارا سارا نظام بگڑ کے رہ جائے گا، تو ابو بکر لوٹ آئے۔

اسے خلیفی ابن سمان فضائل اور سائب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے

لشکر اسامہ ضرور روانہ ہوگا، خواہ اس کے بعد مجھے درندے
ہی اٹھائے جائیں

حدیث

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا قسم ہے اس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔
اگر ابو بکر صدیق خلیفہ رسول نہ بنتے تو اللہ کی پرستش نہ ہوتی۔ آپ نے بار بار یہی لفظ دہرایا
کس نے کہا ابو ہریرہ! بس کرو! آپ نے فرمایا نبی علیہ السلام نے اسامہ بن زید کا لشکر
سات سو مجاہدین کی تعداد میں شام کو روانہ فرمایا۔ ابھی وہ ذی حشب میں تھے کہ نبی علیہ
السلام کا وصال ہو گیا اور مدینہ کے اُس پاس قبائل مرتد ہونے لگے۔ اس وقت صحابہ کرام
ابو بکر کے گرد اکٹھے ہو گئے اور کہا ابو بکر! یہ لشکر اسامہ واپس بلا لیں۔ کیونکہ عرب قبائل مرتد
ہو رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا، قسم بخدا جو وعدہ لا شریک ہے۔ اگر کتے نبی علیہ السلام کی
ازواج کو (معاذ اللہ) اٹھائے جائیں تو بھی میں نبی علیہ السلام کا بھیجا ہوا لشکر واپس نہ لٹاؤں
گا۔ اور نہ وہ بھنڈا اتاروں گا جو آپ کھڑا کر گئے ہیں۔

ایک روایت میں ہے آپ سے فرمایا اگر مجھے علم ہو کہ درندے مجھے پاؤں سے پکڑ کر
گھسیٹے جائیں تو بھی نبی علیہ السلام کا فرستادہ لشکر واپس نہ کروں گا۔ اس کے بعد
آپ نے حضرت اسامہ سے فرمایا۔ ادھر کو چل پڑھو جدھر نبی علیہ السلام نے آپ کو
بھیجا ہے۔

۱۰ کچھ شیعہ کہتے ہیں ابو بکر صدیق اور عمر فاروق نے لشکر اسامہ میں شریک نہیں ہوئے تھے اور
حمد ایچھے رہ گئے تھے تاکہ خلافت کو ہاتھ سے نہ جانے دیں حالانکہ یہ الزام سراسر حماقت اور جہالت

حدیث

عمر فاروق نے عرض کیا اے خلیفہ رسول! بعض سرب لوگ دوبارہ اپنے دین پر

ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ شہ میں ملک شام کے قریب ہونے والی جنگ موتی میں حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا۔ ۱۰ ماہ صفر کے آخر میں یعنی اپنے وصال سے چند ایام پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید کی شہادت کا بدلہ لینے کے لیے روم کی طرف حضرت زید کے بیٹے اسامہ کی سرپرستی میں لشکر روانہ فرمایا۔ حضرت ابو بکر صدیق اور عمر فاروق و دیگر مجاہدین نے کبار رضی اللہ عنہم نے لشکر میں شرکت کی تیاری کر لی۔ بلکہ شیعوں کا شیخ اکمل علامہ طبری اپنی کتاب الاختیاج میں لکھتا ہے۔

دکان اول من سارع الیہ ابو بکر و عمر و ابو عبیدہ بن الجراح،

یعنی لشکر اسامہ میں شرکت کے لیے سب سے زیادہ تیزی ابو بکر صدیق، عمر فاروق اور ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہم نے دکھلائی۔ دیکھیے اختیاج جلد ۱ ص ۱۲۱،

ابھی یہ لشکر روانہ نہ ہوا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے۔ آپ نے حضرت ابو بکر صدیق کو اپنی جگہ نماز پڑھانے کا حکم فرمایا جیسا کہ شیعوں کی معتبر کتاب درہ نجفیہ شرح نہج البلاغہ ص ۱۲۵ میں ہے کہ:

فلما اشتد بہ المرض امر ابابکر ان یصلی بالناس

یعنی جب آپ کا مرض سخت ہو گیا تو آپ نے ابو بکر صدیق کو لوگوں کو نماز پڑھانے

کا حکم فرمایا۔

بہر حال آپ کی علالت کے پیش نظر یہ لشکر مدینہ طیبہ سے باہر ٹھہرا رہا جو نہی آپ کا وصال ہوا لشکر

مدینہ طیبہ میں واپس داخل ہوا، اور آپ کے جنازہ میں شرکت کی۔ پھر جب ابو بکر صدیق کو خلیفہ بنایا

گیا تو آپ نے فوری طور پر سب سے پہلے حکم یہ صادر کیا کہ لشکر اسامہ روانہ کر دیا جائے حضرت اسامہ

مدینہ طیبہ سے باہر لشکر کو اکٹھا کرنے لگے۔ ایسے میں بعض خبریں موصول ہونا شروع ہوئیں کہ حوالی مدینہ

چلے گئے ہیں جیسا کہ آپ کو معلوم ہے۔ ادھر آپ لشکر اسامہ کو بھیجنا چاہتے ہیں۔ جس میں عرب کی جماعت اور بڑے بڑے شاہ سوار ہیں اگر یہ آپ کے پاس مدینہ منورہ میں رہیں تو عرب مرتدین پر آپ کو غلبہ رہے گا۔ ابو بکر صدیق نے جواب دیا۔ اگر مجھے پتہ چل جائے کہ درندے مجھے مدینہ میں آکر کھا جائیں گے تو بھی میں نبی علیہ السلام کے فرستادہ لشکر تو کبھی روک نہیں سکتا تو نبی علیہ السلام فرمائے ہیں کہ لشکر اسامہ کو جانے دو۔ ہمیں وہی کچھ حاصل ہو گا جو اللہ تعالیٰ ہمارے لیے رکھا ہے۔“

آپ نے اسامہؓ کو روانہ کر دیا تو وہ جدھر بھی نہیں دیکھ کر مرتد ہونے والے یا ارادہ رکھنے والے قبائل سے کہتے، اگر ان کے پاس قوت نہ ہوتی تو یہ کبھی اپنا مرکز (مدینہ) چھوڑ کر باہر نہ نکلنے ضرور اٹنا مزید لشکر مرکز میں ہو گا۔ لہذا اس لشکر کو رومیوں کے پاس جابھے دیا جائے اگر یہ ان پر غالب ہو گئے تو ہم بھی ان کے ساتھ ہو جائیں گے تو اللہ کی مدد سے لشکر اسامہ روم پر غالب رہا، اور سالم و غانم لوطا جسے دیکھ کر کئی قبائل راہ راست پر آ گئے۔

میں بعض عرب قبائل مرتد ہو گئے ہیں اور مدینہ طیبہ پر حملہ کرنا چاہتے ہیں صحابہ نے ان حالات میں حضرت ابو بکر صدیق کو بڑا زور دے کر کہا کہ لشکر کو روک لیں، تاکہ مرکز اسلام جہاں خلیفہ وقت موجود ہے محفوظ رہ سکے۔ آپ نے جو جواب دیا۔ مرزا تقی کی زبانی سنئے کہ ابو بکر گفت من فرمان پیغمبر دیگر گون نکم و خداوند خود را حافظ خویش دائم۔

یعنی آپ نے فرمایا میں حکم نبی کو بدل نہیں سکتا۔ اور خدا کے رحمان و رحیم کو اپنا محافظ سمجھتا ہوں۔

تاریخ التواتر بخ حالات خلفاء جلد ۱ ص ۱۸۷، آخر کار یہ لشکر روانہ ہو گیا۔ اور سالم و غانم

واپس لوطا۔

اسے ابن عبیدہ نے کتاب الحدیث میں ابو الحسن علی بن قرشی نے کتاب الروۃ و الفتوح میں فضائل اور ملاں نے اپنی سیرت میں روایت کیا ہے۔

حدیث

ابو الحسن علی بن محمد قرشی کہتے ہیں ابو بکرؓ اسامہ بن زید کو مدینہ منورہ سے باہر رخصت کرنے آئے اور کہا اللہ کا نام لے کر ادھر چل پڑھو جدھر نبی علیہ السلام نے آپ کو روانہ کیا ہے اور مت کہیں سستی کرو۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو عمر فاروق کو میں مدینہ میں ساتھ رکھ لوں کیونکہ میں ان کی رائے سے مدد لینا چاہتا ہوں اسامہؓ نے فرمایا ٹھیک ہے۔ اس کے بعد اسامہ بنی علیہ السلام کے حکم کے مطابق روانہ ہو گئے۔

حدیث:

ہشام بن عروہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ بنی اسلم میں کچھ لوگ مرتد ہوئے تھے۔ ابو بکر صدیقؓ نے خالد بن ولیدؓ کو وہاں بھیجا۔ انہوں نے وہاں کے مرتدین کو ایک بارہ میں اکٹھا کیا اور انہیں بارہ سمیت آگ سے جلوا دیا۔ یہ بات عمر فاروق کو پہنچی انہوں نے ابو بکر صدیقؓ تک پہنچائی اور کہا ایسے شخص کو ہٹا دو جو اللہ تعالیٰ جیسا (آگ سے) عذاب دیتا ہے۔ ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا، میں اس تلوار کو خالد بن ولیدؓ کو (نبیام میں نہیں لاسکتا جسے اللہ نے ظاہر کیا ہے۔ جب تک اللہ اسے واپس نہ کرے اس کے بعد خالد بن ولیدؓ کو آپ نے مسلمیہ کذاب کی طرف روانہ فرما دیا۔

اسے ابو معاویہ نے روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۲۶

بوقت وفات آپ کی دل جمعی اور مستقل مزاجی

حدیث -

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی رحلت کا وقت قریب آیا تو میں نے چاہا ان سے حضرت طلحہ بن عبیدہ (کی خلافت) کے متعلق کچھ بات کروں۔ میں ان کے پاس آئی۔ میں نے دیکھا کہ ان پر نزع کا عالم طاری ہے۔ میں نے (اپنی موت کو یاد کرتے ہوئے) کہا جب ایک روز مجھ پر بھی نزع کا عالم طاری ہوگا الخ یہ کہتے ہوئے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا گلو گریں ہو گئیں، حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے۔ اللہ کا ارشاد ہے -

وجاءت سكرة الموت بالحق ذلك ما كنت منه تحيد - سورہ ق آیت ۱۹

ترجمہ: موت کی سخت بیخ ثابت ہوئی اسی سے تم بھاگتے ہو۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۲۷

آپ کی حدیث فہمی اور سب سے بڑھ کر علوم دینیہ سے
مختصر کی بات صرف صدیق نے سمجھی اور وہ روئیلے

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (اپنے وصال کے قریب)

نبی علیہ السلام پر منبر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا اللہ کا ایک بندہ ہے جسے اللہ نے دنیا میں رہنے یا جنت و نعمت میں چلے آنے کا اختیار دیا ہے، مگر بندے نے اللہ کے ہاں موجود نعمتیں پسند کی ہیں۔ ابو بکر روپڑے اور عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے ماں باپ آپ پر قربان کیونکہ جس بندے کو اختیار دیا گیا خود نبی علیہ السلام تھے جسے ابو بکر کے سوا کوئی اور شخص نہ جان سکا۔

اسے بخاری، مسلم، احمد بن حنبل اور ابو حاتم نے روایت کیا ہے۔ اور بخاری میں یہ بھی ہے کہ جب ابو بکر روپڑے توہم نے (صحابہ نے) تعجب کیا کہ نبی علیہ السلام تو نہ جانے کس بندے کی بات فرما رہے ہیں۔ حالانکہ اس سے مراد خود آپ تھے۔ جسے ابو بکر ہی نے سمجھا۔

حدیث

ابو معلیٰ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے دوران خطبہ ارشاد فرمایا کہ ایک شخص کو اللہ نے اختیار دیا کہ چاہے تو دنیا میں ہمیشہ رہے، کھائے، پیے اور چاہے تو اپنے رب سے آئے، تو اس شخص نے اللہ سے ملنا پسند کیا۔ یہ سن کر ابو بکر روپڑے صحابہ (تعجب سے) بولے یہ بوڑھا عجیب ہے۔ نبی علیہ السلام کسی شخص کے بارہ میں فرما رہے ہیں اور یہ رو رہا ہے۔ مگر حقیقت ہے کہ ابو بکر کے سوا کوئی شخص آپ

لے یہ حدیث اپنے تمام الفاظ کے ساتھ فارسی عبارت میں ناسخ التواریخ حالات پیغمبر جلد ۱ ص ۱۳۱ پر موجود ہے بلکہ ساتھ یہ بھی ہے کہ ابو بکر صدیق کی اس سخن فہمی اور گریہ زاری کو دیکھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ان من امن التامس غلی فی صحبتہ اللہ کہ جس آدمی کے مال اور صحبت نے مجھ سے زیادہ فائدہ پہنچایا ابو بکر میں، جیسا کہ یہ الفاظ ہم پیچھے حدیث ص ۱۳۱ کے تحت نقل کر گئے ہیں۔

کا مقصد نہ سمجھ سکا اور انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم آپ پر اپنے ماں باپ
قربان کرتے ہیں۔

اسے ترمذی اور حافظ دمشقی نے روایت کیا ہے۔

حدیث

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام ایام مرض وصال
میں ورد کی وجہ سے سر باندھے مسجد میں تشریف لائے اور منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور
ارشاد فرمایا۔ اس وقت میں اپنے حوض (کوٹھڑا پر کھڑا ہوں۔) کیونکہ آپ کا ارشاد
ہے جہاں میرا منبر ہے یہی روز قیامت حوض کوتر ہوگا (پھر فرمایا ایک بندے پر
دنیا اور اس کی زینت پیش کی گئی مگر اس نے آخرت پسند کی۔ یہ بات ابو بکر کے
سوا کوئی نہ سمجھ پایا۔ انہوں نے عرض کیا۔ آپ پر میرے والدین قربان! ہم آپ پر اپنے
مال، جانیں اور اولاد قربان کرتے ہیں۔ اس کے بعد نبی علیہ السلام منبر سے نیچے اتر آئے
پھر کسی نے آپ کو منبر پر نہ دیکھا۔

اسے صاحب فضائل ابی بکرؓ نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں کئی بار حاضر ہوا اور نبی علیہ السلام
اور ابو بکر کو علم تو حید میں محو گفتگو پایا۔ میں بڑی دیر دونوں کے درمیان عجیب شخص کی مانند بیٹھا رہا
اور نہ جان سکا کہ دونوں کیا کہہ رہے ہیں۔

اسے ملا نے اپنی سیرت میں روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۲۸

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں اپنا پس خوردہ دودھ صدیق اکبر کو دیا۔
حدیث :

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میں نے خواب میں دیکھا۔ مجھے دودھ سے بھرا کٹورا پیش کیا گیا میں نے اس سے اتنا پیا کہ پیٹ بھر گیا اور تمام رگوں میں دودھ دوڑنے لگا، جو پچ رہا میں نے ابو بکر کو دے دیا۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس سے مراد علم ہو گا جو اللہ نے آپ کو دیا۔ اور آپ نے اپنا بچا ہوا ابو بکر کو دیدیا۔ آپ نے فرمایا تم درست سمجھے ہو اسے ابو حاتم نے روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۲۹

آپ کے علم انساب عرب پر نبی علیہ السلام کی شہادت قبائل و انساب

عرب کے متعلق ایک عرب لوجوان کا صدیق اکبر سے پر لطف مکالمہ

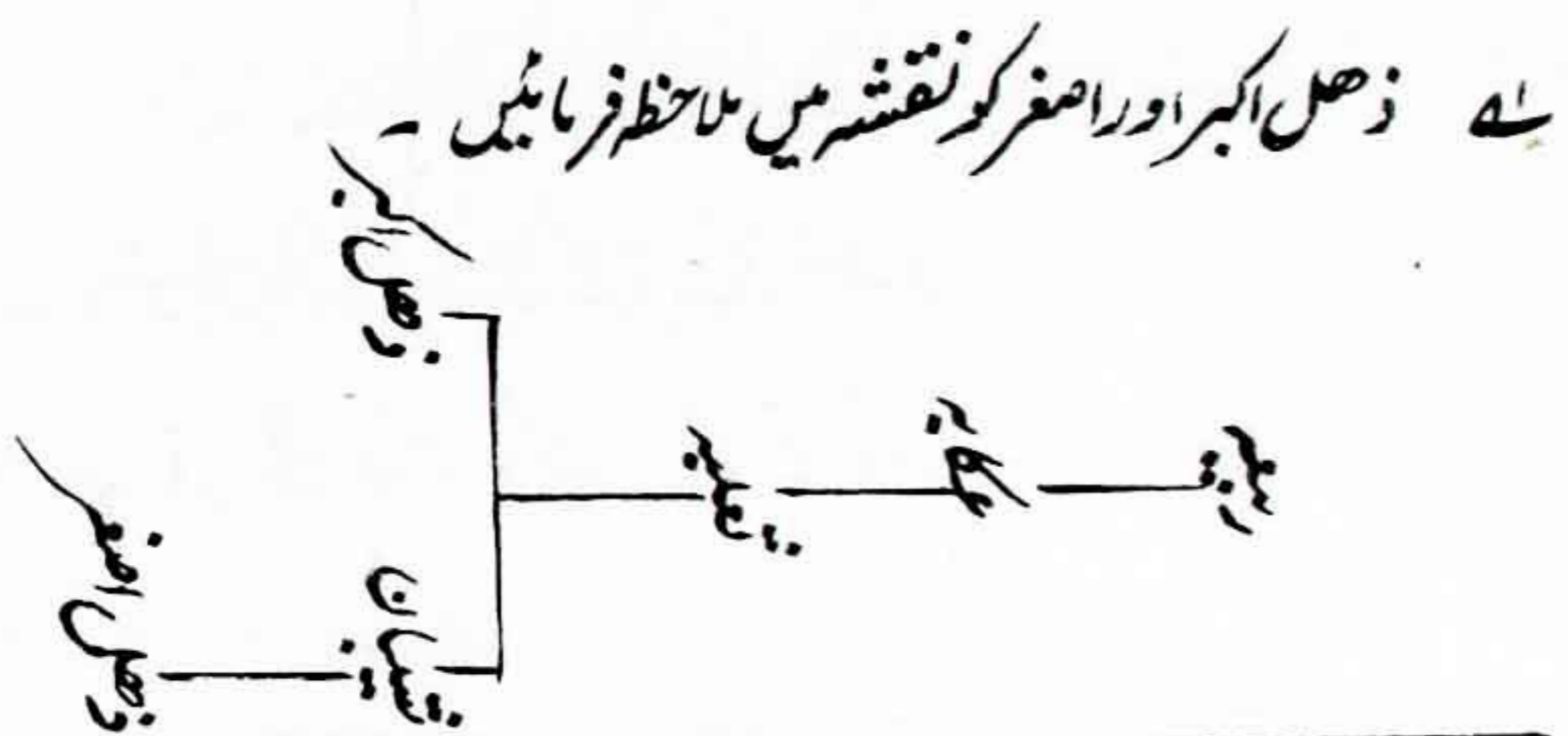
ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسان سے فرمایا جلدی نہ کرو۔ ابو بکر کے پاس جاؤ وہ قریش کے تمام انساب کو خوب جانتا ہے (کہ کون سا قبیلہ کس قبیلہ سے نکلا ہے اور کس کا نسب کس سے ملتا ہے) وہ تمہیں میرے نسب پر کیے گئے جملہ اعتراضات کا حل بتائیے گا۔ اسے صاحب ”فضائل ابی بکر“ نے روایت کیا ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے مجھے بتلایا جب اللہ نے نبی علیہ السلام کو قبائل عرب کے پاس پہنچ کر انہیں اپنی رسالت کے پیش کرنے کا حکم دیا تو آپ مجھے اور ابو بکر صدیق کو ساتھ لے کر نکلے اور مختلف مجالس عرب کا دورہ کیا جہاں عربی لوگ ایام حج میں اپنے اپنے خیموں کے اندر بیٹھ کر سیاسی امور پر اظہار خیالات

کیا کرتے تھے ایک جگہ ہم پہنچے۔ ابو بکر صدیق آگے بڑھے اور وہ ہمیشہ نیکی میں آگے ہی رہنے والے تھے اور وہ علم انساب میں ماہر بھی تھے۔ آپ نے اہل مجلس کو سلام کہا اور ان سے پوچھا کہ تم لوگ کونسی قوم ہو؟ وہ بولے بنی ربیعہ سے۔ آپ نے فرمایا بنی ربیعہ کے کس قبیلہ سے۔ بنی ربیعہ میں کہیں نزدیک سے جانتے ہو یا دور سے؟ وہ کہنے لگے ہم ذہل اکبر کی اولاد ہیں۔ ابو بکر صدیق نے پوچھا اگر تم واقعی ذہل اکبر سے ہو تو (عوف تمہی میں سے ہے جس کے بارہ میں مثل مشہور ہے کہ عوف کے صحراؤں میں گرمی نہیں۔ قوم نے کہا ایسا عوف ہم میں سے نہیں۔ آپ نے پوچھا حساس بن مرہ لڑائی کا دلدادہ اور پڑوسی کا دشمن تمہی میں سے ہے؟ وہ بولے نہیں۔ آپ نے پوچھا بادشاہوں کی جانیں لینے اور انہیں قتل کرنا اور اللہ خوفزان تم میں سے ہے؟ وہ بولے نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ دستار باندھنے والا مژدلف تمہارا ہے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ آپ نے کہا بنی کندہ کے بادشاہوں کے نہیاں تمہی میں سے ہیں؟ کہنے لگے نہیں۔ آپ نے پوچھا تم شاہان بنی لخم کے کسراں ہو؟ بولے نہیں۔ تو ابو بکر صدیق نے (فیصد کن لہجے میں) کہا پھر تم ذہل اکبر کی اولاد ہرگز نہیں ہو سکتے۔ تو یہ سن کر بنی شیبان میں سے غفل نامی ایک نوخیز جوان جس کی داڑھی ابھی پھوٹ رہی تھی۔ بولا اور اپنے ابو بکر صدیق کی طرف متوجہ ہو کر یہ شعر پڑھا۔

إِنَّ عَلَى سَائِلِنَا أَنْ نَسْأَلَهُ
وَالْعِبَاءُ لَا تَعْرِفُهُ أَوْ تَحْبِلُهُ

ترجمہ: ہمیں اپنے مسائل سے پوچھنے کا حق ہے، گٹھڑی کو یا تو پہچانو ہی نہیں یا اسے اٹھا لو۔



اسے شخص! یعنی اے ابو بکر! تم نے سوال کیا تو ہم نے کچھ چھپائے بغیر سب کچھ بیان کر دیا۔ اب بناؤ تم کون ہو!۔

ابو بکر! میں قریش سے ہوں اور مجھے ابو بکر کہتے ہیں۔

نوجوان! بہت خوب۔ بہت خوب: تم نو شرافت و امارت و اے ٹھہرے مگر قریش کے کس قبیلہ سے ہو!

ابو بکر! تیم بن مرہ کی اولاد سے۔

نوجوان! قسم بخدا تمہاری نسب بہت اچھی ہے مگر کیا قصی نہیں میں سے ہے؟ میں نے فہری قبائل اکٹھے کیے اور وہ قریش کی ایک بڑی جماعت کا سردار تھا۔ ابو بکر! نہیں۔

نوجوان! ہاشم تم سے تھا جس کے بارہ میں شاعر کہتا ہے۔

عَمْرُو الْعَلَاءِ هَشَرَ التَّرِيدَ لِقَوْمِهِ - وَرِجَالُ مَكَّةَ مُسَيَّرُونَ عِجَابًا

ترجمہ: بلند بخت عمرو جس نے اپنی قوم کے لیے ترید (کھانا) جہا کیا جبکہ مکہ والے قحط سے دبے ہو گئے تھے۔

ابو بکر! نہیں۔ ہاشم ہم میں سے نہیں!

نوجوان! شبیب بنہ الحمد عبد المطلب آسمان کے پرندوں کو دانہ ڈالنے والا اندھیری راتوں

میں چمکتے چہرے والا تم ہی میں سے ہو گا۔

ابو بکر! نہیں۔

اے حضرت عبد المطلب کو شبیب بنہ الحمد اس لیے کہتے ہیں کہ شیعہ بوڑھے کو کہتے ہیں اور آپ کے

سر میں ولادت کے وقت سفید بال تھے اور چونکہ کثیر الحمد تھے لوگ اکثر ہر معاملہ میں آپ کی تعریف

کرتے تھے اس لیے آپ شبیب بنہ الحمد مشہور ہو گئے

نوجوان! تم حاجبینِ کعبہ سے ہو؛

ابو بکر! نہیں۔

نوجوان! حاجیوں کو (دودھ اور سنو) پلانے والے قبیلہ سے ہو؛

ابو بکر! نہیں۔

نوجوان! اہلِ ندوہ سے ہو؛

ابو بکر! نہیں۔

نوجوان! اہلِ وفادہ سے ہو؛

ابو بکر! نہیں۔

یہ کہہ کر ابو بکر صدیق نے اونٹنی کی لگام کھینچ لی (اور چلنے لگے) غلام کہنے لگا اگر تم کچھ دیر ٹھہرتے تو میں بتلا دیتا تم کس قریش قبیلہ سے ہو۔ نبی علیہ السلام یہ سن کر مسکرا دیے۔ حضرت علی کہتے ہیں۔ میں نے ابو بکر صدیق سے کہا، اس بد و نوجوان سے بڑی تبیح گفتگو

کرنا پڑی ہے آپ کو۔ ابو بکر نے جواب دیا۔ ابوالحسن بیٹھو۔ ہر غالب آنے والے پر دوسرا غالب آنے والا موجود ہے اور گفتگو ہی سے مصائب ٹوٹا کرتے اور بنا کرتے ہیں۔

حضرت علی کہتے ہیں پھر ہم ایک اور مجلس میں گئے وہ باوقار لوگ تھے۔ تو ابو بکر

آگے بڑھے اور انہیں سلام کہا اور پوچھا کہ کونسی قوم ہیں آپ لوگ؟ وہ بوسے نشیبان بن

تعلبہ کی اولاد سے۔ ابو بکر صدیق نے نبی علیہ السلام کی طرف دیکھ کر کہا آپ پر بسم اللہ

قربان! یہ لوگوں کے سردار ہیں۔ وہاں مجلس میں مفروق بن عمرو، معانی بن قبیعہ، ہشام بن

حارثہ اور نعمان بن شریک بھی تھے۔ اور مفروق حسن و جمال اور گفتگو میں ان پر غالب تھا

سر کے لمبے بال پشت پر لٹک رہے تھے۔ وہ ابو بکر صدیق کے قریب بیٹھا تھا تو ابو بکر نے

نے پوچھا تمہاری تعداد؟ مفروق بولا۔ ہم ہزار سے زائد ہیں اور اتنی تعداد کبھی مغلوب

نہیں ہوتی۔ آپ نے پوچھا۔ دفاع کیسے کرتے ہو؟ تو وہ بولا۔ ہماری کوشش ہی ہوتی

ہے اور ہر قوم کی ایک حد ہوتی ہے۔ آپ نے پوچھا۔ دشمنوں سے تمہاری لڑائی بھی ہوتی ہے؛ کہنے لگا جب ہمارا مقابلہ ہوتا ہے تو ہم سے بڑھ کر کوئی غضب آور شخص دیکھا نہیں جاسکتا۔ ہم گھوڑوں کو اولاد پر اور اسلحہ اندوزی کو عیش و عشرت پر ترجیح دیتے ہیں۔ اور مدد اللہ کی طرف سے ہوتی ہے جو کبھی ہمیں فتح دلاتی ہے اور کبھی ہمارے دشمنوں کو۔ (پھر وہ ابو بکر کو مخاطب کر کے خود ہی بولا) شاید آپ قریش سے ہیں۔ ابو بکر صدیق نے فرمایا یہ اللہ کے رسول ہیں۔ جن کے بارہ میں آپ لوگ جان چلے ہونگے۔ وہ کہنے لگا ہاں ہمیں اطلاعات کو مل رہی ہیں۔ تو اسے قریش کے بھائی آپ لوگوں کو کس بات کی دعوت دیتے ہیں۔ نبی علیہ السلام آگے بڑھے اور فرمایا میں تمہیں اس بات کی دعوت دیتا ہوں کہ اس امر کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ اور یہ کہ میری مدد کرو۔ کیونکہ قریش نے اللہ کی مرضی کی مخالفت کرتے ہوئے اس کے رسول کو جھٹلایا اور حق کی بجائے باطل اختیار کیا ہے اور اللہ بے نیاز و صاحب شامس ہے مفروق بن عمرو بولا۔ اس کے علاوہ آپ کی دعوت کس بات کے لیے ہے؛ ویسے آپ کی کلام کتنی عمدہ ہے۔ نبی علیہ السلام نے جواب میں یہ آیت تلاوت فرمائی۔

كُلُّ تَعَالَوْ اٰتِلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَنْ لَّا تَشْرِكُوْا بِاللّٰهِ

وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا سورہ انفار آیت ۱۵۳

ترجمہ: اے نبی علیہ السلام آپ فرمادیں کہ آؤ میں تمہیں رب کی طرف سے حرام کردہ باتیں بتلا دوں یہ کہ اللہ کے ساتھ شریک نہ بناؤ۔ اور والدین کے ساتھ نیکی کیا کرو۔ مفروق بن بولا اس کے علاوہ آپ کی دعوت کیا ہے۔ نبی علیہ السلام نے یہ آیت پڑھی۔

اِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِتْيَا ذِي الْقُرْبٰى وَنِيْہٰی عَنِ الْفَحْشَاۃِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ۔

سورہ نحل آیت ۹۰

ترجمہ : بے شک اللہ تمہیں انصاف، نیکی اور رشتہ داروں سے حسن سلوک کا حکم دیتا ہے اور بے حیائی گناہ اور سرکشی سے روکتا ہے۔ تمہیں نصیحت کرتا ہے تاکہ یاد کرو۔

مغزوق کہنے لگا قسم بخدا آپ نے بہترین اخلاق اور از حد عمدہ اعمال کی دعوت دی ہے بلکہ آپ کو تھبڈانے اور مخالفت کرنے والی قوم نے صریح بہتان باندھا ہے۔ اس کے ساتھ ہی مغزوق نے چاہا کہ ہانی بن قبیصہ بھی کچھ کہے۔ تو وہ کہنے لگا یہ ہانی بن قبیصہ ہمارے بیٹے اور صاحب دین ہیں۔ ہانی کہنے لگا۔ اے قریش کے بھائی! ہم نے آپ کی گفتگو سن لی ہے ہمیں تو یہی کرنا چاہیے کہ سا بقدر دین کو تھوڑ کر آپ کی اتباع کریں اور ایسی مجلس آپ کو دیں جس کے کنارے نہیں ہیں۔ تاہم ایسا کرنے میں سوئے رائے اور نا عاقبت اندیشی کا احتمال بھی ہے۔ کیونکہ جلدی میں کیے جانے والے فیصلے غلط روی کا سبب بن جاتے ہیں۔ جب کہ ہمارے پیچھے ایک قوم ہے جس کی مرضی کے خلاف سے ہم کوئی عہد نہیں کر سکتے، لہذا آپ بھی تشریف لے جائیں۔ آپ بھی سوچیں اور ہم بھی فکر کرنے ہیں۔ اور ساتھ ہی اس نے مثنیٰ بن حارثہ کو یونے کا موقع دیا اور کہا یہ مثنیٰ ہمارے بزرگ اور سالار جنگ ہیں۔ تو مثنیٰ کہنے لگا۔ اے قریشی صاحب! ہم نے آپ کی بات سن لی اور جواب وہی عانی والا ہے۔ کیونکہ ہم دونوں کے درمیان پھٹسے ہیں۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ اس کا کیا مطلب؟ کہنے لگا ایک طرف کسریٰ کی نہریں ہیں۔ اور دوسری طرف عرب کے پانی۔ اگر ہم کسریٰ کی نہریں (رحیلہ و فرات) عبور کریں (یعنی آپ کی اتباع کر کے کسریٰ کے خلاف اعلان جنگ کریں) تو وہ ہمارا یہ گناہ کبھی معاف نہیں کرے گا اور ہمارا اس سے معاہدہ امن ہے۔ جسے ہم توڑ نہیں سکتے اور اگر آپ عرب کے پانیوں (بحر فلزم بحر البیض وغیرہ) کی بات کرتے ہیں تو ہمیں منظور ہے۔ (یعنی ہم رومی سلطنتوں سے ٹکرا سکتے ہیں۔ عجیب طاقتوں سے نہیں) نبی علیہ السلام نے فرمایا تم نے بڑا اچھا جواب دیا،

کیونکہ صاف اور سچی بات کہی ہے۔ مگر اللہ کے رین کا وہی مددگار ہو سکتا ہے جو مکمل طور پر اس میں داخل ہو۔ بنیاد تو بااگر کچھ عرصہ بعد (اسلام ان رومی اور عربی سلطنتوں پر غالب آجائے اور) وہ علاقے ہمارے قبضہ میں آجائیں تو کیا تم داخل اسلام ہو گے؟ نعمان کہنے لگا۔ قسم بخدا پھر ہم آپ کے ہونگے۔ اس پر نبی علیہ السلام نے آیت تلاوت فرمائی۔

انا ارسلناک شاکھا ومبشرا وندایراد اعیال اللہ باذنہ

وسراجاً منیراً سورہ احزاب آیت نمبر ۵۴

ترجمہ: بے شک ہم نے آپ کو نیک دے کر بھیجا ہے اور آپ خوشخبری دینے والے
ڈرانے والے حکم خدا اللہ کی طرف بتلانے والے اور چمکا دینے والے
آفتاب ہیں۔

یہ کہہ کر نبی علیہ السلام ابو بکر کا ہاتھ تھامے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور فرمایا جاہلیت
کا اخلاق بھی بہت اچھا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی کفار کے ہاتھوں کفار سے ہمارا
دفاع کرے گا۔

علی المرتضیٰ فرماتے ہیں پھر ہم اوس و خزرج کی مجلس میں پہنچے اور اس وقت بوٹے
جب انہوں نے نبی علیہ السلام کی بیعت کر لی۔ علی مرتضیٰ فرماتے ہیں۔ اس سفر میں
میں نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر کے مکالمات اور علم الانساب کی گفتگو سے
محفوظ ہوتے ہیں۔

تشریح

ممکن ہے کوئی جاہل سمجھے کہ ابو بکر صدیق مذکورہ حدیث کے مطابق ایک دیہاتی جوان
سے گفتگو میں عاجز آگئے تھے تو ایسا سمجھنا غلط ہے حقیقت یہ ہے کہ وہ نوجوان بد کلام تھا
اپنی باری پر تو خود کو ذہل اکبر سے بتلانے لگا اور ابو بکر صدیق کے متعلق علم رکھنے کے

باوجود کہیر بنی تیم سے ہیں پھر بھی اسے دانستہ طور پر بے جوڑ سوالات کی بوچھاڑ کر دی۔ اگر ابو بکر چاہتے تو اس سے تھوکا کر سکتے تھے کہ جب میں نے کہہ دیا ہے میں بنی تیم سے ہوں پھر تمہارے یہ سوالات تمہاری بے علمی کی دلیل ہیں مگر آپ نے جاہل اناڑی شخص سے لڑنا بغیر مناسب سمجھا۔

خصوصیت اپنی بکر صدیقؓ

نبی علیہ السلام کے سامنے آپ فتویٰ دیتے اور نبی علیہ السلام
بہر صدیق ثابت کرتے تھے

حدیث

ابو قتادہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے کوئی کافر قتل کیا اسے مظلوم سے ملنے والا مال و اسلحہ دے دیا جائے گا۔ جب کہ وہ قتل پر گواہی لائے۔ تو میں نے (ابو قتادہ نے) ایک مشرک مارا تھا میں نے اٹھ کوڑوڑے (کہا کوئی ہے میری گواہی دینے والا؟) جب کوئی نہ بولا تو میں بیٹھ گیا تب نبی علیہ السلام نے دوبارہ پھر یہی ارشاد فرمایا میں نے پھر اٹھ کر کہا کوئی میری گواہی دینے والا ہے میں پھر بیٹھا تو اپنے تیسری بار اپنے الناظہر نے تو ایک شخص بولا یا رسول اللہ! اس شخص کی گواہی کہہ دیتا ہوں۔ اور اس کے مظلوم کا مال مسووب میرے پاس ہے آپ مجھے اس سے یہ مان بخشو ادب کے۔ ابو بکر نے کہا نہیں قسم بخدا ہرگز نہیں۔ کیا میں کسی شیر دل مجاہد پر یہ ظلم کر سکتا ہوں کہ اس کا مال غنیمت اس

سے تھین کر نہیں دے دوں، نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ ابو بکر صیح کہتا ہے لہذا تم یہ مال
ابو قتادہ کے حوالے کر دو۔ چنانچہ میں نے (ابو قتادہ نے) یہ مال بیچ کر بنی سلمہ میں ایک باغ
خرید لیا اور اسلام میں سب سے پہلا مال غنیمت مجھے ہی ملا۔
اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح :

بارگاہ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں ابو بکر صدیق کا فتویٰ دینا اور اس پر قسم اٹھانا اور
اور نبی علیہ السلام کا اس پر اظہار پسندیدگی اور مہر صدیق کی فراہمی صرف ابو بکر صدیق کی
خصوصیت ہے۔

یاد رہے نبی علیہ السلام کی حیات ظاہرہ میں چودہ صحابہ فتویٰ دیا کرتے تھے ۱۔ ابو بکر،
۲۔ عمر، ۳۔ عثمان، ۴۔ علی، ۵۔ عبدالرحمن بن عوف، ۶۔ ابن مسعود، ۷۔ عمار بن
یاسر، ۸۔ ابی بن کعب، ۹۔ معاذ بن جبل، ۱۰۔ خدیفہ بن بیان، ۱۱۔ زید بن ثابت،
۱۲۔ ابو دروداء، ۱۳۔ سلمان فارسی اور ۱۴۔ ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم۔ چنانچہ
حدیث پاک میں ہے کہ ایک شخص کے بیٹے نے زنا کیا تو وہ کہتا ہے مجھے صحابہ نے نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں فتویٰ دیا کہ تیرے بیٹے کو سو کوٹے لگیں گے مگر حقیقتاً یہ ان کا ذاتی
فتویٰ نہیں۔ نبی علیہ السلام سے سنی ہوئی بات تھی۔ اپنے طور سے دربار رسالت میں نئی
بات کہنا اور نبی علیہ السلام کی تصدیق کرنا صرف ابو بکر کی خصوصیت ہے۔

حدیث :

محمد بن کعب قرظی کہتے ہیں مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ ابو طالب (نبی علیہ السلام
کا چچا) مرض مدت میں مبتلا ہوا تو قریش نے کہا ابو طالب! اپنے بھتیجے کو کہلا بھیجو
جس جنت کا وہ ذکر کرتا ہے اس کی کوئی تمہیں بھیج دے جو تمہارے لیے

باعث شفا بنے۔ تو قریش کا فرستادہ آدمی آیا نبی علیہ السلام اور ابو بکر اکٹھے بیٹھے تھے۔ وہ کہنے لگا یا محمد! آپ کا چچا کہتا ہے میں ضعیف العمر ناتواں اور بیمار ہوں اس لیے اپنی جنت کی کوئی چیز مجھے بھیجیں جو مجھے شفا دے۔ ابو بکر نے کہا اللہ نے جنت کافروں پر حرام کر دی ہے۔ تو وہ فرستادہ واپس ہو گیا۔ اور جا کر قریش کو ابو بکر کا جواب پہنچایا۔ جو انہیں ناگوار گزرا۔ ابو طالب نے دوبارہ پیغام بھجوایا، اب کے بارے میں جواب نبی علیہ السلام نے دیا۔

اسے صاحب فضائل ابی بکر، نے روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۳

اپنے نبی علیہ السلام کی موجودگی میں خواب کی تعمیر بیان کیا کرتے اور زبان نبوت اس کی تصدیق کیا کرتی

حدیث:

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ احد سے نبی علیہ السلام کے پلٹنے پر ایک شخص حاضر خدمت ہوا اور عرض برداز ہوا یا رسول! میں نے خواب میں ایک سایہ دار درخت دیکھا ہے جس سے شہد اور مکھن ٹپکتا ہے۔ اور لوگ اس پر ٹوٹے پڑے تھے کسی کے حصہ میں زیادہ آ رہا تھا۔ اور کسی کے کم۔ پھر میں نے دیکھا آسمان سے ایک رسی لٹک آئی آپ نے (نبی علیہ السلام نے) اسے پکڑ لیا اور اوپر چڑھ گئے۔ آپ کے

بعد ایک اور شخص آیا اور یونہی چڑھ گیا پھر ایک اور نے چڑھنا چاہا تو رسی ٹوٹ گئی جسے اس نے جوڑا اور چڑھ گیا۔

ابو بکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا مجھے تعبیر بیان کرنے کی اجازت ہے فرمایا کہو۔ وہ کہنے لگے کہ سایہ دار درخت اسدلم ہے۔ مکھن اور شہد سے مراد قرآن اور اس کی تلاوت اور لطافت ہے۔ لوگ اس پر پل پڑے ہیں کسی کو زیادہ حصہ اسلام ملا ہے اور کسی کو کم۔ دوسرا آسمان سے لُکی رسی سے مراد راہ حق ہے۔ آپ اس پر پے تو بلند یوں کو پہنچ گئے۔ آپ کے بعد وائے بھی کامیاب ہوئے اس کے بعد والوں کو کچھ پریشانی ہونی مگر بالآخر کامیاب ہوئے۔ یا رسول اللہ! میں نے درست کہا ہے۔ آپ نے فرمایا کچھ تم نے درست کہا ہے اور کچھ غلط ابو بکر نے عرض کیا مجھے قسم ہے کہ آپ ضرور میری غلطی بیان کریں گے۔ آپ نے فرمایا قسم نہ اٹھاؤ۔ اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

حدیث: عمر بن شریک رضی اللہ عنہ سے روایت سے نبی علیہ السلام نے فرمایا میں خواب دیکھا ہے کہ کالی بکریوں میں ہوں جن کے پیچھے سفید بکریاں چلی آئی ہیں اور وہ اتنی ہو گئیں کہ کالی گویا نظر سے اوجھل ہو گئیں ابو بکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ عرب ہیں جن میں آپ پیدا ہوئے پھر عجم ان سے آئے جو اتنے تھے کہ عرب نظر سے اوجھل ہونے لگے نبی علیہ السلام نے فرمایا فرشتہ سحر نے بھی اس کی تعبیر ہی کہی ہے۔

اسے سعید بن منصور نے اپنی سنن میں اور حاکم نے روایت کیا ہے۔ مذکورہ الفاظ حاکم کے ہیں۔

حدیث:

عبدالرحمن بن ابی بکر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام ابن بدیل

سے اور فرمایا مجھے تو یہی نظر آتا ہے کہ تم قتل ہو جاؤ گے۔ کیا تم نے کوئی خواب دیکھا ہے جس کی تعبیر ابو بکر نے تمہیں یہی بتلائی ہو۔ (اس نے کہا ہاں تو) آپ نے فرمایا اگر تمہاری خواب سچی ہے تو تم ضرور قتل ہو گے۔ تو وہ معین میں قتل ہو گیا۔ اسے صاحب "وفعائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔

حدیث: حضرت عطا سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی علیہ السلام کے پاس آئی کہنے لگی میں خواب میں دیکھتی ہوں کہ میرے گھر کا شہتیر ٹوٹ گیا ہے۔ جبکہ عورت کا غاوند باہر گیا ہوا تھا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ (تیری تعبیر یہ ہے کہ تیرا شوہر لوٹ آئے گا۔ تو واقعی اس کا شوہر لوٹ آیا۔ (اور دوبارہ چلا گیا) وہ پھر آئی اور یہ خواب کہہ سنایا آپ نے پہلے والی تعبیر بیان فرمائی۔ وہ تبسری بار آئی اور نبی علیہ السلام کو نہ پایا تو اس نے ابو بکرؓ اور عمرؓ سے تعبیر پوچھ لی۔ انہوں نے کہا تیرا شوہر مر جائیگا۔ پھر وہ نبی علیہ السلام کے پاس آئی اور خواب بیان کی نبی علیہ السلام نے فرمایا اس سے پہلے کسی اور سے پوچھ چکی ہو؟ اس نے عرض کیا ہاں۔ فرمایا تو ویسے ہو گا جیسے اس نے کہا۔

حدیث۔

سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خواب دیکھا کہ تین چاند نئے گھر میں گرے ہیں آپ نے ابو بکر صدیقؓ پر یہ خواب پیش کی۔ انہوں نے فرمایا اگر یہ خواب سچی ہے تو تمہارا گھر روئے زمین کے انسانوں میں نے تین بہترین آدمی دفن ہونگے۔ جب نبی علیہ السلام کو بیت عائشہ صدیقہؓ میں سپرد خاک کیا گیا تو ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا یہ ان تین میں سے بہترین چاند میں بلے

لے یا در ہے تعبیر بھی میراث انبیاء میں سے ہے حضرت یوسفؑ کو یہ علم بطور معجزہ عطا فرمایا۔ کیا ابو بکر صدیقؓ کو اس علم میں کمال حاصل تھا شیوخ کتب میں بھی اس کا پتہ ملتا ہے۔

یہ دونوں احادیث سعید بن منصور نے روایت کی ہیں

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۳۲

آپ دوبار نبوت میں مشورہ پیش کرتے اور نبی علیہ السلام قبول فرماتے تھے

حدیث

مسود بن محرزہؓ اور مروان بن حکم سے قصہ حدیبیہ کے ضمن میں مروی ہے کہ نبی علیہ السلام کے جاسوس نے آکر بتلایا کہ قریش نے احتجاج کر لیا ہے اور بیت اللہ میں آپ کو داخلہ کی اجازت نہ دینے پر تہیہ کر رکھا ہے۔ بصورت دیگر جنگ کی تیاری کی ہوئی ہے۔ تو نبی علیہ السلام نے فرمایا: ساتھیو! تمہارا مشورہ کیا ہے؟ کیا میں ان کفار کے عیال پر حملہ کر دوں جنہوں نے ہمیں بیت اللہ سے روکنا چاہتا ہے، اگر وہ ہمارے مقابلے میں آئے تو کوئی بات نہیں جس خدا نے ہمارے جاسوس کو ان سے محفوظ رکھا، وہ ہمیں بھی غالب کرے گا کم از کم انہیں اپنے عمل بد کی سزا ملے گی۔ ابو بکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کسی سے لڑنے نہیں بیت اللہ کا طوف کرنے آئے ہیں۔ اس

چنانچہ محامد طائف کے دوران نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا کہ آپ کے سامنے دو درختیں کھڑی تھیں۔ قبل ازیں کہ آپ سے تناول فرماتے ایک مرغ نے آکر چونچ ماری اور دودھ گرا دیا (چوں ابو بکر)۔ تعبیر خواب تو تے بھماں داشت صبح گاہ پنجمبر صورت خواب را با او باز نمود چونکہ ابو بکر علم تعبیر میں کامل دسترس رکھتے تھے اس لیے آپ نے صبح ہوتے ہی ان سے اپنی خواب کہی انہوں نے کہا اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کو اس سال فتح طائف حاصل نہ ہوگی آپ نے فرمایا میرا بھی یہی

خیال ہے چنانچہ اسی طرح ہوا۔ نسخ التواریخ حالات پنجمبر جلد سوم ص ۱۳۲

یہ آپ بیت اللہ علیہ السلام میں روکے گا۔ ہم اس سے نمٹ لیں گے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا تو پھر اللہ کا نام لے کر چلو۔ اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۳۳

اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کو آپ سے مشورہ کرنے کا حکم دیا ہے

حدیث

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے نبی علیہ السلام سے سنا، کہ آپ نے فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہا اللہ تعالیٰ آپ کو حکم فرماتا ہے کہ ابو بکر سے مشورہ کیا کریں۔

اسے تمام نے فوائد میں اور ابو سعید نقاش نے روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق ۳۴

آپ مصلح اہل اسلام کے متعلق نبی علیہ السلام سے ہمیشہ

مخوف گفتگو رہے تھے

حدیث

حضرت فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام ابو بکر کے ساتھ رات گئے تک مسلمانوں کے معاملات پر مخوف گفتگو رہے تھے ایک دن حسب معمول ابو بکر صدیق آپ سے محروم کلام رہے۔ میں بھی ساتھ تھا نبی علیہ السلام مسجد سے باہر تشریف لے چکے ہم بھی ساتھ ہو لیے ہم نے دیکھا کہ ایک شخص مسجد میں مصروف نماز

ہے آپ اس کی تلاوت قرآن سننے کو کھڑے ہو گئے آپ نے فرمایا جو چاہتا ہے کہ قرآن
اسی شیرنی سے پڑھے جیسے وہ انرا ہے تو وہ ابن ام عبد (صحابی) سے قرآن
پڑھے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق ۲۵

آپ کا غلطی کرنا اللہ کو منظور ہی نہیں

حدیث

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہ
بات ناپسند رکھتا ہے کہ ابو بکر زمین پر کوئی غلطی کرے آپ ہی کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے
مجھے مین کی طرف بھیننے سے قبل صحابہ سے مشورہ فرمایا جن میں ابو بکر صدیق، عمر فاروق، عثمان غنی
علی مرتضیٰ، طلحہ وزیر اور سعد بن حنفیر رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ ابو بکر نے کہا یا رسول اللہ!
اگر آپ نے مشورہ طلب نہ کیا ہوتا تو ہم کبھی لب کشائی نہ کرتے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا
جن معاملات پر وحی نہیں ان میں تمہاری ہی طرح ہوں چنانچہ ہر شخص نے دانست کے
مطابق رائے دی، نبی علیہ السلام نے فرمایا معاذ! تم کیا سوچتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا
مجھے ابو بکر صدیق کی رائے پسند آئی ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ آسمانوں کے اوپر یہ پسند
نہیں رکھتا کہ ابو بکر غلطی کرے۔

اسے اسماعیلی نے اپنے معجم میں روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۳۶

آپ ہی نے سب سے پہلے قرآن پاک جمع کیا ہے

حدیث

عبدغیر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علیؓ کو فرماتے سنا ہے۔ اللہ ابو بکر پر رحمت نازل فرمائے قرآن جمع کرنے کے سبب اللہ کے ہاں ان کا اجر سب مسلمانوں سے زیادہ ہے۔ کیونکہ آپ نے ہی سب سے پہلے قرآن کو دو گنتوی کے ماہین یکجا کیا ہے۔

اسے ابن عرب طانی اور صاحب صفوہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق نے جنگ یمامہ کے دنوں میں مجھے بلوایا میں حاضر ہوا تو عمر فاروق کو وہاں موجود پایا۔ ابو بکر بولے عمر نے مجھے اطلاع دی ہے کہ یمامہ میں قرآن کریم کے افراد کثرت سے شہید ہوئے ہیں چونکہ کفار سے جنگوں کا سلسلہ جاری ہے۔ اس لیے مجھے ڈر ہے کہ افراد کے کثیر تعداد میں شہید ہونے سے قرآن کا کچھ حصہ جاتا نہ رہے۔ اس لیے میرا مشورہ ہے کہ قرآن کریم کو جمع کرنے کا حکم دیجئے ابو بکر فرماتے ہیں میں نے عمرؓ سے کہا جو کام نبی علیہ السلام نے کہیں کیا میں کیسے کروں؟ عمر فاروق نے جواب دیا بہر حال قسم بخدا میرا مشورہ بہتری میں

ہے، پھر وہ برابر اصرار کرتے رہے تا آنکہ اللہ نے میرا سینہ اس بات کے لیے کھول دیا جس کے لیے عمر کا کھولنا تھا اور میں نے ان کا مشورہ بہت مفید محسوس کیا۔

زید کہتے ہیں ابو بکرؓ نے مجھے کہا آپ عقل مند نوجوان ہیں۔ ہمیں آپ میں کوئی عیب نظر نہیں آتا۔ آپ نبی علیہ السلام کے پاس وحی لکھا کرتے تھے، اس لیے قرآنی آیات مہیا کر کے یکجا جمع کیجئے، زید کہتے ہیں اگر مجھے پہاڑ اکھیڑ کر ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جانے کا حکم کرتے تو وہ جمع قرآن سے کہیں آسان تر ہوتا۔ اس لیے میں نے (ابو بکرؓ) دونوں سے کہا جو کام نبی علیہ السلام نے نہیں کیا۔ آپ لوگ کیوں کر رہے ہیں؟ اس کے بعد ابو بکر اور بروات دیگر عمر فاروقؓ مجھ سے اصرار کرتے رہے تا آنکہ میرے دل میں وہ بات اگلی جوان کے دل میں پہلے سے سما چکی تھی، چنانچہ میں نے پوری کوشش سے کاغذ کے صفحات، کھجور کے پتوں، سفید پتھروں پر قرآن تحریر اور لوگوں کے سینوں میں موجود قرآن کو جمع کرنا شروع کر دیا تا آنکہ۔

سورۃ تک سورہ توبہ کی آخری آیات مجھے حذیمہ القاری کے علاوہ کسی سے نہ ملیں (اور یوں سارا قرآن یکجا تحریر ہو گیا) اس کے بعد یہ اوراق (جو زیدؓ نے جمع کیے تھے) ابو بکر صدیق کے پاس رہے پھر عمرؓ کے پاس آئے اور ان سے ام المومنین سیدہ حفصہؓ نے لے لیے۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

۱۰ جمع قرآن پر لاتعداد کتب اہل تسنن و تشیع کے تفصیح کے بعد یہ خلاصہ پیش خدمت ہے۔ اگرچہ حفاظت قرآن کا معاملہ اللہ نے اپنے ذمہ لیا ہوا ہے۔ تاہم اللہ چونکہ اپنے کام بندوں کے ذریعے کروانا ہے چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وحی نازل ہونے پر حکم الہی اسے صحابہ سے لکھوا دیتے تھے۔ کوئی پتھر پر لکھ لیتے تو کوئی کسی کپڑے پر۔ چنانچہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سارا قرآن اپنے سامنے

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۳

سب سے پہلے اپنے اسلام میں مسلمانوں کی امارت حج کی ہے

حدیث

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے ابو بکرؓ کو حج کا امیر بنایا اور اسلام میں آپ ہی سب سے پہلے امیر الجاح بنے ہیں۔ اس کے بعد نبی علیہ السلام نے اگلے سال لوگوں کو حج کروایا۔ اسے ابو الحسن عافظ علی بن نعیم بصری نے روایت کیا اور حسن صحیح قرار دیا ہے۔

۱۔ حضرت ابو بکر صدیق کا امیر الجاح بنا خود کتب تشیعہ میں بڑی صراحت کے ساتھ مذکور ہے جس کا تذکرہ آگے آ رہا ہے۔

متفرق مقامات پر لکھو ادا تھا، پھر عہد صدیقی میں ان تمام کپڑوں، پنچھروں اور پتوں کو جمع کیا گیا یوں سارا قرآن کی تحریر ایک جگہ جمع ہو گئی، جسے ایک لفافے میں بند کر کے رکھ دیا گیا۔ بعد ازاں دور عثمانی میں سیدہ حفصہؓ سے اس لفافے کو منگوا لیا گیا جس میں قرآن کی مذکورہ تحریرات تھیں۔ سیدنا عثمان غنیؓ نے ان پتوں اور پنچھروں سے انار کر قرآن کو صفحات میں بکھنا شروع کیا اور یوں قرآن کئی شکل میں آ گیا۔ یاد رہے عثمان غنی نے قرآن کو اسی ترتیب سے لکھا جس پر دور نبوی میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو قرآن حفظ کروایا تھا۔ اس کے بعد حضرت عثمان غنی نے اپنے مرتب کردہ قرآن سے نقلیں تیار کروا کر تمام عالم اسلام میں بھیج دیں جن سے آگے نقلیں تیار ہونا شروع ہو گئیں اور آج قرآن کریم اسی طرح پڑھا جا رہا ہے جس طرح دور رسالت مآب صلی اللہ علیہ السلام میں پڑھا جاتا تھا۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۲۸

نبی علیہ السلام کے بعد ساری نسل انسانیت سے پہلے آپ روز

قیامت قبر سے باہر آئیں گے

حدیث

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے پہلے میری قبر پھٹے گی، پھر ابو بکر کی اور پھر عمر کی۔ اس کے بعد میں جنت البقیع میں آؤنگا وہاں لوگ قبروں سے اٹھیں گے، پھر ہم اہل مکہ کا انتظار کریں گے، تا آنکہ دونوں حرموں کے مابین لوگ جمع ہو جائیں گے۔ اسے ابو عامر نے فضائل عمر فاروق میں روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۲۹

امت محمدیہ کالسب سے پہلا جنت میں جانے والا فرد آپ ہیں

حدیث

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا (شب معراج) جبریل علیہ السلام مجھے اپنے ساتھ لے گئے مجھے جنت کے تمام دروازے دکھائے گئے اور جس دروازہ سے میں نے اور میری امت نے گزرنا ہے وہ بھی مجھے دکھلایا گیا۔ ابو بکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ پر میرے والدین قربان۔ اے کاش! میں آپ کے ساتھ ہو سکتا۔ آپ نے فرمایا ابو بکر! تم تو میری ساری امت سے قبل جنت میں جاؤ گے۔

اسے لغوی نے ”مصالح الحسان“ میں اور ملاں نے اپنی سیرت میں اور صاحب فضائل ابی بکرؓ نے روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیقؓ ۲۰

سب سے پہلے آپ ہی حوض کوثر پر آئیں گے

حدیث

حضرت ابو ذرؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص سب سے پہلے حوض پر (میرے پاس آئے گا ابو بکر صدیقؓ ہوگا۔
اسے ملاں نے اپنی سیرت میں روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیقؓ ۲۱

حوض کوثر پر آپ نبی علیہ السلام کے ساتھی ہونگے

حدیث

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی علیہ السلام نے فرمایا:-
انتم صاحبی علی الحوض وصاحبی فی الغار
تم غار میں میرے ساتھی تھے حوض پر بھی میرے ساتھی ہو گے۔
اسے ترمذی نے روایت کیا اور حدیث حسن صحیح قرار دیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیقؓ

آپ جنت میں نبی علیہ السلام کے رفیق ہوں گے

حدیث

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔

لکل نبی رفیق و رفیق فی الجنة ابو بکر

ہر نبی کا ایک ساتھ تھا، اور میرا ساتھ جنت میں ابو بکرؓ ہوگا۔

اسے ابن عساکر نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ!

میں نے غار میں صدیق کو اپنا رفیق بنایا تھا تو اسے جنت میں میرا رفیق بنا دے۔

اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیقؓ

روز قیامت آپ خلیل و حبیب کے درمیان ہوں گے

حدیث

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا روز قیامت

عرش اعظم کے سامنے ایک منبر میرے لیے بنا ہوگا۔ اور ایک حضرت ابراہیم علیہ السلام

کے لیے۔ دونوں کے درمیان ایک کرسی ہوگی۔ جس پر ابو بکر صدیق بیٹھیں گے۔ تو اللہ کی طرف سے) ایک دینے والا بولے گا۔

يَا لَاءَ مِنْ صَدِيقِ بَيْنِ ذِيلٍ وَحَبِيبِ
 صدیق تیری کیا عظمت ہے تم غلیں اور حبیب کے درمیان بیٹھے ہو۔
 (جب کہ تینوں لفظوں کا معنی بھی تقریباً ایک جیسا ہے۔)
 اسے خطیب بغدادی نے اور ملا نے روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۲۲

روز قیامت آپ کا حساب نہیں ہوگا

حدیث

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا میں نے شب معراج جبریل سے پوچھا کیا میری امت کا حساب ہوگا۔ جبریل نے کہا ابو بکر کے علاوہ تمام کا حساب ہوگا۔ روز قیامت ابو بکر سے کہا جائے گا کہ وہ جنت میں داخل ہوں! وہ کہیں گے میں اس وقت داخل ہوں گا جب تک ہر وہ شخص جنت میں نہ جائے گا جو دنیا میں مجھ سے محبت رکھتا تھا۔

اسے ابو الحسن غنیفی اور صاحب دیباج اور صاحب الفضائل نے روایت کیا ہے اور

اسے حدیث غریب قرار دیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۲۵

اللہ تعالیٰ روز قیامت آپ پر خصوصی تجلی ڈالے گا۔

حدیث

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ابے ابو بکر! اللہ تعالیٰ (روز قیامت) لوگوں پر عام تجلی ڈالے گا۔ اور تجھ پر خصوصی تجلی پڑے گی۔

اسے ملا نے اپنی سیرت میں اور صاحب در الفضائل، نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (روز قیامت) منادی ندا کرے گا السابقون الاولون کہاں ہیں؟ پوچھا جائے گا وہ کون ہیں۔ ندا کرنے والا کہے گا ابو بکر کہاں ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ لوگوں پر عام اور ابو بکر کے لیے خصوصی نظر کرم فرمائے گا۔

اسے ابن بشران اور صاحب در فضائل ابی بکر نے روایت کیا اور حسن

کہا ہے۔

حدیث

حضرت جابر سے روایت ہے کہ ہم نبی علیہ السلام کے پاس بیٹھے تھے کہ نبی علیہ السلام کا وفد آیا۔ ان میں سے ایک شخص نے یاواؤنی شروع کر دی۔ نبی علیہ السلام ابو بکر صدیق کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ نے فرمایا ابو بکر! سنتے ہو جو یہ کہہ رہے ہیں؟

عرض کیا ہاں! آپ نے فرمایا انہیں جواب دو! تو ابو بکر صدیق نے خوب خوب جواب دیا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا ابو بکر! اللہ تمہیں رضوان اکبر (بڑی رضا) دیگا، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ دوسرے لوگوں پر عام توجہ کریگا۔ اور تیرے لیے خصوصی توجہ ہوگی۔

اسے طاہر نے اور صاحب "دفعات ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔

حدیث۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی علیہ السلام غار سے نکلے تو ابو بکر نے رکاب تھام لی اور اونٹنی کی لگام بھی ہاتھ میں لے لی۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ تمہیں رضوان اکبر دیگا۔ آگے مثل سابق۔

اسے طاہر نے روایت کیا ہے۔

حدیث۔

حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی علیہ السلام غار ثور کی طرف چلے، ابو بکر نے اونٹنی حاضر خدمت کر دی اور عرض کیا یا رسول اللہ! اس پر سوار ہوں! آپ سوار ہو گئے۔ پھر آپ نے ابو بکرؓ کی طرف توجہ کی اور فرمایا ابو بکر! اللہ تمہیں رضوان اکبر دیگا۔ عرض کیا وہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تمام بندوں پر عام تہلی ڈالیگا اور تجھ پر خصوصی تہلی ڈالی جائے گی۔

اسے صاحب "دفعات ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔

تشریح:

پچھلے گزرجکا ہے کہ سفر ہجرت میں نبی علیہ السلام کے پاؤں پر زخم کئے تھے اور یہاں اونٹنی پر سفر کرنا لکھا ہے مگر ہو سکتا ہے کہ پہلے آپ نے اونٹنی پر سفر کیا اور جب پہاڑ سے اوپر پیدل جانے لگے تو پاؤں زخمی ہو گئے ہوں۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۲۶

جبریل کے قدموں کی کھڑکھڑاہٹ کو آپ سن لیتے تھے

حدیث

مطلب بن عبد اللہ بن حسنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام پر جب جبریل وحی لانا تو اس کی کھڑکھڑاہٹ کو صرف ابو بکر ہی معلوم کرتے تھے۔
اسے ابن نجزی نے روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۲۷

پہر آسمان پر نبی علیہ السلام کے نام کے پیچھے آپ کا نام

لکھا ہے

حدیث

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جب مجھے معراج کرایا گیا تو میں جس آسمان پر گیا وہاں لکھا دیکھا۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ ابو بکر الصديق (من خلق)
سے ابن سرف عبدی اور حافظ نقفی نے روایت کیا ہے جبکہ صاحب ”الفضائل“
سے حدیث عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیقؓ

حدیث

حضرت ابو درود اور رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے شبِ معراج عرشِ اعظم کے گرد سنبر جو اہر پر نورانی قلم سے لکھا دیکھا ہے۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابو بکر الصدیق

خصوصیت ابی بکر صدیقؓ

نورانی جھنڈے پر نبی علیہ السلام کے نام کیسا تھا آپ کا نام ہے

حدیث

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ایک نورانی جھنڈا ہے جس پر لکھا ہے۔

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابو بکر الصدیق۔

یہ دو نواحدیت صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کی ہیں۔

تشریح :

بظاہر مذکورہ تینوں احادیث باہم متعارض ہیں مگر حقیقتاً ان میں کوئی تعارض نہیں ممکن ہے نبی علیہ السلام کے نام کے ساتھ ابو بکر صدیق کا نام ہر آسمان پر بھی ہوا اور عرشِ اعظم کے گرد جو اہر اور نورانی جھنڈے پر بھی ہو کیونکہ پیچھے کوزر چکا ہے کہ جنت کے ہر پتے پر ان کے نام لکھے ہیں۔

خصوصیت ابی بکر صدیقؓ

نبی علیہ السلام نے آپ کو حیاتِ ظاہرہ میں امیر حج بنایا

حدیث

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام مدینہ عمرہ جبرائیل سے فارغ ہو کر مدینہ طیبہ پہنچے تو ابو بکر کو امیر الحج بنا کر روانہ فرمایا۔
اسے ابو حاتم نے تفصیلاً علیؓ پر مشتمل طویل حدیث کے ضمن میں ذکر کیا ہے۔

حدیث

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ مذکورہ حج میں ابو بکر صدیقؓ نے میرے سمیت ندا کرنے کو نوجوان بروز عید پیچھے جو منا میں آواز لگا رہے تھے ”خبردار آج کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کر سکے گا اور نہ کسی کو برہنہ طواف کی اجازت اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔“

خصوصیت ابی بکر صدیقؓ

بعض اوقات نبی علیہ السلام کسی کام کو غیر حاضر تھے، تو آپ نے نماز پڑھائی

حدیث:

حضرت بہل بن سعد سے روایت ہے کہ قبیلہ بنی عمرو بن عوف میں باہمی جنگ و جدال رہتا تھا۔ نبی علیہ السلام تک یہ بات پہنچی۔ آپ نماز ظہر کے بعد ان کے ہاں صلح کروانے کو تشریف لے گئے۔ اور فرما گئے کہ۔

یا بلال اذا حضرت الصلوة ولم آت فمر بابکر
فلیصل بالناس۔

(اے بلال! اگر میں نماز کے وقت تک نہ آؤں تو ابو بکر سے کہنا کہ وہ لوگوں
کو نماز پڑھائے)

عصر کا وقت آیا حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان کہی اور ابو بکر صدیق کو مصلاتے امامت
پر کھڑا کیا۔ انہوں نے نماز پڑھائی۔ دوران نماز نبی علیہ السلام تشریف لے آئے صحابہ
نے دیکھ کر تصفیح شروع کی۔ (باہیں ہاتھ کی پشت پر دایاں ہاتھ زور سے مارا)
نبی علیہ السلام صحنوں میں نکلنے ہوئے ابو بکر کے پیچھے آکھڑے ہوئے۔ اور ابو بکر نماز
میں بڑے منہمک ہوتے تھے اس پاس کی خبر نہیں رہتی تھی۔ مگر جب انہوں نے پیچھے
سے تصفیح کی نہ رکنے والی مسلسل آواز سنی تو پیچھے دھیان کیا دیکھا تو نبی علیہ السلام کھڑے ہیں۔
آپ نے ابو بکر کو اشارہ کیا اپنی جگہ کھڑے رہو۔ تو انہوں نے اللہ کی حمد کی اور اپنی حالت
پر کھڑے کھڑے اٹے پاؤں پیچھے آگئے۔ نبی علیہ السلام آگے گئے اور نماز مکمل
کروائی۔

نماز سے فارغ ہو کر نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ ابو بکر! میرا اشارہ پالینے
کے بعد تم نے اپنی جگہ کھڑے کیوں نہ رہے؟ عرض کیا ابو تمہارے بیٹے میں رسول
خدا کا امام بننے کی جرات کہاں؟ چنانچہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ لوگو! جب
تمہیں دوران نماز میں کوئی امر تشک میں ڈالے تو مرد تسبیح کہے اور عورت تصفیح
کے۔

اسے احمد بن حنبل، ابو حاتم نے تفاسیم والنواع "میں ابو داؤد اور نسائی نے
روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیقؓ

قرآنِ نبویؐ۔ ابو بکرؓ کی موجودگی میں کسی دوسرے کو امامت کا حق نہیں

حدیث

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

لا ینبغی لأحد من قبلی ان یرثہ غیرہ
جس قوم میں ابو بکرؓ وہاں کسی اور کو امامت کا حق ہی نہیں۔
اسے ترمذی نے روایت کیا اور غریب قرار دیا ہے۔

حدیث

یہی حدیث ترمذی نے سیدہ سے یوں روایت کی ہے کہ (قریب الوصال) نبی صلیہ السلام نے فرمایا ابو بکرؓ سے کہو لوگوں کو نماز پڑھانے، عرض کیا گیا یا رسول اللہ! اگر کسی اور کو یہ حکم فرماتے (تو شاید بہتر رہتا) آپ نے فرمایا جب تک ابو بکرؓ میرے کسی امتی کو امامت کا حق نہیں۔

حدیث

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی صلیہ السلام انصار کے ایک

قبیلہ میں صلح کروانے تشریف لے گئے تھے۔ نماز کا وقت آیا۔ حضرت بلالؓ نے ابو بکرؓ سے کہا نماز کا وقت ہو چکا ہے اور نبی علیہ السلام بغیر موجود ہیں۔ میں اذان و اقامت کہتا ہوں کیا آپ نماز پڑھائیں گے؟ فرمایا جیسے تمہاری مرضی۔ تو بلال نے اذان دی اقامت کہی ابو بکر نے آگے بڑھ کر نماز پڑھا دی۔ فارغ ہوئے تو نبی علیہ السلام تشریف لے آئے۔ آپ نے فرمایا تم نماز پڑھ چکے؟ کہا گیا ہاں! آپ نے فرمایا نماز کس نے پڑھائی؟ عرض کیا گیا۔ ”ابو بکر نے“ آپ نے فرمایا تم نے بہت اچھا کیا جس بھی قوم میں ابو بکر موجود وہاں کسی اور کو امامت کا حق رہتا ہی نہیں۔

اسے صاحب ”فضائل ابی بکر“ نے روایت کیا اور حسن غریب قرار دیا ہے۔

تشریح :

ایسا ہی واقعہ ماقبل و اسے عنوان میں بھی گزر چکا ہے۔ مگر یہ دو علیحدہ علیحدہ واقعات ہیں۔ کیونکہ پہلے واقعہ میں خود نبی علیہ السلام جاتے ہوئے ابو بکر کی امامت کو تاکید کر گئے تھے جب کہ دوسرے میں یہ بات نہیں اور پہلے میں نبی علیہ السلام دوران نماز تشریف لے آئے تھے۔ جبکہ دوسرے میں فراغت کے بعد۔

یونہی بخاری و مسلم میں ایسا ہی واقعہ متعدد طرق سے مروی ہے جس میں نبی علیہ السلام کی تاکید کا ذکر نہیں ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیقؓ

ایام مرض و وفات میں نبی علیہ السلام نے اعلانِ خلافت کے لیے آپ کو امام بنایا

حدیث

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جب نبی علیہ السلام کی تکلیف پڑھ گئی تو آپ نے فرمایا جاؤ ابو بکر کو میرا حکم دو کہ لوگوں کو نماز پڑھائے (ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! ابو بکر رقیق القلب ہیں جب آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو شدتِ غم سے رو پڑیں گے اور لوگوں کو کچھ سنائی نہ دے گا، آپ نے فرمایا ابو بکر سے کہو نماز پڑھائے سیدہ نے اپنا کلمہ پھر کہا، آپ نے فرمایا۔

انکن صواحبات یوسف مروا ابابکر فلیصل بالناس

تم بھی یوسف والی عورتیں ہو، یعنی یوسف علیہ السلام پر جب حضرت زینب فریفتہ ہو گئیں تو مصر کی عورتوں نے ان پر طعنہ زنی کی کہ زینب کا دماغ چل گیا ہے، بظاہر تو وہ زینب پر اعتراض کر رہی تھیں مگر حقیقت میں اس سے ان کا مقصد بیدار یوسف حاصل کرنا تھا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم بھی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرما رہے ہیں کہ تم بھی حضرت ابو بکر کی اہمیت کے حکم کی بظاہر مخالفت کر رہی ہو مگر حقیقت میں تم چاہتی ہو کہ انکی امامت کے لیے مزینا کیاری حکم آجائے تاکہ کسی کو ان کی گنجائش نہ رہے، ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہو کہ لوگوں کو نماز

پڑھائیں۔

اسے بخاری و مسلم اور ابو حاتم نے روایت کیا ہے۔

حدیث

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کی طبیعت زیادہ نماز ہو گئی۔ تو حضرت بلال نماز کی اطلاع کرنے آئے آپ نے فرمایا ابو بکر سے کہو نماز پڑھائے سیدہ کہتی ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ابو بکر بڑے دیگر آدمی ہیں وہ آپ کی جگہ کھڑے ہوتے ہی گلوگیر ہو جائیں گے۔ اور کچھ سنائی نہ دے گا۔ بہتر ہے کہ عرض کو یہ علم فرمائیں، آپ نے پھر فرمایا۔ ابو بکر سے کہو نماز پڑھائے سیدہ کہتی ہیں میں نے حصہ رضہ سے کہا آپ یہ گزارش کریں تو ام المومنین سیدہ حفصہ رضہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! ابو بکر

لے شیعہ کتب میں بھی یہ معرکہ آثار حدیث موجود ہے۔ چنانچہ شیخ ابراہیم بن حسین شیعہ اپنی کتاب ذرۃ بحیث شرح نہج البلاغہ مطبوعہ تیران ص ۲۲۵ میں لکھتا ہے۔

فلما اشتد به المرض أمر أبا بكر أن يصلي بالناس... فالشيعة تزعم أنه لم يصل بهم إلا صلوةً واحدة... والصحيح عندى وهو ألا شئرا لها لم تكن آخر الصلوة في حياتهم صلى الله عليه وسلم بالناس جماعة وإن أبا بكر صلى بالناس بعد ذلك يومين ثم مات۔

ترجمہ: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مرض بڑھ گئی تو آپ نے ابو بکر کو لوگوں کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ تو شیعہ سمجھتے ہیں کہ انہوں نے لوگوں کو صرف ایک نماز پڑھائی ہے۔ مگر میرے نزدیک صحیح یہ ہے اور یہی زیادہ مشہور بھی ہے کہ یہ نماز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ کی آخری نماز تھی اور ابو بکر اس کے بعد بھی لوگوں کو دو دن تک نماز پڑھاتے رہے۔ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا۔

عم نامک آدمی ہیں۔ آپ کی جگہ نماز نہیں پڑھا سکیں گے۔ آپ نے فرمایا تم بھی یوسف علی غزرتیں ہو۔ عباؤ ابو بکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائے۔
اسے ابو حاتم اور شیخین نے روایت کیا ہے ترمذی نے بھی روایت کیا ہے جس کے آخری الفاظ یہ ہیں۔ سیدہ حفصہ نے سیدہ عائشہ رضی سے کہا مجھے تمہاری طرف سے بھلائی نہیں ملی۔ ترمذی نے اسے حسن صحیح قرار دیا ہے۔

تشریح:

بخاری و مسلم کے بعض طرق میں یوں بھی مروی ہے کہ ابو بکر کو جب یہ حکم موصول ہوا تو انہوں نے عمر سے کہا آپ نماز پڑھاؤں، عمر نے کہا آپ اس کے زیادہ حقدار ہیں چنانچہ ایام عمر نبی میں آپ ہی نمازیں پڑھاتے رہے۔

حدیث

عبداللہ بن حضرت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کی مرض شدت اختیار کر گئی۔ ایک روز میں مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ آپ کے حضور بیٹھا تھا کہ بلال آگئے اور نماز کی اطلاع دی۔ آپ نے فرمایا کسی کو نماز پڑھانے کا کہہ دو عبداللہ بن ذمہ کہتے ہیں میں یاہر آیا حضرت عمر سامنے بیٹھے تھے اور ابو بکر غیر حاضر تھے میں نے کہا عمر! نماز پڑھاؤ! عمر آگے بڑھے اور تکبیر کہی نبی علیہ السلام نے ان کی آواز سنی تو فرمایا ابو بکر کہاں ہے؟ (اس کے ہوتے ہوئے کسی اور کی امامت کا یہ امر نہ اللہ کو پسند ہے) مسلمانوں کو۔ آپ نے ابو بکر کو بلا بھیجا، جب کہ نماز مذکورہ عمر فاروق نے ہی پڑھائی تھی۔

دوسری روایت میں ہے جب اپنے عمر فاروق کی آواز سنی تو اپنے بچے سے عمر یاہر نکالا اور فرمایا نہیں! نہیں! نہیں! نماز ابو بکر ہی پڑھائے گا۔ یہ کہتے ہوئے

آپ غضب میں تھے۔

یہ دونوں روایتیں ابو داؤد میں مروی ہیں اور احمد بن حنبل نے اس حدیث کو سننی

روایت کیا ہے۔

حدیث

عبداللہ بن زمرہؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کی مرض بڑھ گئی میں مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ پاس ہوا اور تھا بلال حبشی نماز کی اطلاع کرنے کے لیے آئے آپ نے کہا کسی سے کہو نماز پڑھا دو عبداللہ کہتے ہیں میں باہر آیا۔ عمرؓ لوگوں میں موجود اور ابو بکرؓ غیر موجود تھے میں نے عمرؓ سے کہا اٹھیے اور نماز پڑھا بیٹے! وہ اٹھے تکبیر کہی نبی علیہ السلام نے آواز سنی کیونکہ ان کی آواز طبعی بلند تھی، تو فرمایا ابو بکر کہاں ہیں؟ یہ بات نہ اللہ کو منظور ہے نہ مومنوں کو جتنا بچہ آپ نے ابو بکر کو بلا بھیجا وہ آئے جب نماز پڑھائی جا چکی تھی۔ تو بعد انہوں نے ہی نماز پڑھوائی۔ عبداللہ بن زمرہ کہتے ہیں مجھے عمرؓ نے کہا افسوس ہے تم پر میرے ساتھ تم نے کیا کر دیا۔ اے عبداللہ! قسم بخدا جب تم نے مجھے نماز کا کہا تو میں سمجھا نبی علیہ السلام نے مجھے حکم دیا ہے۔ ورنہ میں کبھی نہ نماز پڑھاتا میں نے کہا قسم بخدا مجھے نبی علیہ السلام نے کسی خاص آدمی کے لیے حکم نہیں دیا تھا میں نے ابو بکر کی غیر موجودگی میں آپ کو زیادہ حق دار سمجھ کر امامت کرنے کو کہہ دیا۔

تشریح:

مذکورہ احادیث نصف النہار سے زیادہ واضح ہیں اور خلافت ابی بکر کے دن کے

بجاء ہی ہیں۔

حدیث

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ابو بکر کو چاہیے لوگوں کو نماز پڑھانے سیدہ عائشہ ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یا رسول اللہ! ابو بکر دیگر آدمی ہیں آپ عمرؓ کو یہ بات کہیں عمرؓ نے کہا جب تک ابو بکر میں کیسے آگے ہو سکتا ہوں چنانچہ ابو بکر نے نماز پڑھاٹی۔

اسے صاحب "تفائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے اور حسن فراڈیا ہے۔

حدیث

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ لینی سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے ابو بکر کو نماز صبح پڑھانے کا حکم دیا انہوں نے نماز شروع کی نبی علیہ السلام کو کچھ افاقہ محسوس ہوا آپ صفوں کو پھاڑتے ہوئے آگے آگے ابو بکر نے محسوس کر لیا اور جان گئے کہ اس طرح صرف نبی علیہ السلام ہی آسکتے ہیں تو وہ پیچھے ہٹنے لگے۔ آپ نے انہیں وہیں کھڑا کر دیا اور خود ابو بکر کی دائیں طرف (مصلاب پر) بیٹھ گئے۔

اسے امام شافعی نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ اور اسے ابن اسحاق نے

بھی روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام تین دن مسجد میں تشریف نہ لائے (پہلے دن) نماز کھڑی ہوئی ابو بکر صدیقؓ آگے بڑھنے والے تھے کہ نبی علیہ السلام نے اپنے دروازے کا حجاب اٹھوایا (یہ دروازہ مسجد کے اندر کھتا تھا) صحابہ کہتے ہیں جب ہم نے آپ کا چہرہ انور دیکھا تو وہ ایسا پر کیف منظر تھا جو ہمیں پھر کبھی حاصل نہ ہو سکا۔ آپ نے اشارہ کیا کہ ابو بکر آگے بڑھے اور نماز پڑھائے یہ کہہ کر آپ نے پردہ گرا دیا اس کے بعد آپ ایسا نہ کر سکے اور دنیا

سے پردہ فرما گئے۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ایام مرض میں ابو بکر صدیق ہی نمازیں پڑھایا کرتے تھے جب پیر کا روز آیا لوگ صف بستہ ہو نماز تھے تو نبی علیہ السلام نے پردہ اٹھایا ہم نے آپ کو ایک نظر دروازے میں کھڑے دیکھا آپ کا چہرہ ایسے تھا جیسے قرآن کا ورق، نبی علیہ السلام مسکرا اٹھے۔ الحدیث۔

اسے مسلم نے روایت کیا ہے

خصوصیت ابی بکر صدیقؓ

نبی علیہ السلام کے حکم سے آپ نے نماز پڑھائی اور نبی علیہ السلام نے پیچھے پڑھی

حدیث

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کی آخری نماز وہ تھی۔ جو آپ نے لوگوں کے ساتھ ایک، کپڑے میں لپٹے ہوئے ابو بکر صدیق کے پیچھے پڑھی۔

اسے نسائی اور طبرانی نے معجم میں روایت کیا ہے۔

تشریح:

حضرت جابرؓ سے بھی یہی روایت ہے سہل بن سعید اور سیدہ عائشہؓ سے بھی اسی طرح کی روایات ہیں جو ابن صبان نے روایت کی ہیں۔

حدیث

حضرت اسماء بنت عبدیق اکبر کہتی ہیں میرے والد ایک کپڑے میں نماز پڑ رہے تھے جب کہ مزید کپڑے بھی آپ کے تھے میں نے عرض کیا ابا جان آپ کے اور کپڑے بھی ہیں (پھر ایک میں نماز کیوں!) آپ نے فرمایا۔ اے پیاری بیٹی انہی علیہ السلام نے اپنی آخری نماز جو آپ نے میرے پیچھے پڑی تھی ایک ہی کپڑے میں ادا فرمائی تھی۔

حدیث

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابو بکر صدیق کے پیچھے نماز پڑھی ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیق ۵۵

نبی علیہ السلام نے اپنی رحلت کے بعد اے معاملات خود ابو بکر کے حوالے کر دیئے تھے تاکہ ان کی خلافت لوگوں پر واضح ہو جائے۔

حدیث

حضرت جبرین مطہم سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی علیہ السلام کے پاس آئی اُسے کوئی چیز چاہیے تھی آپ نے فرمایا دو بارہ آنا۔ وہ کہنے لگی یا رسول اللہ! اگر میں آؤں اور آپ نہ ہوں۔ یعنی وصل ہو چکا ہو یا نبی علیہ السلام نے فرمایا اگر تو مجھے نہ پائے تو ابو بکر کے پاس آ جانا۔

۱۔ یہ حدیث تلمیذ اشافی جلد ۳۶ ص ۳۶ میں شیخ الطائفہ علامہ موسیٰ نے انہی الفاظ کے ساتھ نقل کی ہے۔ الفاظ یہ ہیں۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے نرندی اور ابو حاتم بھی راوی ہیں۔

حدیث

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی علیہ السلام کے پاس کچھ مانگ رہی تھی۔ آپ نے فرمایا پھر آنا۔ بولی یا رسول اللہ! اگر میں لوٹ کر آؤں اور تجھ کو نہ پاؤں تو؟ آپ نے فرمایا۔

إِنْ جِئْتِ فَلَمْ تَجِدِي فَأْتِ أَبَا بَكْرٍ فَإِنَّهُ الْخَلِيفَةُ مِنْ بَدِي.

(اگر تم آؤ اور مجھے نہ پاؤ تو ابو بکر کے پاس آجانا۔ وہ میرے بعد خلیفہ ہوگا)

روای عن جُبَيْرِ بْنِ مَطْعَمٍ أَنَّ امْرَأَةً أَتَتْ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَتْهُ فِي شَيْءٍ فَأَمَرَهَا أَنْ تَرْجِعَ إِلَيْهِ. فَقَالَتْ يَا رَسُولَ

اللَّهُ مَا أَيْتُكَ أَنْ رَجَعْتُ فَلَمْ أَجِدْكَ؟ (تَعْنِي الْمَوْتَ) قَالَ فَإِنْ لَمْ تَجِدِي بِنِي

قَاتِيَّ أَبَا بَكْرٍ،

ترجمہ: حضرت جبیر بن مطعم سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور اس نے اپنے کسی معاملہ میں آپ سے گفتگو فرمائی آپ نے فرمایا تم دوبارہ آنا وہ کہنے لگی اگر میں دوبارہ آؤں اور آپ کو نہ پاؤں تو؟ اس کا مطلب یہ تھا کہ آپ کا وصال ہو چکا ہو تو جب آپ نے فرمایا اگر تم مجھے نہ پاؤ تو ابو بکر کے پاس آجانا۔

اسی طرح علامہ طوسی نے اسی مذکورہ صفحہ پر ابو مالک اشجعی کی روایت سے یہ حدیث بھی نقل کی ہے کہ اہل خمیر میں سے ایک شخص کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سالانہ سو اونٹ کھجوروں کے لئے دیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ نے اسے اس کا وظیفہ دیا تو وہ کہنے لگا مجھے ڈر ہے کہ آپ کے بعد مجھے یہ وظیفہ نہیں ملے گا آپ نے فرمایا کہ ڈرو نہیں ملتا رہے گا وہ آدمی کہتا ہے کہ بعد حضرت علی کے پاس میرا گذر ہوا میں نے انہیں ساری سنائی، وہ کہنے لگے تم جا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھو کہ آپ کے بعد وظیفہ کون دے گا؟ تو میں واپس گیا اور آپ سے سوال کیا آپ نے فرمایا: ابو بکر دے گا،

اسے صاحب ”فضائل ابی بکر“ نے روایت کیا اور غریب قرار دیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیقؓ

نبی علیہ السلام نے آپ کی خلافت کی تحریر لکھنا چاہی تھی پھر اس خیال سے کہ انہی کی خلافت اللہ اور مسلمانوں کو منظور ہے

حدیث : آپ نے یہ ارادہ چھوڑ دیا

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے اپنی مرضی

علامہ طوسی نے یہ ایک اور حدیث بھی نقل کی ہے کہ قبیلہ بنی مصطلق نے ایک آدمی بنی علی اللہ

علیہ وسلم کے پاس بھیجا تا کہ وہ آپ سے یہ پوچھے کہ آپ کے بعد ہمارے اموال زکوٰۃ و عشر کون وصول کرے گا۔ وہ آدمی مدینہ طیبہ میں آیا اور حضرت علی سے ملا اور یہی سوال کیا۔ انہوں نے کہا کہ میں نہیں جانتا تم خود ہی بنی علی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ سکتے ہو اور پوچھ کر مجھے بھی بتانا

فَسَأَلَهُ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ اس نے آپ سے پوچھا اپنے فرمایا، ابو بکر،

ان تمام احادیث کو نقل کر کے علامہ طوسی نے تاویلات و شبہات کا بازار گرم کر دیا

متملہ یہ کہ مذکورہ احادیث اخبار احاد ہیں اس لیے حجت نہیں ہیں مگر وہ یہ بھول گیا کہ

خبر واحد صحیح قابل حجت ہے خصوصاً جب دیگر صحیح احادیث سے اسے تائید مل جائے تو اس کی

حجت مزید قوی ہو جاتی ہے یہی علامہ طوسی اپنی اسی کتاب تلخیص الشافی جلد ۱ ص ۸۰ میں اس اعتراض

کا جواب دیتے ہوئے کہ حضرت علی کا دست ابو بکر پر مجبوراً بیعت کرنا اخبار احاد میں آیا ہے اور یہ تو قابل

حجت نہیں ہوتی لکھتا ہے۔ کل خبر ہماز کرناہ وان کان وارد آمن طریق الاحاد

فان معناه الذی تضمنہ متواتر بہ :

میں مجھے فرمایا۔ ادعیٰ لی ابابکر ابانک وانک حتی اکتب کتاباً فاتنی
اخاف ان تیعنی متمن ویقول قائل انا اولی ویابی اللہ
والمؤمنون الا ابابکر۔

(ابوبکر اور ان کے بیٹے کو بلا لاؤ) تاکہ میں انہیں پر واندہ بکھ دوں اور کچھ کسی
کے دل میں ایسی تمنائے نہ جائے اور کوئی اس پارہ میں تھکڑا کرنے والا باقی
نہ رہے۔ جب کہ ابوبکر کے علاوہ یہ کام نہ اللہ کسی کو دیگا نہ اہل السلام
اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

حدیث

سیدہ سے ہی روایت ہے کہ انہوں نے (سیدہ نے) کہا ہائے میرا سر نبی علیہ السلام
نے فرمایا اگر وہ بات (تمہاری موت) ہو گئی اور میں زندہ ہوا تو تمہارے لیے دعا و استغفار
کروں گا۔ سیدہ عائشہ نے کہا ہائے ہلاکت۔ قسم بخدا مجھے یوں لگتا ہے۔ جیسے آپ چاہتے
ہیں کہ میں مرجاؤں اور آپ اسی دن دوسری نشادی کر لیں نبی علیہ السلام نے فرمایا
نہیں میرا اپنا سر درد سے پھٹا جا رہا ہے میں نے تو ارادہ کیا ہے کہ ابوبکر اور ان کے بیٹے
کو بلاؤں اور عہد دے دوں تاکہ بعد میں کوئی اس (حکومت کی) امانت آرزو کر سکے نہ
جھگڑا پھر میں نے سوچا مجھے کہنے کی کیا ضرورت ہے (اللہ اور اہل اسلام اس کے علاوہ
کچھ جانتے ہی نہیں)۔ اسے صرف بخاری نے روایت کیا ہے۔

یعنی ہماری ذکر کردہ اخبار اگرچہ بطریق احاد مذکور ہیں مگر جس معنی پر وہ مشتمل ہیں وہ متواتر ہے
تو ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ارشادات
و تلخیصات فرمائی ہیں ان پر مشتمل احادیث بھی معاً متواتر ہیں اور یقین کامل کا فائدہ دیتی ہیں
لہٰذا کیونکہ تشیع کتب میں تصریح ہے کہ اللہ نے حضرت علی کو نبی علیہ السلام کے بعد خلیفہ بنانے
سے انکار کر دیا تھا چنانچہ تفسیر فرات الکونی مطبوعہ نجف اشرف ص ۱۸ میں ہے کہ ایک بلر تشیع راوی
جابر نے حضرت امام جعفر سے آیہ قرانیر۔ لیس لك من الامر شیئ۔

حدیث :-

سیدہ ہی سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کی مرض زیادہ بڑھ گئی تو آپ نے عبدالرحمن بن ابی بکر سے کہا۔ میرے پاس لوہے یا لکڑی کا کوئی تختہ لاؤ تاکہ میں ابو بکر کے لیے پروانہ (حکومت) لکھ دوں تاکہ اس بارہ میں کوئی اختلاف نہ رہے جب عبدالرحمن جانے لگے تو آپ نے فرمایا (رہنے دو) اللہ اور مسلمانوں کو ابو بکر کے علاوہ کوئی منظور ہی نہیں۔

اسے احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے۔

حدیث :-

سیدہ ہی سے روایت ہے کہ جب نبی علیہ السلام کو مرض کی تکلیف زیادہ ہو گئی تو فرمایا ابو بکر کو بلا لاؤ تاکہ میں اسے تحریر دے دوں اور اس امر (حکومت) میں کسی دوسرے کو طمع باقی نہ رہ جائے بلکہ پھر آپ نے فرمایا اللہ اور ایمان والے اس کے (اے نبی تجھے اس معاملہ میں کچھ اختیار نہیں) کا مطلب پوچھا، آپ نے فرمایا۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حوص ان یکون الامر لامیرالمؤمنین (ع) من بعدی فابی اللہ الخ

ترجمہ: بے شک رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی بڑی حرم کی کہ آپ کے بعد یہ حکومت

علی رضی اللہ عنہ کیلئے ہو جائے مگر اللہ تعالیٰ نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔

وجہ صرف وہی تھی جو اوپر بیان ہو چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر قیمت پر ابو بکر کو ہی خلافت دینا چاہتا تھا۔

لہٰذا یہی مطالبہ حضرت علی اور حضرت عباس نے بارگاہ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں ایام مرض میں پیش کیا تھا کہ اگر یہ حکومت آپ کے بعد ہمیں ملنی ہے تو ارشاد فرمادیتے، تو آپ نے کیا فرمایا۔

چنانچہ شیعہ کتب میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے قریب ایک بار صحابہ کرام آپ کے پاس بیٹھے تھے، جب سارے لوگ چلے گئے اور آپ کے پاس حضرت عباس فضل بن عباس

سوا کچھ چاہتے ہی نہیں۔ سیدہ فراتی میں پھر واقعی اللہ نے اور اہل اسلام نے میرے والد کے علاوہ کسی کو (حکومت کے لیے) پسند نہ کیا اور وہی حاکم بنے اسے صاحب و فضائل ابی بکرؓ نے روایت کیا اور صحیح علی شریحین قرار دیا ہے۔

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے اپنی مرض و وفات حضرت علی اور دیگر افراد خاندان رہ گئے تو حضرت عباسؓ نے یوں عرض کیا۔

يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ يَكُنْ هَذَا أَمْرًا فِينَا مُسْتَقْرًا مِنْ بَعْدِكَ فَبَشِّرْنَا وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ نَعْلَبَ عَلَيْهِ فَاقْضِ بِنَا فَقَالَ أَنْتُمْ أَلَسْتُمْ تَضْعِفُونَ مِنْ بَعْدِي دَاصِمَتِ، فَهَضَّ الْقَوْمَ وَكُفَّرَ يَبْكَونَ قَدْ يَسُؤُونَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ۔

ترجمہ: یا رسول اللہ اگر آپ کے بعد یہ حکومت ہمیں حاصل ہونے والی ہے تو ہمیں بشارت عطا فرمائیں اور اگر آپ جانتے ہیں کہ ہم مغلوب ہو جائیں گے تو ہمارے حق میں فیصلہ فرما دیں، آپ نے فرمایا میرے بعد تم بے بس کر دینے جاؤ گے، یہ کہہ کر آپ خاموش ہو گئے، تو یہ لوگ (بنی ہاشم) روتے ہوئے کھڑے ہو گئے یہ لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مایوس ہو چکے تھے۔

۱۔ اعلام الوری ابو الفضل بن حسن طبرسی ص ۱۴۲ مطبوعہ بیروت حدیث

۲۔ ارتداد شیخ مفید ص ۹۹ مطبوعہ قم ایران

۳۔ تہذیب المتین فی تاریخ امیر المؤمنین مطبوعہ یوسفی دہلی ص ۲۳۶

جب گھروں آپ کے پاس افراد خانہ کے سوا کوئی دوسرا صحابی نہ تھا ایسے میں گھروالوں کے اصرار کے باوجود آپ کا انکار فرمانا اور ان کا روتے ہوئے کھڑے ہو جانا اس امر کی دلیل ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر صدیق کے متعلق اپنی رائے بحکم الہی قائم کر چکے تھے۔

میں فرمایا اسے عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا: ابو بکر کو بلاؤ تاکہ میں ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لیے پروانہ رکھ دوں تاکہ کسی کو اختلاف کی گنجائش نہ رہے۔ اور پناہ ہے اللہ کی اس بات سے کہ اہل اسلام میں سے کوئی ابو بکر کی مخالفت کرے۔

اسے صاحب "فضائل" نے روایت کیا اور غریب قرار دیا۔

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۵

آپ ایک ہی دن میں کئی قسم کی نیکیوں میں پہل کر گئے

حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج کسی نے روزے کے ساتھ صبح کی ہے؛ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا "میں نے"، آپ نے فرمایا آج کسی نے کسی کے جنازہ میں شرکت کی ہے؛ ابو بکر بوسے "میں نے"، آپ نے فرمایا کسی مریض کی عیادت کس نے کی ہے؛ ابو بکر نے عرض کیا "میں نے" کی ہے، "یہ سن کر نبی علیہ السلام نے فرمایا۔

مَا اجْتَمَعَنَ فِي امْرِئٍ اِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ
جس شخص میں یہ نیک اعمال (ایک دن میں) اکٹھے ہو گئے وہ جنتی ہو گیا۔

اسے احمد بن حنبل اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

حدیث

ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ آج کسی نے روزہ رکھ کر صبح کی ہے؛ لوگ خاموش تھے ابو بکر بوسے یا رسول اللہ! "میں نے"،

نبی علیہ السلام نے پھر فرمایا۔ آج کسی نے مسکین پر صدقہ کیا ہے؟ صحابہ خاموش رہے۔ ابو بکر نے عرض کیا۔ ”میں نے“ فرمایا کسی نے جنازہ میں شرکت کی ہے؟ ابو بکر نے کہا یا رسول اللہ! میں نے کی ہے“ دوسری روایت میں ہے کہ آنحضری بار آپ نے فرمایا، مریض کی عیادت کس نے کی ہے! ابو بکر بولے ”یا رسول اللہ! میں نے“ تو نبی علیہ السلام مسکراتے اور فرمایا اس خدا کی قسم جس نے مجھے نبی بنا یا جس شخص نے ایک دن میں یہ سارے کام کیے اس کے لیے جنت ضروری ہو گئی۔

اسے ملاں نے سیرت میں روایت کیا ہے۔

حدیث

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے اپنے صحابہ سے فرمایا کسی نے روزہ رکھا ہوا ہے؟ ابو بکر نے کہا۔ میں نے رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کسی نے مریض کی مزاج پرسی کی ہے؟ ابو بکر نے کہا میں نے کی ہے۔ آپ نے فرمایا کوئی جنازہ کے ساتھ چلا ہے؟ ابو بکر نے کہا میں چلا ہوں۔ سیدہ فرماتی ہیں چوتھی بات جو نبی علیہ السلام نے پوچھی تھی مجھے معلوم نہیں سکی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا جس شخص کے لیے یہ چاروں کام (ایک دن میں) ایجا ہو گئے۔ اللہ اس کے لیے جنت میں محل بنائے گا۔

اسے صاحب ”فضائل ابی بکر“ نے روایت کیا ہے۔

حدیث

ابن جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا تم میں سے کوئی ہے جس نے جنازہ کی پیروی کی ہو۔ ابو بکر نے کہا میں نے کی ہے۔“ فرمایا کسی نے مسکین پر صدقہ کیا ہے؟ ابو بکر نے کہا میں نے کیا ہے۔ فرمایا آج کسی کا روزہ ہے؟ ابو بکر نے کہا ہاں میرا ہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا ابو بکر! آپ جنت میں دوسروں

سے چالیس برس پہلے جائیں گے۔

حدیث۔

حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دن نبی علیہ السلام نے نماز فجر سے فارغ ہو کر فرمایا آج کس نے روزہ رکھا ہے؟ عمر فاروق نے عرض کیا یا رسول اللہ میں نے روزہ کی نیت نہیں کی اور نہ ہی ایسا ارادہ ہے۔ ابو بکر صدیق بوسے یا رسول اللہ! رات کو میرا ارادہ تھا اور صبح میں روزے سے تھا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا آج کسی نے مریض کی عبادت کی ہے؟ عمر فاروق بوسے یا رسول اللہ! ابھی تو ہم نماز سے فارغ ہوئے ہیں۔ اور مسجد سے باہر بھی نہیں نکلے۔ مریض کی عبادت کیسے کرتے۔ ابو بکر صدیق گویا ہوئے یا نبی اللہ! میرا بھائی عبدالرحمن بن عوف بیمار ہے میں گھر سے اٹھ کر انکی طرف گیا مزاج پرسی کی اور مسجد میں آپہنچا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا آج کسی نے رات خدا میں صدقہ بھی دیا ہے؟ عمر رضی اللہ عنہما نے عرض کیا پر داز ہوئے، رسول خدا! نماز پڑھ کر ابھی ہم آپ کے ہاں سے غائب نہیں ہوئے صدقہ کیونکر ممکن ہے؟ ابو بکر نے لب کشائی کی یا رسول میں عبدالرحمن بن عوف کی عبادت کر کے مسجد کو آیا دیکھا کہ دروازہ پر ایک سائل ہے میرے ساتھ میرا پوتا بھی تھا۔ جس کے ہاتھ میں روٹی کا ٹکڑا تھا میں نے بچے سے لے کر وہ سائل کی تھولی میں ڈال دیا۔

یہ سن کر نبی علیہ السلام نے ابو بکر سے دوبارہ فرمایا۔ تمہیں جنت کی بشارت ہو، عمر فاروق نے آہ بھری (کہ افسوس میں یہ اعمال نہ کر سکا) نبی علیہ السلام نے ان کی حسرت کو دیکھ فرمایا اے اللہ! عمر پر رحمت نازل فرما۔ عمر خوش ہو گئے۔ اور کہا میں نے جب کبھی کسی بھلائی میں ابو بکر سے بڑھنا چاہا تو وہ مجھ سے آگے نکل گئے۔

ان الفاظ سے اسے خلعی نے روایت کیا ہے جب کہ ابو داؤد نے بھی دروازہ

مسجد پر پارہ نان صدقہ کرنے کے عنوان سے یہ حدیث روایت کی ہے۔

تشریح :

عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بارہ میں بھی اسی مضمون کی حدیث مروی ہے جو ہم ان کے خصائص میں بیان کریں گے، تو ممکن ہے یہ واقعہ دوبارہ ہوا ہو ایک بار مذکورہ اعمال صالحہ ابو بکرؓ میں پائے گئے ہوں اور دوسری بار عمر فاروق میں۔

حدیث

صلہ بن زفر سے روایت ہے کہ علی مرتضیٰؓ کے سامنے جب ابو بکر صدیقؓ کا ذکر چھیڑتا تو وہ فرماتے ابو بکرؓ سابق تھے (یعنی نیکیوں میں سب سے آگے نکل جانے والے) قسم بخدا کسی نیک کام میں جب بھی ہمارا مقابلہ ہوا ابو بکرؓ آگے نکل گئے۔
اسے ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے۔

خصوصیت ابی بکر صدیقؓ نمبر ۵۱

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا جنازہ آپ ہی نے پڑھا یا

قسم بخدا سیدہ فاطمہؓ کا جنازہ ابو بکرؓ ہی پڑھائیں گے حضرت علیؓ

حدیث

مالک امام جعفر صادقؓ سے وہ امام باقرؓ سے اور وہ امام زین العابدینؓ سے روایت کرتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا کی رحلت مغرب اور عشاء کے درمیان ہوئی۔ ابو بکر صدیقؓ، عمر فاروقؓ، عثمان غنیؓ، زبیر اور عبد الرحمن بن عوف موجود تھے۔ جب جنازہ لاکر رکھا گیا تو علی مرتضیٰؓ نے فرمایا۔ ابو بکرؓ آگے بڑھو! انہوں نے فرمایا جناب علیؓ! آپ موجود ہیں۔ حضرت علیؓ نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے مگر آپ آگے آئیں قسم بخدا آپ کے سوا کوئی دوسرا شخص جنازہ نہیں پڑھائے گا۔ چنانچہ ابو بکر صدیقؓ نے نماز پڑھائی اور انہیں رات ہی میں

دفن کر دیا گیا۔ اسے بصری نے اور ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے۔

تشریح :

بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ اس جنازہ میں ابو بکرؓ نے چار تکبیریں کہیں مگر یہ بات صحیح بخاری کی روایت کے خلاف ہے۔ کیونکہ بخاری میں ہے۔ علی مرتضیٰؓ نے

اے شیعہ کتب میں صراحتاً نہیں اشارہ اور اصولاً ثابت ہے کہ سیدہ فاطمہؓ کا جنازہ ابو بکر صدیقؓ نے پڑھایا اور یہ دلیل ہے اس بات کی کہ اہل بیت اور صحابہ کرام خصوصاً سیدہ فاطمہؓ اور ابو بکرؓ کے بائیں کسی قسم کی غداوت نہ تھی چنانچہ ملاحظہ ہو۔

شیعہ کتب میں موجود ہے کہ جب امام حسنؓ فوت ہوئے تو امام حسینؓ نے میت ہونے کے باوجود گورنر مدینہ سعید بن العاصؓ سے ان کا جنازہ پڑھوایا اور ساتھ یہ فرمایا۔

تَقَدَّمَ فَلَولا اَخْتِاسُنْدُ مَا قَدَّمَكَ۔

ترجمہ : آگے بڑھ کر نماز پڑھاؤ اگر یہ سنت پہلے سے جاری نہ ہوتی تو میں نہیں کبھی آگے نہ بڑھاتا نماز پڑھانے کے لیے

۱۔ مقاتل الطالیین (البر الوضوح) صفحہ ۱۵۶

۲۔ ابن ابی عمیر شرح نہج البلاغہ ص ۱۸

امام حسین کے اس ارشاد کا مطلب صاف طور پر یہی ہے کہ چونکہ پہلے سے اسلام میں یہ طریقہ جاری ہے کہ حاکم وقت ہی نماز جنازہ پڑھاتا ہے خواہ ملی معیت موجود بھی ہو اس لیے اسے سیدہ فاطمہؓ کا جنازہ پڑھاوا اور اس میں کینٹنک ہے۔ کہ سیدہ فاطمہؓ ہر ارضی اللہ عنہا کے وصال کے وقت حضرت ابو بکر صدیقؓ حاکم وقت تھے معلوم ہوا انکی نماز حضرت صدیق اکبرؓ نے پڑھائی تھی۔ جب کہ کتب اہل سنت میں ابو بکر صدیق کا سیدہ کا جنازہ پڑھانا صراحتاً مذکور ہے دیکھیے طبقات ابن سعد ص ۲۹ ذکر نبات رسول، کنز العمال ص ۳۶۶ اور سنن بیہقی۔

سیدہ فاطمہ کوفات کے بعد ابو بکر کی بیعت کی ہے۔ اور بیعت نہ ہونے کے باوجود مذکورہ بات کہتا علی مرتضیٰ کے مناسب حال نہیں مگر ممکن ہے۔ سیدہ کے وصال پر ابو بکر صدیق وغیر ہم صحابہ کے آنے پر علی مرتضیٰ ان سے متفق ہو گئے ہوں اور بیعت کر لی ہو اور بعد میں ان سے نماز پڑھوائی ہو۔



خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۵۹

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ابو بکر صدیق سے راضی خوشی دنیا سے گئی ہیں

حدیث

عامر سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق سیدہ فاطمہ کے پاس آئے جب کہ ان کی مرض شدت اختیار کر چکی تھی۔ اندر کرنے کی اجازت چاہی، علی مرتضیٰ نے کہا، بنت رسول! دروازہ پر ابو بکر کھڑے ہیں۔ اندر آنا چاہتے ہیں۔ فرمایا سرتاج! آپ کو منظور ہے؟ حضرت علی نے فرمایا بالکل، تو ابو بکر اندر آئے کچھ معذرت کی باتیں ہوئیں۔ تو سیدہ فاطمہ ان سے راضی ہو گئیں۔

حدیث

اوزاعی روایت کرتے ہیں کہ سیدہ فاطمہ بنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر پر ناراض تھیں۔ ابو بکر آئے سیدہ کے دروازے پر کھڑے ہو گئے جبکہ کڑھکتی دھوپ پڑ رہی تھی

اور کہا جب تک اللہ کے رسول کی نخبت جگر مجھ سے راضی نہ ہوئی میں یہاں سے نہیں
 ہونگا۔ چنانچہ ابو بکر اندر آئے اور راضی ہونے کی قسم دی تو وہ راضی ہو گئیں۔
 اسے ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے۔

۱۷ شیدہ قرمہ ہمیشہ سے ایسی روایات کو دلیں بنا کر کہتا ہے کہ ثابت ہوا۔ ابو بکر نے
 سیدہ فاطمہ کا باغ فدک چھین کر ان پر ظلم کیا تھا جب ہی وہ ناراض تھیں مگر ان کی یہ بات قطعی
 غلط ہے اور مذکورہ روایات سیدہ فاطمہ کی نشان پاک کے اسر فلان اور ناقابل اعتبار ہیں۔
 انہی دو مذکورہ حدیث ۲۱۸ اور ۲۱۹ کو لے لیں ان میں کچھ بیان نہیں کیا گیا کہ یہ کس صحابی سے
 مروی ہیں، اگے صحابی سے کس تابعی نے حاصل کیں، پھر امر واقع ہے کہ فدک کے متعلق جو شبہ
 سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ذہن میں تھا کہ یہ باغ مجھے بطور میراث ملنا چاہیے حضرت ابو بکر صدیق نے حدیث
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنا کر کہ انبیاء کی مالی میراث نہیں ہوتی وہ شبہ دور کر کے انہیں مطمئن
 کر دیا تھا اور اس فیصلے سے راضی ہو گئیں تھیں خود تیسویں کی معتبر ترین کتاب ابن مہتم شرح ہنعم
 البلادہ جلد ۵ ص ۱۰۰ میں ہے: فَرَضِيَتْ فَاطِمَةُ وَاتَّخَذَتْ عَلَيْهِ الْعَهْدَ
 کہ سیدہ فاطمہ ابو بکر صدیق کے فیصلے سے راضی ہو گئیں اور اس عہد میں لے لیا۔

خصوصیت ابی بکر صدیقؓ نمبر ۶

خلیفۃ الرسول صرف آپ کا مشہور زمانہ لقب ہے

حدیث

ابن ابی ملیکہؓ کہتے ہیں میں نے ایک بار صدیق اکبر کو اسے خلیفہ خدا کہہ کر پکارا۔ آپ نے پلٹ کر مجھے فرمایا میں خلیفہ خدا نہیں خلیفہ رسول خدا ہوں۔ اور مجھے اسی پر فخر ہے۔ اسے احمد بن حنبل اور ابو عمر نے روایت کیا ہے۔

حدیث

عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیقؓ نے یزید بن ابی سفیان (امیر معاویہ کے بھائی) کو شام کی طرف (عالم بنا کر) بھیجا اور الوداع کہنے کو دو میل تک ساتھ چلے تو کہا گیا۔ اے خلیفہ رسول خدا! اب واپس ہو جائیے! آپ نے فرمایا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ جس کے قدم راہ خدا میں عباہ آلودہ ہو جائیں اللہ اس پر نار جہنم حرام کر دیتا ہے! اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔

اے سیدنا ابو بکر صدیقؓ کی دین کے ساتھ یہ وابستگی وارتکبی کا اعتراف اہل تشیع کو بھی کرنا پڑا ہے چنانچہ نزد محمد تقی شیعہ ناخ التواریخ حالات خلفا جلد اول ص ۸۷ میں لکھتا ہے کہ جب حضرت ابو بکرؓ نے لشکر اسامہ کو شام کی طرف بھیجا تو دور تک لشکر کے ساتھ پیدل چلنے رہے۔ عبدالرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے گھوڑا پیش کیا کہ یا خلیفہ رسول اللہ! بر نشیں اسامہ دو گھوڑے سے گھنٹہ زیادہ چند تو اس طے مسافت گردو؟ بر نشیں! ابو بکرؓ گفت چند ازینگونه سخن کیند مگر نشیندید کہ رسول خدا فرمود من اغبرت قدماہ فی سبیل اللہ حرم اللہ بدنہ علی النار۔ بقیہ آگے صفحہ پر

تشریح :

جب لوگ مرتد ہوئے اس وقت ابو بکر صدیق نے جس ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا اس کا تذکرہ ہو چکا، اس وقت حضرت علی نے ابو بکر صدیق سے کہا تھا "اے خلیفہ رسول خدا! اور مخالفین و موافقین سب مانتے ہیں کہ آپ ہی کو خلیفہ رسول خدا کہا جاتا تھا اور کسی کو یہ لقب نہیں ملا یہ

خصوصیت ابی بکر صدیق نمبر ۶۱

آپ کی چار پشتیں صحابی اور راوی احادیث رسول خدا ہیں

ایسی چار پشتیں جنہوں نے یکے بعد دیگرے تو اتر سے نبی علیہ السلام کی زیارت کی ایمان لائے۔ آپ کی کلام سنی اور آگے روایت کی، وہ یہ لوگ ہیں۔ ۱۔ ابو بکر صدیق، ۲۔ آپ کے والد ابو قحافہ، ۳۔ آپ کی بیٹی اسماء اور ۴۔ ان کا بیٹا عبداللہ بن زبیر۔ بعض روایات میں ہے کہ عبداللہ بن زبیر (ابو بکر صغیر کے نواسے) نے نبی علیہ السلام کی صحبت تو کی ہے مگر روایت نہیں۔

ترجمہ: اے خلیفہ رسول خدا سوار ہو جائیں! آخر آپ پیدل کہاں تک چل پائیں گے۔ ۹

آپ نے ارشاد فرمایا تم مجھے یہ کچھ کہہ رہے ہو مگر تم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نہیں سنا کہ جس شخص کے قدم راہ خدا میں بغاوت کو دہوئے اللہ نے اس کا بدن جہنم پر حرام کر دیا۔

۱۰۔ وجہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ مرتن ابو بکر صدیق ہیں، چلو بعد اے خلفا میں سے ہر کوئی اپنے سے پہلے خلیفہ کا خلیفہ تھا۔

حدیث

موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں ہم نے ایسی چار پشتیں جنہوں نے لکھنا نبی علیہ السلام کی صحبت حاصل کی ہوں چار افراد کے سوا نہیں دیکھیں۔ ۱۔ ابو جعفر۔ ۲۔ ابو بکر صدیق۔ ۳۔ عبد الرحمن بن ابی بکر اور ۴۔ ابو عتیق بن عبد الرحمن بن ابی بکر۔ ابو عتیق کا نام محمد ہے۔

اسے قاضی ابو بکر بن مغلانے روایت کیا ہے اور ابو عتیق بن علیہ السلام کے زمانہ میں پیدا ہوئے ہیں۔

تشریح :

امام بخاری فرماتے ہیں ابو عتیق نے نبی علیہ السلام کی صحبت حاصل کی اور وہ رضی اللہ عنہم کی صفت میں شامل ہیں مگر ان سے روایت ثابت نہیں۔ تاہم یہ ایسی خصوصیت ہے جو ابو بکر صدیق کے گھرانہ کے سوا کہیں نہیں مل سکتی خواہ ابو عتیق سے روایت تسلیم کی جائے یا نہ۔

خصوصیت ابی بکر صدیقؓ

وہ قرآنی آیات جو آپ کے حق میں یا آپ کی وجہ سے نازل ہوئی ہیں

پہلی آیت: **إِلَّا تَتَّصِرُ بِهِ فَقَدْ نَصَرَهُ اللَّهُ إِذَا الْخَرَجَ بِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا وَإِنَّا لَأُنزِلِينَ إِذَا مَا فِي الْفَارِ إِذَا يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَخْزَنُ إِنَّ اللَّهَ مَعَ تَأْفَا نَزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ۔**

ترجمہ:

اگر تم نبی علیہ السلام کی مدد نہیں کرتے تو اللہ نے ان کی مدد کی تھی جب کافروں نے انہیں انکھٹے سے انکھٹے پھینک دیا۔ دو میں سے دوسرا جب وہ

دونوں غار میں تھے۔ جب وہ (نبی علیہ السلام) اپنے ساتھی سے کہہ رہے تھے غم نہ رکھو۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے تو اللہ نے اس پر (ابو بکر پر) اپنی طرف سے اطمینان (رحمت) ڈال دی۔

اس میں کسی کو بھی اختلاف نہیں مذکورہ آئین میں سے احدا لاثنین ابو بکر ہیں (اوزتانی آئین نبی علیہ السلام) اور صاحبہ سے ابو بکر ہی مراد ہیں، جبکہ بخاری مسلم کے حوالہ سے یہ پیچھے تفصیل گزر چکی ہے۔

حدیث

حسن رضی سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں تمام اہل زمین کا عیب اور ابو بکر کی عظمت بیان کی ہے۔

اسے صاحب "وفضل ابی بکر" نے روایت کیا ہے، اور واحدی نے شعبی سے یہی روایت کی ہے۔

حدیث

عمر بن الحارث سے روایت ہے کہ ابو بکر نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص سورہ توبہ پڑھ سکتا ہے؛ ایک شخص نے اٹھ کر سورہ توبہ کی تلاوت شروع کر دی جب وہ یہاں پہنچا۔

إِذَا يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنَنَّ إِنَّ اللَّهَ مَعَا
ابو بکر صدیق روپڑے اور کہا قسم بخدا میں ہوں "صاحبہ"

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ

کا معنی ہے اللہ نے ابو بکر پر سکینت (رحمت) اتار دی۔ کیونکہ نبی علیہ السلام پر

تو اللہ کی رحمت پہلے ہی سے ہے۔

دوسری آیت:

وَلَا يَأْتِلِ الْعَوَا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُسْئِرُوا أُولِي
الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِيَعْفُوا
وَلِيَصْفَحُوا أَلَا تَحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ

رَحِيمٌ - (سورہ نور آیت ۲۲)

ترجمہ: اور نہ قسم اٹھائیں تم میں سے مال و وسعت وائے کہ وہ کچھ (نہ) دین گے
رشتہ داروں اور مساکین کو اور راہ خدا میں ہجرت کرنے والوں کو اور
چاہیے کہ وہ معاف کریں اور درگزر کریں کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہاری
بخشنش کرے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

حدیث

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی عنہا سے روایت ہے کہ جب منافقین نے مجھ پر نہمت
لگائی تو مسطح بن اثاثہ جو ہمارے قریبی رشتہ دار تھے نے ان کی تصدیق کی ابو بکر صدیق
سطح کو خریچہ دیا کرتے تھے، تو ابو بکر صدیق نے قسم اٹھالی کہ میں آئندہ مسطح کو کچھ نہ روزگار
تویہ آیت نازل ہوئی۔

وَلَا يَأْتِلِ الْعَوَا الْفَضْلِ مِنْكُمْ

چنانچہ ابو بکر پکارا اٹھے خدا کی قسم میں تو چاہتا ہوں اللہ میری مغفرت فرمائے اور
انہوں نے فوراً مسطح کا خریچہ جاری کر دیا اور پھر کبھی اس میں کمی نہ آنے دی۔

۱۔ اس آیت مبارکہ کا شان صدیق اکبر میں نازل ہونا شیعہ مفسرین نے بھی تسلیم کیا ہے چنانچہ
شیعوں کا سب سے بڑا مفسر علامہ فضل بن حسن طبرسی تفسیر مجمع البیان جلد ۲ ص ۳۲ میں
اسی آیت کے تحت لکھتا ہے۔ اِنَّ قَوْلَهُ لَا يَأْتِلِ الْعَوَا الْفَضْلِ مِنْكُمْ الْآيَةَ تَزَلَّتْ فِي أَبِي بَكْرٍ

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

تیسری آیت

وَآتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ - (سورۃ لقمان آیت ۵)

ترجمہ: اس شخص کے راستے پر چلو جو میری طرف (اللہ کی طرف) رجوع کرنے

والا ہے۔

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں یہ آیت ابو بکر صدیق کی نشان میں اتری اور خطاب

حضرت سعد بن ابی وقاص کو ہے۔

اسے واحدی نے روایت کیا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ نبی علیہ السلام کی نشان

میں اتری اور خطاب ابو بکر صدیق سے ہے۔

اسے ماوردی نے روایت کیا ہے۔

چوتھی آیت: وَالَّذِي جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَئِكَ

هُمُ الْمُتَّقُونَ - (سورہ نمر آیت ۳۳)

ترجمہ اور جو سچائی لے کر آیا اور جس نے اس تصدیق یہ لوگ ہی تقویٰ والے ہیں۔

حدیث

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سچائی لے کر آنے والے نبی صلی اللہ علیہ وسلم

وَمُسِيخَ بَيْنَ أَثَانَةٍ

ترجمہ: بے شک قول خدا الایاتل الوا الفضل نما ابو بکر صدیق اور مسطح بن اثاثہ کے حق میں

نازل ہوئی۔

معلوم ہوا ابو بکر صدیق اللہ کے ہاں صاحب فضل و تکریم میں۔

ہیں اور اس سچائی (قرآن) کی تصدیق کرنے والے ابو بکر صدیق ہیں۔
اسے ابن سہمان نے موافقہ میں روایت کیا ہے اور صاحب "فضائل ابی بکر"
نے بھی روایت کیا ہے یہ

پانچویں آیت:

أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا
يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةً رَّبِّهِ الْخ-

(سورہ زمر آیت ۹)

ترجمہ: یا وہ شخص (اللہ کو محبوب ہے) جو رات کے پہروں میں اللہ کی بارگاہ میں سجدے
اور قیام کرتا ہے آخرت سے ڈرتا ہے اور اپنے رب کی رحمت کا امیدوار ہے۔
حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں یہ آیت ابو بکر صدیق کے حق میں نازل ہوئی
ہے۔ اس کے دوسرے نشان ہا کفرول بھی مروی ہیں۔
چھٹی آیت:

إِنَّ الْكَذِبِينَ قَالُوا رَبَّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَفْصَمُوا مَتَّ نَزَّلَ عَلَيْهِمْ

لہ معلوم ہوا اللہ کے ہاں ابو بکر صدیق صادق الایمان اور اہل تقویٰ ہیں اور شیعہ کتب میں بھی
اس آیت کے تحت لکھا ہے۔

الذی جلد وبالصدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصدق بہ ابو بکر
یعنی جو سچائی لیکر آیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور جس نے اس کی تصدیق کی
وہ ابو بکر ہیں۔ تفسیر مجمع البیانی جلد ۳ ص ۶۵

اَمَلَّا بِكُمْ اَلَا تَتَخَفُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبَشِرُوْا بِالْجَنَّةِ
الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُوْنَ۔

(سورہ خصلت آیت غز۳)

ترجمہ صحیح لوگوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے۔ پھر وہ اس پر ڈٹ گئے۔ ان پر
فرشتے اترے ہیں یہ کہتے ہوئے کہ نہ خوف رکھو نہ غم۔ اور تمہیں بشارت ہو جنت
کی جس کا تمہارے ساتھ وعدہ کیا گیا ہے۔

حدیث

ابن عباس فرماتے ہیں یہ آیت ابو بکر صدیق کے حق میں اتری ہے۔
اسے واحدی نے ذکر کیا ہے۔

ساتھ آیت:

اَفَمَنْ يُلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرًا مِّنْ يَّاْتِيْ اٰمِنًا يَوْمَ

الْقِيَامَةِ۔

ترجمہ: تو جسے جہنم میں ڈالا جائے گا وہ بہتر ہے۔ یا وہ جو روز قیامت امن کے ساتھ
آئے گا۔

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جہنم والا ابو جہل اور امن والا ابو بکر رضی
اسے تعبیری نے روایت کیا ہے۔

اٹھویں آیت:

حَتَّىٰ إِذَا بَلَغَ اٰبَتُدَّ هٗ وَ بَلَغَ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً قَالَ رَبِّ
 اَوْزِنْ لِيْ عَمَلِيْ اِنَّ اَشْكُرُ نِعْمَتَكَ الَّتِيْ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَعَلَىٰ
 وَالِدَتِيْ وَاَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضَاهُ وَاَصْلِحْ لِيْ فِيْ

ذُرِّيَّتِيْ اِنِّيْ قُتِبْتُ اِلَيْكَ وَاِنِّيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ (سورہ احقاف آیت ۱۷)

ترجمہ: تا آنکہ جب وہ پختہ عمر کو پہنچا اور چالیس سال کا ہو گیا۔ تو اس نے دعا کی
 اے رب مجھے توفیق دے کہ تیری ان نعمتوں کا شکریہ ادا کروں جو تو نے
 مجھ پر اور میرے والدین پر اتاری ہیں اور یہ کہ میں نیک اعمال کروں جو تجھے
 پسند ہیں اور اے رب میری اولاد کی اصلاح فرما میں تیری جناب میں توبہ کرتا
 ہوں اور میں مسلمانوں سے ہوں۔

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ آیت ابو بکر صدیق کی نشان میں اتاری
 ہے۔ اللہ نے آپ کی مذکورہ دعائیں قبول فرمائیں۔ چنانچہ آپ کے والدین اور اولاد
 سب کے سب اسلام لائے۔

اسے عقیل بن خالد نے روایت کیا ہے۔ جب کہ آپ کی والدہ کے اسلام میں یہ بات
 گزر چکی ہے۔

نویں آیت: لَا يَسْتَوِيْ مِشْكُرٌ مِّنْ اَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ
 وَقَاتِلٌ

(سورہ حدید آیت ۱۷)

ترجمہ: وہ شخص تم جیسا نہیں جس نے فتح مکہ سے پہلے مال خرچ کیا اور جہاد کیا۔

حدیث

کلبی کہتے ہیں یہ آیت ابو بکر صدیق کے حق میں انری ہے۔

اسے واحدی نے روایت کیا ہے۔

دسویں آیت: لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ
يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَلَوْ كَانُوا آبَاءًا
أَوْ إِخْوَانًا أَوْ عَشِيرَتَهُمْ أَلَمْ

(سورہ مہجاء لہ آیت ۲۲)

ترجمہ: آپ نہ پائیں گے اس قوم کو جو اللہ اور قیامت پر ایمان لائی ہے۔ کہ وہ اللہ اور رسول کے دشمنوں سے محبت رکھیں۔ چاہے وہ ان کے باپ دادا بھائی یا رشتہ دار ہوں۔ انہی لوگوں کے دلوں میں اللہ نے ایمان راسخ کر دیا ہے۔

حدیث

ابن عمرؓ کہتے ہیں ابو تمہانہ نے (قبول اسلام سے پہلے) ایک بار نبی علیہ السلام کی نشان میں بے ادبی کی ابو بکر صدیق نے انہیں شدید ترین تھپڑ رسید کر دیا۔ پھر نبی علیہ السلام کو بتلایا۔ آپ نے فرمایا۔ تم نے ایسے ہی کیا ہے، عرفن کیا درہاں، آپ نے فرمایا آئندہ ایسا نہ کرنا۔ ابو بکر کہنے لگے یا رسول اللہ اگر میرے قریب تلوار ہوتی تو میں اسے قتل بھی کر دیتا، تو یہ آیت اتنی سیلے

اسے واحدی اور ابوالفرزح نے روایت کیا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ یہ آیت ایک پوری جماعت کے حق میں اتنی ہے۔

لہ ثابت ہوا ابو بکر صدیق کے دل میں ایمان کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ اور شیعہ کتب میں ہے کہ جنگ احد میں آپ اپنے کانفرمیٹے پر تلوار لے کر ٹوٹ پڑے تھے دیکھیے ناسخ التواریخ بحالات پیغمبر جلد اول صفحہ ۳۵۸۔

گیارہویں آیت:

فَاَمَّا مَنْ اَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ فَتَنِيْرُهُ
اِلَىٰ قَوْلِهِ - وَمَا لِحَدِيْعِنْدَهُ مِنْ نِعْمَةٍ تُجْرَىٰ
اِلَّا ابْتِغَاءَ وَجْدِ رَبِّهِ الْاَعْلَىٰ وَلَسَوْفَ يَرِيْحُ (سورہ احقاف آیت ۱۵)

ترجمہ: تو جس نے مال خرچ کیا۔ (راہ خدا میں) اللہ سے ڈرا اور اچھی بات کی
تصدیق کی ہم جلد ہی اس کے لیے آسانی پیدا کر دیں گے۔۔۔۔۔ اور اس
پر کسی کا احسان نہیں جس کا اس نے بدلہ دیا ہے۔ اس نے یہ کام صرف خدائے
بزرگ کی رضا کے لیے کیا ہے۔ تو جلد اس سے اللہ راضی ہوگا۔

حدیث

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابو قحافہ نے اپنے بیٹے ابو بکر
صدیق سے کہا تم کمزور قسم کے غلام آزاد کرتے ہو حالانکہ انہی غلاموں نے اُسندہ تمہارے
کام آنا اور حفاظت کرنا ہے۔ (اس لیے اعلیٰ غلام آزاد کیا کرو) ابو بکر نے فرمایا۔ والد
صاحب! میں جو نیت کرتا ہوں۔ وہ غلط نہیں ہوتی (یعنی میرا مقصد آزاد کردہ غلاموں سے
فائدہ لینا نہیں رضا الہی ہوتا ہے) تو یہ آیات نازل ہوئیں جو صرف اور صرف نشانِ صدیق اکبر
میں ہیں، اور یہ ساری سورہ آپ کے حق میں نازل ہے۔

اسے ابن اسحاق واحدی نے اسباب النزول میں روایت کیا ہے۔ علامہ ازیں
کچھ اور احادیث بھی ہیں جو اس آیت کا مفہوم واضح کرتی ہیں لہ

لے اس آیت فَاَمَّا مَنْ اَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ الْاَعْلَىٰ کے تحت شیوخ مفسر علامہ طبرسی نے لکھا ہے

عن ابن الزبیر قال ان الآیة نزلت فی ابی بکر لانه اشترى المذالیک

الذیر: اسلموا مثل بلال، وعامر بن فہیرة وغيرهما واعتقهم،

حدیث

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شخص کے لیے ایک جگہ جہنم میں اور دوسری جنت میں تیار کر دی گئی ہے عرض کیا گیا یا رسول اللہ! تو کیا پھر ہم اس پر بھروسہ کر کے نہ بیٹھ رہیں؟ آپ نے فرمایا تم عمل کرو، جس انجام کے لیے کوئی شخص پیدا ہوا ہے اسے ویسے ہی اعمال کی توفیق دی جاتی ہے۔ اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

فَاَمَّا مَنْ اَعْطَىٰ وَتَّقَىٰ وَصَدَّقَ بِالْحَسَنَىٰ فَسَنِيْرًا لِّلْبِيْرَىٰ
وَ اَمَّا مَنْ بَخِلَ وَاسْتَغْنَىٰ وَكَذَّبَ بِالْحَسَنَىٰ فَسَنِيْرًا
لِّلْعَسْرَىٰ۔

ترجمہ: جس نے (راہِ خدا میں) مال دیا اور اللہ سے ڈرا اور اچھی بات کی تصدیق کی تو بہت جلد ہم اسے آسانی کی توفیق دیں گے اور جس نے بخل کیا اور بے پرواہ ہوا اور اچھی بات کو جھٹلایا تو ہم عنقریب اسے دشواری ہتیا کریں گے۔
اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

تشریح:

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ یہ آیت صرف ابو بکر صدیق کیلئے نہیں جملہ انسانوں کیلئے ہے جبکہ بیچے اس کا نشان صدیق میں نازل ہونا مذکور ہوا تو ممکن ہے پہلے ابو بکر صدیق کے بارہ

ترجمہ: ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ آیت ابو بکر صدیق کے متعلق نازل ہوئی ہے کیونکہ انہوں
ان غلاموں کو خرید کر آزاد کر دیا تھا جو اسلام لے آئے تھے جیسے حضرت بلال اور
عامر بن فہیدہ وغیرہ ہیں۔ بقیہ اگلے صفحہ پر

میں نازل ہوئی ہو بعد میں اس کا حکم سب کے لیے عام کر دیا گیا۔

حدیث

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر نے بلال کو خرید کر آزاد کیا تو مشترکین نے کہا یہ ابو بکر نے صرف اس لیے کیا ہے کہ ان پر پہلے سے بلال کا کوئی احسان تھا۔ جس کا بدلہ چکایا گیا ہے۔ تو مذکورہ آیت اتری۔

اسے واحدی نے روایت کیا ہے۔

حدیث

ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ ساری سورت وائیل ابو بکر صدیق کی مدح اور امیہ بن خلف کی مذمت میں اتری ہے۔ کیونکہ ابو بکر نے امیہ سے بلال کو خرید کر آپ نے آزاد کیا تو یہ سورت نازل ہوئی۔ اور فرمایا گیا جس نے مال دیا (راہ خدا میں) اور اللہ سے ڈرا اور اچھی بات (یعنی لا الہ الا اللہ) کی تصدیق کی وہ ابو بکر ہے عنقریب ہم سے آسانی مہیا کریں گے اور وہ جنت ہے۔ اس کے خلاف جس نے یعنی امیہ بن خلف اور ابی نے بخل کیا اللہ سے بے پرواہ بنا اور لا الہ الا اللہ کو نہ مانا۔ ہم عنقریب اسے دشواری (جہنم) مہیا کر دیں گے اور اس کا مال اسے بچا نہ سکے گا۔ جب ہلاک ہو جائیگا تو وہ بد بخت جس نے حق کو جھٹلایا اور منہ پھیر لیا۔ وہ امیہ اور ابی ہے۔

پتہ چلا قرآن کریم کی نص کے مطابق حضرت ابو بکر صدیق متقی پر ہیزگار اور جنتی انسان ہیں اور یہ کہ اللہ نے انہیں اپنی راہ میں مال خرچ کرنے کی توفیق عطا فرما رکھی تھی اور اللہ کو ان کی یہ ادب بڑی پسند تھی کہ قرآن میں اس کا تذکرہ کر دیا اب بھی اگر شیعہ ان کو برا کہیں تو پھر ان کے لیے دعا ہی کی جا سکتی ہے کہ اللہ انہیں بھی نعمت تصدیق حق عطا فرمائے۔

فصل ہم

افضلیت صدیق اکبر رضی اللہ عنہما والی احادیث ایک نظر میں

اس فصل کی تمام تراجم احادیث گذشتہ فصول و ابواب میں گزر چکی ہیں۔ ذیل میں ہم ان کی نشاندہی کر دیتے ہیں تاکہ بوقت استدلال انہیں زیر نظر لانا آسان ہو جائے۔

تو اس سلسلہ میں سب سے پہلے وہ احادیث گزری ہیں جو آپ کے سابق الاسلام ہونے پر دال ہیں من جملہ حدیث ابی سعید خدری ہے کہ ابو بکر صدیق نے فرمایا۔ کیا میں اس امر کا زیادہ حق دار نہیں یہ احادیث فصل ذکر اسلام ابی بکر میں دیکھی جا سکتی ہیں۔ اس کے بعد وہ احادیث ہیں جن کا مضمون یہ ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اگر میں کسی کو خلیس بتاتا تو ابو بکر کو بتاتا، گویا اللہ کی محبت کے بعد نبی علیہ السلام کو ابو بکر سے محبت تھی اور ابو بکر کے سوا کوئی آپ کا خلیس نہیں بن سکتا تھا۔

۱۵ دیکھیے پیچھے حدیث ۲۶۱ تا ۲۸۲

پھر حضرت جابرؓ کی حدیث ۳۰۳ ہے کہ نبی علیہ السلام کے بعد سب امت سے افضل ہیں۔ حضرت انس کی روایت ہے کہ آپ تمام اصحاب رسول سے افضل ہیں۔

حضرت ابو درداد کی حدیث ۳۰۵ ہے کہ انبیاء کے بعد ابو بکر سے بہتر کسی انسان پر آج تک سورج طلوع نہیں ہوا۔ حضرت جابر سے مروی ہے کہ دنیا و آخرت میں آپ تمام صحابہ سے بہتر ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے متعدد احادیث کی روایت ہے کہ جو صحابہ ثلاثہ کے باب میں گزر چکی ہیں کہ ہم (صحابہ) عہد نبوی صلی اللہ علیہ السلام میں سب سے افضل ابو بکر اے بعد عمر اور ان کے بعد عثمان غنی کو افضل سمجھتے تھے۔ محمد بن حنفیہ نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ نبی علیہ السلام کے بعد ابو بکر سب لوگوں سے بہتر انسان ہیں۔ اسی طرح حضرت علی سے عبد خیر، نزال بن سیدہ ابی جحیفہ اور محمد بن حنفیہ نے اسی قسم کی احادیث روایت کی ہیں۔ جو ابو بکر و عمر کے مشترک باب میں گزر چکی ہیں۔

حضرت عمرؓ کی حدیث ۳۱۱ ہے کہ ابو بکر ہمارے سردار اور ہم سے بہتر ہیں۔ آپ ہی سے مروی دوسری حدیث ہے کہ لوگو! اللہ نے تم میں سے بہتر شخص کو حکومت دیدی۔ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث ۳۱۲ ہے کہ میں اپنا جانشین نہیں چھوڑے جا رہا اگر اللہ نے تمہارے لیے بہتری چاہی تو کسی بہتر انسان کو تمہارا خلیفہ بنا دے گا۔ جیسا کہ نبی علیہ السلام کے بعد اللہ نے ہمیں بہترین انسان پر اکٹھا کر دیا تھا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ۳۱۸ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم میں سے بہتر کو ہمارا امام بنایا ہے۔

۱۵ دیکھیے پیچھے حدیث ۳۰۸

ابو امامہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کی روایات ہیں کہ ابو بکر کا وزن تمام امت سے زائد ہے۔ یہ روایات عشرہ مبشرہ کے بعض افراد کے فضائل کے باب میں گزر چکی ہیں۔

ابو بکر راوی کی حدیث ہے کہ صدیق اکبر، عمرؓ و عثمانؓ دونوں سے بھاری ہیں۔ ابو سعید خدری فرماتے تھے ابو بکر ہم سب سے زیادہ عالم تھے۔ ابو سعید سے اسی مضمون کی ایک اور حدیث بھی مروی ہے، جب کہ ابو موسیٰ سے بھی ایسی ہی حدیث روایت کی گئی ہیں۔

اسی طرح خلفاء اربعہ صحابہ ثلاثہ اور شیخین کے ابواب میں اس مضمون پر مشتمل افراد احادیث گزر چکی ہیں جن میں سے ہم نے اہم احادیث کی نشاندہی کر دی ہے۔

فصل یازہم

جنت میں ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی

شان اور مدارج

عشرہ مبشرہ کے بعض افراد، خلفاء اربعہ، صحابہ ثلاثہ اور شیخین کے فضائل کے ابواب گذشتہ میں اس مضمون کی بعض احادیث گزر چکی ہیں۔ اور خصائص ابی بکرؓ میں حدیث ابی ہریرہؓ ۳۷۲ بھی آپ پڑھ چکے ہیں کہ ابو بکر سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے اور یہ حدیث ۳۷۳ بھی آپ کی نظر سے گزر چکی ہے کہ ابو بکر جنت میں نبی علیہ السلام کے ساتھ ہوں گے۔

صدیق اکبر کی پہلی جتنی شان

آپ کو جنت کے ہر دروازہ سے بلایا جائے گا

حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ جس نے دو طرح کے مال اللہ کی راہ میں خرچ کیے اسے جنت کے دروازہ سے آواز آئے گی۔ اے اللہ کے بندے! یہ دروازہ تمہارے لیے بہتر ہے۔ تو نمازی کو باب الصلوٰۃ، نمازی و شہید کو باب الجہاد سے، صدقات و خیرات کرنے والے کو باب الصدقہ سے اور روزہ دار کو باب الریان سے بلایا جائے گا۔ ابو یوسف نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا کوئی شخص ایسا بھی ہے۔ جسے سب دروازوں سے آواز آئے گی؟ آپ نے فرمایا۔

تَعْمَرُوا أَرْجُوَ أَنْ تَكُونُوا مِنْهُمْ

ہاں! اور مجھے امید ہے آپ ایسے ہی لوگوں میں سے ہیں!

اسے بخاری، مسلم، ترمذی، احمد بن حنبل اور ابو حاتم نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جس نے راہ خدا میں دو طرح کے مال خرچ کیے جنت کے پاس بان بڑھ بڑھ کر اس کا

استقبال کریں گے۔ اور کہیں گے اے اللہ کے بندے اے مسلم! یہ دروازہ تمہارے لیے بہتر ہے یہ کہہ کر نبی علیہ السلام نے ابو بکر صدیق کے ران پر (محبت سے) تھکی لگائی اور فرمایا ابو بکر! تم بھی ایسے ہی لوگوں میں سے ہو اسے قلعی نے روایت کیا ہے۔

تشریح :

دو طرح کا مال ختم کرنے کے کئی معانی کیے گئے ہیں۔

۱۔ ایک نہیں دو گھوڑے دے۔ ایک نہیں دو عبد آزاد کرے۔

۲۔ دو مختلف مال دے درہم اور دینار، روٹی اور کپڑا۔

۳۔ کسی کو دو نمازوں یا دو روزوں کا ثواب ہمہ کوے۔

پہلا معنی کسی غیر معروف شارح نے کیا ہے۔ جب کہ دوسرا حضرت ابن بصری اور

تیسرا علامہ الباجی نے کیا ہے۔

صدیق اکبر کی دوسری جتنی شان

فرشتے آپ کو جنت میں انبیاء کے ساتھ مقام

دیں گے

حدیث

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا فرشتے ابو بکر صدیق کو روز قیامت لائیں گے۔ اور انبیاء و صدیقین کے ساتھ جنت میں جگہ دیں گے۔

اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔ علاوہ ازیں شیخین کے

فضائل ہیں۔ ابو بکر صدیق سے منقول ایسی ہی حدیث گزر چکی ہے۔ جس میں انبیاء

کا ذکر نہیں۔

ابوبکر صدیق کی تیسری جتنی شان

جنت میں آپ کی خوش بختی

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: جنتی پرندے اونٹوں کی مانند درختوں پر اڑتے بیٹھے ہونگے، ابوبکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ بڑے خوش بخت پرندے ہیں۔ تو آپ نے تین بار فرمایا یہ پرندے جن لوگوں کی خوراک نہیں گے وہ زیادہ خوش بخت ہیں، اور مجھے امید ہے تم انہیں کھانے والوں میں سے ہو۔
اسے احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کے پاس ”طوبی“ کا ذکر چھڑا۔ آپ نے فرمایا: ابوبکر! ”طوبی“ کو جانتے ہو یا انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: یہ ایک جنتی درخت ہے جس کی لمبائی چوڑائی اللہ ہی جانتا ہے۔ اس کی ایک ٹہنی گے سائے میں ایک گھڑ سوار ستر سال تک بھاگ سکتا ہے، ان درختوں پر اونٹوں جیسے بڑے پرندے بیٹھے ہونگے۔ ابوبکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ پرندے بڑے خوش بخت و خوش حال ہیں۔
آپ نے فرمایا۔

انہیں کھانے والے زیادہ خوش نجت ہیں اور اے ابو بکر! انشاء اللہ تم انہی میں سے ہو۔ اسے خلعی نے روایت کیا ہے۔

جنت میں آپ کا بلند و بالا گنبد

بیان

حدیث

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: شب معراج میں جنت میں گیا۔ وہاں میں نے ایک بلند گنبد دیکھا جس پر ریشم کے پردے لگے تھے میں نے کہا: بھری! یہ کس کا ہے؟ عرض کیا ابو بکر صدیق کا ہے۔ اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔

جنت میں آپ کے لیے گلاب جیسی چار سو حوریں!

بیان

حدیث

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: جنت میں کچھ حوریں ہیں جنہیں اللہ نے گلاب سے پیدا کیا اور انہیں گلابی حوریں کہا جاتا ہے۔ ان سے صرف نبی یا صدیق یا شہید ہی نکاح کر سکتے ہیں، اور ابو بکر کو ایسی چار سو حوریں دی جائیں گی۔

اہل جنت کس طرح آپ کا پر تپاک استقبال کیا کریں گے

بیان

حدیث

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص جنت میں آئے گا۔ تو جنت کے ہر گھر اور ہر بالا خانہ کے لوگ پکاریں گے: مرحبا مرحبا! ادھر تشریف لائے۔ ادھر تشریف لائے۔ ابو بکر نے عرض کیا:

یا رسول اللہ! گویا اہل جنت اس شخص پر مرٹے! آپ نے فرمایا! بالکل اور وہ شخص تم ہو اے ابو بکر!

فصل یازم

ابو بکر صدیق کے فضائل و مناقب

ابن عبدالبر وغیرہ کہتے ہیں اس میں کسی کو اختلاف نہیں کہ ابو بکر صدیق بدر و حدیبیہ میں شریک تھے اور نبی علیہ السلام کے رفیق خاص صرف آپ تھے۔ غار میں خدمت گزار صرف آپ تھے۔ آپ ہی نے مرتدین سے بہادری کیا۔ اپنی بہتر رائے پیش کی اور باوجود نرم خو ہونے کے اس موقع پر سخت ترین موقف اختیار کیا جس کے سبب اللہ نے دین کو غلبہ دیا اور ہر مرتد قتل ہو گیا۔

صاحب "منفہ" کہتے ہیں پوری سیرت نبوی میں کوئی ایسا اہم موقع نہیں جہاں ابو بکر صدیق نبی علیہ السلام کے ساتھ نہ ہوں۔ جب اعدائے لوگ بھاگ گئے۔ آپ دامن رسالت سے پیٹے رہے جنگ تبوک میں سب سے بڑا جھنڈا نبی علیہ السلام نے آپ کو دیا تھا اور دور جاہلیت میں بھی آپ کبھی شراب کے قریب نہ گئے تھے۔

فضیلت

آپ محمد خیر و خوبی ہیں

صدیق اکبر اور بھلائی کی تین سو ستر خصلتیں

حدیث

طارق کہتے ہیں کچھ لوگ حضرت ابن عباسؓ کے پاس آئے اور سوال کیا کہ ابو بکر کیسے شخص تھے فرمایا مجسمہ خیر تھے یا فرمایا مجسمہ خیر کی طرح تھے۔
اسے ابو عمر نے روایت کیا ہے۔

حدیث

عبدالخیر نے حضرت علی مرتضیٰؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بھلائی کی تین سو ستر خصلتیں ہیں جب اللہ کی انسان کی بہتری (جنت) چاہے تو ان میں سے کوئی ایک خصلت اس میں پیدا کر دیتا ہے جس کے سبب وہ جنت میں پہنچ جاتا ہے ابو بکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ! کیا مجھ میں بھی ایسی کوئی خصلت ہے؟ فرمایا تیرے اندر وہ تمام کی تمام خصائل موجود ہیں۔

اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے اور ابن بھلول نے سلمان بن بسار کے واسطے سے

نبی علیہ السلام سے اسے روایت کیا ہے۔

حدیث

ربیع بن انس کہتے ہیں پہلی کتاب (توراة) میں لکھا تھا ابو بکر کی مثال بارش کی سی ہے۔ جہاں گرے نفع لائے گی۔ اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔

فضیلت

نبی علیہ السلام کے سسرال کی عظمت

عشرہ مبشرہ کے بعض افراد کے فضائل میں گزر چکا ہے کہ نبی علیہ السلام کسی کے سسرال ہوں یا کوئی آپ کا سسر بنے دونوں قسم کے لوگوں پر جہنم حرام اور جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (اب اسی امر پر دال ایک اور حدیث پیش خدمت ہے۔)

حدیث

ابن عمر رضی اللہ عنہما نے والد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نبی علیہ السلام سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا۔

كُلُّ نَسَبٍ وَصَهْرٍ مُنْقَطِعٌ إِلَّا نَسَبِيَّ وَصَهْرِيَّ

روز قیامت ہر قسم کا نسبی اور سسرالی رشتہ ختم ہو جائے گا۔

البتہ مجھ سے نسبی یا سسرالی رشتہ کا ہونا فائدہ دے گا۔

اسے تمام نے اپنے فوائد میں روایت کیا ہے۔ اور اہل اہل المؤمنین کے فضائل

میں باب ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا میں ان سے نبی علیہ السلام کی شادی کا حال بیان

ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ جس سے ابو بکر صدیق کا سسرالی رشتہ خوب واضح ہو

سے ابو بکر صدیق اور عمر فاروق نبی علیہ السلام کے سسرال اور نبی علیہ السلام عثمان غنی کے سسرال ہیں

فضیلت

بارگاہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کی
قدر و منزلت

حدیث

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا نبی علیہ السلام حضرت
علیؑ کے ساتھ کھڑے تھے اتنے میں ابو بکر صدیق آگئے۔ نبی علیہ السلام نے بڑھ کر اسے
مصافحہ کیا گلے لگایا اور ماتھا چوم لیا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا ابو الحسن! میرے نزدیک
ابو بکر کی وہی قدر ہے جو اللہ کے ہاں میری ہے۔
اسے ملاں نے اپنی سیرت میں نقل کیا ہے۔

اور یہ فضیلت روزِ محشر بھی جلوہ دکھائے گی۔ چنانچہ یہی حدیث شیعہ کتب میں بکثرت
موجود ہے چنانچہ شیعوں کی معتبر تفسیر لوامع التنزیل جلد ۱ ص ۲۷۶ میں زیر آیت
ولا تنکھوا المشرکات الخ لکھا ہے۔ من زوجنی او تزوج منی
من الامۃ احد لا یدخل النار لانی سلت اللہ
عنه ووعدانی بذالک۔

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنی بیٹی مجھ سے بیاہی ہے اور
جس سے میں نے اپنی بیٹی بیاہی وہ دوزخ میں نہ جائے گا۔ میں
نے اللہ سے اس بارہ میں سوال کر لیا ہے۔ اور اللہ نے مجھ سے اس کا
وعدہ بھی کر لیا ہے۔

فضیلت

آپ کو رسول سے وہ قرب حاصل ہے جو آنکھوں کو جسم سے ہے

حدیث

حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق اور میں اگلی صفوں میں کھڑے ہونا چاہتے تھے تو نبی علیہ السلام نے فرمایا تم نہیں جانتے کہ تم میرے لیے بمنزلہ کان اور آنکھ کے ہو گے

۱۔ سبحان اللہ کتنی بڑی عظمت ہے صدیق اکبر کی شیعہ حضرات کو اگر یقین نہیں آتا تو اپنی کتاب اٹھا کر تسلی کر لیں۔ چنانچہ معانی الاخیار مصنفہ شیخ صدوق ص ۳۸۷ میں حدیث ہے بشیعوں کے دسویں امام علی تقی اپنے آبا کے واسطے سے امام حسنؑ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ان ابا بکر متی بمنزلہ البصر وان عثمان منی بمنزلہ

القواد۔

ترجمہ: بے شک ابو بکر بمنزلہ میرے کانوں کے، عمر بمنزلہ میری آنکھوں کے اور عثمان بمنزلہ میرے دل کے ہے۔

آگے راوی نے یہ نیش زنی کی ہے کہ بقول قرآن آنکھوں، کانوں اور دل سے روز قیامت

اسے واحدی نے اور ابن جوزی نے اسباب النزول میں
کے تحت روایت کیا ہے۔

فضیلت

بارگاہ نبوت میں آپ کا ادب و احترام

حدیث

زید بن اعم سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر سے فرمایا۔ تم
بڑے ہو یا میں؟ (یعنی عمر میں) آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ! نہیں آپ مجھ سے بڑے
ہیں۔ اور مکرم و افضل ہیں۔ مگر میرے سال آپ سے زائد ہیں۔
اسے ابن ضحاک نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حسن کہتے ہیں جب ابو بکر صدیق کی بیعت ہو گئی (اور وہ خلیفہ بن گئے) تو وہ منبر پر
نبی علیہ السلام والی سیڑھی سے نچلی سیڑھی پر بیٹھے تھے۔
اسے حمزہ بن عمارت نے روایت کیا ہے۔

بد اعمالیوں کا حساب ہو گا۔ مگر اللہ کے بندے نے یہ نہیں سمجھا کہ یہ تمام لوگوں کا مسئلہ ہے نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی آنکھوں وغیرہ سے حساب نہ ہو گا۔

۵۔ اللہ کے احترام و انکسار صدیق اکبر جو شخص نبی علیہ السلام کے مقام جلوس کا اتنا احترام

فضیلت

آپ سے نبی علیہ السلام کا دل کبھی نہیں دکھا

حدیث

سہل بن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اے لوگو! ابو بکر سے مجھے کبھی دکھ نہیں پہنچا، اس کی یہ عظمت یاد رکھو! اسے غلطی نے روایت کیا ہے۔

کہتا ہے کب ممکن ہے کہ وہ نبی علیہ السلام کی دختر نیک اختر پر ظلم کرے، اور منبر پر آپ کا نیچے بیٹھنا شیعیہ مسلمات میں سے ہے، دیکھئے ناسخ التواریخ حالات خلفاء جلد دوم ص ۳ پر کس قدر صاف عبارت ہے کہ جب عمر فاروق خلیفہ بنے تو۔

اذا ابو بکر بیک پایہ فروتر نشست چنانکہ ابو بکر از رسول خدا بیک پایہ فروتر جائے میگرد۔

ترجمہ: آپ منبر پر ابو بکر صدیق سے ایک سیڑھی نیچے بیٹھے جیسا کہ ابو بکرؓ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سیڑھی نیچے بیٹھا کرتے تھے۔

فضیلت

آپ نبی علیہ السلام کے محرم راز اور امین الاسرار تھے

حدیث

عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب میری بیٹی حفصہؓ خنیس بن عذافہ شہید بدر سے بیوہ ہو گئی۔ تو میں عثمان غنی سے ملا اور ان سے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں حفصہؓ آپ کا عقد کر دوں؟ انہوں نے کہا میں دیکھوں گا۔ پھر وہ دوبارہ مجھے ملے تو کہا کہ میرا اس ابھی نکاح کا ارادہ نہیں۔ میں ابو بکرؓ سے ملا اور یہی مطالبہ سامنے رکھا وہ چپ ہو گئے مجھے عثمان غنی کی نسبت ان پر زیادہ افسوس ہوا۔ چند دن نہ گزرے کہ نبی علیہ السلام نے حفصہؓ سے عقد فرمایا۔ اس کے بعد ابو بکرؓ ملے تو کہنے لگے۔ شاید آپ کو مجھ پر افسوس ہے؟ میں نے کہا ہاں ہے۔ ابو بکرؓ کہنے لگے مجھے کوئی عذر نہیں تھا۔ مگر یہ کہ میں جانتا تھا نبی علیہ السلام نے ایک بار سیدہ حفصہؓ کا ذکر کیا ہے۔ میں آپ کا یہ راز فاش نہیں کرنا چاہتا تھا اور نہ آپ کو اصل وجہ بتلا دیتا اور اگر نبی علیہ السلام نکاح نہ کرتے تو یقیناً میں ان سے عقد کر لیتا۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

تشریح :

- عمر فاروق کو ابو بکر صدیق پر زیادہ افسوس آنے کی دو وجوہ ہو سکتی ہیں ۔
- ۱۔ دونوں میں محبت کا رشتہ زیادہ گہرا تھا نسبت عثمان غنی کے ۔
 - ۲۔ یا یہ کہ عثمان غنی نے صاف جواب دے دیا، اور ابو بکر صدیق نے بات کو لڑکا دیا ہاں یا نہ نہ کہا ۔

فضیلت

نبی علیہ السلام کے رشتہ دار نگاہ صدیقی میں اپنے رشتہ داروں
سے زیادہ عزیز تھے

حدیث

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق نے فرمایا
نبی علیہ السلام کے اقارب مجھے اپنے اقارب سے زیادہ عزیز ہیں ۔
اسے صاحب ”فغانل“ نے طویل حدیث کے ضمن میں روایت کیا ہے ۔

فضیلت

نبی علیہ السلام کو قلبی سرور اور آنکھوں کی ٹھنڈک دینا
آپ کا عمل تھا

حضرت ابو قحافہ کے واقعہ اسلام میں گزر چکا ہے ۔ کہ ابو بکر صدیق نے عرض کیا یا رسول

اللہ! قسم ہے مجھے اس خدا کی جس نے آپ کو مبعوث فرمایا۔ اگر میں ابوطالب کو تبلیغ کر کے مانل بہ اسلام کرتا۔ اور وہ کلمہ پڑھ لیتے۔ جس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں تو یہ بات میرے لیے اپنے والد کے اسلام سے کہیں زیادہ باعث مسرت ہوتی۔

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم (صحابہ) نبی علیہ السلام کے گرد حلقہ بنائے بیٹھے تھے۔ اتنے میں حضرت علی آگئے۔ انہوں نے سلام کہا۔ اور بیٹھنے کے لیے کوئی جگہ ڈھونڈنے لگے۔ نبی علیہ السلام نے صحابہ کرام کے چہرے ملاحظہ فرمائے کہ علی مرتضیٰ کے لیے کون جگہ بناتا ہے؟ ابو بکر نبی علیہ السلام کے ساتھ دائیں طرف بیٹھے تھے۔ وہ ایک طرف ہو گئے اور جگہ بنا دی۔ علی مرتضیٰ نبی علیہ السلام اور ابو بکر صدیق کے درمیان آکر بیٹھ گئے۔ حضرت انس کہتے ہیں نبی علیہ السلام کا چہرہ خوشی سے دمک گیا اور فرمایا ابو بکر!

إِنَّمَا يَعْرِفُ الْفَضْلَ لِأَهْلِ الْفَضْلِ ذُورِ الْفَضْلِ -

فضیلت والوں کی فضیلت کو اصحاب فضیلت ہی سمجھتے ہیں۔

اسے امام احمد نے مناقب میں خلعی نے اور ابن سہمان نے موافقت میں روایت

کیا ہے۔

اسی مفہوم کے قریب درج ذیل حدیث ہے۔

حدیث

ابو بکر صدیق نبی علیہ السلام کے منبر پر بیٹھے تھے کہ اتنے میں حضرت حسن مجتبیٰ (پہلے میں) منبر پر اچھڑے اور فرمایا میرے نانا کے منبر سے اتر جاؤ! ابو بکر نے فرمایا (ہاں واقعی) یہ آپ کے نانا کی جگہ ہے میری نہیں (اور نبی علیہ السلام کی یاد کر کے) آپ زار زار رو پڑے

اور حسن مجتبیٰؑ کو اپنی گود میں بٹھالیا۔ حضرت علیؑ کہنے لگے، ابو بکر صدیق! خدا کی قسم یہ میں نے اسے نہیں سکھلایا۔ اپنے فرمایا میں نے کب آپ پر تہمت رکھی ہے؟ دوسری روایت ہے کہ علیؑ مرتضیٰ (جو اس وقت غائب تھے) کو جب پتہ چلا تو وہ آئے اور کہا کہ اللہ اور اس کے رسول کے غضب سے میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ پھر کہا یہ ہم نے اسے نہیں سکھلایا تھا۔ ابو بکر صدیق نے کہا میں آپ پر ہرگز تہمت نہیں رکھ رہا۔
اسے ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے۔

فضیلت

نبی علیہ السلام کے وصال کے بعد آپ کے وعدے ابو بکرؓ نے پورے کیے

حدیث

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بحرین سے ابو بکرؓ کا مال آیا۔ آپ نے فرمایا اگر نبی علیہ السلام نے کسی سے کوئی وعدہ کیا تھا تو وہ میرے پاس آئے۔ حضرت جابر کہتے ہیں میں نے اٹھ کر کہا۔ مجھ سے آپ کا ایک وعدہ تھا۔ فرمایا کیا تھا؟ میں نے کہا۔ نبی علیہ السلام نے مجھے فرمایا تھا اگر اللہ مجھے ڈھیروں مال بھیجے تمہیں اتنا، اتنا، اتنا یعنی تین ڈھیروں مال کے دو لگا تو ابو بکر صدیق نے مجھے تین ڈھیروں دیئے۔

یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث

جیش بن جنادہ کہتے ہیں۔ ایک بار میں ابو بکر صدیق کے پاس بیٹھا تھا آپ نے فرمایا

جس سے نبی علیہ السلام نے کوئی وعدہ کیا ہو۔ وہ کھڑا ہو۔ ایک شخص اٹھ کر بولا۔ فلیفہ رسول! نبی علیہ السلام نے مجھے کھجور کے تین ڈھیر دینے کا وعدہ کیا تھا۔ آپ نے فرمایا علی کو بلاؤ! وہ آئے تو آپ نے فرمایا ابو الحسن! یہ شخص کہتا ہے کہ نبی علیہ السلام نے مجھے کھجور کے تین ڈھیر دینے کا وعدہ کیا تھا۔ وہ اسے دے دو۔ تو انہوں نے تین ڈھیر بنا کر اس کے حوالے کر دیئے۔ ابو بکر رضی نے فرمایا کھجوریں کئی جائیں! تو معلوم ہوا کسی ڈھیر میں ایک کھجور کی کمی بیشی تھیں۔ سب کے دانے برابر ہیں۔ ابو بکر بولے۔ اللہ اور اس کا رسول بیخ کہتے۔ جب ہم غار سے نکل کر مدینہ طیبہ کو آ رہے تھے تو نبی علیہ السلام نے مجھے فرمایا۔ ابو بکر! گنتی میں میرا اور علی کا ہاتھ برابر ہے۔

اسے ابن سمان نے موافقہ میں روایت کیا ہے۔

فضیلت

تاقیامت اہل ایمان کے اعمال صالحہ جتنا ثواب اکیدے ابو بکر رضی کو ہوگا

حدیث ۱۰

حضرت علی مرتضیٰ رضی سے روایت ہے کہ میں نے سنا۔ نبی علیہ السلام ابو بکر سے فرماتے ہیں، ابو بکر! اللہ تعالیٰ نے آفرینش آدم سے آج تک کے تمام اہل ایمان کا ثواب مجھے دیا ہے اور میرے صحابہ سے لے کر قیامت تک کے اہل ایمان کا ثواب اللہ تعالیٰ تمہیں دے گا اسے خلی، ملاں اور صاحب ”فضائل“ نے روایت کیا ہے۔

فضیلت ۱۲

آپ کی شجاعت اور مضائب میں حوصلہ مندی

اس مضمون کی احادیث گذشتہ اوراق میں بکثرت گزر چکی ہیں۔ جن میں آپ کا سب لوگوں سے زیادہ شجاع ہونا نبی علیہ السلام کے وصال پر صبر و رضا کا مظاہرہ کرنا وغیرہ بیان ہوئے ہیں۔ (دیکھیے حدیث ۳۲۱ تا ۳۵۱)

فضیلت ۱۳

آپ کا علم و فضل اور معاملہ فہمی

بیچھے احادیث گزر چکی ہیں۔ جن میں نبی علیہ السلام کے اقوال کی تہہ تک پہنچنا اور اسلامی امور میں درگزر رکھنا بطور خصوصیت ابی بکر صدیق کے بیان کیا گیا تھا۔

(مثلاً یہ کہ اہل اسلام کے مصالح کے لیے نبی علیہ السلام ابو بکر صدیق کے ساتھ اکثر رات گئے تک گفتگو فرمایا کرتے تھے۔)

فضیلت

آپ کی فراستِ ایمانی اور کرامات

اے عائشہ! تمہاری دوسری بہن ابھی ماں کے پیٹ میں
ہے، صدیق اکبر۔

حدیث

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب صدیق اکبر نے مقام غابہ پر اپنے باغ میں سے بیس وستق کھجوریں انہیں دی تھیں۔ جب آپ کی وفات قریب ہوئی تو آپ نے مجھے فرمایا۔ اے بیٹی! ہر شخص سے بڑھ کر تمہارے منقلب میری زیادہ تمنا ہے۔ کہ میرے بعد تم کسی کی دست نگر نہ بنو اور یہ کہ تمہارے پاس اپنا مال ہو۔ اور میں نے تمہیں بیس وستق تقریباً (۱۵۰ من) کھجوریں دی تھیں۔ اگر تم انہیں کاٹ کر محفوظ کر لیتیں۔ تو وہ تمہاری ہونیں۔ مگر اب وہ میرے ورثہ کا مال ہے۔ اور وہ تیرے دو بھائی اور دو بہنیں ہیں۔ اسے میرے بعد ان میں قرآنی احکامات کے مطابق تقسیم کرنا ہو گا۔ سیدہ کہتی ہیں میں نے عرض کیا۔ ابا جان! میری تو ایک بہن ہے۔ ”اسمار“ دوسری کون ہے۔ آپ نے فرمایا۔

وہ بنتِ خارجر (آپ کی بیوی کا نام) کے پیٹ میں ہے میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ لڑکی ہے۔

اسے امام مالک نے موطا میں اور ابو معاویہ نے روایت کیا ہے۔ ابو معاویہ نے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ آپ نے فرمایا۔ وہ بنتِ خارجر کے پیٹ میں ہے اس کے ساتھ بھدائی کرنا۔ اور میرا دل کہتا ہے کہ وہ لڑکی ہے۔ چنانچہ ام کلثوم پیدا ہوئیں۔

حدیث

جب نبی علیہ السلام کا وصال ہوا۔ تو قبیلہ بنی ہلہ کے لوگ مرند ہو گئے اور زکوٰۃ روک لی۔ اس وقت عدی بن حاتم ان میں کھڑے ہو کر وعظ کرنے لگے اور انہیں اللہ کا خوف دلایا۔ زید الخلیل نے ان کی معاونت کی۔ اس کے بعد عدی بن حاتم بنی ہلہ کی زکوٰۃ لے کر ابو بکر صدیق کے پاس آئے اور سلام کہنے کے بعد بولے اے نبیؐ رسول! آپ نے مجھے پہچانا؟ فرمایا تم عدی ہو۔ جب لوگ کفر کر رہے تھے تم ایمان لائے۔ جب وہ دین سے پھر رہے تھے تم ثابت قدم رہے اور جب وہ دھوکہ دہی میں مبتلا تھے۔ تم نے وفا کا حق ادا کر دیا۔ میں تمہیں اور تمہارے ساتھ زید الخلیل کو خوب جانتا ہوں۔ اگر میں نہ بھی جانوں تو اللہ تمہیں جانتا ہے۔

اسے ملا نے روایت کیا ہے۔

اسے اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ ابو بکر صدیق نے سیدہ عائشہ سے فرمایا تھا کہ میرے فلاں باغ سے بیس وستی کھجوریں تمہاری ہیں، جب آپ کا وقت دصال آیا تو آپ نے سیدہ فرمایا اے بیٹی وہ کھجوریں اگر تم وصول کر لیتیں تو وہ تمہاری تھیں مگر اب میرا وقت دصال ہے میں چاہتا ہوں کہ تم ان کھجوروں سے دست بردار ہو جاؤ تاکہ سارا سال درشا میں برابر تقسیم ہو جائے چنانچہ جامع کرامات ادویا جلد اول میں علامہ یوسف مصری بنہانی نے آخر میں سیدہ عائشہ کے یہ الفاظ

فضیلت ۱۵

آپ نے کس طرح نبی علیہ السلام کی قدم بقدم پیروی کی

پہچھے گزر چکا ہے کہ جب مرتدین نے زکوٰۃ روکی تو آپ نے فرمایا۔ اگر یہ لوگ ایک رسی بھی روک لیں گے جسے عہد نبوی میں ادا کرتے تھے تو میں اسے وصول کر کے چھوڑوں گا۔ ورنہ ان سے جنگ کروں گا ہلہ

نقل کیے ہیں واللہ لو كانت كذا وكذا الترتکھا کہ قسم بخدا اگر وہ کھجوریں اس سے بھی کہیں زیادہ ہوتی تو میں انہیں چھوڑ دیتی، اس حدیث سے حضرت ابو بکر کا علم کافی الامام ثابت ہوتا ہے کہ آپ نے ماں کے پیٹ میں پٹی کے موجود ہونے کی خبر کر دی۔

اے باپ دنیا سے پردہ کر جائے تو بیٹا اس کا صحیح جانشین تب ہی ثابت ہوتا ہے جب باپ والے کارنامے کر دکھائے، وہی نشاگرد اپنے استاد کا صحیح علمی جانشین قرار پاتا ہے جو استاد کے خیالات کو اپنائے اور انہیں دوسروں تک پہنچانے کی سعی بلیغ کرے یہی بات جب ابو بکر صدیق کی سیرت میں دیکھی جائے تو پتہ چلتا ہے کہ آپ نبی علیہ السلام کے برحق جانشین اور نائب و خلیفہ ہیں۔ کیونکہ آپ نے مرتدین و مانعین و زکوٰۃ پر سختی کر کے انہیں زیر کر دکھایا اور اسلام کو غلبہ حاصل ہوا

پہنا پیمانیوں کی معتبر تفسیر منہج الصادقین میں زیر آیت

يا ايها الذين امنوا من يرتد منكم الخ

کے تحت "اور ناسخ التوازن خلفاء جلد اول میں آپکا مانعین زکوٰۃ سے جہاد کرنا اور دین کو اس فتنے سے محفوظ کرنے کیلئے عظیم الشان سعی کرنا بالنعفیس مذکور ہے۔

باغ فدک کے متعلق آپ تاریخی فیصلہ

حدیث

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیدہ خاتون جنت رضی اللہ عنہا ابو بکر صدیق کے پاس آئیں اور میراث طلب کی۔ دوسری روایت میں ہے کہ سیدہ فاطمہ اور حضرت عباس دونوں نبی علیہ السلام کی میراث حاصل کرنے ابو بکر صدیق کے پاس آئے۔ دونوں فدک کی زمین اور خمیر کے مال غنیمت کا وہ حصہ مانگ رہے تھے جو نبی علیہ السلام کو حاصل ہوا تھا۔ ابو بکر صدیق نے جواب دیا میں نے نبی علیہ السلام سے سنا ہے اپنے فرمایا۔

لَا نُورِثُ مَا تَرَكَتُمْ صَدَقَةٌ

(ہماری انبیاء کی میراث نہیں ہوتی جو ہم چھوڑیں صدقہ ہوتا ہے جسے مستحقین اہل اسلام پر خرچ کر دینا چاہیے)

اس کے بعد ابو بکر صدیق نے فرمایا اس مال (فدک و خمیر) سے نبی علیہ السلام کی آل کو (عہد نبوی میں) خرچہ ملتا تھا اور خدا کی قسم جو کام بھی نبی علیہ السلام کرتے تھے میں اسے کر گزرنے سے نہیں روک سکتا۔ ایک روایت میں یہ الفاظ زائد ہیں کہ اگر میں نبی علیہ السلام کا کوئی کام چھوڑ دوں تو مجھے ڈر ہے کہ راہِ حق سے بھٹک جاؤں گا۔

یہ حدیث کہ انبیاء کی میراث نہیں ہوتی بہت سے صحابہ نے روایت

کے صرف یہی نہیں بلکہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے یہاں تک خاتون جنت رضی اللہ عنہا سے کہا کہ سیدہ! اے جگر گوشہ رسول! فدک کے مال سے نبی علیہ السلام آپ حضرات

کی ہے جن میں ابو ہریرہ، ابن عمر، عثمان غنی، عبدالرحمن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، زبیر بن العوام اور عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہم شامل ہیں۔ چنانچہ ابو ہریرہ کی حدیث درج ذیل ہے۔

حدیث

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔
لَا تَقْتَسِمُوا رِثَتِي دِينَارًا وَلَا دِرْهَمًا مَا تَرَكْتُ بَعْدَ نَفَقَةِ
رِسَالِي وَمَوْنَةِ عَامِلِي فَهُوَ صَدَقَةٌ۔

میرے وراثت درہم و دینار کی شکل میں تقسیم نہیں ہوگی۔ میرے مال سے میری
ازواج اور خدام کا خرچہ نکال کر باقی کو تقسیم کر دیا جائے بلکہ

سے نبی علیہ السلام کی زبان حق ترجمان سے ثابت ہو گیا، کہ انبیاء کی مالی میراث ہوتی ہی نہیں۔
اب شیعہ حضرات کا یہ کہنا کہ باغ فدک نبی علیہ السلام کی مالی میراث تھی جو سیدہ فاطمہ کا حق تھا
ابوبکر صدیق نے چھین کر ظلم عظیم کیا۔ سراسر بہتان ٹھہرتا ہے۔ ایسے شیعہ فرقہ کی معتبر ترین کتب
حدیث سے استفادہ کرتے ہیں کہ انبیاء کی مالی میراث ہوتی ہے یا نہیں! اور ابوبکر صدیق نے
جو حدیث اس بارہ میں سنائی ہے۔ وہ اسراصل بیت کی مصدقہ ہے یا نہیں۔ تو دیکھیے۔

عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَالسَّلَامُ أَنَّ الْعُلَمَاءَ وَوُثَّةَ الْأَنْبِيَاءِ وَذَلِكَ
أَنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوْرَثُوا ذَرْهَمًا وَلَا دِينَارًا وَلَا نَمْلًا وَلَا حَبًّا وَلَا حَبَابًا وَلَا
مِنْ أَحَادِيثِهِمْ مَنْ أَحْذَابِ الشَّيْءِ مِنْهَا فَقَدْ أَخَذَ حَظًّا وَأَفْرًا۔

ترجمہ: امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا "بے شک علماء و اہل سنت انبیاء ہیں
اس لیے انبیاء کی میراث درہم و دینار نہیں ہوتی بلکہ ان کی احادیث ان کی میراث ہیں
تو جس نے وہ احادیث لے لیں، اس نے اس میراث کا وافر حصہ حاصل کر لیا۔"

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

حدیث

عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے طلحہ، زبیر، سعد اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہم سے گواہی مانگی کہ تمہیں اس خدا کی قسم جس نے ارض و سماء بنائے ہیں۔ کیا تم نہیں جانتے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ ہم (انبیاء) کی میراث نہیں ہوتی جو کچھ ہم چھوڑیں صدقہ ہوتا ہے وہ کہنے لگے ہاں آپ نے فرمایا تھا۔
اسے غلی نے روایت کیا ہے۔

نشریح :

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث میں بالکل صحیح ہے کہ نبی علیہ السلام جو کچھ ذاتی مال چھوڑ کر

یونہی شیعوں کے شیخ المشائخ علامہ صدوق اپنی کتاب امالی صدوق ص ۳۷ (مجلس ۱۵) میں کہتے ہیں۔

عن الصادق جعفر بن محمد عن ابیہ عن ابائہ علیہم السلام قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان العلماء ورثة الانبیاء، ان الانبیاء لحدیثوا لحدیثوا دینا واولادہما ولکن ورثوا العلم فمن اخذ منہ احذ بحظ وافر۔

ترجمہ : امام جعفر بن محمد صادق اپنے والد گرامی (امام باقر) سے اور وہ اپنے آباء سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا... علماء وراثت ان انبیاء ہیں۔ انبیاء اپنے پیچھے درہم و دینار نہیں علم چھوڑ کر جاتے ہیں جس نے وہ علم حاصل کر لیا اس نے ان کی میراث کا بڑا حصہ حاصل کر لیا۔

گئے وہ بطور میراث تقسیم نہیں ہو سکتا تھا۔ بلکہ آپ کے ارشاد کے مطابق ازواج و خدام کا خرچہ نکال کر باقی حصہ بانٹ دینا ضروری تھا۔ اس لیے اس حدیث میں جہاں کہیں یہ الفاظ ملتے ہیں۔ مَا تَرَکْنَا صَدَقَةً

(جو کچھ ہم صدقہ کا مال چھوڑیں اسے بانٹا جائے)

اول تو ایسی روایات درست نہیں۔ اور اگر درست ہیں تو ایک گمراہ فرقہ شیعہ نے

اس میں بگاڑ پیدا کیا ہے۔ ورنہ اصلی الفاظ یہ ہیں مَا تَرَکْنَا صَدَقَةً

(ہم جو کچھ چھوڑیں وہ سارا صدقہ ہی ہوتا ہے)

یعنی صدقہ نصاب کے ساتھ ہے رفع کے ساتھ نہیں۔

حدیث

عبدالرحمن بن ابی بکر بن عمر بن حزم اپنے باپ (ابو بکر) سے روایت کرتے ہیں۔ کہ خاتونِ جنت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ابو بکر صدیق کے پاس آئیں اور فرمایا۔ فدک مجھے دے دیں! کیونکہ نبی علیہ السلام یہ مجھے دے گئے تھے! انہوں نے فرمایا اے بنتِ نبی! آپ نے بالکل بجا فرمایا ہے۔ مگر میں نے دیکھا ہے کہ نبی علیہ السلام آمدِ فدک تقسیم کیا کرتے تھے۔ یعنی آپ اہل بیت کے لیے قوتِ بھرہ نکال کر باقی کو غرباء، فقراء اور مسافروں میں تقسیم کر دیا کرتے تھے۔ آپ فرمائیں کہ اب کیسے کرنا ہے آپ نے فرمایا۔ جیسے نبی علیہ السلام کا عمل تھا۔ ہم بھی ویسے ہی کریں گے۔ ابو بکر بڑے۔ اب آپ گواہ رہیں۔ کہ میں فدک کے بارہ میں وہی طریقہ کار رکھوں گا جو آپ کے والد ماجد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا تھا۔ فرمانے لگیں۔ قسم بخدا آپ ایسے ہی کریں گے، فرمایا ہاں، قسم بخدا ایسا ہی آئندہ کا لائحہ عمل ہو گا۔ آپ فرمانے لگیں، اے اللہ گواہ رہنا۔ اس کے بعد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اہل بیت کے جملہ افراد کے لیے خرچہ نکال کر باقی تقسیم کر دیا کرتے تھے (یعنی فدک کی سالانہ آمدن میں سے) اس کے بعد عمر فاروق کا بھی یہی طریقہ کار رہا اور علی مرتضیٰ بھی اسی ہی

پر چلے۔ اور انہیں بھی کہا گیا۔ کہ آپ فدک اہل بیت کے لیے مختص کر لیں، مگر انہوں نے فرمایا۔ جو کام ابو بکر و عمر جاری کر گئے۔ مجھے اس کے موقوف کرنے سے حیا آتی ہے۔ لے

حدیث -

ابو طفیل سے روایت ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ابو بکر صدیق کے پاس آئیں اور فرمایا۔ اے خلیفہ رسول! اللہ کے نبی کے وارث آپ ہیں یا ان کے اہل بیت؟ فرمایا اہل بیت وارث ہیں یہ فرمانے لگیں تو انہیں (خمس کا کیا حال ہے؟ فرمایا میں نے نبی علیہ السلام سے سنا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب اپنے نبی کو مال دے اور نبی کو اپنے پاس بلائے تو وہ اس کے جانشین کے قبضہ میں آجاتا ہے۔ تو جب میں آپ کا جانشین بنا میں نے بہتر جانا کہ یہ خمس مسلمانوں میں تقسیم کر دوں۔ سیدہ نے فرمایا۔ تم اور اللہ کا رسول بہتر جانتے ہو۔ یہ کہہ کر آپ لوٹ آئیں۔

اسے ابن سمان نے موافقہ میں روایت کیا ہے۔

۱۰ حضرت علی کا یہ ارشاد ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ جلد ۱ ص ۹۴ میں یوں لکھا ہے

فَلَمَّا دَعَلَ الْأَمِيرُ عَلِيٌّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَلَّمَهُ فِي حُدُكِ فَقَالَ

إِنِّي لَا أَسْتَجِبُ مِنَ اللَّهِ أَنْ أَرُدُّ شَيْئًا مَنَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَأَمَّا هَذَا عَمْرٌ.

ترجمہ: جب حضرت علی کو حکومت موصول ہو تو ان سے فدک کے متعلق بات کی گئی آپ نے ارشاد

فرمایا مجھے اللہ سے شرم آتی ہے کہ میں کسی شخص کو وہ چیز دوں جو ابو بکر نے روک

دی تھی اور عرفاروق نے ان کے حکم کو جاری کر دیا

میں کسی شیعہ کو یہ وہم نہ ہو کہ ان الفاظ میں ابو بکر صدیق نے نبی علیہ السلام کی مالی وراثت نصیحت کر

لی ہے کیونکہ اس سے مراد علمی و دینی میراث ہے یعنی مجھ سے زیادہ اہل بیت نبی علیہ السلام کے

احکام کو پورا کرنا اور اے ہیں اور جہاں کہیں ایسے الفاظ آئے ہیں جن سے شیعہ حضرات اپنا مقصد نکالنے

کی کوشش کرتے ہیں۔ وہاں یہی معنی مراد ہوتا ہے جو ہم نے عرض کر دیا۔

حدیث

مالک بن اوس بن عدنان کہتے ہیں۔ حضرت عباس اور علی مرتضیٰ ابو بکر صدیق کے پاس آئے۔ علی مرتضیٰ سیدہ فاطمہؓ کا حصہ اور عباس خود اپنا حصہ مانگ رہے تھے۔ اس مال میں سے جو بوقت وصال نبی علیہ السلام کے تصرف میں تھا۔ اور وہ نصب خیبر۔ بنی قریظہ کی زمین اور مدک کا علاقہ تھا۔ دونوں کہنے لگے یہ سارا علاقہ ہمارے حوالے کر دیں یہ نبی علیہ السلام کے قبضہ میں تھا۔ ابو بکر صدیق نے انہیں فرمایا۔ میں اسے درست نہیں سمجھتا۔ نبی علیہ السلام فرماتے تھے۔ ہم گروہ انبیاء کی میراث نہیں ہوتی جو ہم چھوڑیں صدقہ ہوتا ہے۔ اس پر صحابہ کرام کی بڑی جماعت نے اس کی تصدیق کی۔ علی اور عباس کہنے لگے۔ یہ علاقے ہماری تحویل میں ہی دے دیئے جائیں تاکہ ہم ان میں نبی علیہ السلام کے طریقہ پر ان میں تصرف کرتے رہیں۔ حضرت ابو بکر نے فرمایا مجھے یہ بھی پسند نہیں میں نبی علیہ السلام کا جانشین ہوں اور اس بات کا زیادہ حقدار ہوں۔ ان علاقوں میں سنت نبوی کے مطابق تصرف کروں۔ اس کے بعد جب عمر فاروق کا دور آیا تو علی و عباس دونوں پھر آئے اور پہلے والا اتفاق کیا۔ اپنے یہ علاقے ان کے تصرف میں دیدیئے اور عہدے لیا کہ نبی علیہ السلام کی سنت ممبرہ کے مطابق ان میں تصرف ہوگا۔

اسے صاحب ”فضائل ابی بکر“ نے روایت کیا ہے۔ اور یہ مضمون مجمع بخاری میں

بھی موجود ہے۔

حدیث

معاذ بن رفاعہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ابو بکر صدیق پہلی بار منبر پر بیٹھے تو روپڑے اور فرمایا جب نبی علیہ السلام پہلی بار منبر پر جلوہ آرا ہوئے تھے۔ تو روپڑے تھے۔ پھر فرمایا۔ اللہ سے عافیت اور معافی مانگا کرو۔ کیونکہ یقین (اسلام) کی دولت کے بعد عافیت سے بہتر کوئی نعمت نہیں۔

اسے ترمذی نے اور حافظ دمشقی نے موافقات میں روایت کیا ہے۔

فضیلت

حدیث

عروہ بن زبیر (ابو بکر صدیق کے نواسے) کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے مجھے فرمایا: تیرے باپ دادا ان لوگوں سے ہیں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر ہنس جھکا دیا حالانکہ انہیں زخم پہنچ چکا تھا۔

اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔ دوسری روایت میں باپ دادا کی جگہ ابو بکر رضی اللہ عنہ اور زبیر رضی اللہ عنہما کا لفظ ہے۔ بخاری نے بھی ایک طویل حدیث کے ضمن میں فضائل زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

فضیلت

آپ کی عبادت اور حسن ادائیگی نماز

حدیث

عبدالرزاق کہتے ہیں۔ اہل مکہ کا کہنا ہے کہ ابن جریج نے عطات نماز سیکھی ہے جبکہ عطات نے عبد اللہ بن زبیر سے اور انہوں نے ابو بکر سے اور ابو بکر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز سیکھی ہے۔

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق نے ایک بار نماز فجر پڑھائی جس میں دو رکعتوں کے اندر سورہ بقرہ ختم کی۔ سلام کے بعد عمر فاروق نے کہا: خیر اللہ رسول! آپ نے

اس وقت نماز ختم کی ہے۔ جب ہمیں سورج کے طلوع کرنے کا خطرہ ہو چلا تھا۔ ابو بکر بولے۔ اگر سورج چڑھ آنا تو ہمیں ذکر خدا سے غافل نہ پانا۔ اسے بغوی نے اور مخلص ذہبی نے روایت کیا ہے۔ جب آپ کی نماز و نذر کا پیچھے فضائل تہنئین میں گزر چکا ہے۔

فضیلت

حدیث

عبداللہ بن عمر بن العاص کہتے ہیں کہ ابو بکر صدیق نے نبی علیہ السلام سے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے کوئی دعا سمجھائیے جو میں نماز میں پڑھا کروں۔ آپ نے فرمایا یہ پڑھا کرو۔

اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ
فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ
الْغَفُورُ الرَّحِيمُ

ترجمہ: اے اللہ میں نے خود پر بے بہا ظلم کیا ہے۔ اور تو ہی گناہ بخش سکتا ہے۔ مجھے اپنی جناب سے معافی عطا فرما اور رحم کر۔ بلا شک تو ہی بخشتے والا مہربان ہے۔

حدیث ۱

ابن راشد خیرانی کہتے ہیں میں ابن عمر کے پاس آیا۔ میں نے ان سے کہا کہ نبی علیہ السلام سے سنی ہوئی کوئی حدیث ارشاد فرمائیں! انہوں نے اپنے سامنے ایک بڑا سا کاغذ پھیلایا۔ میں نے دیکھا اس میں ایک جگہ لکھا تھا کہ ابو بکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے کوئی دعا تم فرمائیں جو میں صبح و شام پڑھتا رہا کروں۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ ابو بکر! یہ پڑھا کرو۔

اللَّهُمَّ فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ عَالِمِ الْغَيْبِ
وَالشَّهَادَةِ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ رَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَوْلِيكَ
أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِي وَمِنْ سَرِّ الشَّيْطَانِ
وَشَرِّكَهِ وَأَنْ أَقْدِرَ عَلَى نَفْسِي شَرًّا أَوْ أَنْ
أَجْرَهُ إِلَى مُسْلِمٍ -

ترجمہ: اے اللہ خالق ارض و سما، غیب و شہادت کے دانائے تیرے سوا کوئی
لائی عبارت نہیں ہے ہر شے کے خالق و مالک! میں نفس و شیطان کی شر
سے تیری پناہ مانگتا ہوں، تو مجھے شرک سے اور خود پر یا کسی مسلمان پر
ظلم کرنے سے بچا۔

اسے ابن عرفہ عبیدی اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔ ان دونوں کے علاوہ دیگر
کتب میں یہ الفاظ بھی ملتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ ابو بکر! یہ دعا صبح و شام اور
سوتے وقت پڑھا کرو۔

حدیث -

ابو یزید مدنی کہتے ہیں ابو بکر یہ دعا اکثر مانگا کرتے تھے -
اللَّهُمَّ حَبِّ لِيْ اِيْمَانًا وَيَقِيْنًا وَمُعَاْفَاةً وَرَبِيَّةً
اے اللہ! مجھے ایمان، یقین، بخشش اور رحمت عطا فرما۔
اسے ابن ابی الدنیانے روایت کیا ہے۔

حدیث

ابن معاویہ بن قرہ کہتے ہیں مجھے یہ روایت ملی ہے کہ ابو بکرؓ نے یہ دعا مانگا
کرتے تھے۔

اللَّهُمَّ اجْعَلْ خَيْرَ عَمَلِيْ اِجْرَةً وَخَيْرَ عَمَلِيْ خَوَارِجَةً

وَحَيْدًا يَأْتِي يَوْمَ لِقَائِكَ -

ترجمہ : اے اللہ! میری عمر کا بہتر حصہ آخری بنا۔ زندگی کے آخری اعمال سب سے بہتر بنا اور جس دن نیری ملاقات ہو وہ دن میرے لیے سب سے بہتر ثابت ہو۔
اسے صاحب "فضائل" نے روایت کیا ہے۔

حدیث

امام جعفر صادق فرماتے ہیں۔ ابو بکر کی زبان پر اکثر کلمہ رہتا۔ لا الہ الا اللہ۔
اسے بخندی نے روایت کیا ہے۔

فضیلت^{۱۹}

ہزار ہا اقسام کی خوبیاں اور نیک اعمال آپ میں موجود ہیں

پچھلے گزر چکا ہے کہ ایک دن میں آپ کئی اقسام کے نیک اعمال میں پہن کر گئے تھے، اور جنت کی بشارت پائی (علاوہ ازیں یہ بھی گزر چکا ہے کہ بھلائی کی تین سو ستتر خصالتیں ہیں۔ جو سب کی سب زبان نبوت کے فتوے کے مطابق ابو بکر صدیق میں موجود ہیں۔ ۱۰)

فضیلت

آپ کو جنت کے ہر دروازہ سے بلایا جائے گا

حدیث -

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ روز قیامت ہر انسان کو اس کے بہتر عمل کے ساتھ پکارا جائے گا۔ جسے نماز سے زیادہ محبت تھی اسے نمازی کہہ کر ندا کیا جائے گا۔ زیادہ روزہ رکھنے والے کو روزہ دار کے نام سے آواز آئے گی۔ کثرت جہاد رکھنے والا مجاہد کہلوائے گا۔ ابو بکر عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ! وہاں کوئی ایسا بھی ہو گا۔ جسے ہر طرح کے اعمال کے ساتھ پکارا جائے گا۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں، وہ تم ہو۔ دوسری روایت میں ہے آپ نے فرمایا۔ جنت کا ایک دروازہ "دریان" ہے۔ ابو بکر نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کوئی ایسا شخص بھی ہے جسے جنت کے ہر دروازہ سے بلایا جائیگا فرمایا۔ ہاں وہ تم ہو۔

اسے بخاری و مسلم نے فضائل ابی بکر نے روایت کیا ہے۔

حدیث -

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے راہِ خدا میں دو طرح کے مال خرچ کیے۔ اسے جنت کے دربان ہر دروازہ سے بلائیں گے کہ اے اللہ کے بندے! اے مسلم! ادھر آؤ۔ ابو بکر صدیقؓ کو یا ہوئے کہ اس شخص کے

مال کا حساب کتاب تو ختم ہوا۔ فرمایا ابو بکر! مجھے امید ہے کہ تم ایسے ہی لوگوں سے ہو۔ بلکہ یقیناً ہو۔

فضیلت ۲۱

بقول آپکی زوجہ کے آپ ساری رات نحو عبادت رہتے اور آہ

بھرتے رہا کرتے۔ ایسے میں ہمیں بھنے ہوئے کلیمہ کی بو آتی تھی

حدیث

مروی ہے کہ عمر فاروقؓ ابو بکر صدیقؓ کی رحلت کے بعد انکی بیوہ کے پاس آئے اور انکے اعمال کی بابت سوال کیا۔ بیوہ نے آپکی شب زندہ واری اور دیگر اعمالِ حسنہ کی تفصیل سنائی جس میں یہ بھی تھا کہ جمعرات کو آپ عشاء کی نماز کے بعد رو قبلمہ بیٹھ کر گھٹنوں میں سر دے لیتے اور ساری رات یونہی گزر جاتی تھی پھر بوقت سحر سر اٹھانے اور سرد آہ بھرتے تو اس میں بھنے ہوئے جگر کی بو آتی تھی۔ عمر فاروق رو پڑے اور کہا ابن خطاب میں بھنا ہوا جگر کہاں؟ اسے ملاں نے سیرت میں بیان کیا ہے۔

فضیلت ۲۲

آپ کا زہد و ورع اور اتقاد و پرہیزگاری

بیچھے گزر چکا ہے کہ آپ سارا سارا مال راہ خدا میں لٹا دیا کرتے تھے۔ اور یہ حدیث بھی گزر چکی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم ابو بکر کو خلیفہ بناؤ گے تو وہ دنیا سے منافع اور آخرت میں شامل خلیفہ واقع ہو گا۔ یہ حدیث باب شخین میں گزری ہے بلکہ اور آپ کے خصائص میں آپ کا نام پہننا بھی بیان کیا جا چکا ہے۔

اور یہ بھی واضح کیا جا چکا ہے کہ باب مناقب شخین مصنف نے ضرور لکھا ہے جو

حدیث ۱۰

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی صلی اللہ علیہ وسلم صال فرمایا تو آپ کے لباس میں گیارہ جگہ پیوند تھا۔ جب کہ ابو بکر صدیق کے لباس میں بوقت وصال تیرہ پیوند دیکھنے میں آئے۔

اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔

حدیث ۱۱

زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق نے ایک بار پیاس کے سبب پانی مانگا۔ آپ کے پاس شہد آمیر پانی کا برتن حاضر کیا گیا۔ جسے آپ نے منہ کے قریب کیا اور روپڑے۔ اتنا روٹے کہ ساتھ والوں پر بھی رقت طاری ہو گئی۔ ابھی انکی رقت ختم نہ ہوئی تھی کہ آپ پھر روپڑے۔ لوگوں کو گمان گذرا کہ ابو بکر کی یہیں وفات نہ ہو جائے۔ کافی دیر بعد آپ کو افاقہ ہوا تو ایسے شدید گریہ کی وجہ پوچھی گئی فرمایا: میں نے ایک بار نبی علیہ السلام کو دیکھا کہ خود سے کوئی چیز دور کر رہے ہیں، اور فرما رہے ہیں: مجھ میں تمہیں کیا طمع ہے؟ جب کہ کوئی دوسرا انسان آپ کے پاس نہ تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کسے یہ فرما رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: یہ دنیا میرے سامنے بشکل انسان آئی تو میں نے اسے دھتکار دیا۔ تو وہ مجھ سے بھاگ گئی اور اور جاتے ہوئے اس نے کہا: "و قسم بخدا اگرچہ آپ مجھ سے کنارہ کش ہو گئے ہیں۔ مگر آپ کے بعد وائے مجھ سے دور نہ رہ سکیں گے۔" ابو بکر کہنے لگے مجھے ڈر لگا کہ یہ یہ دنیا کہیں مجھ پر تو غالب نہیں آرہی؟ بس یہ سوچ کر میں روپڑا۔

نامعلوم وجوہ کی بنا پر اس وقت کتاب میں نظر نہیں آتا، اگر ہمیں صحیح و برو معلوم ہوگی تو قارئین پر واضح کر دیں گے۔

فضیلت

اللہ آپ کو سلام کہتا اور آپکی صدا پوچھتا ہے

حدیث

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے حدیث ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابو بکر
بھریل آیا ہے اللہ کی طرف سے آپ کو سلام پہنچا رہا ہے۔ اور پوچھ رہا ہے کہ آپ اپنے
مقرب میں راضی ہیں یا ناراض؟ تو ابو بکر روپڑے کہنے لگے۔ کیا میں اپنے رب سے ناراض
ہوں گا؟ میں اپنے رب سے راضی ہوں۔ میں اپنے رب سے راضی ہوں۔

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔
لَا تَرْفَعُوا اصواتکم فوق صوت النبی الخ سورہ حجرات آیت ۱۲
ترجمہ: نبی کی آواز سے اپنی آواز اونچی نہ کرو۔
ابو بکر صدیق نے اس آیت کے نازل ہونے پر قسم اٹھالی کہ آئندہ نبی علیہ السلام سے
ایسے کلام کروں گا۔ جیسے کوئی کسی سے بھید کہتا ہے۔
اسے واحدی نے روایت کیا ہے۔ اور صاحب ”فعائل“ نے بھی۔

حدیث

عبدالرحمن بن عوف اور طارق بن شہاب سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق نے

فرمایا۔ اللہ نے یہ آیت اتاری۔

إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ
الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ
أَخْرَجَ كَرِيمًا۔ سورہ حجر آیت ۳

ترجمہ: اللہ کے رسول کے سامنے جو لوگ اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں۔ اللہ نے ایسے ہی لوگوں کے دل تقویٰ کے لیے پرکھ لیے ہیں۔ ان کے لیے بخشش اور عزت والا اجر ہے۔

تو میں نے (ابو بکر نے) قسم اٹھالی کہ آئندہ نبی علیہ السلام کے ساتھ بھید کہنے والے انسان کی طرح کلمات کیا کرونگا۔
اسے واحد نے روایت کیا ہے۔

صدیق اکبر اور محاسبہ نفس

حدیث

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی علیہ السلام کے پاس بیٹھا تھا کہ یہ آیت نازل ہو گئی۔

مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا يُجْزِئِهِ۔ سورہ نسا آیت ۱۲۳

ترجمہ: جو برے عمل کرے گا اسے اس کا بدلہ دیا جائیگا۔

نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ ابو بکر! کیا میں تمہیں وہ آیت نہ سناؤں جو اللہ نے اپنے رسول کے دل پر اتاری ہے؟ میں نے عرض کیا۔ ضرور ضرور یا رسول اللہ! جب آپ نے یہ مذکورہ آیت پڑھی تو میں نے بوں محسوس کیا جیسے میری کمر ٹوٹ گئی ہے اور

میں دوسرا ہو گیا ہوں، آپ نے فرمایا ابو بکر! کیا بات ہے؟ میں نے کہا یا رسول اللہ! آپ پر میرے ماں باپ قربان۔ وہ کون ہے جس نے برائے عمل نہیں کیا؟ اگر ہمیں اپنے اعمال کا بدلہ ملتا ہے تو؟ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ ابو بکر! رہے تم اور تمہارے مومن ساتھی۔ تو اللہ سے ملاقات کے وقت تم پر کوئی گناہ نہ ہوگا، تمہارے علاوہ دوسرے لوگوں کا پورا پورا حساب ہوگا۔

اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت ابو بکر کہتے ہیں کہ جب یہ آیت انزلی۔

مَنْ يَعْمَلْ سُوءًا۔

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس آیت میں کتنا سخت حکم ہے؟ آپ نے فرمایا ابو بکر! دنیاوی مصیبتیں بھی اعمال کا بدلہ ہوتی ہیں۔

حدیث

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق نے قسم اٹھا کر کبھی اسے توڑا نہیں تھا۔ جب اللہ نے قسم ٹوٹ جانے کا کفارہ نازل فرمایا تو ابو بکر نے کہا جب بھی میں قسم اٹھاؤں اور اسے توڑ دینا مجھے بہتر نظر آئے تو میں اسے توڑ کر کفارہ ادا کر دیا کرونگا۔

اسے حمیدی نے ابو بکر برقانی سے روایت کیا ہے۔

حدیث

قیس بن ابی حازم سے روایت ہے کہ میں نے دیکھا ابو بکر صدیق نے اپنی زبان پکڑ رکھی ہے، اور فرماتے ہیں، اسی نے مجھے مصائب میں مبتلا کیا ہے۔ اسے صاحب صفوہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث -

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں ابو بکر صدیق کے پاس آیا تو وہ اپنی زبان کو پکڑ کر اٹھلا رہے۔ اور کہہ رہے تھے، اس نے اب تک مجھے مصائب میں ڈالا ہے۔

اسے ملا صاحب فضائل اور ابن حریب نے روایت کیا ہے۔

حدیث -

حضرت عمرؓ ہی فرماتے ہیں میں ایک بار آپ کے پاس آیا تو آپ نے اپنی زبان پکڑ رکھی تھی اور فرما رہے تھے۔ یہی مجھے پریشانیوں میں ڈالتا ہے۔ پھر کہا اے عمر! مجھے تم پر حکومت کی کوئی حاجت نہیں۔ عمر فاروق نے کہا، خدا کی قسم ہم آپ کو نہ اتاریں گے نہ اتارنے دیں گے۔

اسے صاحب فضائل نے روایت کیا ہے۔

حدیث

مروی ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے لغویاتوں سے بچنے اور کم بولنے کی غرض سے منہ میں کنکریاں ڈال رکھی تھیں۔

اسے ملا نے روایت کیا ہے۔

فضیلت

آپ کا خوفِ خدا اور تقویٰ

لقمہ حرام پیٹ سے باہر نکالنے کیلئے ناقابلِ برداشت

تکلیفِ اٹھانی

حدیث

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق کا ایک غلام آپ کا غلبہ جمع کر کے لایا کرتا تھا اور آپ اس غلبہ سے کھایا کرتے تھے۔ ایک دن وہ کوئی چیز لایا جس سے آپ نے ایک لقمہ کھا لیا۔ غلام نے کہا آپ جانتے ہیں یہ کیا ہے؟ فرمایا کیا ہے؟ کہا میں نے ایک انسان کو دور جاہلیت میں نجومی بن کر ایک بات بتلائی تھی اور نجومت کتنی عمدہ چیز ہے، مگر میں نے اسے دھوکہ دیا (کیونکہ میں نجومی تھا نہیں) اب وہ شخص مجھے ملا اور یہ کھانا دیا جس سے آپ نے لقمہ لیا ہے۔ یہ سن کر ابو بکر صدیق نے منہ میں ہاتھ ڈالا اور لقمہ کی قبضی کر دی۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

حدیث

زید بن رقم سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق کا ایک غلام آپ کے لیے غلہ لاتا تھا۔ ایک دن وہ آپ کے لیے کھانا لیے حاضر ہوا۔ ابھی آپ نے اس میں سے ایک لقمہ نگلا ہی تھا کہ غلام نے عرض کیا ابو بکر! پہلے آپ ہمیشہ پوچھا کرتے تھے کہ کہاں سے کھانا لائے ہو؟ آج نہیں پوچھا آپ نے؟ فرمایا مجھے آج سخت بھوک لگی تھی۔ تو بتلاؤ کہاں سے لائے ہو کھانا؟ کہنے لگا دور جہالت میں میں ایک قوم پر سے گزرا۔ میں نے انہیں جنت منتر پڑھ کر کچھ بتلایا۔ انہوں نے مجھے کچھ دینے کا وعدہ کر لیا۔ آج میں وہاں سے گزرا تو ان کے ہاں شادی تھی۔ انہوں نے مجھے یہ کھانا دیا۔ ابو بکر صدیق بولے۔ افسوس ہے تم پر۔ تم نے تو مجھے ہلاک ہی کر دیا۔ یہ کہہ کر آپ نے حلق میں انگلی ڈال کر قے کرنا چاہی جو باہر نہ آئی کہا گیا یہ گرم پانی کے بغیر نہیں نکلے گی۔ آپ نے کافی سارا پانی منگوایا اور پیتے گئے اور قے کرتے گئے تا آنکہ وہ لقمہ جو نکل لیا تھا باہر آ گیا۔ آپ سے کہا گیا، اللہ آپ پر رحم کرے۔ صرف ایک لقمہ کی خاطر اتنی تکلیف برداشت کی آپ نے؟ فرمایا اگر میری جان بھی نکل جاتی تو بھی پرواہ نہیں تھی۔ کیونکہ میں نے نبی علیہ السلام سے سنا ہے اپنے فرمایا۔ ہر وہ جسم جو حرام مال سے بنا ہو جہنم کا حقدار ہے، تو میں ڈر گیا۔ کہیں میرے جسم کا کوئی حصہ اس لقمہ حرام سے نہ بن جائے۔

اسے صاحب صفوہ نے اور ملاں نے اپنی سیرت میں روایت کیا ہے۔

تشریح:

یاد رہے عرب کے کاہن و نجومی کئی طرح کے تھے۔ بعض کے قبضہ میں جنات تھے جو انہیں جھوٹی سچی باتیں بتاتے رہتے تھے۔ کچھ ایسے تھے جو کسی بات کا اول و آخر

سن کر آئندہ پیدا ہونے والے ثمرات کی نشاندہی کر دیا کرتے تھے۔ انہیں عراق کہا جاتا تھا۔ کیونکہ انہیں ہر بات کے انجام کی معرفت حاصل کرنے میں دسترس تھی۔ جب کہ بعض علم رحل وغیرہ کے ماہر تھے، واقعہ مذکورہ میں ابو بکر صدیق کے غلام نے جو مال حاصل کیا۔ اس لحاظ سے بھی حرام تھا کہ اسے علم نجوم میں کوئی واقعیت نہ تھی۔ محض دھوکہ دیا تھا اس نے۔ اگر قوم اس کے فریب پر مطلع ہو جاتی تو وہ ہرگز اسے کھانا نہ دیتے۔ وگرنہ اگر وہ ماہر نجوم ہوتا تو کافر کا کافر سے دھوکہ دہی کے بغیر کیا ہوا معاملہ درست ہوتا ہے۔ اور اس سے کسی مسلمان کو ایسا مال حاصل کرنا بھی جائز ہے۔ واللہ اعلم۔

حدیث

مجاہد سے روایت ہے کہ جب قرآن پاک میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی بیان ہوئی، تو ابو بکر آئے اور سیدہ کے سر ہانے بیٹھ گئے (وہ بوجہ غم واندوہ بیمار تھیں) وہ کہنے لگیں میری پاک دامنی تو اللہ نے بیان کی ہے۔ آپ کا اور آپ کے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) کا اس میں کوئی دخل نہیں۔ آخر اپنے میری برادرت کیوں نہ بیان کی۔ انہوں نے کہا جس بات کی مجھے تحقیق نہ تھی میں کیوں بیان کرتا (اللہ رے صداقت ابی بکر صدیق رضی)

اسے صاحب رد فضیلت ابی بکر نے روایت کیا اور حدیث حسن قرار

دیا ہے۔

کسی مسئلے کا شرعی حل تلاش کرنے کے لیے تحقیق کا عالم

حدیث

یہیون بن مہران سے روایت ہے کہ جب ابو بکر صدیق کے پاس کوئی شخص اپنا جھگڑا یا مقدمہ لاتا تو آپ اس کا فیصلہ قرآن سے تلاش کرتے، اگر مل جاتا تو نبھا۔ ورنہ نبی علیہ السلام کے فرمان سے جستجو کرتے، اگر وہاں سے بھی حاصل نہ ہوتا تو اہل اسلام سے پوچھنے نکل کھڑے ہوتے، اور فرمایا کرتے تہیں کچھ معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی ایسے مقدمہ میں کیا فیصلہ کیا تھا؟ بسا اوقات کئی آدمی نبی علیہ السلام کے کسی ایسے فیصلے کا ذکر کر دیتے، جسے سن کر آپ فرماتے: اللہ کی حمد جس نے ہمارے اندر اپنے نبی کی سنت کے جاننے اور یاد رکھنے والے لوگ موجود رکھے ہیں۔

اسے اسماعیلی نے معجم میں اور صاحب "فضائل" نے روایت کیا ہے۔

حدیث

قیصہ بن ذویب سے روایت ہے کہ ایک مرنے والے کی دادی ابو بکر صدیق کے پاس اپنی میراث کا تقاضا کرنے آئی۔ آپ نے فرمایا: آپ کے لیے قرآن و سنت میں کوئی حصہ نہیں، آپ واپس چلی جائیں، میں لوگوں سے پوچھوں گا، آپ نے صحابہ سے پوچھا، تو مغیرہ بن شعبہ نے بندیا میں نبی علیہ السلام کے پاس نہا کہ آپ نے ایسی ہی عورت کو چھٹا حصہ دیا تھا۔ آپ نے فرمایا: کوئی گواہ بھی ہے۔ اس پر محمد بن مسلمہ انصاری نے حاضر ہو کر مغیرہ بن شعبہ کی تصدیق کی۔ چنانچہ اس بڑھیا کیلئے ابو بکر صدیق نے چھٹا حصہ جاری کر دیا۔

اسے احمد بن حنبلؒ، ابو داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

احتیاطاً پانچ سو احادیث کا مسودہ جلا دیا

حدیث

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میرے والد نبی علیہ السلام کی پانچ سو احادیث جمع کر رکھی تھیں، ایک بار آپ بستر پر سوئے تو ساری رات پہلو بدلتے گزار دی، مجھے بڑا قلقن ہوا۔ میں نے پوچھا آج اتنی بے قراری کیوں تھی آپ کو؟ بیمار تھے یا کوئی اور پریشانی ہے؟ فرمایا اسے بیٹی احادیث کا وہ مسودہ جو تمہارے پاس ہے لاؤ۔ میں نے حاضر کر دیا۔ آپ نے آگ منگوائی اور اسے جلا دیا۔ میں نے کہا ابا جان! یہ کیا؟ فرمایا آج رات مجھے نیند نہیں آئی۔ رونا رہا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں مر جاؤں اور میرے پاس یہ احادیث ہوں۔ ممکن ہے۔ اس میں ایسی بھی ہوں جو میں نے کسی انسان پر اعتماد کرتے ہوئے نوٹ کر لیں۔ مگر حقیقتاً وہ نبی علیہ السلام کے الفاظ نہ ہوں گے۔ (میں اگر دنیا سے چلا گیا تو لوگ ان اوراق کو جز جان بنا کر غیر حدیث کو حدیث سمجھ لیں گے) اور ساما بوجھ میری گردن پر آجائے گا۔

اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا اور غریب قرار دیا ہے۔

دورانِ خلافت آپ کے مال میں صرف ایک اونٹ اور
ایک معمولی کپڑے کا اضافہ ہوا

حدیث

سیدہ ہی سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق مرض و فوات میں مبتلا ہوئے۔ تو فرمایا خلیفہ بننے کے بعد میرے مال میں جس قدر اضافہ ہوا ہے۔ وہ اضافہ اپنے خلیفہ (عمر) کے پاس جمع کروادو۔ جب دیکھا گیا تو ایک غلام تھا جو آپ کے بچوں کی نگہداشت کرتا تھا۔ اور ایک اونٹ جو باغ میں پانی لاتا تھا۔ لوگ یہ دونوں چیزیں عمر فاروق کے پاس لائے۔ جنہیں دیکھ کر آپ رو پڑے اور فرمایا اللہ ابو بکر پر رحم فرمائے۔ آپ کے بعد مجھے سخت مشقت برداشت کرنا پڑے گی۔

اسے صاحبِ صفوہ اور فضائل نے روایت کیا ہے۔

حدیث

سیدہ عائشہ سے روایت ہے کہ آپ نے بوقتِ وصال فرمایا اے بیٹی! جب سے ہم نے خلافت سنبھالی ہے۔ تب سے ہمارے مال میں جو اضافہ ہوا ہے اسے بیت المال میں جمع کروادو حالانکہ قسم بخدا مسلمانوں کے بیت المال سے ہم نے کچھ لیا ہے تو وہ پیٹ میں بھرنے کے لیے معمولی کھانا اور پہننے کے لیے کھردرے کپڑے ہیں۔ میں نے دیکھا تو ہمارے مال میں صرف دو چیزیں بڑھی تھیں۔ ایک نوخیز اونٹنی اور ایک پرانا کپڑا جو پانچ درہم سے زائد قیمت کا نہ ہوگا۔ جب یہ دونوں چیزیں لے کر ہمارا فرستادہ عمر فاروق کے پاس آیا تو عبدالرحمن بن عوف پاس بیٹھے تھے۔ وہ بوسے! اے خلیفہ! مسلمان! کیا یہ چیزیں اولاد ابی بکر سے چھین لی جائیں گی؟ انہوں نے فرمایا ہرگز

نہیں۔ رب کعبہ کی قسم انہیں پاس رکھ کر ابو بکر ہرگز گناہ گار نہیں تھے۔ مجھے کیا ضرورت پڑی ہے انہیں حاصل کرنے میں۔ اللہ ابو بکر پر رحم فرمائے۔ آپکی جگہ خلیفہ بننے والے نے پڑی مشقت اپنے ذمہ لی ہے۔

اسے ابن قتیبہ نے معارف میں ذکر کیا ہے۔

حدیث

یہی مضمون یوں بھی مروی ہے کہ ابو بکر صدیق نے فرمایا، اے بیٹی! میں قریش کا سب سے بڑا تاجر اور سب سے مال دار تھا مگر جب خلافت کا بوجھ مجھ پر آپڑا تو میں نے محسوس کیا کہ کاروبار جاری رکھنے سے ادائیگی فرانس میں خلل آئے گا۔ تو اس کے بعد مجھے صرف یہی چیزیں حاصل ہو سکیں ادنیٰ پٹوغمہ، دودھ والا برتن اور ایک غلام، میرے فوت ہو جانے پر یہ چیزیں عمر فاروق کو فوراً بھیج دینا۔ اے بیٹی! میرے انہی کپڑوں میں مجھے کفن ریڈینا سیدہ فرماتی ہیں۔ میں روپڑی عرض کیا ابا جان! ہم اتنے تنگ دست تو نہیں (کہ نیا کفن نہ بنا سکیں) اپنے فریاد بیٹی اللہ تیری مغفرت کرے کفن کو آخر کچھ لہو اور پیپ سے ہی بھرنے ہے۔ جب آپ انتقال فرما گئے تو مذکورہ چیزیں عمر فاروق کے پاس بھیج دی گئیں۔ انہوں نے کہا اللہ تمہارے والد پر رحم فرمائے وہ چاہتے تھے کہ کسی کو بات کرنے کی گنجائش نہ ملے۔

اسے بغوی نے ذکر کیا ہے۔

فضیلت ۲۵

آپ نے قبل از اسلام سے لیکر تمام عمر شراب پی نہ شکر کہا
حدیث

ابو عالیہ ریاحی کہتے ہیں کہ صحابہ کرام کے مجمع میں ایک بار ابو بکر صدیق سے پوچھا گیا کہ کیا آپ نے دور جاہلیت میں کبھی شراب پی تھی؟ انہوں نے فرمایا۔ اللہ کی پناہ کہا گیا کیوں؟ فرمایا۔ میں اپنی عزت و مال کی حفاظت کرتا آیا ہوں۔ کیونکہ جس نے شراب پی اس نے اپنی عزت اور انسانیت ختم کر لی۔ نبی علیہ السلام کو ابو بکر کی یہ بات پہنچی تو دوبارہ فرمایا۔ ابو بکر شیع کہتا ہے۔ اسے رازی نے بیان کیا ہے۔

حدیث

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق نے اسلام لانے کے بعد کبھی شمر نہ کہا اور شراب تو دور جاہلیت میں ہی خود پر حرام کر لی تھی۔

فضیلت ۲۶

آپ نے کبھی کسی سے کچھ مانگا نہیں تھا
حدیث

ابن ابی بلیحہ سے روایت ہے کہ بسا اوقات ابو بکر صدیق کے ہاتھ سے اونٹنی کی مہار گر جاتی تو آپ اسے رکاب سے گھسیٹ کر قریب آتے اور پکڑ لیتے تھے۔ لوگوں نے کہا آپ ہمیں کیوں نہیں کہہ دیا کرتے؟ کہ ہم ہی پکڑا دیا کریں۔ آپ نے فرمایا میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا تھا کہ کسی سے کوئی چیز منت مانگو!

اسے احمد بن حنبل اور صاحب صفوہ نے روایت کیا ہے۔

فضیلت

آپ کا انکسار اور تواضع

حدیث

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حدیث ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ جو شخص تکبر سے اپنا دامن زمین پر گھسیٹ کر چلا۔ اللہ روز قیامت اس کی طرف نظر التفات نہیں کریگا۔ اس کے بعد ابو بکر صدیق نے عرض کیا۔ میرے تہبند کی ایک طرف ذرا دھیلی ہو تو مجھے خبر ہو جاتی ہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ اگر تمہارا دامن لٹک بھی جائے گا تو وہ بنیت تکبر نہیں ہوگا۔

اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

خلیفہ بوقت کندھے پر کپڑا رکھے بازار میں روزی مکانے نکلا ہے

حدیث

عطاء بن سائب سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق خلیفہ مقرر ہوئے تو صبح کندھے پر کپڑے لادے ہوئے (حسب معمول) بازار کی طرف چل دیئے۔ آگے سے عمر فاروق اور ابو عبیدہ بن جراح ملے۔ انہوں نے کہا۔ اے خلیفہ رسول خدا! کدھر؟ فرمایا۔ بازار۔ کہنے

لگے کیا کام ہے وہاں جبکہ آپ اہل اسلام کے خلیفہ بن چکے ہیں؛ آپ نے فرمایا۔ گھر والوں کا کھانا کہاں سے مہیا کروں؛ وہ بولے آپ ہمارے ساتھ واپس چلیں ہم ربیت المال سے آپ کے لیے کچھ وظیفہ مقرر کر دیتے ہیں۔ پھر آپ کے لیے روزانہ بکری کا تھوڑا سا گوشت مقرر ہو گیا۔ جب کہ سر اور پیٹ کے لیے کچھ نہ مقرر ہوا۔
اسے صاحبِ صفحہ نے روایت کیا ہے۔

دخترانِ مدنیہ! میں خلیفہ بننے کے بعد بھی تمہاری بکریاں دوہتا رہوں گا

حدیث

ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ ابو بکر صدیقؓ تھوڑی خلافت کے بعد کندھے پر چوغہ اٹھائے گھر سے نکلے۔ آئے سے ایک شخص ملا اور بولا۔ لائے مجھے دے دیں! آپ نے فرمایا الگ ہو جاؤ! تم اور عمر فاروقؓ مجھے بچوں کے لیے روزی کمانے سے نہ روکو!

اسے صاحبِ صفحہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث

اصحابِ سیرت بیان کرتے ہیں کہ ابو بکر صدیقؓ اپنے قبیلہ میں لوگوں کو بکریاں دوہ کر دیا کرتے تھے۔ جب آپ کی بیعت کی گئی تو قبیلہ کی ایک لڑکی نے کہا۔ اب ہماری اونٹنیاں کون دوہے گا؟ آپ نے یہ اواز سنی تو فرمایا۔ میں ہی دوہا کروں گا۔ اور مجھے امید ہے کہ جو میرا اخلاق پہلے تھا خلافت سے اس میں کوئی فرق نہیں آئے گا۔ تو آپ برابر انہی اونٹنیاں دوہتے رہے۔ اللہ آپ پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے۔

حدیث

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق کے خلیفہ بننے کے بعد ایک بار میں ابو بکر صدیق کے پیچھے سوار تھا۔ جب ہم لوگوں کے پاس سے گزرتے تو ہم انہیں سلام کہتے اور وہ ہمیں جواب دیتے تھے۔ ابو بکر کہنے لگے آج لوگوں نے ہماری زیادہ عزت کی ہے (یعنی آپ کو اس چیز کا فوراً احساس ہو گیا۔ اور آپ کو یہ بات بڑی عجیب سی محسوس ہوئی)۔

اسے ابو عبد اللہ حسین قطان نے روایت کیا ہے۔

حدیث

ہشام بن عروہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ابو بکر صدیق منبر رسول پر بیٹھے تو حضرت حسن بن علی (پہلے سے) منبر پر چڑھ آئے اور فرمایا کہ میرے نانک کے منبر سے اتر جاؤ! ابو بکر بولے۔ آپ نے بجا فرمایا ہے۔ واقعتاً میرے باپ کا نہیں آپ کے باپ کا منبر ہے۔ انہوں نے دوبارہ یہی کہا۔ تو علیؑ بولے جو ایک کونے میں بیٹھے تھے۔ بیٹے نے یہ بات میرے کہنے پر نہیں کہی۔

حدیث

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق نے یزید بن ابی سفیان کو (لوگوں کے مرتد ہونے پر) شام کی طرف بھیجا۔ اور رخصت کرنے دو میل تک پیدل ساتھ گئے۔ عرض کیا گیا۔ اے خلیفہ رسول خدا! اب آپ پلٹ جائیں! آپ نے فرمایا۔ میں نے نبی علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا ہے جس کے قدم راہ خدا میں غبار آلود ہوئے اللہ اس پر جہنم حرام کر دے گا۔

اسے ابن حبان نے روایت کیا ہے۔

فضیلت صدیق اکبر (۲۸)

آپ کا غصہ جلد ٹھنڈا ہو جاتا تھا

حدیث

عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اصحاب صفہ فقیر و گتھے۔ ابن کے پاس کھانے کو کچھ نہ تھا۔ اور وہ مسجد نبوی میں نبی علیہ السلام سے قرآن پاک پڑھتے تھے (نبی علیہ السلام نے ایک بار فرمایا۔ جس کے پاس دو انسانوں کا کھانا ہو وہ تیسرا آدمی ساتھ لے جائے۔ تو ابو بکر نے تین آدمی ساتھ لے لیے اور نبی علیہ السلام نے دس جب کہ ابو بکر کے گھر میں پہلے سے تین آدمیوں کا کھانا تھا۔ یعنی میرا اپنا اور میری والدہ کا۔ راوی ہذا ہے مجھے یاد نہیں شاید عبدالرحمن نے یہ بھی کہا تھا۔ ہمارے گھر میں میری بیوی اور ہمارے اور ابو بکر صدیق کے گھر کے خادم کا کھانا بھی تھا۔

حضرت ابو بکر صدیق نے شام کا کھانا نبی علیہ السلام کے ہاں کھا لیا۔ اور رات گئے گھر کو لوٹے جب وہ گھر آئے تو ان کی زوجہ بولیں۔ گھر میں مہمان تھے۔ آپ کہاں تھے؟ انہوں نے فرمایا۔ کیا تم نے انہیں کھانا نہیں کھلایا۔ وہ بولیں۔ مہمانوں نے آپ کے بغیر کھانا کھانے سے انکار کر دیا تھا۔ ہم نے اصرار کیا مگر وہ غالب رہے۔ عبدالرحمن کہتے ہیں میں (ابو بکر صدیق کے ڈر سے کہ مجھے ڈانٹ پڑے گی کہ مہمانوں کو اب تک بھوکا کیوں رکھا ہے؟) تھپ گیا۔ آپ نے آواز لگائی او جاہل! تو کہاں ہے؟ اس کے ساتھ ہی انہوں نے مجھے

سخت سُست کہا، اور مہمانوں سے کہا کھاؤ! مگر اس وقت کے کھانے کی کیا خوشی۔
 البتہ میں آپ کے ساتھ قسم بخدا نہیں کھا سکتا۔ مہمان بوسے قسم بخدا پھر ہم بھی نہیں کھائیں
 گے۔ ابو بکر بوسے یہ تو شیطان کی طرف سے ہوا ہے۔ (یعنی قسم اٹھانا) اس کے بعد آپ
 نے کھانا منگوایا۔ خود بھی کھایا اور مہمانوں کو بھی کھلایا۔ عبدالرحمن کہتے ہیں۔ کہ جہاں سے
 ہم لقمہ اٹھاتے وہاں نیچے سے اور کھانا نکل آتا تھا۔ آپ کی زوجہ کہتی ہیں جب سب
 کھانا کھا چکے تو وہ پہلے سے بڑھ چکا تھا۔ ابو بکر نے دیکھا تو اپنی بیوی کو بلا کر
 فرمایا۔ دیکھو تو! یہ تو بڑھ گیا ہے۔ وہ بھی کہنے لگیں مجھے اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک کی قسم واقعتاً
 یہ بڑھ گیا ہے، پھر ابو بکر نے کھایا۔ اور کہا کہ پہلے جو قسمیں اٹھائی ہیں وہ شیطانی عمل تھا۔
 پھر ایک لقمہ لیا اور کھانا اٹھا کر نبی علیہ السلام کے پاس لے گئے۔ تو اس کھانے نے صبح
 نبی علیہ السلام کے پاس کی ہمارے اور اصحاب صفہ کے درمیان مدت مقرر کی تھی۔ جس
 کے گزرنے پر ہم بارہ آدمی تھے جن کے ساتھ اصحاب صفہ کی ٹولیاں لگا دی گئیں۔ اللہ
 ہی بہتر جانے کہ ایک ایک شخص کے ساتھ کتنے آدمی تھے اور سب نے اسی
 کھانے سے کھایا۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

قتل کا لفظ سنتے ہی آپ کا غصہ کا فور ہو گیا

حدیث

ابو بزرہ اسلمی کہتے ہیں ہم ابو بکر صدیق کے ہاں کوئی کام کر رہے تھے کہ آپ ایک
 مسلمان آدمی پر غضب ناک ہو گئے اور غصہ انتہائی زیادہ ہو گیا۔ میں نے آپ کے
 نیور دیکھے تو عرض کیا خلیفہ رسول خدا! میں اس کی گروں نہ اڑا دوں؟ قتل کا نام

ستنا تھا کہ آپ ٹھنڈے گئے اور بات کسی اور طرف ڈال دی۔ اس کے بعد ہم سب لوگ کام مکمل کر کے وہاں سے چلے آئے۔ بعد میں آپ نے مجھے بلوایا اور فرمایا ابو بزرہ! تم نے کیا کہا تھا۔ میں نے کہا کب! مجھے یاد نہیں۔ آپ نے فرمایا بھول بھی گئے! میں نے کہا قسم بخدا مجھے یاد نہیں۔ فرمایا مجھے غضب ناک دیکھ کر تم سے شخص کی گردن مار دینے کی اجازت چاہی تھی! میں نے کہا ہاں! اگر آپ مجھے تم سے اڑا دیتا، فرمایا ہلاکت ہو تمہارے لیے، نبی علیہ السلام کے بعد کسی کے لیے ہلاکت نہیں۔

اسے امام احمد بن حنبل نے روایت کیا ہے۔

فضیلت صدیق اکبر ۲۹

آپ کی غیرت اور زبان نبی سے آپ کی بیوی کی طہارت

حدیث

عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنو ہاشم کے چند لوگ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے پاس آئے، اتنے میں ان کے شوہر ابو بکر بھی آگئے اور وہاں لوگوں کو دیکھ کر بڑا متایا۔ اور نبی علیہ السلام سے جا کر تذکرہ کیا، مگر ساتھ ہی کہا۔ میں نے کوئی بُری بات نہیں دیکھی، نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ اسے اللہ نے بُری قرار دیا ہے۔ اس کے بعد نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام منبر پر تشریف لائے اور فرمایا آج کے بعد کسی

گھرواے کی غیر موجودگی میں کوئی دوسرا آدمی اس کے گھر میں اکیلا نہ جائے اس کے ساتھ ایک یا دو آدمی ہونے چاہئیں۔

فضیلت صدیق اکبر ۳۰

ابوبکر صدیق جھگڑے میں خاموش رہے اور فرشتہ آپ کی طرف سے جواب دیتا رہا

حدیث

سعید بن مسیبؓ کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام بیٹھے تھے صحابہ بھی ساتھ ایک شخص ابوبکر سے الجھ پڑا اور ان کو ایذا دی۔ ابوبکر خاموش رہے۔ اس نے دوبارہ انہیں اذیت اسان لفظ کہا مگر وہ پھر بھی خاموش رہے۔ تیسری بار جب اس نے ایذا پہنچائی تو حضرت ابوبکرؓ نے مدد چاہی۔ یہ سن کر نبی علیہ السلام ان کی مدد کو اٹھ کھڑے ہوئے۔ ابوبکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کو مجھ پر رحم کر گیا تھا، کیوں کہ اس سے قبل وہ مجھے دوبارہ ایذا دے چکا تھا۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا آسمان سے ایک فرشتہ اترا جو تمہاری طرف سے جواب دے رہا تھا۔ جب تیسری بار ایذا منے پر تم بول پڑے تو بیچ میں شیطان آگیا۔ جسے دیکھ کر میں خاموش بیٹھا نہیں رہ سکتا تھا۔

اسے ابوداؤد نے اور ابوالقاسم نے موافقات میں روایت کیا ہے۔

تشریح :

بعض روایات میں ہے کہ مذکورہ واقعات پر یہ آیت نازل ہوئی ۔
لا یحب اللہ الجہر بالسوء من الاقول الا من ظلم

(سورۃ نساء آیت نمبر ۱۲۸)

ترجمہ : اللہ پسند نہیں رکھتا کہ بری بات کو ظاہر کیا جائے سوائے مظلوم کی فریاد کے ۔

حدیث

مقابل کہتے ہیں کہ ایک شخص نے ابو بکر حدیق کو تکلیف پہنچائی جب کہ نبی علیہ السلام بھی موجود تھے، ابو بکر خاموش رہے۔ اس شخص نے دوبارہ ایسے ہی کیا تو ابو بکر نے اسے جواب دیا۔ جس پر نبی علیہ السلام اٹھ کھڑے ہوئے۔ ابو بکر نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس شخص نے مجھے گالی دی اور آپ خاموش رہے۔ جب میں نے اسے جواب دیا تو آپ نے قیام فرمایا ہے؛ آپ نے فرمایا۔ ایک فرشتہ تمہاری طرف سے جواب دے رہا تھا۔ جب تم بول پڑے تو وہ واپس ہو گیا اور شیطان آ گیا جس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ لا یحب اللہ الجہر بالسوء

اسے ابو الفرج نے ”اسباب النزول“ میں روایت کیا ہے۔

فضیلت صدیق اکبر (۳۱)

آپ سے محبت رکھنے کی ترغیب دھندہ احادیث

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت پر فرض ہے کہ ابو بکر سے محبت رکھیں! اے حافظ سلفی نے اپنی مشیخت میں روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت انس ہی سے روایت ہے کہ ایک بار اُم المؤمنین کبیرہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں ابو بکر اور نبی علیہ السلام تم ٹیولہ بیٹھے تھے۔ اور میری عمر اس وقت پندرہ سال تھی۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ اے کاش میں اپنے بھائیوں سے ملاقات کرتا۔ میں ان سے محبت رکھتا ہوں۔ ابو بکر بولے۔ یا رسول اللہ! ہم آپ کے بھائی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ تم میرے (بھائی نہیں) صحابی ہو۔ بھائی میرے وہ ہیں جو بغیر دیکھے میری تصدیق کریں گے۔ اور مجھے اپنی اولاد اور والدین سے زیادہ محبوب رکھیں گے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! تو ہم بھی آپ کے بھائی ہیں (تاکہ ہمیں بھی یہ اعزاز حاصل ہو) آپ نے فرمایا تم میرے صحابی ہو۔ ابو بکر! کیا تمہیں ایسی قوم سے محبت نہ ہوگی جو میری محبت میں تم سے عقیدت رکھیں گے (کہ یہ نبی علیہ السلام کے صحابی ہیں) جب وہ تم سے میری وجہ سے

محبت رکھیں تو تم ان سے محبت رکھو۔

اسے انصاری نے روایت کیا ہے۔

حدیث

عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے روایت ہے کہ ایک روز نبی علیہ السلام گھر سے تشریف لاکر (مسجد میں) جلوہ آرا ہوئے اور فرمایا۔ اے عمر! میں اپنے بھائیوں کا مشتاق ہوں عمرؓ بولے۔ یا رسول اللہ! کیا ہم آپ کے بھائی نہیں؟ آپ نے فرمایا۔ تم میرے صحابی ہو۔ میرے بھائی وہ ہیں جو بن دیکھے مجھ پر ایمان لائے۔ کہتے ہیں۔ اتنے میں ابو بکر آگئے۔ تو عمرؓ نے انہیں ساری بات بتلائی۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا ابو بکر! کیا تم اس قوم سے محبت نہیں رکھتے جو تم سے صرف اس وجہ سے عقیدت رکھیں گے کہ تم نے مجھے اپنا محبوب بنایا ہے۔ اس لیے وہ تمہیں محبوب بنالیں گے۔ لہذا تم انہیں محبوب رکھو۔

اسے ابن فیروز نے روایت کیا ہے۔

حدیث

ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ جس رات ابو بکر پیدا ہوئے اللہ تعالیٰ نے جنت عدن پر نظر رحمت فرمائی۔ اور فرمایا مجھے اپنی عزت و جمال کی قسم آج رات پیدا ہونے والے اس بچے سے محبت رکھنے والا شخص ہی تجھ میں داخل ہوگا۔

اسے علی بن نعیم بصری نے روایت کیا اور غریب قرار دیا۔ اور ملاں نے سیرت میں روایت کیا ہے۔

علیؑ پل صراط سے صدیق کے جبار کو ہی گزرتے دیں گے

حدیث

قیس بن ابی حازم سے روایت ہے کہ ابو بکر صدیق حضرت علی سے ملے تو انہیں دیکھ مسکرا پڑے۔ علی مرتضیٰ نے پوچھا کیوں مسکرائے ہیں آپ؟ فرمایا میں نے نبی علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا ہے کہ!

لَا يَجُوزُ أَحَدًا الصِّرَاطَ إِلَّا مَنْ كَتَبَ لَهُ عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ الْجَوَازَ -

(کوئی شخص پل صراط سے علیؑ کے اجازت نامہ کے بغیر نہیں گزر سکے گا۔)
حضرت علیؑ ہنس پڑے اور فرمایا۔ ابو بکر! آپ کو خوشخبری نہ سناؤں؟ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔

لَا يَكْتَبُ الْجَوَازَ إِلَّا مَنْ أَحَبَّ أَبَا بَكْرٍ

(پل صراط سے گزرنے کا اجازت نامہ اسے ہی ملے گا جسے ابو بکر سے پیار ہوگا۔)

اسے ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی ابو بکر صدیق کے پاس آ کر کہنے لگا۔ مجھے قسم ہے اس خدا کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو کلیم بنایا۔ میں آپ سے محبت رکھتا ہوں۔ ابو بکر نے یہ سن کر اس کی حوصلہ شکنی کے لیے سر نہ اٹھایا۔ اتنے میں جبریل نبی علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے اور گویا ہوئے۔ یا رسول اللہ! خدائے بزرگ و برتر آپ کو سلام بھیجتا اور فرماتا ہے کہ ابو بکر سے محبت کا اظہار کرنے والے

یہودی سے کہہ دیا جائے اللہ نے دوزخ کے دو عذاب تجھ سے اٹھالیے ہیں۔
 نہ قدموں میں بیڑیاں پڑیں گی۔ نہ گلے میں طوق۔ نبی علیہ السلام نے اسے بلا کر اللہ کا
 فرمان سنایا۔ یہودی نے آسمانوں کی طرف نگاہ اٹھائی اور پکارا اٹھا۔

اشھدان لا الہ الا اللہ وانک محمد رسول اللہ حقاً۔

یا رسول اللہ! اس بات سے میرے دل میں ابو بکر کی محبت اور بڑھ گئی ہے۔ نبی
 علیہ السلام نے فرمایا تمہیں دوہری مبارک ہو۔
 اسے ملاں نے سیرت میں روایت کیا ہے۔

فضیلت صدیق اکبر (۳۲)

عمر فاروق آپ کو خود سے بہتر جانتے تھے!

حدیث۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروقؓ سے بوقت وصال کہا گیا۔ آپ
 اپنی جگہ خلیفہ کیوں نہیں بنائے دیتے؟ آپ نے فرمایا۔ اگر میں خلیفہ نہ بناؤں۔ تو بھی
 کچھ حرج نہیں۔ مجھ سے بہتر نبی علیہ السلام ہیں۔ آپ نے خلیفہ نہیں بنایا۔ اگر بناؤں
 تو وہ بھی صحیح ہے۔ آخر ابو بکرؓ مجھ سے بہتر تھے انہوں نے خلیفہ بنایا تھا۔
 یہ حدیث صحیح ہے اور عمر فاروقؓ کے حالات میں آ رہی ہے۔

حدیث

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ عمر فاروقؓ نے فرمایا جس قوم میں ابو بکر موجود ہوں، وہاں امام مینے سے جان کھلے جانا اور گردن کا اڑ جانا مجھے آسان ہے۔

اسے بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔

اے کاش! میں صدیق کے سینے پر ایک بال ہوتا، عمر فاروق

حدیث

ابن عمر ان جوئی سے روایت ہے کہ عمر فاروقؓ نے فرمایا، اے کاش! میں ابو بکر صدیق کے سینے کا ایک بال ہوتا۔

اسے صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔

تشریح :

حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ عمر فاروقؓ نے فرمایا، ابو بکر ہم سے بہتر اور ہمارے سردار ہیں یہ حدیث پیچھے خصائص میں گزر چکی ہے، وہاں یہ حدیث بھی گزری تھی کہ ایک شخص نے عمر فاروقؓ سے کہا میں نے آپ سے بہتر کوئی انسان نہیں دیکھا تو انہوں نے فرمایا تم نے ابو بکر کو دیکھا تھا؟

فضیلت صدیق اکبر (۳۳)

عمر فاروق آپ کی از حد تعظیم کرتے تھے

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام ہمارے گھر تشریف لائے۔ ہم نے گھریلو بکری کا دودھ دوہا۔ اور گھر کے کنوئیں کا پانی ڈال کر حاضر خدمت کیا۔ آپ کے بائیں طرف ابو بکر اور دائیں طرف ایک دیہاتی تھا۔ جب نبی علیہ السلام پی چکے تو عمر فاروق جو ایک طرف بیٹھے تھے گویا ہوئے یا رسول اللہ! بقیہ ابو بکر کو پلائیں۔ آپ نے امرابی کو دے دیا۔ اور فرمایا۔

(پہلے دائیں دے کا حق ہوتا ہے۔ پھر اس سے اگلے کا۔)

اسے ان الفاظ سے علی بن حرب طائی نے روایت کیا ہے۔ جبکہ موطا کے حوالہ سے خصائص میں یہ حدیث مختصراً گزر چکی ہے۔

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام ہمارے گھر تشریف لائے ہم نے دودھ دوہا اس میں گھر کا پانی ملا یا اور پیش خدمت کیا۔ آپ کی دائیں طرف ایک دیہاتی اس کے پیچھے عمر فاروق اور بائیں طرف ابو بکر بیٹھے تھے۔ جب آپ پی چکے اور منہ سے پیالہ ہٹا لیا یا ابھی ہٹانے والے تھے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا رسول اللہ! بقیہ

ابو بکرؓ کو دے دیں۔ آپ نے اعرابی کو دے دیا اور فرمایا۔ پہلے دایاں، پھر اس سے اگلا۔

اسے نسائی نے روایت کیا ہے۔

فضیلت صدیق اکبر (۳۴)

ابو بکر صدیق کے علاوہ ہر شخص سے علیؓ تفسیٰ اقسام کے کور حدیث سننے تھے

حدیث

حضرت علیؓ فرماتے ہیں جب میں نے نبی علیہ السلام سے خود کوئی حدیث سُن لی تو اللہ نے مجھے جس قدر چاہا نفع دیا۔ مگر دوسرا شخص مجھے آپ کی حدیث سنائے تو میں پہلے اس سے قسم اٹھواؤں گا۔ اگر وہ قسم اٹھائے تو حدیث میرے نزدیک قابل قبول ہوگی۔ لیکن ابو بکرؓ نے مجھے ایک حدیث بیان کی اور شیخ کہا جس کا مضمون یہ تھا کہ میں نے نبی علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا ہے۔ جو شخص گناہ میں مبتلا ہو جائے پھر وہ بہتر وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ سے گناہ کی معافی مانگے تو اللہ سے معاف کر دیگا۔

اسے نسائی نے اور حافظ نے "ربعین بلدانیہ" میں روایت کیا ہے۔

حدیث

حضرت علیؓ سے ہی روایت ہے کہ جب نبی علیہ السلام نے رحلت فرمائی تو لوگوں میں اختلاف پیدا ہوا کہ آپ کو کہاں سپرد خاک کیا جائے۔ ابو بکر بڑے نبی علیہ السلام نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ!

لَيْسَ مِنْ نَبِيِّ يَمُوتُ إِلَّا رَفِنَ حَيْثَ يَقْبَضُ - وَابُو بَكْرٍ
مَوْتَمِنَ عَلِيٍّ مَا جَاءَ بِهِ

کوئی نبی جہاں وصال پائے وہیں سپرد خاک کیا جاتا ہے اور ابو بکر نے جو کہا ہے امانت و دیانت سے کہا ہے۔

حدیث

حضرت علیؓ سے ہی مروی ہے کہ میں نے سنا ابو بکر فرما رہے تھے کہ میں نے نبی علیہ السلام کی زبان پاک سے یہ ارشاد سنا جس شخص نے گناہ کر لیا۔ پھر صبح وضو کیا اور نماز پڑھی۔ اس کے بعد اللہ سے استغفار کیا۔ تو اللہ کا حق ہے کہ اسے معاف کر دے۔ علیؓ رضی اللہ عنہ نے اس کے بعد منبر پر نداء دینا شروع کی کہ ابو بکر نے سچ کہا ہے۔ کیونکہ اللہ کا ارشاد ہے۔

وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا أَوْ يَظْلِمْ نَفْسَهُ ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللَّهَ يَجِدِ اللَّهَ

غَفُورًا رَحِيمًا

(سورہ نساء آیت ۱۱۰)

ترجمہ: جو آدمی بُرا کام کرے یا خود پر ظلم کر بیٹھے پھر وہ اللہ سے بخشش مانگے تو اللہ کو بخشنے والا اور رحم کرنے والا پائے گا۔

ان دونوں احادیث کو صاحب "فضائل" نے روایت کیا ہے۔

فضیلت صدیق اکبر (۳۵)

آپ کی عظمت پر حضرت علی سے مروی احادیث

اس مضمون کی احادیث پیچھے گزر چکی ہیں، اس کے علاوہ بھی چونکہ حضرت علیؑ نے جو ایسی احادیث روایت کی ہیں یا آپ سے مروی ہیں۔ بڑی کثرت میں ہیں۔ اس لیے ہمیں یہ مستقل عنوان قائم کرنا پڑا۔ تاکہ ان سب کی نشاندہی ہو جائے۔ حضرت علیؑ سے مروی احادیث ایسی بھی ہیں۔ جن میں فضیلت ابی بکرؓ پر ضمناً روشنی پڑتی ہے۔ جو اسی باب میں یا باب شیحین کے آخر میں گزری ہیں۔ البتہ یہ حدیث کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اے ابو بکر و علی تم میں سے ایک کے ساتھ جبریل اور دوسرے کے ساتھ میکائیل ہے۔ اس کے بعد والی فصل میں ہے۔

اب ہم فضائل صدیق سے مختص حضرت علی سے مروی چند احادیث پیش کرتے

ہیں!

حدیث

نزال بن سبر نے حضرت علی سے روایت کی ہے کہ ابو بکرؓ ایسا شخص ہے۔ جس کا نام اللہ نے آسمانوں میں جبریلؑ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر صدیق رکھا ہے۔ نبی علیہ السلام نے انہیں دین کے لیے چنا ہم نے انہیں اپنی دنیا (حکومت) کیلئے چن لیا۔ ابن بکیر نے اس حدیث کا معنی روایت کیا ہے۔

حضرت علیؑ سے یہ حدیث بھی باب مناقب صحابہ ثلاثہ میں گزر چکی ہے کہ ابو بکر کا نام صدیق آسمانوں سے اترا ہے۔ اس کے علاوہ حضرت علیؑ سے مروی احادیث فصل ابی بکر میں جو بیچے گزر چکی ہیں۔ مختصراً یہ ہیں۔

حسن نے روایت کیا کہ ایک شخص نے حضرت علیؑ سے پوچھا۔ جہا بصرین نے ابو بکر کی بیعت کیسے کر لی تھی؟ آپ نے فرمایا۔ وہ چار بانوں میں سب پر بیعت سے گئے تھے۔ آپ کے اسلام کے ذکر میں یہ حدیث گزر چکی ہے۔

نبی علیہ السلام نے جبریل سے پوچھا میرے ساتھ ہجرت کون کرے گا۔ کہا ابو بکر۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا تم میں سے ہر کسی نے مجھے تھکایا مگر ابو بکر نے میری تصدیق کی یہ حدیث خصائص ابی بکر میں گزر چکی ہے۔

حضرت علیؑ نے بوقت وصال فرمایا میں اپنا جانشین نہیں بنا رہا۔ اللہ نے تمہاری بہتری چاہی تو کسی بہتر انسان کو خود میرا جانشین بنا دے گا۔ یہ حدیث آپ کے سر ایاخیر ہونے کے ذکر میں بیان ہو چکی ہے۔

ابی سہب بکر نے حضرت علیؑ سے روایت کی ہے کہ ابو بکر مضبوط دل والے تھے۔ دوسری روایت میں ہے کہ آپ سب سے زیادہ شجاع تھے۔

حضرت علیؑ کا ہی قول ابو بکر صدیق کے بارہ میں یوں گزر چکا ہے کہ اے خلیفہ رسول! ہمیں اپنی جان کی وجہ سے خوف میں مبتلا نہ کریں، یہ حدیث شجاعت ابی بکر میں گزر چکی۔ یہ نہی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ابو بکر کا خطا کرنا منظور ہی نہیں۔ یہ آپ کے علم کے ذکر میں آچکی ہے۔

حدیث میں ہے کہ یہ آیت کریمہ

ابو بکر صدیق کی نشان میں اتری ہے۔

ایک حدیث میں علی مرتضیٰؑ نے فرمایا نبی علیہ السلام نے ابو بکرؓ کو ہمارے دین

کے لیے چنا اور ہم نے انہیں اپنی دنیا کے لیے چن لیا۔ یہ حدیث گزر بھی چکی ہے اور آپ کی خلافت کی فصل میں دوبارہ آجھی رہی ہے۔ وہی حضرت علیؑ سے مروی یہ حدیث بھی آئے گی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر کو امام بنایا ہے۔ جب کہ وہ جانتے تھے کہ علیؑ بھی موجود ہے۔ اسی مضمون کی حدیث فیس بن عباد سے بھی مروی بیان ہو چکی ہے۔

حدیث میں ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے نا حشر امت محمدی کے ایمان کا ثواب ابو بکر صدیق کو عطا فرمایا ہے۔ یہ فضائل ابی بکر میں گزر چکی ہے۔

حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ روز حشر ابو بکر صدیق پر خصوصی تعجب فرمائے گا۔ حدیث میں ہے کہ حضرت علیؑ نے فرمایا۔ جمع قرآن جیسے کارنامہ کی وجہ سے ابو بکر کا اجر سب لوگوں سے زیادہ ہے۔ یہ حدیث خصائص ابی بکر میں آچکی ہے۔

حدیث میں ہے کہ نبیؐ کی نین سو ساٹھ ^{نخصلتیں} ہیں جو سب کی سب ابو بکر میں ہیں۔ حدیث میں ہے کہ نبیؐ علیہ السلام نے فرمایا اے علیؑ! میں نے تیرے لیے اللہ سے تین بار عرض کیا۔ مگر اللہ نے صرف ابو بکر ہی کو پسند کیا۔ یہ حدیث ابو بکر کی خلافت کی فصل میں آرہی ہے۔ اور آپکی وفات کے بیان میں وفات سے متعلقہ احادیث جو حضرت علیؑ سے مروی ہیں بیان ہونگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

فضیلت صدیق اکبر (۳۶)

عبداللہ بن عمر اپنے والد کو پہلے سلام کہتے ہوئے ابو بکر سے معذرت کرتے تھے

حدیث

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب سفر سے لوٹتے تو گھر والوں کے پاس جانے سے قبل مسجد میں آکر دو رکعت ادا کرتے تھے۔ پھر نبی علیہ السلام کی قبر النور پر حاضر ہو کر سلام کرتے اور ابو بکر صدیق اور عمر فاروق کی خدمت میں سلام پیش کرتے۔ اور حضرت عمر کو سلام کرتے ہوئے ساتھ کہہ دیتے اگر آپ باپ نہ ہوں تو کبھی ابو بکر سے پہلے آپ کو سلام نہ کہوں۔

اسے ابو بکر بن داؤد نے روایت کیا ہے۔

فضیلت صدیق اکبر (۳۶)

آپکی شان میں ام المومنین سیدہ عائشہؓ سے مروی احادیث

حدیث

ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ نبی علیہ السلام دنیا سے تشریف لے گئے تو عرب مرتد ہو گئے۔ نفاق پھوٹ پڑا اور میرے والد پر وہ مصائب آپڑے کہ پہاڑوں پر گریں تو انہیں پیس کر رکھ دیں۔ صحابہ نے جس بات میں بھی اختلاف کیا میرے والد نے فوراً اس کی صحت و سقم کو بیان کر دیا۔ اور دوبارہ اختلاف نہ ہونے دیا۔

اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

حدیث

قاسم بن محمد کہتے ہیں میں نے ام المومنین سیدہ عائشہؓ کو یہ فرماتے سنا کہ جب نبی علیہ السلام دنیا سے تشریف لے گئے تو عرب مرتد ہو گئے۔ نفاق ابل پڑا۔ اس وقت نبی علیہ السلام کے صحابہ گویا اللہ تعالیٰ کی حفاظت کے بارہ میں بکریوں کی مثال رکھتے تھے (یعنی میرے والد نے انہیں اللہ کی حفاظت سے سنبھال رکھا تھا) کسی بھی معاملہ میں صحابہ کا اختلاف ہوتا تو آپ سے فوراً مٹا ڈالتے۔

اسے اسماعیلی نے اپنے معجم میں روایت کیا ہے۔

حدیث

ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو علم ہوا کہ ایک قوم نے ان کے باپ ابو بکر صدیقؓ کے متعلق کچھ باتیں کہی ہیں۔ سیدہ نے چند جانتوں کو بھیجا کہ انہیں بلا لائیں تو وہ بلا لیے گئے۔ آپ نے دروازے پر پردہ لٹکایا۔ اور ان سے خطاب کیا۔ اللہ کی حمد و ثنا۔ اور نبی علیہ السلام پر درود شریف پڑھنے کے بعد گویا ہوئیں۔

”میرے والد! میرے والد پر تم لوگ اپنے احساناً نہ جتلاؤ وہ ایک بلند پہاڑ اور لمبا سایہ تھے۔ اور جب تم کمزور پڑے تھے (مرتدین سے لڑنے میں نکاسل کر رہے تھے) تو وہ اس سختی شخص کی طرح سبقت لے گئے جو غصہ پی جاتا ہے۔ جب وہ جوان تھے تو قریش کی جوانی کا شاہکار تھے۔ بوڑھے ہوئے تو قریش کے لیے کہف ایمان بن گئے۔ انہیں خونریزی سے بچانا غلاموں کی مدد کرنا قریش میں پیدا ہونے والی رختہ اندازیوں کا سدباب اور قوت قریش کو مجتمع کرنا آپ کا کام تھا تا آنکہ وہ ہر قریشی کے دل میں گھر کر گئے پھر آپ دین اسلام پر ڈٹ گئے۔“

دوسری روایت میں ہے کہ سیدہ نے فرمایا۔ ابو بکر اللہ کے دین پر ڈٹ گئے اور دین پر طبیعت کی پختگی اس حد تک بڑھی کہ گھر کے صحن میں مسجد بنالی۔ باطل پرست جو شیئی مٹانا چاہتے تھے آپ نے وہ زندہ کر دکھائی۔ آپ کی نگاہیں ہمہ وقت پر نعم دل مضرب اور آواز پر در در رہتی تھی۔ اہل مکہ کی عورتیں اور بچے آپ کو دیکھنے تو صف بستہ کھڑے ہو جاتے اور مذاق اڑانے لگتے مگر!

اللَّهُ يَسْتَعِزُّ بِهِنَّ وَيُؤَيِّدُهُمْ فِي كَيْفِيَاتِهِمْ يَوْمَئِذٍ

(سورہ بقرہ آیت، ۱۵)

ترجمہ: اللہ انہیں مذاق کا جواب دیتا ہے۔ اور اپنی سرکشی میں بھکتے رہنے کے لیے ڈھیل دیتا ہے۔

ادھر قریشی مردوں کے دل مزید ٹیڑھے ہو گئے۔ اور انہوں نے آپ کو تیغ و سنان کی نوک پرے لیا اور آپ کو ختم کر دینے کی ٹھان لی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ انہوں نے ابو بکر صدیق کو نظر انداز کر دیا۔ (قوم میں سب سے تیز سمجھ لیا) مگر وہ آپ کے پہاڑ نہ توڑ سکے۔ (آپ کے ارادہ میں نزل پیدا نہ کر سکے) آپ دین کی پشت پر سوار رہے۔ تا آنکہ دین نے (اونٹ کی طرح) گردن زمین پر ڈال دی اور ٹانگیں جما دیں۔ (یعنی دین اس طرح روئے زمین پر جم گیا جیسے اونٹ اطمینان سے لیٹ جاتا ہے۔ اور جب لوگ دین اسلام میں فوج در فوج داخل ہونے لگے۔ تو اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ہاں بلا لیا۔ اس وقت دین کی رسی ڈھیلی پڑ گئی۔ دین وائے متردد ہوئے۔ مصائب اٹھ کھڑے ہوئے اور کفار کو یقین ہو گیا کہ اس دین کا خاتمہ ہونے والا ہے۔

جب کہ سیدہ سے مروی دوسری روایت میں یوں ہے کہ جب نبی علیہ السلام نے وصال فرمایا۔ تو شیطان نے اپنا خیمہ گاڑ لیا۔ اور اس کی لمبی رسیاں مضبوطی سے باندھ لیں اس حال میں کفار کے دل میں امید جاگ اٹھی کہ اس دین کا خاتمہ ہو چلا ہے۔ حالانکہ میرے والد ابو بکر صدیق کی موجودگی میں ایسی امید فضول تھی۔ چنانچہ ابو بکر صدیق مکر بستہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ دین میں پیدا ہونے والی لچک دور کر دی۔ ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے اسلام کا حاشیہ ہیج کیا حد و محفوظ کیں اور دین کی اشاعت اپنی، نہج پر لوٹ آئی کیونکہ آپ نے اس کی ہر طرح کی پراگندگی اڑا کر رکھ دی تھی۔ تا آنکہ نفاق پیروں نے روند ڈالا گیا دین کی سر بندی کا دور واپس آ گیا۔ اہل اسلام میں حق جاگزیں ہو گیا۔ ڈھلے ہوئے سرگردوں پر اڑ گئے (یعنی اسلامی احکام کی بجائے آوری میں سست پڑنے والے لوگ چوکنے ہو گئے ہر کسی کا خون اس کے وجود میں محفوظ ہو گیا۔ تب آپ کو موت نے آیا۔ اور آپ اپنے رب سے جا ملے)

یہ ابن خطاب ہیں اللہ ہی جزا دے اس ماں کو جس نے ابن خطاب کو بنا۔ ایسا بیٹا کسی اور کے ہاں پیدا نہ ہو سکا جس نے کفر کو دوزخ کر مفلوب کر دیا ہو اور ہر طرف سے شرک کے رستے مسدود کر دیئے ہوں۔ اب بنلاؤ تمہارا کیا خیال ہے؟ تم میرے والد سے کس دن کا بدلہ لینا چاہتے ہو؟ اس دن کا جب انہوں نے ٹکڑھرتے ہوئے دین کو سہارا دیا تھا۔ یا جس دن وہ دین کی نگہداشت کرتے ہوئے چل بسے تھے؟ میں نے یہی کچھ کہنا تھا سو کہہ دیا۔ میں تمہارے لیے بھی خدا کے عظیم سے استغفار کرتی ہوں اور اپنے لیے بھی اس کے بعد ام المؤمنین سیدہ عائشہؓ نے لوگوں کی طرف التفات کرتے ہوئے سوال کیا اور فرمایا میں پوچھتی ہوں جو کچھ میں نے کہا ہے تمہیں اس سے انکار ہے؟ سب نے کہا خدا کی قسم آپ نے درست کہا ہے۔

اسے صاحب مغوہ نے فضائل سیدہ عائشہؓ میں اپنی فصاحت کے باب میں اور صاحب "فضائل ابی بکر" نے روایت کیا ہے۔

فصل سیزدہم

خلافتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ اور اس کے

متعلقات کا بیان

اس فصل میں آپ کی خلافت پر نبی علیہ السلام کے ارشادات اور صحابہ کرام کی گواہیاں مذکور ہونگی۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ آپ کی خلافت برحق تھی اور یہ کہ آپ نبی علیہ السلام کے سچے جانشین تھے۔

اس مضمون کی احادیث پہلے گزر چکی ہیں۔ چنانچہ فضائلِ خلفاءِ اربعہ میں چاروں صحابہ کی خلافت پر اسی طرح باپِ فضائل صحابہ ثلاثہ اور باپِ شجین میں سیدنا ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر نبی علیہ السلام کی احادیث مذکور ہوئی ہیں۔ جن میں سے بعض تو خلفاءِ اربعہ کی ترتیب پر صراحتاً دال ہیں۔ اور کچھ ایسی ہیں جن سے صحابہ کرام نے ابو بکر صدیق کی خلافت کا اشارہ پایا ہے۔ اور اس خلافت پر استدلال کیا ہے جیسا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی اقتدار کا حکم ارشاد فرمایا گیا ہے۔ اس لیے ہم ذیل میں احادیثِ گذشتہ کی طرف مختصر اشارے دیئے دیتے ہیں۔ تاکہ بوقتِ استدلال ان کی طرف رجوع کرنا آسان ہو جائے چنانچہ !

ابن عباس سے مروی حدیث ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا: مسجد کی طرف کھلنے والی ہر کھڑکی بند کر دو۔ ابو بکر کی کھڑکی کھلی رہنے لگی۔ اس سے صحابہ نے آپ کی خلافت کا راز پایا تھا۔ یاد رہے اس مضمون کی احادیث فصل خصائص ابی بکر کے ذکر رابع میں گزری ہیں۔
(دیکھیے حدیث ۲۷۶ تا ۲۸۲)

اسی طرح ابو بکر صدیق کی فضیلت کی احادیث بھی گزر چکی ہیں جو ہمارے اس مضیدہ کے پیش نظر کہ ادنیٰ کی اعلیٰ پر ولایت ثابت نہیں ہوتی۔ ابو بکر صدیق کے خلیفہ بلا فصل ہونے کا تبیین کرتی ہیں۔ اگر صرف اتنا ہی کہا جائے کہ اعلیٰ کی ولایت ہی ادنیٰ پر بہتر ہے۔ تو یہ بات یوں ہر طرح کے تنازعہ سے برتر ہے۔ اور آپ کی خلافت کا اعلان بھی کرتی ہے۔ ایسی احادیث فصل خصائص بیان ۴۳ میں گزر چکی ہیں۔ علاوہ ازیں باب مناقب اربعہ، باب مناقب ثلاثہ اور باب شیعین میں بھی فضائل ابی بکر کی احادیث ضمناً آچکی ہیں۔

فصل خصائص کے بیان ۴۵ میں مرض وفات کے دوران نبی علیہ السلام کا آپ کو مصلائے امامت پر کھڑا کرنا بھی آپ پڑھ چکے ہیں۔ (دیکھیے حدیث نمبر ۳۶۲ تا ۴۰۲) یہ بھی آپ کی خلافت کی بہت بڑی دلیل ہے۔ اسی پر عمر فاروق رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ نے اذعان کرتے ہوئے آپ کی خلافت کا اسناد لال کیا جیسا کہ عنقریب بیان ہو گا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ

نبی علیہ السلام دار آخرت کی طرف جانے والے تھے۔ آپ نے اس حالت میں ابو بکر صدیق کو امامت پر فائز کیا۔ دوسروں کا نام پیش کیا گیا تو آپ نے انکار فرمایا۔ دوبارہ یہی کوشش کی گئی۔ تو آپ نے بڑی صراحت سے اس کی تردید کر دی۔ پھر ایک بار ان کے علاوہ کوئی اور آدمی (عمر فاروق) مصلائے امامت پر کھڑے ہوئے تو آپ نے فرمایا نہیں! نہیں! اس کے بعد آپ نے وہ کلام فرمایا جو ابو بکر کی خلافت کا سند ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا: اللہ اور مسلمان اس کام سے بے

ابو بکرؓ کے علاوہ کسی اور کو چاہتے ہی نہیں۔ حالانکہ پہلے آپ خود امام تھے۔ اب اپنی جگہ انہیں کھڑا کیا ہے اور ساتھ میں مذکورہ اشارات بھی فرمائے ہیں۔ لہذا ہر کسی کو جان لینا چاہیے کہ نبی علیہ السلام نے آپ کو مسجد کی امامت دے کر اپنا جانشین بنایا ہے۔

اگر یہ باتیں آپ کی خلافت پر وال نہ مانی جائیں تو لازم آئے گا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جانشینی جیسے امر عظیم کو مہمل تھپوڑ دیا۔ حالانکہ یہ کوئی معمولی معاملہ نہیں تھا۔ اس کی تائیدیوں بھی ہوتی ہے۔ کہ نبی علیہ السلام نے ابو بکر صدیق کے لیے عہد بھی لکھنا چاہا مگر پھر فرمایا۔ اللہ اور مسلمان ابو بکر کے علاوہ کسی اور کو چاہتے ہی نہیں (دیکھیے حدیث نمبر ۵۰۵ تا ۴۰۹)۔

اگر یہ سوال ہو کہ آپ نے اشارات کرنے کی بجائے ان کی خلافت کا واضح اعلان کیوں نہ کر دیا تو جواب یہ ہے کہ ہر کام کی قوا اللہ عظیم اللہ ہی جانے۔ تاہم یہ بات ضرور ہے کہ اللہ اسی طرح اندھوں اور انکھیروں کا اتنیباز کرنا چاہتا تھا۔ تاکہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ کون ہے حق کو حق جان کر اس کی پیروی کرنے والا۔ اور کون ہے جو دلائل بھی دیکھتا ہے۔ حالی اور مقالی قرائن و اشارات بھی پاتا ہے۔ مگر اپنی ہٹ دھرمی سے باز نہیں آتا۔

اسی ضمن میں ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث ۳۸۱ ہے کہ جس قوم میں ابو بکر موجود ہو تو وہاں کسی اور کو امامت کا حق ہی نہیں پہنچتا۔ یہ حدیث بھی آپ کی خلافت کا منہ بولنا ثبوت ہے جو فصل خلافت کے بیان ۴۴ میں گزر چکا ہے۔ علاوہ ازبیں نبی علیہ السلام کا (حدیث ۴۰۳ اور ۴۰۴ میں مذکور) فرمان کہ اے بڑھیا اگر تو دوبارہ آئے اور میں نہ ہوں (دنیا سے پردہ کر جاؤں) تو ابو بکر کے پاس چلی آنا۔ جو بیان نمبر ۴۴ میں اچھا ہے بھی اس امر کی واضح دلیل ہے۔

اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا۔ کہ میں ابو بکر کے لیے پروانہ بکھنا چاہتا ہوں تاکہ کوئی تمنا اور طمع کرنے والا باقی نہ رہے۔ پھر ارشاد ہوا کہ اللہ اور اہل اسلام کسی اور کو اس کام کے لیے چاہتے ہی نہیں اور اللہ اور اہل اسلام کسی اور کو دور کر دیں گے یہ بھی آپ کی خلافت کے نکھرے ہوئے ثبوت ہیں۔

فضیلت

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے علی کی خلافت (بلا فصل) کی دعا مگر اللہ نے
صرف ابو بکر ہی کا انتخاب فرمایا

حدیث

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
سالت اللہ عز وجل ان یتد مک ثلاثا فابی علی
الآتقدیم۔

(میں نے اللہ تعالیٰ سے تین بار دعا کی کہ علی کو امام بنا دیا جائے مگر اللہ نے
ابو بکر کے علاوہ ہر کسی کی امامت کا انکار کر دیا۔)

اے یہ حدیث جہاں ابو بکر صدیق کی خلافت بلا فصل کا اعلان کرتی ہے وہاں علی مرتضیٰ کی خلافت منصوصہ
من اللہ کے زعم باطل کی تردید بھی کرتی ہے تیسرے کتب میں بھی یہ حدیث موجود ہے مگر اس قدر صراحت کے
ساتھ نہیں چنانچہ فرات کوفی ص ۹۱ میں امام باقر سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا۔

اسے ہا قاضی سلفی نے مشیخت بغدادیہ میں اور صاحب "فضائل" نے روایت کیا ہے جس کے الفاظ ہیں "میں نے اللہ سے نین بار کلام کی۔"

تشریح :

صاحب فضائل کے نزدیک یہ حدیث غریب ہے۔ مگر چونکہ صحیح احادیث اس کی تائید کرتی ہیں۔ اس لیے باوجود غرابت کے قابل محبت ہے۔

فضیلت

خلافت ابی بکر پر حضرت عمر کی رائے

حدیث

عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں سفینہ بنی ساعدہ میں الفجار (ابو بکر کی بیعت کی طرف) اس لیے لوٹ آئے تھے کہ عمر فاروق نے کہا میں تمہیں اللہ کی قسم دلاتا ہوں تمہیں یاد رہے کہ نبی علیہ السلام نے ابو بکر کو نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا، الفجار کہنے لگے۔ خدا کی قسم

الذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حرص ان یکون الامر لاصیر المؤمنین

من بعدہ شاہی اللہ

یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم بہت خواہش رکھتے تھے کہ آپ کے بعد امیر المؤمنین حضرت علی کو خلافت

ملے مگر اللہ نے انکار فرمادیا تھا۔

بہیں یاد ہے۔ حضرت عمرؓ نے کہا۔ تو پھر کون شخص چاہتا ہے کہ ابو بکر کو وہاں سے ہٹا دے جہاں اسے نبی علیہ السلام نے کھڑا کیا ہے۔ سب نے کہا ہم میں سے کوئی بھی یہ نہیں چاہتا اور ہم اللہ سے معافی مانگتے ہیں۔
اسے ابو عمرو نے روایت کیا ہے۔

تشریح :

امام احمد بن حنبلؒ نے بھی یہ روایت کی ہے جس کے آخری الفاظ یہ ہیں تم میں سے کون ہے جو ابو بکر سے آگے بڑھ کر خوشی محسوس کرے انصار بولے۔ ہم ابو بکر سے آگے بڑھنے سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔ اس حدیث سے صاف ہو گیا کہ نماز کی امامت جملہ صحابہ کے نزدیک خلافت کی دلیل تھی جیسے کہ ہم پیچھے بیان کر چکے۔ واللہ اعلم۔

فضیلت

خلافت ابی بکرؓ پر حضرت علیؓ کی رائے اور نبی علیہ السلام کے عمل سے استدلال

حدیث

امام حسنؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا۔ جب نبی علیہ السلام دنیا سے چلے گئے۔ تو ہم نے حکومت کے بارہ میں غور و فکر کیا۔ اور اس نتیجہ پر پہنچے۔ کہ نبی علیہ السلام نے ابو بکر کو امامت نماز کے لیے مقدم کیا ہے۔ جب اللہ کا نبی آپ کی دینی قیادت میں

خوش ہے تو ہم دنیاوی قیادت ابو بکر صدیقؓ کے سپرد کیوں نہ کر دیں۔

حدیث

قیس بن عبادہ سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا: نبی علیہ السلام کئی دن اور کئی راتیں بیمار رہے۔ جب نماز کی ندا آتی تو آپ فرمادیتے تھے: ابو بکر سے کہو لوگوں کو نماز پڑھائے۔ پھر جب نبی علیہ السلام کا دصال ہو گیا تو میں نے غور کیا کہ نماز شعارِ اسلام ہے۔ دین کا ستون ہے۔ جب اللہ کا نبی دین میں ابو بکرؓ پر راضی تھا تو ہم دنیا میں ان پر متفق کیوں نہ ہوں۔ اس لیے ہم نے ان کی بیعت کر لی۔

یہ احادیث ابو عمرو نے روایت کی ہیں۔ جبکہ تینوں کا معنی ابن سمان نے موافقت میں اور ابن خیر و ن نے مناقب ثلاثہ میں ایک طویل حدیث کے ضمن میں حضرت حسن بصری کی۔ روایت سے بیان کیا ہے۔ ان احادیث سے بھی یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ امامت نماز خلافت ظاہرہ پر دال ہے اور ابو بکر صدیقؓ کو صحابہ نے صرف اس لیے خلیفہ مانا کہ نبی علیہ السلام نے انہیں امام مسجد نبوی بنایا تھا۔

خصائص ابی بکرؓ میں حضرت علیؓ کا یہ قول بھی گزر چکا ہے کہ میں اپنے بعد خلیفہ نہیں بنا رہا۔ اگر اللہ تمہارے لیے بھلائی چاہے گا تو تمہیں کسی بہتر شخص پر اکٹھا کر دے گا جیسا کہ ہم نبی علیہ السلام کے بعد ایک بہتر شخص پر اکٹھے ہو گئے تھے۔ علاوہ ازیں حضرت علیؓ نے کئی مواقع پر ابو بکر صدیقؓ کو اسے خلیفہ رسول خدا کہہ کر پکارا ہے۔ جیسا کہ متعدد بار گزر چکا۔

حدیث

سوید کہتے ہیں۔ ابوسفیان، حضرت علیؓ اور عباس کے پاس آئے۔ (جب لوگ ابو بکر صدیقؓ کی بیعت کر رہے تھے) اور دونوں سے کہا کہ قریش کے قلیل اور حقیر ترین قبیلہ کے ہاتھ میں خلافت کی باگ ڈور جارہی ہے۔ اگر تم اجازت دو تو ابو بکرؓ پر قریش کے سوار

اور پیادے اکتھے کر لاؤں؛ اور یہ معاملہ جڑ سے اکھیڑ کر رکھ دوں؛ حضرت علیؓ نے جواب دیا۔ میں ایسا نہیں کرنا چاہتا۔ اگر ہم ابو بکر کو اہل حکومت نہ سمجھتے تو کبھی اسے خلافت نہ دیتے یا در کھو ابو سفیان! مسلمان ایک دوسرے سے خواہ کتنے دور ہوں آپس میں محبت رکھتے ہیں۔ اور منافق ایک دوسرے کے چاہے کتنے قریب ہوں نفرت کرتے ہیں۔

اسے ابن سمان نے موافقت میں روایت کیا ہے۔ جب کہ دوسرے محدثین کے ہاں

مختصر مروی ہے۔

فضیلت

خلافت ابی بکرؓ پر حضرت ابو عبیدہ بن جراحؓ کا بیان

حدیث۔

ابو النخزلی سے روایت ہے کہ (نبی علیہ السلام کی رحلت پر) عمر فاروقؓ نے ابو عبیدہؓ سے کہا ہاتھ پھیلائیں میں آپ کی بیعت کرتا ہوں میں نے نبی علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا ہے کہ آپ اس امت کے امین ہیں۔ ابو عبیدہؓ نے کہا میں اس شخص سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ جسے اللہ کے رسول نے ہمارا امام بنایا۔ پھر نبی کے وصال تک وہ ہمیں نماز پڑھاتا رہا۔

اسے احمد اور صاحب صفوہ نے روایت کیا ہے۔

حدیث

ابراہیم تمیمی سے روایت ہے کہ نبی علیہ السلام کے وصال پر ملائکہ کے بعد حضرت عمر فاروقؓ ابو عبیدہؓ کے پاس آئے اور کہا کہ ہاتھ رکھیں۔ میں بیعت کرتا ہوں۔ کیونکہ آپ ارشاد نبی کے مطابق اس امت کے امین ہیں۔ ابو عبیدہ بولے۔

مَا رَأَيْتُ لَكَ فِئَةً قَبْلَهَا مُنْذُ اسْلَمْتُ، تَبَا يَعْنِي وَفِيكَ
الصَّدِيقُ ثَانِي اثْنَيْنِ -

اسلام لانے کے بعد آپ سے میں نے اس طرح کی جاہلانہ بات کبھی نہیں سنی
صدیق ثانی اتنی کے ہوتے ہوئے آپ میری بیعت کر رہے ہیں؟

فضیلت

خلافت صدیق اکبر پر عبداللہ بن مسعودؓ کا ارشاد

حدیث

ذو بن حبیش حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے قلوب پر نظر فرمائی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دل سب سے بہتر پایا اور اسے اپنے لیے چن لیا۔ اور آپ کو رسالت دیکر مبعوث فرما دیا۔ پھر اللہ نے بندوں کے دل دیکھے تو آپ کے صحابہ کے قلوب سب سے بہتر تھے۔ اس لیے انہیں اپنے نبی کا ذریعہ بنا دیا تاکہ وہ دین الہی کی حفاظت کریں۔ اس لیے مسلمان (یعنی صحابہ کرام) جو کام بہتر سمجھیں وہ اللہ کے ہاں بہتر ہے۔ اور جسے وہ برا کہیں وہ اللہ کے ہاں برا ہے۔

اور نبی علیہ السلام کے صحابہ نے ابو بکر کی خلافت کو افضل و بہتر جانا (اس لیے یہ خلافت اللہ کے ہاں بہتر اور برحق ہے۔)

اسے ابن سری نے روایت کیا ہے۔

تشریح:

یاد رہے صحابہ کرام کا صیغہ دلیل قطعی ہے اور اس سے ابو بکر صدیق کی خلافت کی حقیقت شمس نصف النہار سے زیادہ واضح ہو جاتی ہے

فضیلت

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا ارشاد خلافت صدیقی کی بابت

حدیث

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں کسی کو اپنا خلیفہ بنانا چاہتا تو صدیق اکبر کو بنا تا مگر وہ میرے دینی بھائی اور یارِ غار ہیں (اس کے بعد ابوسعید از خود کہتے ہیں کہ) ابو بکر صدیق کے نزدیک آپ کا مقام والد والا تھا اور آپ کے بعد سب سے زیادہ لائق اتباع ابو بکر ہی تھے۔ عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بھی یوں ہی مروی ہے۔

یہ دونوں روایتیں ابراہیم تمیمی نے بیان کی ہیں۔

فضیلت

خلافت ابی بکر کے متعلق عیسائی علماء کا بیان

حدیث

حضرت جبیر بن مطعمؓ کہتے ہیں اللہ نے اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مکہ میں مبعوث فرمایا۔ اور مکہ مکرمہ میں ہر طرف آپ کی شہرت ہو گئی۔ تو ایسے میں مجھے شام جانا پڑا۔ میں بصرہ میں وارد تھا کہ ایک عیسائی جماعت میرے پاس آئی۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ حرم (کعبۃ اللہ) سے آئے ہیں؟ میں نے کہا ہاں۔ وہ کہنے لگے۔ تمہارے ہاں جس شخص نے دعویٰ نبوت کیا ہے اسے تم جانتے ہو؟ میں نے کہا ہاں۔ اس کے بعد انہوں نے مجھے ساتھ لیا اور ایک گرجہ میں لے گئے جس میں نصابیروں اور قوٹو آویزاں تھے۔ وہ کہنے لگے۔ پہچانیے! ان میں اس نبی کی تصویر بھی ہے؟ میں نے نظر دوڑائی مگر نہ ملی۔ میں نے کہا نہیں۔ ان کی صورت یہاں نہیں۔ تو وہ مجھے اس سے بڑے گرجے میں لے گئے۔ جہاں پہلے سے زیادہ تعداد میں نصابیروں تھیں۔ کہنے لگے اب دیکھیے۔ میں نے دیکھا تو وہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہو بہو تصویر آویزاں تھی۔ جس میں ابو بکر صدیق نے آپ کی ایٹریاں پکڑ رکھی تھیں۔ عیسائی علماء کہنے لگے۔ آپ یہ تصویر اسی نبی کی تصور کرتے ہیں؟ میں نے کہا ہاں! جب کہ میرے دل میں خیال آ رہا تھا کہ میں از خود کوئی تبصرہ نہ کروں۔ کہ ان نصابیروں کی حقیقت کیا ہے، بلکہ یہ خود ہی کچھ کہیں۔ تب وہ کہنے لگے۔ جس شخص نے اس نبی

کی ایٹریاں پکڑ رکھی ہیں اسے بھی تم پہچانتے ہو؛ میں نے کہا ہاں۔ تو انہوں نے کہا۔ ہم گواہی دیتے ہیں کہ یہ اللہ کے سچے نبی ہیں۔ اور یہ ان کے جانشین اور خلیفہ ہیں۔ اسے ابن نے روایت کیا ہے یہ

اب ہم ذیل میں شیعہ مذہب کے دلائل پیش کرتے ہیں جو انہوں نے حضرت علیؑ کی خلافتِ بلائہ پر اہل سنت کی کتب حدیث سے احادیث اخذ کر کے محبت بناٹے ہیں۔

حضرت علیؑ کی خلافتِ بلائہ پر شیعہ فرقہ کے دلائل

دلیل اول: علیؑ تم میرے لیے ایسے ہو جیسے موسیٰ (ع) کے لیے ہارون (ع) حدیث

سعد بن ابی وقاص اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؑ سے فرمایا۔

أَمَا تَرْضَىٰ أَنْ تَكُونَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ
مِنْ مُوسَىٰ إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي

ترجمہ:

اے علیؑ! کیا تو اس پر راضی نہیں کہ تیرا مقام میرے ساتھ ایسا ہو۔ جیسا ہارون علیہ السلام کا موسیٰ علیہ السلام سے تھا۔ البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

۱۔ علاوہ ازیں یہ حدیث دلائل النبوة ابو نعیم جلد اول ص ۵۶ پر بھی ہے۔

دوسری روایت میں یوں ہے۔

لَا يَنْبَغِي أَنْ أَذْهَبَ إِلَّا وَأَنْتَ خَلِيفَتِي قَالَهُ ذَاكَ وَقَدْ
اسْتَخْلَفَهُ لَمَّا ذَهَبَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى غَزْوَةِ تَبُوكَ

(مسند احمد بن حنبل موافقات ابوالقاسم دمشقی)

ترجمہ: (نبی علیہ السلام نے حضرت علی سے فرمایا) مجھے یہ مناسب نہیں کہ میں کہیں جاؤں۔ مگر اسی صورت میں کہ تم میرے خلیفہ ہو (یعنی تمہیں خلیفہ بنا کر ہی مجھے کہیں جانا بہتر ہے۔)

یہ احادیث حضرت علی کے مناقب میں بالتفصیل آئیں گی۔

طریقہ استدلال

موسیٰ علیہ السلام اپنے رب کے پاس جاگے تو آپ اپنی جگہ ہارون علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنا گئے۔ اپنی جگہ قائم مقام بنا کر تھوڑے گئے۔ لہذا حدیث کا معنی یہ ہوا کہ اللہ کے نبی علیہ السلام نے فرمایا اے علی اللہ کے پاس دنیا سے جاتے ہوئے تجھے اپنی جگہ خلیفہ بنا کر جانا ہی میرے لیے مناسب ہے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام نے رب کے پاس جاتے ہوئے حضرت ہارون کو خلیفہ بنایا تھا۔ ثابت ہوا نبی علیہ السلام کے بعد خلافت کے حق دار صرف حضرت علی تھے۔ اور یہ فیصلہ نبی علیہ السلام کا ہے۔

دلیل دوم۔ جس کا میں مولیٰ ہوں اس کا علی مولیٰ ہے حدیث

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاً فَعَلَيْ مَوْلَاةِ اللَّهِ وَمَنْ أَلِ مِنْهُ فَإِنَّهُ
وَعَادَ مِنْ عَادَاةٍ وَأَنْصَرُ مِنْ نَصْرَةٍ۔

بعض روایات میں ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔

الَّتُمْ تَعْلَمُونَ أَنِّي أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ قَالُوا بَلَىٰ
يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ مَنْ كُنْتُ مَوْلَاَهُ فَإِنَّ هَذَا عَلِيٌّ مَوْلَاَهُ۔

ترجمہ: جس کا میں مولی ہوں اس کا علی مولا ہے۔ اے اللہ علی سے جو محبت رکھے۔ تو اس سے محبت رکھ۔ جو اس سے دشمنی کرے تو اس سے دشمنی رکھا اور جو اس کی مدد کرے تو اس کا مددگار بن جا۔۔۔۔۔ اے مسلمانو! کیا تم نہیں جانتے کہ میں مسلمانوں کی جانوں سے زیادہ ان کے قریب ہوں؛ لوگوں نے کہا: یا رسول اللہ! کیوں نہیں۔ آپ نے فرمایا ”تو جس کا میں مولا (دوست) ہوں اس کا علی مولا (دوست) ہے“

ترمذی، لغوی، مستدر احمد بن حنبل اور ابو حاتم

علاوہ ازیں یہ حدیث دیگر متعدد طرق سے مناقب علی میں بیان ہوگی۔

طریقہ استدلال

لغت میں لفظ مولیٰ کے آٹھ معانی ہیں۔

- ۱۔ غلام کو آزاد کرنے والا۔
- ۲۔ غلامی سے آزاد ہونے والا انسان۔
- ۳۔ بیچے کا بیٹا۔
- ۴۔ قریبی رشتہ دار۔

اسی چوتھے معنی میں ارشادِ ربی ہے

وَرَأَيْتُ خِفْتُ السَّعَالِي مِنْ وَرَائِي

(مجھے اپنے پیچھے رشتہ داروں کا ڈر ہے)

غالباً رشتہ دار کو اس لیے مولیٰ کہتے ہیں کہ وہ ولی قریب سے نسب سے ملنے میں
۵۔ حلیف، یعنی جس شخص سے باہمی محبت و نفرت کا عہد و پیمان کیا گیا ہو۔

۶۔ مددگار۔

۷۔ پڑوسی۔

جیسا کہ اللہ کا ارشاد ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَاَنَّ الْكٰفِرِيْنَ
لَا مَوْلٰى لَهُمْ۔

(اللہ ایمان والوں کا مددگار ہے۔ جب کہ کافروں کا کوئی مددگار نہیں۔)

۸۔ ولی یعنی متولی (جسے دوسرے لفظوں میں حاکم کہتے ہیں۔)

بعض کے نزدیک مذکورہ آیت اسی معنی میں ہے۔ یعنی اللہ مومنوں کا متولی

ہے۔ ان کے ہر معاملہ کی نگہداری کرتا ہے۔ جب کہ وہ کافروں کی نگہداری نہیں تذلیم و

تحقیر کرتا ہے۔ اور نبی علیہ السلام کا یہ ارشاد بھی اسی معنی میں ہے کہ آپ نے فرمایا۔

جس عورت نے بھی اپنے مولیٰ کے اذن کے بغیر نکاح کیا اس کا نکاح باطل ہے اس

میں مولیٰ بمعنی متولی ہے۔ تو یہ کل اٹھ معنی ہوئے۔

اب حدیث زیر بحث ”جس کا میں مولیٰ اس کا علی مولیٰ ہے“ میں پہلے چار معنی

تو بداحتاً باطل ہیں۔ پانچواں معنی ایک دور دراز کی تاویل سے بن سکتا ہے مگر بعید اور

قیاس ہے۔

۱۰۔ کیونکہ حلیف مددگار کو کہتے ہیں اور لفظ مولیٰ خود بمعنی مددگار حقیقتاً بھی ہے۔ لہذا

مولیٰ بمعنی حلیف لینا پھر اس سے مجازاً مددگار مراد لینا کاربے فائدہ ہے۔ آخر حقیقت کو چھوڑ

کر مجاز کی طرف بے سود بھاگنا چہ معنی دارد؟

اسی طرح چھٹا معنی (پڑوسی) بھی حدیث میں درست نہیں۔ البتہ اگر یہ بار مینہا مجیر
یعنی مددگار یا جاگے جیسے قرآن کریم میں ہے۔
وَرَأَى جَادًا لَّكُوًّا۔

اس میں تہا را مددگار ہوں۔ تا تو یہ بھی دور از فہم ہے۔

معلوم ہوا۔ انواں معنی (مددگار) اور اٹھواں معنی (متولی) اسی حدیث میں
درست ہو سکتے ہیں۔ اور دونوں طرح سے حضرت علی مرتضیٰ کی خلافت بلا فصل ثابت
ہو جاتی ہے۔ چنانچہ مولیٰ بمعنی متولی پر مفہوم حدیث یہ ہو گا۔ جس شخص کا میں متولی ہوں
اور اس کے معاملات کا نگہبان اور حاکم ہوں، علی بھی اس کا متولی اور حاکم ہے۔ جیسا
کہ خود نبی علیہ السلام کی زیر بحث حدیث میں ارشاد بھی ہے۔ کیا تم جانتے نہیں میں
مسلمانوں کی جانوں سے زیادہ ان کا مالک ہوں۔ اور اگر مولیٰ بمعنی مددگار ہو تو
مفہوم حدیث یہ ہو گا۔ جس کا میں مددگار ہوں۔ یعنی ظالم سے حقے کر اسے دیتا
ہوں اور اسے انصاف مہیا کرتا ہوں۔ علی بھی اس کا مددگار اور حق رساں ہے۔
چونکہ نبی علیہ السلام کی موجودگی میں علی مرتضیٰ کی یہ صفات ظاہر نہیں ہو سکتی تھیں۔
کیونکہ آپ خود حاکم اور منصف تھے۔ اس لیے منعیین ہو کیا کہ آپ کے وصال کے
بعد علی کی یہ صفات برحق ہیں۔ اس لیے حضرت علیؑ بلا فصل خلیفۃ المسلمین بنتے
ہیں۔

علی میرے بعد ہر مومن کا ولی ہے۔ حدیث

یہ دلیل پہلی دونوں سے نسبتاً زیادہ قوی ہے۔ چنانچہ عمران حصین سے روایت ہے
کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔

إِنَّ عَلِيًّا مِنِّي وَأَنَا مِنْهُ وَهُوَ وَلِيَّ كُلِّ مُؤْمِنٍ بَعْدِي -

ترجمہ: بے شک علی مجھ سے اور میں علی سے ہوں۔ اور وہ میرے بعد ہر مومن

کا ولی ہے۔

اسے احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں درج کیا ہے۔ جب کہ ابو حاتم کی روایت

میں والی کی جگہ ولی کا لفظ ہے۔ یہ حدیث بھی مناقب علیؑ میں حمیدہ طریقی کے ساتھ

بیان کی جائے گی۔

طریقہ استدلال

لفظ ولی کے لغت میں دونوں معنی ہیں۔ ۱۔ متولی اور حاکم۔ جیسا کہ قرآن کریم

میں ہے۔

أَنْتَ قَوْلِي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

(اے اللہ تو ہی دنیا و آخرت میں میرا کارساز اور حاکم ہے۔)

۲۔ دوست۔ جیسا کہ کتاب اللہ میں ہے۔

لَمَّا ذُكِرَ الشَّيْطَانُ يَخَوْفُ أَوْلِيَاءَهُ

یہ شیطان ہے جو اپنے دوستوں کو ڈراتا ہی تو ہے۔

اب زیر بحث حدیث کو دوست کے معنی پر محمول کرنا غلط ہے۔ ورنہ حدیث کا

مفہوم یہ ہو گا۔ علی میرے بعد ہر مومن کا دوست ہے۔ حالانکہ علی نبی علیہ السلام کے

ہوتے ہوئے بھی تو ہر مسلمان کے دوست ہی ہیں۔ اس طرح ”میرے بعد“ کے

الفاظ بے کار ہو جاتے ہیں۔ جب کہ ولی بمعنی متولی کرنے میں یہ الفاظ بے کار نہیں جاتے

بلکہ معنی یہ بنتا ہے کہ علیؑ میرے بعد ہر مومن کا متولی اور حاکم ہے۔ اس لیے صاف صاف

معلوم ہو گیا کہ نبی علیہ کی زبان پاک کے بموجب علیؑ مراد معنی ہی آپ کے بعد مسلمانوں

کے متولی اور خلیفہ و حاکم تھے۔ مگر ابو بکر و عمر نے ان کا حق مار لیا اور غاصبانہ حاکم بن بیٹھے۔

مذکورہ شیعہ دلائل کی تردید شدید۔

تمام دلائل کا اجمالی جواب

نبی علیہ السلام کے وصال کے بعد ابو بکر صدیق کی خلافت پر دال احادیث کی صحت پر سب کا اتفاق ہے کہ وہ سب احادیث صحیحہ ہیں۔ جب کہ خلافتِ علی پر دال زبردست احادیث زیادہ سے زیادہ حسن ہیں۔ اس لیے یہ احادیث خلافتِ صدیق اکبر والی احادیث کی معارض نہیں ہو سکتیں اور نہ ہی ان سے حضرت علی کی خلافت بلا فصل ثابت ہوتی ہے۔

اے اس کی وضاحت یوں ہے کہ شیعہ حضرات کے نزدیک علی مرتضیٰ کی خلافت اصولِ دین میں سے ہے۔ جیسے توحید و رسالت اصولِ دین سے ہیں۔ اور جیسے رسول منصوص من اللہ ہوتا ہے یونہی خلیفہ اور امام بھی ان کے نزدیک منصوص من اللہ ہوتا ہے۔ اور نبی کی طرح معصوم عن الخطا بھی ہوتا ہے۔ تو پھر شیعوں کو چاہیے تھا کہ حضرت علی کی منصوص من اللہ خلافت پر اللہ کی طرف سے لیس قطعی پیش کرتے۔ جو قرآنی آیت ہو سکتی ہے۔ یا حدیث متواتر لیکن شیعہ بیچارے تو خلافتِ علی پر واضح دلالت کرنے والی ایک حدیث صحیحہ بھی نہیں لا سکتے اس لیے وہ جتنی بھی احادیث لاٹے ہیں وہ ان کے دعوے کو ہرگز ثابت نہیں کر پاتیں اور یہ معاملہ یوں خوب واضح ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنتہ الوداع کے موقع پر جب

تفصیلی جوابات

حضرت علی اور ہارون علیہ السلام میں کون سی مناسبت
یہاں مراد ہے؟

دلیل اول کا جواب نمبر ۱

تشیعوں کا یہ کہنا کہ جس طرح موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کے پاس جاتے ہوئے ہارون علیہ السلام کو خلیفہ بنایا۔ اسی طرح نبی علیہ السلام نے دنیا سے اپنے رب کے ہاں جاتے ہوئے حضرت علیؑ کو خلیفہ بنایا اور فرمایا تم میرے ساتھ ایسے ہو جیسے ہارون موسیٰ علیہ السلام کے لیے تھے۔ بالکل غلط ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ نبی علیہ السلام نے حضرت علیؑ کو مذکورہ ارشادِ اتم میرے لیے ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لیے ہارون تھے، دنیا سے پردہ فرماتے ہوئے نہیں بلکہ غزوہ تبوک پر جاتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا۔ جیسا کہ اس کلام کے آخر میں

سارے مسلمان جمع تھے ایک بلیغ ترین خطبہ دیا تھا جس میں اسلام کے تمام بنیادی اصول و ضوابط بتلا دیئے تھے مگر وہاں حضرت علیؑ یا دیگر اماموں کی امامت کا کوئی ذکر نہیں یہ تو ان روایات کا اجمالی جواب ہے۔ اگر تفصیل میں جائیں تو ان روایات میں سے کوئی بھی اپنے اندر ایسا واضح مفہوم نہیں رکھتی جو حضرت علیؑ کی بلا فصل خلافت پر واضح دلالت کرتا ہو تو مصنف اب ہر روایت کو لیتے ہیں اور اس کے جوابات دیتے ہیں

اس کی وضاحت آئے گی۔ لہذا اس ارشاد میں صرف استخفاف فی الجبۃ کا ثبوت ہے یعنی جب نبی علیہ السلام نے غزوہ تبوک پر جاتے ہوئے حضرت علی کو اپنی جگہ مدینہ میں نائب اور خلیفہ بنا کر چھوڑا تو علیؑ غمزہ ہوئے۔ اس لیے کہ وہ اس طرح جہاد میں شرکت سے محروم ہو گئے تھے یا یہ کہ انہیں منافقین سے ایذا پہنچی جیسا کہ آرہا ہے۔ تو نبی علیہ السلام نے آپ کو مذکورہ ارشاد فرما کر بنا دیا کہ تمہارا مقام بلند ہے تم میری جگہ نائب بنے ہو۔ تمہاری حالت اس وقت میرے ساتھ وہی ہے جو ہارون علیہ السلام کی موسیٰ علیہ السلام سے تھی۔ انہیں موسیٰ علیہ السلام طور پر جاتے ہوئے نائب بنا گئے تھے میں تمہیں تبوک پر جاتے ہوئے خلیفہ بنا رہا ہوں۔ وہ موسیٰ علیہ السلام کے بھائی تھے تم میرے بھائی ہو۔ وہ ان کے مددگار تھے تم میرے مددگار ہو۔ البتہ ہارونؑ نبی تھے تم نبی نہیں ہو کیونکہ۔ لانی بعدیؑ

۱۔ شیعہ کتب بھی مراحت کرتی ہیں کہ نبی علیہ السلام نے مذکورہ ارشاد تبوک پر جاتے ہوئے حضرت علی کو فرمایا چنانچہ بخاری الاوار جلد ۲ ص ۲۳۳ میں طاہلی شیعہ نے امالی ابن شیح سے حضرت علی کی یہ روایت لی ہے جو ائمہ اہل بیت نے نقل کی ہے۔

خلف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علیاً فی غزوة تبوک فقال
تخلفنی بعدک؛ قال الا ترضی ان تکون منی بمنزلة ہارون
من موسی الا انه لانی بعدی۔

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت علی کو اپنے پیچھے چھوڑا تو انہوں نے اس کا تسکون کیا، آپ نے فرمایا کیا تم اس بات پر خوش نہیں کہ اس وقت تمہاری کیفیت میرے ساتھ ایسی ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ حضرت ہارون کی تھی، البتہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

گو یا مذکورہ ارشاد سے نبی علیہ السلام نے علی مرتضیٰ کا غم دور کیا اور جہاد پر نہ
جاسکنے کے افسوس کو ختم کر دیا۔ اس لیے اس میں نبی علیہ السلام کی رحلت کے بعد
علی کی خلافت کی طرف کو اشارہ نہیں۔ بلکہ زندگی ہی میں وقتی خلیفہ بننے کا بیان ہے۔
کیا حضرت ہارون حضرت موسیٰ کے خلیفہ بنے تھے ؟

دلیل اول کا جواب نمبر ۱ زیر بحث حدیث میں وصال کے بعد والی خلافت اس
لیے بھی مراد نہیں ہو سکتی کہ حضرت علی کی خلافت کو ہارون علیہ السلام کی خلافت سے تشبیہ دی
گئی ہے اور ہارون علیہ السلام جناب موسیٰ کی حیات ظاہرہ میں ہی وفات پائے تھے۔

۱۔ حضرت ہارون میدان تیبہ میں واصل ہوئے جہاں بنو اسرائیل کو چالیس سال رہنا پڑا تھا
ان کی وفات پر بعض لوگوں نے الزام لگایا کہ انہیں موسیٰ علیہ السلام نے مروایا ہے۔ تو آپ قبر سے باہر
تشریف لائے اور اپنے بھائی حضرت موسیٰ کی پاک دامنی بیان کر کے پھر قبر میں چلے گئے اس کے ایک
عرصہ بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وصال فرمایا سنی شیعوں دونوں فرقے اس امر پر اتفاق رکھتے ہیں جیسے
تفسیر مظہری جلد ۳ ص ۷۶ زیر آیت تینھوں فی الارض الخ البدایہ والہنایہ جلد اول ص ۳۱۹ و دیگر
کتب جبکہ شیعوں کی معتبر تفسیر منہج العادقین جلد ۳ ص ۲۵ میں صاف لکھا ہے وفات ہارون قبل
از موسیٰ بود یعنی حضرت ہارون کا وصال حضرت موسیٰ سے پہلے ہوا تھا۔ اس طرح ان کی تفسیر العاقب جلد
اول ص ۲۳۵ میں ملا فیض کا شافی شیعوں لکھتے ہیں۔ والقی عن الباقر علیہ السلام مات ہارون

قبل موسیٰ ومات اجمیعا فی التیبہ۔

ترجمہ: تمہی نے امام باقر سے روایت ہے کہ ہارون علیہ السلام حضرت موسیٰ سے پہلے
فوت ہوئے اور دونوں کا وصال میدان تیبہ میں ہوا۔

رہا یہ امر کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصال کے بعد ان کی خلافت حضرت یوشع کو ملی
تھی یہ بھی سنی شیعوں دونوں کے ہاں متفق علیہ ہے۔ کتب اہل سنت میں تو یہ امر معروف ہے جبکہ کتب
شیعوں سے چند والہ جات پیش خدمت ہیں تفسیر فرات کوئی ص ۶۵ مطبوعہ نجف اشرف تفسیر منہج العادقین

اس لیے ہارون علیہ السلام ان کی وفات کے بعد خلیفہ نہیں بنے تھے۔ وفات کے بعد یوشع بن لون نے جانشینی سنبھالی تھی اس لیے صاف معلوم ہو گیا کہ زیر بحث حدیث میں وفات کے بعد والی خلافت ہرگز مراد نہیں ورنہ حضرت علیؑ کی حضرت ہارونؑ کے ساتھ کوئی وجہ تشبیہ باقی نہ رہے گی۔

ایک ضمنی شبہ

بعض لوگ کہتے ہیں زیر بحث حدیث میں وفات کے بعد والی خلافت ہی مراد ہے۔ البتہ ہارون علیہ السلام کو موت کا عارضہ آگیا تھا۔ اگر وہ موسیٰ علیہ السلام کے بعد زندہ رہتے تو وہی ان کے خلیفہ بلا فصل ہوتے جیسا کہ حضرت علی خلیفہ بلا فصل ہیں۔ بات تو جب تھی کہ وفات موسیٰ علیہ السلام کے وقت حضرت ہارون زندہ ہوتے اور کسی غیر کو خلیفہ بنا دیا جاتا مگر ایسا تو ہوا نہیں۔

جلد ۲ ص ۲۱۶، مجمع البیان جلد ۲ ص ۱۸۲ وغیرہ

ان تمام تصریحات سے روز روشن سے زیادہ واضح ہو گیا کہ حضرت ہارون علیہ السلام کے ساتھ حضرت علیؑ کو تشبیہ دے کر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علیؑ کے لیے جو خلافت بیان فرمائی وہ صرف چند دن کے لیے مدینہ طیبہ سے آپ کے غائب رہنے کی حالت میں تھی جیسے موسیٰ علیہ السلام کے طور پر جانے کے بعد حضرت ہارون علیہ السلام نے چند دن ان کی نیابت و خلافت سنبھالی تھی۔ اگر ارشاد میں بعد از وصال خلافت مراد ہوتی تو ضروری تھا کہ وہ پہلے مشبہ بہ حضرت ہارونؑ کے لیے ثابت ہوتی بعد میں مشبہ حضرت علیؑ کے لیے مانی جاتی جب وہ مشبہ بہ میں نہیں پائی گئی تو مشبہ میں کیسے مانی جاسکتی ہے۔

یہاں ایک اور لطیف نکتہ بھی ہے۔ وہ یہ کہ جیسے حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰؑ کے سگے بھائی ہونے کے باوجود اللہ کے ہاں حضرت موسیٰؑ کے خلیفہ بلا فصل نہ تھے اسی طرح حضرت علیؑ بھی رشتے میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچا زاد بھائی ہونے کے باوجود اللہ کے ہاں آپ کے خلیفہ بلا فصل نہ تھے، جب سکا بھائی اس منصب کا حامل نہیں ہوا تو چچا زاد بھائی کیسے ہوگا۔

مذکورہ شبہ کا جواب اول | دلیل اول کے جواب میں بتلایا جا چکا ہے کہ غزوہ تبوک پر جلتے ہوئے نبی صلیہ السلام نے مذکورہ ارشاد فرمایا تھا۔ اور اس میں ایک وقتی اور ایک ماضی استخلاف مراد تھا۔ جب بعد الوفاستحکامات ہی نہیں تو مذکورہ شبہ کی کوئی بنیاد ہی نہیں۔

مذکورہ شبہ کا جواب دوم | اسی طرح دوسری طرف دیکھیں۔ اگر موسیٰ صلیہ السلام نے بناب ہارون کو وقت وصال خلیفہ بنایا ہوتا تو زیر بحث حدیث میں علیؑ کی خلافت بعد الوفاستحکامات کا مفہوم پیدا ہو سکتا تھا حیرانگی ہے کہ شیعہ فرقہ والے اس حدیث سے خلافت بعد الوفاستحکامات کیسے ثابت کرتے ہیں، کوئی بھی تو وجہ نہیں۔

مذکورہ شبہ کا جواب سوم | اگر یہ مان لیا جائے کہ علیؑ مثل ہارون ہیں کہ جیسے موسیٰ صلیہ السلام کے رب کے پاس جانے وقت علیؑ آپ کے خلیفہ ہیں۔ تو بھی شیعہوں کا موقف ثابت نہیں ہوتا کیونکہ نماز پڑھنے والا اور حج و عمرہ کو جانے والا بھی اللہ کی طرف جانے والا ہے۔ ہجرت کرنے والا بھی اللہ کی طرف جانے والا ہے۔ جہاد کو جانے والا بھی اللہ کی ہی طرف جانے والا ہے۔ جیسا کہ ابراہیم صلیہ السلام بابل سے ارض مقدس کو جانے لگے تو فرمایا۔

رَبِّیْ ذَاھِبْ اِلَی رِبِّیْ سَیِّدِیْ

(میں اپنے رب کی طرف جا رہا ہوں۔ جو مجھے بہت جلد راہ دکھائیگا۔)

اس لیے موسیٰ صلیہ السلام کوہ طور پر جلتے ہوئے۔ اللہ کی طرف جانے والے تھے۔

اور نبی صلیہ السلام جنگ تبوک پر جاتے ہوئے اللہ ہی کی طرف جانے والے تھے۔ موسیٰ

شیعوں کا یہ عقیدہ کہ انبیاء کی یہ وراثت و خلافت ہمیشہ ان کے گھروالوں کو ملتی ہے

غلط ثابت ہوا، حضرت یوشع کی خلافت ان کے اس عقیدہ کی دہمیاں اڑانے کے کے کافی ہے۔

علیہ السلام نے جاتے ہوئے ہارونؑ کو اور نبی علیہ السلام نے علی مرتضیٰ کو خلیفہ بنا دیا۔ نہ ہارونی خلافت بعد الوفا تھی نہ علوی خلافت۔ گویا شیعہ فرقہ مذکورہ حدیث میں جو بھی معنی کرے اس سے مسلک اہل سنت ہی کی تائید ہوگی۔

دلیل اول کا جواب نمبر ۱۱ | نبی علیہ السلام کا ارشاد۔

أَنْتَ مَنِي بِنَزَلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسَى
خبر ہے، اور نبی کی خبر غلط نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ ارشاد خدا ہے۔

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ

سورہ نجد آیت ۳

ترجمہ: نبی علیہ السلام اپنی خواہش سے نہیں بولتے۔ آپکی بات اللہ کی طرف سے نازل کردہ وحی ہوتی ہے۔

سب کو معلوم ہے کہ نبی علیہ السلام کے جانے پر علی مرتضیٰ خلیفہ نہیں بنے۔ لہذا اگر زیر بحث حدیث سے علی مرتضیٰ کی خلافت بلا فصل مراد ہو تو یہ حدیث جھوٹ اور کذب بیانی پر محمول ہوگی۔ اس لیے اس سے خلافت بعد الوفا نہیں عارضی اور وقتی خلافت مراد ہے یعنی جنگ تبوک کے باعث مدینہ سے نبی علیہ السلام کی غیر موجودگی کی مدت میں حضرت علی کی خلافت مدینہ۔

قَوْلًا، لَا يَنْبَغِي أَنْ أَذْهَبَ إِلَّا وَأَنْتَ
خَلِيفَتِي۔

البتہ شیعہ فرقہ کا ایک سوال باقی رہ گیا کہ یہ بھی نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ اے علی! میں کہیں جاؤں تو تمہارے سوا کسی کو خلیفہ بنانا مجھے مناسب ہی نہیں۔ کیا یہ ارشاد علی مرتضیٰ کی خلافت بلا فصل کے لیے کافی نہیں؟

جواب اول

اس ارشاد کا مفہوم یہ ہے کہ اے علی! جب تم میرے گھر پر معاملات میں میرے خلیفہ بنو تو تب ہی مجھے کہیں جاتا بہتر ہے۔ کیونکہ نبی علیہ السلام نے آپ کو گھر کا ہی خلیفہ بنایا ہے۔ جس کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ نبی علیہ السلام نے اکثر و بیشتر

۱۵ چنانچہ شیعہ کتب میں یوں ہے کہ ملا باقر مجلسی نے بحار الانوار جلد ۲۱ ص ۲۳۲ میں امالی ابن شیخ سے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی یہ روایت نقل کی ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعلي بن ابي طالب عليه السلام يا رسول الله اني اكره ان نقول العرب خذل ابن عمه وتخلف عنه فقال اما ترضى ان تكون مني بمنزلة هارون من موسى قال بلى قال فاخلفني۔

: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ میرے گھر والوں کے لیے میری جگہ تم خلیفہ بنو (نگہداشت رکھو) حضرت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ! عرب کہیں گے نبی کا چچا زاد بھائی اس کا ساتھ چھوڑ گیا ہے آپ نے فرمایا۔ کیا تم اس حالت پر راضی نہیں کہ تمہاری نسبت مجھ سے وہ ہے جو ہارون علیہ السلام کی موسیٰ علیہ السلام سے تھی؟ عرض کیا کیوں نہیں۔ فرمایا تو پھر تم خلیفہ بنو۔

اس حدیث سے دو فائدے ثابت ہوئے۔ ایک یہ کہ یہاں حضرت علی کو صرف تبوک کے موقع پر وقتی نیابت کا دیا جانا مراد ہے نہ کہ بعد الوصال خلافت۔ دوسرا یہ کہ گھر پر معاملات میں خلافت مراد ہے۔

اپنی اہل کا خلیفہ بنایا۔ منافقین نے ان پر تھوٹ گھڑا اور کہا نبی علیہ السلام نے انہیں اپنے لیے بوجھ سمجھا ہے اس لیے پیچھے چھوڑا۔ یہ سن کر حضرت علیؑ اسلمہ کے کر نکل کھڑے ہوئے اور مقام جرف میں نبی علیہ السلام کے ساتھ جا ملے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ منافقین نے گمان کیا ہے کہ آپ نے مجھے بوجھ سمجھتے ہوئے پیچھے چھوڑا ہے آپ نے فرمایا منافق تھوٹ نکلتے ہیں۔ میں نے تمہیں اپنے پیچھے والوں کے لیے خلیفہ بنایا ہے۔ تم لوٹ جاؤ اور میرے اور اپنے اہل میں خلیفہ رہو کیا تم اس پر راضی نہیں کہ تم میرے لیے ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لیے ہارونؑ تھے البتہ میرے بعد کوئی نبی

کمر شمار	غزوہ یا سفر	نام خلیفہ	سنہ ہجری	کتب اہل تشیع	کتب اہل سنت
۵	غزوہ بنی قینقاع	ابو بابتہ عبد المنذر	ذی قعدہ ۲ھ	جلد اول ص ۲۶۶	کتب اہل سنت
				تینز بخار الانوار جلد	
				نبتہ ص ۲۶	
۶	غزوہ سویح	" "	" "	جلد اول ص ۲۸۱	
۷	غزوہ قرقرۃ الکدر	عبد اللہ بن ام مکتوم	ذی الحج ۳ھ	جلد اول ص ۲۸۲	
				بخار انوار جلد نبتہ ص ۸	
۸	غزوہ بنو نضیر	" "	ربیع الاول ۲ھ	جلد اول ص ۳۹	
۹	غزوہ احد	عبد اللہ بن ام مکتوم	شوال ۳ھ	ناسخ التواریخ حالات پیغمبر جلد اول	
۱۰	غزوہ بدر	" "	" "	جلد دوم ص ۶	
۱۱	بدر صغریٰ	عبد اللہ بن رواحہ	" "	" " " " ص ۵۸	
۱۲	بنو مسطلق	ابو ذر غفاری	شعبان ۳ھ	" " " " " " ص ۶۳	
۱۳	غزوہ دوتہ الجندل	سباع بن عزیظہ	ربیع الاول ۵ھ	" " " " " " ص ۱۰۵	
۱۴	غزوہ خندق	عبد اللہ بن ام مکتوم	شوال ۵ھ	" " " " " " ص ۹۱	

نہیں۔ (معلوم ہوا مذکورہ الفاظ کا معنی یہ ہے کہ اسے علی! تمہیں اپنے اہل کے اندر خلیفہ بنا کر
نہیں کہیں جانا بہتر ہے۔)

جواب دوم

اگر یہ بھی مان لیں کہ غزوہ تبوک کے موقع پر نبی علیہ السلام نے ترضی
کو پورے مدینہ کی نگہداشت پر مامور کیا۔ اور خلیفہ بنایا تھا۔ تو معنی یہ ہو گا کہ اس
علی! اس موقع پر بوجہ تمہیں ہی خلیفہ بنا کر جانا بہتر ہے۔ کیونکہ اس کے علاوہ دیگر غزوات
کے موقع پر نبی علیہ السلام نے دیگر صحابہ کو خلیفہ بنانا بہتر سمجھا تو انہیں خلیفہ بنا دیا۔ اور اس
غزوہ میں فرما دیا کہ علی کو ہی خلیفہ بنانا بہتر ہے

نمبر شمار	غزوہ یا سفر	نام خلیفہ	سنہ ہجری	کتب اہل تشیع
۱۵	غزوہ بنو قریظہ	" "	" "	ناسخ التواریخ ص ۱۲۹
۱۶	غزوہ بنو لویان	" "	ربیع الاول	" " " " ص ۱۵۹
۱۷	ذات الرقاع	ابو ذر غفاری	جمادی الاول	" " " " ص ۱۵۹
			سنہ ۵	
۱۸	غزوہ حدیبہ	عبداللہ بن ام مکتوم	ذی قعدہ	" " " " ص ۲۰۲
۱۹	غزوہ خیبر	سباع بن عرفطہ کلثومی بن حصین		" " " " ص ۲۶۲
۲۰	عمرة القضاء	ابو رہیم انصاری	ذی قعدہ	ص ۱۴
۲۱	فتح مکہ	" "	رمضان	" " " " جلد سوم ص ۱۳
				بخاری جلد ۲۱ ص ۱۰۲
۲۲	غزوہ تبوک	حضرت علی	جیب ۹	عامہ کتب شیعوہ دہلی۔

تحقیق معنی لفظ مولیٰ

دلیل دوم کا جواب نمبر ۱ بقول شیعہ فرقہ ارشادِ نبی -

مَنْ كُنْتُ مَوْلَاَهُ فَعَلَىٰ مَوْلَاَهُ -

میں مولیٰ کے صرف دو معنی درست ہیں -

۱۔ مددگار -

۲۔ متولی اور حاکم -

اگر مددگار معنی کیا جائے تو مفہوم حدیث ہوگا - جس کا میں مددگار ہوں اس کا علی بھی مددگار ہے - یعنی جس طرح میں مسلمانوں کا مددگار ہوں - ظالموں سے ان کے حقوق واپس کروانا ہوں - ان کی نگہداری کرنا ہوں اسی طرح علیؑ بھی ہر مسلمان کا نگہدار اور انصاف رساں ہے - ثابت ہوا نبی علیہ السلام کے بعد خلیفہ حضرت علیؑ ہیں -

مگر شیعوں کی یہ تاویل حدیث کے مفہوم سے کوسوں دور ہے - حدیث کا معنی تو صرف یہی ہے کہ جس شخص کے مددگار نبی علیہ السلام ہیں - علیؑ بھی اس کے مددگار ہیں - آگے نگہدار اور انصاف رساں وغیرہ کی تشریح شیعہ فرقہ خود اپنی طرف سے لگا رہے لفظ مددگار کا مفہوم تو یوں بھی قائم ہو سکتا ہے کہ علی مرتضیٰ چونکہ جنگوں میں اسلام کی فتح کی علامت تھے اور اسلام کی مدد کرنے سے ہر مسلمان کی مدد خود بخود ہو جاتی ہے - لہذا ان الفاظ میں نبی علیہ السلام نے علی مرتضیٰ کی شجاعت و علوم تربیت بیان فرمائی کہ لوگو! جس طرح میں بارگاہِ خدا میں ہاتھ اٹھا کر اور انتہا و دعا کر کے تمہاری ہر طرح امداد کرتا ہوں علیؑ اپنی نوار سے تمہاری امداد کرتا ہے - لہذا -

من کنت مولاه فعلی مولاه الخ

گویا اگر شیعوں کی بات مانتے ہوئے مولیٰ بمعنی مددگار کیا جائے تو بھی اس حدیث سے حضرت علی کی شجاعت ثابت ہوتی ہے۔ خلافت نہیں۔ آخر حضرت علی کی شجاعت کا کون منکر ہے۔ آپ کی بہادری مشہور زمانہ ہے چنانچہ یہی بہادری اس حدیث میں بیان کی گئی ہے۔

دلیل دوم کا جواب نمبر ۱ | شیعوں فرقہ مولیٰ بمعنی متولی بھی کرتا ہے اور یوں حضرت علی

کی خلافت ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ لیکن یہ معنی ہرگز مراد نہیں ہو سکتا اور اس پر اجماع ہے اور مزید تفصیل دلیل سوم کی تردید میں آرہی ہے۔

دلیل دوم کا جواب نمبر ۲ | لغت کی کتب میں مولیٰ بمعنی انعام دینے والا آیا ہے۔

جیسا کہ آزاد کرنے والے کو بھی مولیٰ کہا جاتا ہے کیونکہ وہ بھی آزادی جیسا بہت بڑا انعام دیتا ہے۔ چونکہ نبی علیہ السلام نے ہر مسلمان کو ایمان دیا قرآن دیا اور اللہ کا عرفان دیا جب کہ حضرت علی نے جنگوں میں مسلمانوں کو فتح تم کٹا کر کیا۔ فتح دلوائی اور تحفظ دلوا یا لہذا مسلمانوں پر حضرت علی کے بھی انعامات ہیں۔ چنانچہ فرمایا گیا۔

من کنت مولاه فعلی مولاه

جس پر میرا احسان ہے اس پر علی کا احسان بھی ہے۔

اس معنی پر بھی حضرت علی کی شجاعت ہی ثابت ہوتی ہے خلافت نہیں۔

اسی طرح لغت میں مولیٰ کا معنی محبت کرنا والا (دوست) بھی آتا ہے۔ اس طرح معنی یہ ہو گا

جس کا میں دوست ہوں اس کا علی بھی دوست ہے۔ یہ معنی بھی درست ہے۔

۱۔ بلکہ مولیٰ کے تمام معنوں میں سے (دوست) ہی اس حدیث میں بہتر اور صحیح ہے۔

تحقیق لفظ ولی اور "میرے بعد" سے کیا مراد ہے

دلیل سوم کا جواب نمبر ۱ | شیعہ کہتے ہیں نبی علیہ السلام کے اس ارشاد۔

وہو ولی کل مؤمن بعدی۔

(علی میرے بعد ہر مؤمن کا ولی ہے۔)

یہ کسی تاویل کی ضرورت ہے نہ کسی اور پریشانی کی۔ پھر اس پر قرینہ لفظی بھی موجود ہے اور فن اصول فقہ سے ادنیٰ واقفیت رکھنے والے طلباء بھی خوب جانتے ہیں کہ جب کسی کلام میں مشترک لفظ آجائے تو سیاق و سباق میں اس کے کسی ایک معنی کے تعین کے لیے قرینہ تلاش کیا جاتا ہے، اور جب خود کلام میں ایسا لفظی قرینہ مل جائے یا حالی قرینہ دستیاب ہو جائے، جو اس کے کسی ایک معنی کو متعین کر رہا ہو تو پھر وہی معنی مختص ہو جاتا ہے۔ اسے چھوڑ کر دوسرا معنی لینا درست نہیں ہوتا۔ اس اصول کو ذہن نشیں کر لینے کے بعد ہم نے زیر بحث حدیث میں دیکھا تو لفظ مولیٰ مشترک نظر آیا جس کے کئی ایک معنی ہیں۔ جن میں سے دوست بھی ہے اور اس پر لفظی قرینہ بھی موجود ہے اور حالی بھی ہے۔ چنانچہ فریقین سنی شیعہ دونوں کی کتب میں حدیث کے مکمل الفاظ یہ ہیں۔

مَنْ كُنْتُ مَرَلًا فَعَلَى مَوْلَاهُ اللَّهُمَّ وَالِي مَنْ وَالَاهُ دَعَادٍ مَنْ

عاداہ۔

ترجمہ: جس کا میں دوست ہوں اس کا علی دوست ہے۔ اے اللہ جو شخص اسے دوست رکھے تو اسے دوست رکھو اور جو اسے دشمن رکھے تو اسے اپنا دشمن رکھو۔

دیکھیے شیعہوں کی معتبر کتاب جامع الاخبار، فصل ۱۵ ص ۱ اور احتجاج طبرسی جلد اول ص ۱۱۱

میں ولی کے دوہی معنی ہو سکتے ہیں۔ مددگار اور متولی۔ اور دونوں طرح سے حضرت علی کی خلافت بلا فصل ثابت ہوتی ہے۔

مگر یہ بات خوش فہمی سے زیادہ درجہ نہیں رکھتی کیونکہ ولی بمعنی مددگار کرنے پر خلافت بلا فصل تو کیا بلکہ محض خلافت کا عدم آپ پیچھے ملاحظہ فرمائیے ہیں۔ جب کہ بمعنی متولی کرنے پر کہا جاسکتا ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ لفظ بعد کا مفہوم نبی علیہ السلام کے فوری بعد والے زمانہ پر ہی صادق آئے ابو بکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم کے بعد والے دور پر بھی صادق آسکتا ہے۔ اور کہا جاسکتا ہے کہ وہ دور بھی نبی علیہ السلام کے بعد والا دور ہے۔ یعنی حدیث کا مفہوم یہ بن گیا کہ علی میرے بعد ایک دور میں مسلمانوں کا خلیفہ بنے گا۔

یہ تو رہا قرینہ لفظی کہ الفاظ حدیث میں لفظ دوست بار بار آرہا ہے اور قرینہ حالی یہ ہے۔ کہ حجۃ الوداع سے واپس ہوتے ہوئے مقام خم غدیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا۔ اگر اس میں آپ اپنے بعد خلافت کا اعلان فرما رہے ہیں تو یہ اعلان حجۃ الوداع کے خطبہ میں کرنا چاہیے تھا جب تمام عالم اسلام کے لوگ جمع تھے۔ آپ نے خطبہ حجۃ الوداع میں دین و دنیا کی تمام ضروری اور بنیادی باتیں ارشاد فرمائی ہیں۔ مگر شیعوں کی مذمومہ امامت علی کا کوئی ذکر نہیں ہوا۔ اس حدیث کا اعلان امامت علی سے کوئی تعلق نہیں۔

اسے جیسا کہ نبی علیہ السلام نے کئی صحابہ کرام کے بارہ میں مختلف پیش گوئیاں فرمائیں کہ فلاں میرے بعد یہ کہے گا۔ اور یہ پیش گوئیاں آپ کے بعد مختلف ادوار میں پوری ہوئیں جہاں پوری ہوئی ہیں وہاں یہ نبی علیہ السلام کے ارشادات صادق آئے۔ اس طرح حضرت علی جس دور میں خلافت ملی اس دور پر مذکورہ ارشاد صادق آ گیا اگر نبی علیہ السلام کے دنیا سے رحلت فرمانے کے فوراً بعد چل کر آئیں گے تو یہ حدیث چھوٹی ٹھہرے گی کیونکہ واقعہ میں حضرت علی کو منصفاً آپ کے بعد حکومت حاصل نہیں ہوئی۔

چنانچہ عثمان غنی کے مناقب میں آرہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں ایک حور دکھی تو اس سے پوچھا تو کس کے لیے ہے؟ اس نے عرض کیا میں آپ کے بعد ہونے والے خلیفہ عثمان کے لیے ہوں۔ تو جس طرح اس حدیث میں بعد سے مراد ابو بکر و عمر کے دور کے بعد مراد ہے اس طرح زیر بحث حدیث میں بعد سے حضرت عثمان کے بعد مراد ہے۔ اور فرمایا جا رہا ہے کہ علیؑ سے محبت رکھو عنقریب یہ تمہارا خلیفہ بنے گا۔

دلیل سوم کا جواب نمبر ۲

مذکورہ حدیث میں بُعْدِی سے نبی علیہ السلام کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد حضرت علی کے منولی ہونے کا اثبات تین وجہ سے باطل ہے۔

اول۔ یہ حدیث ایک خبر ہے۔ کہ میرے بعد ایسا ہو گا۔ اور نبی علیہ السلام کی کوئی خبر غلط ہو سکتی ہی نہیں اگر شیعوں والا معنی لیا جائے تو یقیناً غلط ثابت ہو گا۔ یہ کہنا کہ یہ خبر نہیں انشاد ہے۔ بالکل جھوٹ اور خلاف اہل و حقیقت ہے۔

ثانی۔ خلافت بلا فصل دین میں ایک عظیم الشان اور نہایت اہم بات ہے اگر حدیث میں یہی خلافت مراد تھی تو کہنا چاہیے تھا کہ۔

علی یستحق الغلافۃ بعدی متصلاً او بلا فصل

یعنی علی میرے بعد متصلاً یا بلا فصل خلافت کا حق دار ہو گا۔

مگر ایسا نہیں فرمایا گیا۔ معلوم ہوا ایسی خلافت ہرگز مراد نہیں تھی۔ اس لیے ایسی

حدیث سے جو کسی معانی کا احتمال رکھتی ہے۔ ایسی اہم بات ثابت کرنا جو شیعوں کے

نزدیک تو حید و رسالت سے بھی اہم ہے۔ نری دھوکہ دہی اور فریب کاری

ہے۔

ثالث: نبی علیہ السلام کا ارشاد ہے۔

لا تجتمع امتی علی الضلالة

امیر امت گمراہی پر جمع نہیں ہوگی۔

اصحابی کالتجوم بایہم و اقتدایتم و اھتدایتو۔

میرے صحابہ ستارے ہیں جس کی اقتداء کرو گے ہدایت پا لو گے۔

اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ نبی علیہ السلام کے فوراً بعد تمام صحابہ نے ابو بکر صدیق کو اپنا خلیفہ اور حاکم مقرر کیا۔ اس وقت کافر تو تھے ہی کافر، اگر صحابہ کرام

۱۔ چنانچہ علامہ باقر مجلسی حیات القلوب جلد ۲ ص ۲۵۹ باب نہم در بیان فضائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں لکھتے ہیں

سینزد ہم آست کہ خدا ایشان را از گرسنگی نئے کشد و ایشان را بر گمراہی جمع نہ کند۔

یعنی آپ کی تیرھویں خصوصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی امت کو بھوک سے ہلاک نہیں کرے گا اور آپ کی امت کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔

تو گھر کی تہادت مل جانے کے بعد شیعوں کو مان لینا چاہیے کہ خلافت صدیقی اجماع امت مسلمہ کی وجہ سے بنتی برہتی تھی۔

۲۔ چنانچہ شیعوں کی انتہائی معتبر کتب (۱) بحار الانوار جلد ۲۲ ص ۳ (۲) معانی الاخبار ص ۱۵۶ (۳) الخوارزمی جلد ۱ ص ۱۵۱ اور (۴) بیون اخبار الرضا ص ۸۵ جلد دوم میں امام جعفر اپنے آباؤ سے یہ حدیث رسول روایت کرتے ہیں۔

فَانَّمَا مَثَلُ اصْحَابِي مَنكَو كَمَثَلِ النُّجُومِ بَايْهَا اخذ اھتدای۔

ترجمہ: میرے صحابہ کی مثال ستاروں جیسی ہے جس کا دامن پکڑ لو گے ہدایت پا جاؤ گے۔

جو مسلمان تھے غلط بات پر اکٹھے ہو گئے تھے تو ثابت ہوا اس وقت ساری
کی ساری امت گمراہی پر اکٹھی ہو گئی تھی تو پھر اہل تشاد نبی
لَا تَجْتَبِعُ أُمَّتِي عَلَى الضَّلَالَةِ۔

کا کیا مفہوم باقی رہ گیا جیسا کہ شیعہ کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کے بعد تین افراد کے سوا سب
صحابہ مرتد ہو گئے تھے۔ معاذ اللہ۔

تقیہ کا رد

ابو بکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی کی خلافت کی صحت پر
سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ حضرت علی خود ان کے پیچھے نمازیں پڑھتے اور مشورے
دیتے رہے۔

شیعہ کہتے ہیں یہ سب کچھ تقیہ کے طور پر تھا۔ آپ نے اپنی جان کے ڈر سے ایسا
کیا اور کرتے رہے۔ مگر ہم حضرت علیؑ کے مناقب میں اپنی بہادری اور شجاعت بیان
کریں گے جس سے واضح ہو جائیگا کہ ایسا بہادر شخص کبھی اس طرح کا تقیہ نہیں کر سکتا۔

دلیل سوم کا جواب نمبر ۳

ازیر بحث حدیث میں ولی از روئے لغت بمعنی محبت
کرنیوالا (دوست) بھی ہو سکتا ہے۔ یعنی نبی علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ سب سے زیادہ
میں ہر مسلمان سے محبت کرتا ہوں اور میرے بعد علیؑ ہر مسلمان سے محبت
رکھتے ہیں۔

فضیلت

نبی علیہ السلام کسی بھی شخص کو خلافت کا پروانہ لکھ نہیں
دیئے گئے تھے

باب مناقب شیخین میں حضرت حذیفہ کی حدیث گزر چکی ہے اور حضرت علی سے بھی
ایسی احادیث مروی ہیں۔ علاوہ ازیں۔

حدیث

طلحہ بن مصرف سے روایت ہے کہ عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ سے پوچھا گیا۔ نبی
علیہ السلام نے وصیت فرمائی تھی؟ (کہ میرے بعد فلاں شخص خلیفہ ہوگا۔) انہوں نے فرمایا
نہیں۔ میں نے کہا پھر وصیت کے بارہ میں مسلمانوں کا عقیدہ کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا
آپ نے اللہ کی کتاب پر عمل کی وصیت ضرور کی تھی۔

یہی طلحہ کہتے ہیں کہ ہزمل بن شریبیل نے کہا ہے ابو بکرؓ نبی علیہ السلام کی وصیت
پوری کرنے میں ہمہ تن مصروف تھے اور وہ چاہتے تھے کہ نبی علیہ السلام کا ارشاد ہو تو
کسی شخص کا مطیع ہو جاؤں (اور حاکم نہ بنوں)

حضرت عمر کا قول بھی یہی ہے کہ اگر میں اپنا جانشین مقرر نہ کروں تو بھی کوئی حرج
نہیں آخر نبی علیہ السلام نے بھی اپنا جانشین نہیں بنایا تھا۔ حالانکہ آپؐ مجھ سے بہتر تھے۔
یہ قول بھی اس امر کی گواہی دیتا ہے کہ نبی علیہ السلام نے کسی خلافت پر نص نہیں
فرمائی ہے۔

حدیث

فطر، بنی ہاشم کے ایک شیخ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال پر ایک شخص نے حضرت علیؓ سے کہا اے علی! باہر نکل کر لوگوں میں اعلان کر دو کہ نبی صلیہ السلام نے ہمیں خلافت دیدی ہے۔ اس طرح حکومت و خلافت کبھی کسی اور کو نہیں مل سکے گی۔ اپنے فریاد میں نے آپ کی زندگی میں کوئی غلط بات آپ کی طرف منسوب نہیں کی تھی اب آپ کے تشریف لے جانے کے بعد ایسا کروں؟

حدیث

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑ کر کہا۔ آپ دیکھ نہیں رہے کہ تین دن کے بعد خلافت کے بارہ میں، آپ کی بات ماننے والا کوئی نہ ہو گا۔ کیونکہ مجھے نظر آ رہا ہے کہ نبی صلیہ السلام اس مرض میں دنیا سے رحلت فرمانے والے ہیں۔ اور بنو عبدالمطلب کی چیزوں پر موت طاری ہے۔ اس لیے آپ نبی صلیہ السلام کے پاس جائیں اور اگر کسی دوسرے کو خلافت دی جا رہی ہو تو جا کر سوال کریں کہ حکومت کسے ملنے والی ہے۔ اگر ہمیں ملتی ہو تو بھی معلوم ہو جائے۔ (پھر بھی حقیقت حال سامنے آجائے اور) آپ ہمیں اس خلیفہ کی اطاعت کا حکم اور وصیت فرما دیں گے۔ حضرت علیؓ نے جواب دیا، قسم بخدا اگر میں نے پوچھا۔ اور آپ نے انکار کر دیا تو پھر لوگ ہمیں کبھی خلافت نہ دیں گے۔

حدیث

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خلافت کا پروانہ نہیں دیا۔ ہم اسے خود اپنے طور پر طلب کر رہے تھے۔ اور اللہ کو معلوم ہے کہ ہمارا یہ مطالبہ درست تھا یا غلط۔ درست تھا تو اللہ کی طرف سے ہو گا۔ نہیں تو ہماری طرف سے ٹھہرے گا اس کے بعد ابو بکر نے خلافت سنبھالی اور دین قائم کر دیا۔ عمر نے بھی ایسے

ہی کیا۔ تا آنکہ دین زمین پر اس طرح ٹھہر گیا۔ جیسے اونٹ اطمینان سے گرون ڈال دیتا ہے۔

اس طرح کی احادیث شیخین کے باب میں گزر چکی ہیں۔ علاوہ ازیں مناقب علی میں آئے گا کہ لوگوں نے آپ سے کہا کہ اپنا جانشین بنا دیں۔ آپ نے فرمایا جس طرح نبی علیہ السلام امت کو خدا کے حوالے کر گئے تھے میں بھی کر جاؤں گا۔ معلوم ہو گیا نبی علیہ السلام نے کسی کے خلیفہ ہونے پر نص نہیں دی۔ البتہ ابو بکر صدیق کو مصلائے امت پر ٹھہرا کر آپ کی خلافت کا اشارہ اور تنبیہ کر دی تھی کہ یہ ابو بکر تمہارے لیے خلافت کے سب سے زیادہ حقدار ہیں اور مجھے ان کی خلافت پر اطمینان اور مسرت ہے۔

فضیلت

ابو بکر صدیق کی بیعت اور متعلقہ امور کی تفصیل

واقعی نے حکایت کی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال پیروار کو ہوا اور اسی دن ابو بکر صدیق کی بیعت کی گئی اور تاریخ تھی ۱۶ ربیع اول ۱ھ۔ ابن قیسبہ اور ابو عمر (ابن عبدالبر) کے مطابق ابو بکر صدیق کی بیعت خلافت تو نبی علیہ السلام کے وصال کے روز ہی ستیفہ بنو ساعدہ میں ہو گئی تھی۔ البتہ عام بیعت بروز منگل اگلے روز منبر پر ہوئی تھی۔ ابو عمر کے بقول بنو خزرج سے سعد بن عبادہ اور ایک قریشی گروہ شروع میں بیعت سے رکا رہا۔ بعد میں سعد کے علاوہ سب نے بیعت کر لی۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس روز کوئی قریشی بیعت سے پیچھے نہ رہا تھا

اور یہ بھی کہتے تھے کہ علیؑ بطحہ زبیر اور خالد بن العاص نے بیعت نہ کی تھی مگر آخر کار ان سب نے بیعت کر لی۔ اور اس کے بعد حضرت علیؑ نے ابو بکر صدیق کی مکمل اطاعت کی اور ہمیشہ آپ کے فضائل کے معترف رہے۔

ابن قتیبہ کہتے ہیں اس وقت چند ایک قبائل عرب کے علاوہ اکثر زکوٰۃ کا انکار کر کے مرتد ہو گئے تھے۔ آپ نے جہاد کیا اور سب کو سیدھا کر دیا۔ ۱۰ھ میں آپ نے حضرت عمرؓ کو امیر الجحاح بنا کر بھیجا۔ پھر اسی سال میں جنگ یمانہ ہوئی مسیلمہ کذب قتل ہوا۔ اسود غنسی صنعا دین میں قتل ہوا اور نام گروہ مرتدین سے جہاد کیا گیا تا آنکہ لوگ دین خداوندی کی طرف لوٹ آئے اس موضوع پر ہم نے ایک مختصر اور مستقل تصنیف کی ہے۔ پھر ۱۲ھ میں خود ابو بکرؓ کے امیر بنے اور فتح سے لوٹ کر شام و عراق کی فتوح کے لیے لشکر روانہ کیے۔

حدیث

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رجب ۱۰ھ میں عمرہ کیا۔ چاشت کا وقت تھا کہ آپ مکہ میں داخل ہوئے، آپ کے والد ابو قحافہ اپنے گھر کے دروازہ پر دو بچوں کے ساتھ بیٹھے بائیں کر رہے تھے (چونکہ وہ نابینا ہو گئے تھے) انہیں بتلایا گیا کہ یہ آپ کا بیٹا آ گیا ہے وہ (خوشی سے) اٹھ کھڑے ہوئے۔ ابو بکرؓ نے جلدی کی اور اونٹ کو بھلائے بغیر کھڑے اونٹ سے پھلانگ لگادی اور پکائے آبا! آپ نہ کھڑے ہوں اور دوڑ کر والد سے لپٹ گئے اور مانٹھا چوم لیا۔ ابو قحافہ فرط مسرت سے رو پڑے۔ غناب بن اسید، سہیل بن عمرو، عقبہ بن عکرمہ بن ابی جہل اور حارث بن ہشام آپ کے پاس آئے اور یوں سلام کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ! آپ کو سلام ہو اور انہوں نے آپ سے مصافحہ کیا۔ ابو بکرؓ نے جب نبی علیہ السلام کا نام سنا تو رو پڑے۔ اس کے بعد انہوں نے

ابو قحافہ کو سلام کہا۔ ابو قحافہ نے کہا۔ ابو بکر! یہ بڑے لوگ ہیں ان کا خیال رکھیں ابو بکر نے عرض کیا۔ سب اللہ کی طاقت اور قوت ہے۔ اللہ کی توفیق کے بغیر نہ میرے ہاتھ کام کر سکتے ہیں نہ کوئی دوسرا عضو۔ ابو بکر صدیق نے اعلان کیا کہ کسی کو شکایت تو نہیں کسی ظالم سے؛ مگر کسی نے جواب نہ دیا۔ ہر کوئی اپنے عمال کی تعریف کر رہا تھا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سرکاری مہر ابو بکر صدیق کو ملی پھر حضرت عمر کو
اور حضرت عثمان کو حاصل ہوئی

حدیث

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چاندی کی مہر (انگوٹھی) بنوائی (یعنی ایسی انگوٹھی بنوائی جس کے اوپر تحریر ثبت تھی اور وہ مہر کا کام بھی دیتی تھی) جو آپ کے ہاتھ میں رہی پھر ابو بکر صدیق کے پاس آئی پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں رہی اس کے بعد عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو ملی۔ پھر حضرت عثمان کے ہاتھ سے بیساریس میں گر پڑی۔ اس پر لکھا تھا محمد رسول اللہ۔

اسے بخاری مسلم نے روایت کیا ہے۔ بعض روایات میں ایک انصاری صحابی سے یوں مروی ہے کہ محمد، رسول اور اللہ کے الفاظ تین سطروں میں تھے۔ یعنی
اس طرح ہے۔

۱۔ مفوقس بادشاہ کو نبی علیہ السلام نے دعوت اسلام کا جو خط لکھا تھا۔ اس میں اس انگوٹھی کی مہر لگی تھی۔ وہ اس کے خزانہ میں محفوظ رہا بعد میں یہ خط دستیاب ہوا اور اس کی فوٹو

اللہ

تَسْوَلُ

مَحَلِّ

حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگوٹھی آپ کے ہاتھ میں ہوتی تھی۔ پھر وہ حضرت ابو بکر اور پھر حضرت عمر کے ہاتھ میں رہی۔ آخر میں حضرت عثمان کے ہاتھ میں آئی۔ ایک روز وہ بیڑا ریس کی منڈیر پر بیٹھے تھے۔ آپ نے انگوٹھی اتاری اور اس سے کھیلنا شروع کر دیا۔ وہ کنوئیں میں جا گریں۔ تو ہم لوگ حضرت عثمان کے ساتھ تین دن تک کنوئیں میں سے اسے تلاش کرتے رہے مگر وہ نہ ملی۔
اسے بخاری اور مسلم نے روایت کیا ہے۔

آج تمام عالم اسلام میں گھر گھر موجود ہے۔ ہم بھی حصول برکت کے لیے اس کی فوٹو درج کر رہے ہیں۔

تشریح :

اختلاف ہے کہ یہ مہر (انگوٹھی) آپ نے اپنے لیے خود بنوائی تھی یا کسی صحابی کے پاس دیکھی تو اسے اس پر کچھ لکھوانے سے منع کر دیا تھا بعد میں اس پر مذکورہ الفاظ لکھوا کر اسے مہر کی شکل دے دی۔ پہلی بات زیادہ واضح ہے جب کہ دوسری بات بھی بعض آثار سے مترشح ہوتی ہے۔

فضیلت

سقیفہ میں کس طرح سے بیعت ہوئی

حدیث

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک بار عمر فاروق منبر پر کھڑے ہوئے، فرمایا۔ کسی شخص کو یہ دھوکہ نہ رہے کہ ابو بکر صدیق کی بیعت اچانک عملت میں کر لی گئی تھی۔ قسم بخدا ہوا تو ایسے ہی تھا۔ مگر اس میں کوئی شتر نہ تھا اور آج تم میں ابو بکر جیسا کوئی شخص نہیں جس پر لوگ اپنی گردنیں کٹوانے کو تیار ہوں۔ نبی علیہ السلام کے وصال کے بعد ساری امت میں سب سے بہتر آپ ہی تھے۔ اس کے بعد حضرت عمر فاروق یوں گویا ہوئے۔

حضرت علی اور حضرت زبیر اور ان کے چند ساتھی بیعت سے رک گئے اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں بیٹھ رہے اور تمام انصار بھی ہمارے رائے کے

خلاف سقیفہ بنو ساعدہ میں اکٹھے ہوئے تھے۔ جب کہ ہاجرین ابو بکرؓ کے گرد (خلافت کے لیے) جمع تھے۔ میں نے کہا ابو بکر! اپنے انصار بھائیوں کے پاس ہمیں جانا چاہیے۔ چنانچہ ہم سب انصار کی طرف چل کھڑے ہوئے آگے سے دو صالح مرد ملے اور انصار کے عمل سے آگاہ کیا۔ ان میں سے ایک بولا! اے ہاجرین! کہاں جا رہے ہیں۔ آپ لوگ؟ میں نے کہا ہم اپنے انہی بھائیوں کے پاس جا رہے ہیں۔ وہ دونوں کہنے لگے۔ آپ لوگ ادھر ہرگز نہ جائیں! بلکہ اپنے کام میں مگن رہیں۔ میں نے کہا نہیں ہم ضرور جائیں گے۔ چنانچہ ہم سقیفہ میں آجہنچے۔ انصار وہاں اکٹھے تھے۔ ایک شخص ان میں چادر اوڑھے پڑا تھا۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ کہنے لگے سعد بن عبادہؓ ہے۔ اور اصل وہ خلافت کے طلب گار تھے! میں نے کہا خیریت تو ہے؟ بولے بیمار ہے۔ ہم بیٹھے تو انصار میں سے ایک شخص اٹھا اور اللہ کی حمد و ثنا کے بعد کہنے لگا۔ اما بعد!

ہم اللہ کے انصار (مددگار) اور اسلام کا لشکر ہیں۔ اور اے ہاجرین تم بھی ہمارا ہی ایک گروہ ہو۔ جبکہ ہمیں اطلاعات پہنچ رہی ہیں کہ آپ لوگ ہمیں پست کرنا اور حکومت کے معاملہ سے ہٹانا چاہتے ہیں؛ جب وہ شخص خاموش ہوا تو میں نے بات کرنا چاہی اور چند باتیں میرے دل میں میرے خیال کے مطابق بڑی اچھی در آئیں میں نے انہیں ابو بکر کی موجودگی میں کہنا چاہا مگر میں چونکہ اپنے جسم کے ٹکڑے کی طرح آپ کا خیال رکھتا تھا۔ اور وہ تھے بھی بڑے بردبار اور پروتار! اس لیے میں کچھ کہنے کا ابھی فیصلہ نہ کر پایا تھا کہ ابو بکر بول پڑے اور فرمایا خاموش رہو! تو میں نے آپ کو ناراض نہ کرنا چاہا۔ ویسے بھی آپ مجھ سے بہتر علم اور وقار کے مالک تھے۔ چنانچہ آپ نے بات شروع کی اور جو باتیں میرے خیال میں بڑی عمدہ تھیں (جو میں کہنا چاہتا تھا) آپ نے سب کہہ ڈالیں

